حیات القلوب

جلد 2

صفحہ ۱ سے 209

5/11

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَمَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

پیشِ لفظ!

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس بے بضاعت کو اس کتاب حیات القلوب جلد دوم مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اُردو ترجمہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس دینی خدمت کی تکمیل کا شرف بخشا جو جلد اوّل کتاب ہذا کے ترجمہ سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل ہو گیا۔ والحمد للّٰہ علےٰ ذالک۔

اس جلیل القدر اور کثیر الفوائد کتاب میں جناب سرورِ کائنات فخرِ آدمؑ و بنی آدم باعثِ خلقتِ عالم، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کے تمام و کمال حالات درج ہیں۔ ابتدائے خلقتِ نور اور آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات حسرت آیات تک کے واقعات نہایت شرح و بسط کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیت علیہم السلام کے نور کی خلقت؛ آپ کا نسب؛ آپ کے آباؤ اجداد میں جناب ہاشمؑ سے جناب ابوطالبؑ تک کے حالات اور اُن حضرات کی زندگی کے اہم واقعات؛ آنحضرتؐ کے متعلق پیشین گوئیاں؛ آپ کی ولادت؛ رضاعت؛ جناب ابوطالب کی آپ سے محبت اور جان سپارانہ حمایت؛ آنحضرتؐ کے اخلاقِ حسنہ اور خصائلِ حمیدہ؛ حضرتؐ کے معجزات بالتفصیل یعنی جمادات و نباتات و حیوانات و اجرام و سماوی وغیرہ وغیرہ سے متعلق معجزات؛ غزوات؛ معراج اور مباہلہ کے مکمل حالات؛ اصحاب اور اُمت کے فضائل؛ آپ کی تبلیغ؛ اسلام کی خوبیاں؛ آپ کے خاص خاص اصحاب یعنی جناب سلمان و ابو ذر و مقداد و عمار وغیرہم رضوان اللہ علیہم کے حالات؛ اُن حضراتؓ کی دینداری اور حمایتِ اہلِ بیتؑ؛ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی روئیداد نہایت تشریح و تفصیل کے ساتھ مسطور و مرقوم ہیں۔

یہ کتاب صحیح اسلامی تعلیم و تبلیغ کا دفتر ہے جو نہ صرف عام مومنین کی دینی معلومات کی ضامن ہے بلکہ اُن کی تہذیب و اخلاق؛ عادات و اطوار اور اعمال و کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی ذمہ دار ہے بشرطیکہ خلوص سے عمل کیا جائے۔ یہ کتاب عام واعظین کے لیے خصوصاً صرف اُردو دان ذاکرین کے لیے ایک انمول تحفہ اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور علمی سرمایہ کی کمی کا اعتراف ہے۔ میں نے احادیث کا صرف لفظی ترجمہ کر دینے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اپنی اُردو زبان میں محاورات کے مطابق مفہوم ادا کرنے کی

کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ قرآنی آیتوں کا حوالہ پارہ، سورۃ اور نمبر آیات کے ساتھ دے دیا ہے جو اصل کتاب میں نہیں ہے۔ تاکہ اگر ناظرین چاہیں تو آسانی سے قرآن مجید میں تلاش کر سکیں۔ برادرانِ ایمانی سے التماس ہے کہ اگر ترجمہ میں کہیں کوئی خامی یا غلطی ہو گئی ہو تو مؤاخذہ کے بجائے اصلاح کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ نیز کسی ناواقف کو اگر احادیث کے مفہوم و مطالب میں کچھ شک و شبہہ یا وسوسہ پیدا ہوا تو اہلِ علم حضرات سے سمجھنے کی کوشش کرے تاکہ گمراہی کا باعث نہ ہو۔

آخر میں دُعا ہے کہ پروردگارِ عالم میری اس ناچیز دینی خدمت کو شرفِ قبولیت بخشے اور اس کو میرے لیئے زادِ آخرت قرار دے۔ مومنین سے بھی التجا ہے کہ احقر کو دُعائے خیر سے محروم نہ رکھیں۔
والسّلام۔

احقر العباد

۲۸ جمادی الثانی ۱۳۸۶ھ مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۶۶ء

سیّد بشارت حسین کامل مرزا پوری
ابن سیّد محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور

تاریخ اعثم کوفی (خلاصہ)

کتابُ تاریخ اعثم کوفی اُن چند قدیم تواریخ میں سے ہے، جو وفات آنحضرتؐ سے لیکر واقعۂ کربلا تک کے واقعات کے لیئے قابلِ قدر اور مستند ماخذ کے طور پر آج تک شہرۂ آفاق چلی آرہی ہے۔ مگر چونکہ یہ کتاب اس قدر ضخیم ہے کہ اس وقت کا عدیم الفرصت انسان اسے پڑھنے سے گھبراتا اور گریز کرتا ہے۔ اس لیئے اس بات کو مدّ نظر رکھ کر جناب سیّد محمد حسن عسکری صاحب زیدی نادم ایرایانی نے بڑی کد و کاوش کے ساتھ نہایت عمدہ پیرایہ میں اس کتاب کی "تلخیص"، کر کے ایک بیش بہا معلومات اور اسے علمی شاہکار کا ذخیرہ بنا دیا ہے۔ جو طالبانِ دین کے لیئے بلا تفریقِ مذہب و ملت سُود مند اور طالبِ حق کے لیئے ضروری ہے۔ حجم ۲۴۸ صفحات۔ آفسٹ طباعت رنگین سرورق ہدیہ مناسب

ملنے کا پتہ

امامیہ کُتب خانہ مُغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔ حلقہ نمبر۲ لاہور۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

فہرست مضامین حیات القلوب جلد دوم

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۱	**باب اوّل** :۔ حضرت سرورِ انبیا کا نسب مبارک اور اُن حضرتؐ کے آباؤ اجداد کے حالات	۴۱
	فصل اوّل ۔ آنحضرتؐ کے نسب کا تذکرہ ۔	۴۱
	دُوسری فصل ۔ آنحضرتؐ کے نُورِ مبارک کی خلقت کا ذکر	۴۲
	پیدائشِ نورِ پنجتنؑ۔	۴۳
	انوارِ مقدسۂ پنجتن سے خلقت کائنات ۔	۴۴
	محمدؐ و علیؑ کے اسمائے گرامی خدا کے ناموں سے مشتق ہیں۔	۴۴
	اُمورِ خلق کا محمدؐ و آلِ محمدؐ کے سپُرد ہونا۔	۴۵
	انوارِ اہلبیتؑ سے شیعیانِ اہلبیتؑ کی خلقت ۔	۴۵
	اہلبیتؑ کی باقی ماندہ طینت سے شیعیانِ آلِ محمدؐ کی خلقت اور قائم آلِ محمدؐ کی پیشینگوئی۔	۴۶
	روزِ اوّل ہی سے ولایت محمدؐ و آلِ محمدؐ کی آدمؑ و اولادِ آدم سے تاکید۔	۴۷
	نُورِ سرورِ کائناتؐ سے تمام پیغمبروں کی خلقت ۔	۴۸
	نورِ محمدیؐ کا طاہر و پاک صلبوں سے منتقل ہوتے ہوئے صلبِ ہاشم میں پہنچنا۔	۵۳
	جناب ہاشم کی سخاوت اور خصائل پسندیدہ ۔	۵۴
	بادشاہانِ روم و حبش کا اپنی لڑکیوں کی تزویج کی خواہش کرنا۔	۵۵
	سلمیٰ کا عقد جناب ہاشم سے ۔	۵۹
	جناب ہاشمؑ کی وفات اور آپ کا وصیت نامہ ۔	۶۱
	مدینہ اور مکّہ میں جناب ہاشمؑ کا ماتم ۔	۶۲
	جناب شیبۃ الحمد یعنی عبدالمطلبؑ کی ولادت اور آپ کی حیرت انگیز فراست وغیرہ۔	۶۲
	تیسری فصل :۔ حضرت رسالتمآبؐ کے آبائے عظام اور اجداد کرام کے حالات ۔	۶۵
	آنحضرتؐ کے والدین اور آباؤ اجداد سب کا مسلمان ہونا۔	۶۶
	جناب عبدالمطلبؑ کے فضائل اور آنحضرتؐ سے والہانہ محبت	۶۶
	جناب رسُولِ خدا اور امیر المومنین کے والدین پر آتشِ دوزخ کا حرام ہونا۔	۶۷
	اپنی وفات کے وقت جناب عبدالمطلبؑ کا آنحضرتؐ کو ابوطالبؑ کے سپرد کرنا۔	۶۸
	حضرت عبدالمطلبؑ و ابوطالبؑ و آمنہ و فاطمہ بنت اسد کی نیابت میں دو رکعت نماز حاجت برآری کا سبب	۶۸

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	چوتھی فصل۔ اصحاب فیل کا تذکرہ	۶۸
	ابرہہ کے دربار میں سفید ہاتھی کا حضرت عبدالمطلبؑ کو سلام کرنا اور آپ کی عظمت کی گواہی دینا۔	۶۹
	ابابیل کا ابرہہ کی فوج پر حملہ اور اُس کی بربادی	۷۰
	اُبرہہ کے دربار میں حضرت عبدالمطلبؑ کا آنا اور حضرتؑ کے رُعب وجلال سے اُس کا مرعوب ہوتا	۷۳
	پانچویں فصل۔ حضرت عبدالمطلب کا چاہِ زمزم کھودنا۔	۷۵و۷۶
	جناب عبدالمطلب کی نذر برائے قربانیٔ فرزند اور قرعہ جناب عبداللہ کے نام نکلنا پھر سنّو اُونٹوں کے عوض قرعہ اُونٹوں کے نام آنا۔	۷۸
	قریش کا جناب عبدالمطلبؑ سے جھگڑنا کہ چاہ زمزم میں ہمارا بھی حق ہے وغیرہ	۸۰
	پیغمبرؐ آخرالزمان کے ظہور کی علامت۔	۸۲
	جناب عبدالمطلب کا اپنے سب لڑکوں کو آراستہ کر کے قربانی کے لیئے قرعہ ڈالنا اور قرعہ جناب عبداللہؑ کے نام نکلنا۔	۸۳
	جناب عبداللہ کا آمنہ بنت وہب سے نکاح۔	۸۷
	یہودیوں کا جناب عبداللہ کے قتل کے لیئے شام سے مکّہ آنا۔	۸۷
	جناب عبداللہ کے لیئے جنگل میں چشمۂ بہشت کا ظاہر ہونا اور آپ کا اُس میں سے پانی پینا۔	۹۱
	جناب عبدالمطلب کا بادشاہِ یمن سیف بن ذی یزن کے پاس جانا اور اُس کا گھوڑا اور ناقہ وغیرہ اُن حضرت کے لیئے ہدیہ بھیجنا۔	۹۴
	عقاب گھوڑا، اشہب خچر اور ناقۂ غضبا کے صفات۔	۹۵
	جناب عبدالمطلب کا حضرت سرورِ کائنات کی حفاظت واطاعت کے لیئے وصیت کرنا اور رحلت فرمانا۔	۹۵
	چھٹی فصل۔ آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے تمام عرب اور اہل مکّہ کے حالات	۹۶
	شہر مکّہ اور کعبہ کے خصوصیات	۹۷
	کعبہ پر حملہ کرنے والے پر عذاب الٰہی	۹۷
	ماں کا مرتبہ۔ ایک شخص کا ایام جاہلیت میں اپنی جوان لڑکی کو کنوئیں میں ڈالنا، اور آنحضرتؐ سے اُس کا کفارہ معلوم کرنا۔	۹۷
۲	**دُوسرا باب**۔ اُن بشارتوں کا بیان جو انبیاؑ واوصیاؑ وغیرہ نے آنحضرتؐ کی بعثت اور ولادت کے بارے میں دی ہیں اور بعض مومنوں کے حالات جو زمانہ فطرت میں تھے۔	۹۸
	آنحضرتؐ کے بارے میں پیشینگوئیاں	۹۸
	ایک یہودی کا آنحضرتؐ سے چند سوالات کرنا اور جواب ایک کاغذ سے مطابق کرنا اور	

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	مشرف بہ اسلام ہونا اور بیان کرنا کہ یہ جواب میں نے توریت سے نقل کیئے ہیں	۹۸
	قبیلۂ اوس وخزرج کا مدینہ میں یمن سے آکر آباد ہونا۔	۹۹
	تبّع کا ہزار سال پہلے آنحضرتؐ پر ایمان لانا اور حضرتؐ کے نام ایک خط لکھ کر اپنے وزیر کو دینا	۱۰۰
	کعب الاحبار کا حال	۱۰۲
	جناب عیسیٰؑ کو وحی کہ بنی اسرائیل کو تاکید کردیں کہ پیغمبرؐ آخرالزمان پر ایمان لائیں۔	۱۰۲
	شام کے ایک راہب کی آنحضرتؐ کے متعلق پیشینگوئی۔	۱۰۳
	توریت میں آنحضرتؐ کے اوصاف کا پڑھا جانا۔ ایک بیمار راہب کا ایمان لانا اور اُس کا انتقال۔	۱۰۳
	جبیر بن مطعم کا ایک دیر میں ایک راہب کے پاس حضرتؐ کی شبیہ دیکھنا۔	۱۰۴
	ذوالکلاع حمیری سے ایک راہب کی ملاقات اور اُس کا آنحضرتؐ کی رحلت کی خبر دینا۔	۱۰۴
	کعب بن غالب کی پیشینگوئی۔	۱۰۵
	ہرقل بادشاہ کا ایمان لانا اور قوم کے خوف سے اپنے ایمان کو پوشیدہ کرنا	۱۰۵
	گزشتہ کتابوں میں آنحضرتؐ کے اوصاف	۱۰۶
	آنحضرتؐ کے بارے میں انبیائے سابقین کی پیشینگوئیاں۔	۱۰۷
	زمانۂ سابق کے راہبوں اور علماء کی آنحضرتؐ کے بارے میں پیشینگوئیاں	۱۰۸
	امیرالمومنینؑ سے جنگ صفین کی واپسی پر ایک دیر سے ایک راہب کا آکر بیعت کرنا اور آپ کے اور دیگر ائمہؑ کے اوصاف گزشتہ کتابوں سے بیان کرنا۔	۱۱۰
۳	**تیسرا باب**۔ حضرت سیّدالبشرؐ کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور آپ کے عجیب معجزات جو اُس وقت ظاہر ہوتے۔	۱۱۲
	جناب عبدالمطلب کا خواب اور ایک کاہن کی تعبیر جس میں آنحضرتؐ کی رسالت کی پیشین گوئی ہے۔	۱۱۳
	ایمان لانے سے قبل جناب عباس کا خواب اور اُسکی تعبیر میں آنحضرتؐ کی رسالت کی پیشینگوئی	۱۱۴
	جناب آمنہ کا آنحضرتؐ کے نُور کے متعلق بیان۔	۱۱۵
	آنحضرتؐ کی ولادت کے وقت دُنیا کے ہر مقام کے بتوں کا سرنگوں ہونا اور دریائے ساوہ کا خشک ہوجانا وغیرہ	۱۱۵
	شب ولادت علمائے یہود کا خواب۔ ساحروں کے سحر کا باطل ہونا وغیرہ۔	۱۱۶
	آنحضرتؐ کی ولادت سے اُبلیس ملعون کا اضطراب۔	۱۱۶
	کعب الاحبار سے معاویہ کا آنحضرتؐ کے اوصاف پوچھنا اُس کا عزائب حالات بیان	

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	کرنا اور معاویہ کا پیچ و تاب کھاکر کعب کو اپنے پاس سے نکال دینا۔	۱۱۸
	تیس سال پہلے جناب ابوطالب کا فاطمہ بنت اسد کو امیر المومنینؑ کی ولادت کی خوشخبری دینا۔	۱۱۸
	اسم احمدؐ کے معنی۔	۱۱۹
	ایک عالم کتاب کی آنحضرتؐ کو دیکھ کر پیشینگوئی	۱۱۹
	آنحضرتؐ کی ولادت کے بعد آپ کے پاس رضوان جنت کا حاضر ہوکر خوشخبری دینا۔	۱۲۰
	جناب عبد المطلب کا حیرت ناک خواب۔	۱۲۱
	شب ولادت آنحضرتؐ سے ابلیس لعؔ کو آسمان پر جانے کی ممانعت	۱۲۲
	شب ولادت ایوان کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گرنا؛ کسریٰ کا ممالک عرب میں راہبوں کو بھیج کر حقیقت معلوم کرنا۔	۱۲۲
	عجیب الخلقت سطیح عالم کی پیشینگوئی۔	۱۲۳
	وقت بعثت آنحضرتؐ کسرائے کا قصر ٹوٹ کر دریائے دجلہ میں غرق ہونا۔	۱۲۴
	حضرتؐ کے ایام حمل میں نو مہینے تک ہر مہینے عجائب کا دُنیا والوں پر اظہار	۱۲۶
	وقت ولادت عجیب و غریب واقعات کا ظہور؛ فرشتوں کا آنا اور تمام عالم کا منور ہونا۔	۱۲۷
	جبیب راہب کا آنحضرتؐ کے بارے میں پیشین گوئی کرنا۔	۱۲۹
	سواد بن قارب عالم کا آنحضرتؐ پر ایمان لانا۔	۱۲۹
	عجیب الخلقت سطیح کاہن کا قریب ولادت آنحضرتؐ عجیب حالات آسمانی مشاہدہ کرنا	۱۳۰
	سطیح کا دُوسرے مقامات کے کاہنوں کو خط بھیج کر بلانا۔	۱۳۰
	سطیح کا مکہ میں آکر حضرت ابوطالب سے آنحضرتؐ کے اوصاف بیان کرنا	۱۳۱
	سطیح کا مجمع عام میں قریش کی عورتوں کو طلب کرنا اور آمنہ اور فاطمہ بنت اسد سے آنحضرتؐ اور امیر المومنینؑ کے فضائل بیان کرنا جنکو سُنکر ابوجہل کا سطیح پر حملہ کرنا اور بنی ہاشم کا سطیح کی مدد کرنا اور باہمی جنگ	۱۳۴
	آسمان سے ایک سوار کا ہتھیار لیتے آنا اور کافروں کو ڈانٹنا اور ان سب کا بیہوش ہوجانا۔	۱۳۴
	زرقاء یمن کاہنہ کا وارد مکہ ہونا۔	۱۳۵
	زرقاء کا سطیح کے اقوال کی تائید کرنا	۱۳۵
	یمن میں حضرت عبداللہ سے زرقاء کا شادی کرنے کی خواہش کرنا اور آپ کا انکار کرنا	۱۳۶
	زرقاء کو سطیح کا نصیحت کرنا اور جناب آمنہؑ کو تکلیف پہنچانے سے باز رہنے کی تاکید کرنا۔	۱۳۶

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	زرقاء کی جناب آمنہؑ کو ہلاک کرنے کی کوشش۔	۱۳۶
۴	**چوتھا باب**۔ آنحضرتؐ کے ایام رضاعت اور نشوونما سے لے کر بعثت کے زمانہ تک کے حالات و معجزات	۱۳۹
	جناب ابوطالبؑ کے پستان سے دودھ جاری ہونا اور حضرتؐ کا نوش فرمانا	۱۳۹
	جناب حلیمہؓ کا آنحضرتؐ کو دُودھ پلانے کے لیئے حاصل کرنا اور حضرتؐ کی برکت سے آپ پر نعمتوں کی فراوانی۔	۱۴۱
	آنحضرتؐ کے بچپن کے حالات و معجزات	۱۴۲
	لقمۂ حرام و مشتبہ سے یہودیوں کا آنحضرتؐ کا امتحان کرنا اور باوجود کوشش کے نہ کھلاسکنا۔	۱۴۴
	جناب آمنہ کا انتقال؛ حضرتؐ کا غمگین ہونا جبکہ آپ چار ماہ کے تھے۔	۱۴۴
	ایک بھیڑیئے کا حلیمہ کی دو گوسفندیں پکڑ لے جانا؛ دُوسرے روز آنحضرتؐ کا اُن گوسفندوں کو اُس سے واپس لینا۔	۱۴۷
	دُوسری روایت۔ جناب حلیمہ کا مکہ آنا اور آنحضرتؐ کی دائگی پر مامور ہونا اور آپ کے غرائب حالات	۱۵۲
	مکہ سے حلیمہؓ کی واپسی؛ راستہ میں راہبوں کا حضرتؐ پر حملہ کرنا اور آسمان سے آگ نازل ہوکر ان سب کو جلا ڈالنا۔	۱۵۳
	حلیمہؓ کے گوسفندوں پر شیر کا حملہ اور حضرتؐ کا اُس کو ڈانٹنا اور اُس کا بھاگ جانا	۱۵۴
	جناب حلیمہؓ کا خواب میں آنحضرتؐ کو دو شخصوں کا لٹاکر دل چاک کرنا وغیرہ دیکھنا اور دن کو وہی واقعہ پیش آنا۔	۱۵۵
	جناب حلیمہؓ کا آنحضرتؐ کو لے کر مکہ کی طرف چلنا، راستہ میں حضرتؐ کا گم ہونا اور جناب عبد المطلب کو آگاہ کرنا وغیرہ۔	۱۵۶
	ایک طبیب راہب کی حضرتؐ کے بارے میں پیشین گوئی۔	۱۵۷
	جناب حلیمہ کی زبانی آنحضرتؐ کے عجیب و غریب حالات و معجزات	۱۵۸
	حلیمہ کے گھر میں آپ کے معجزات	۱۵۹
	حضرتؐ کی آنکھوں کا آشوب کرنا اور علاج کے لیئے ایک راہب طبیب کے پاس جناب عبد المطلب کے حکم سے ابوطالب کا لے جانا اور راہب کا حضرتؐ کی رسالت کی پیشین گوئی کرنا اور ایمان لانا	۱۵۹
	بحیرا راہب کی پیشینگوئی۔	۱۶۱

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	نسطورا راہب کی پیشین گوئی	۱۶۴
	بروایت دیگر بحیرا راہب کی پیشین گوئی	۱۶۴
	آنحضرتؐ کو شام میں دیکھ کر راہبوں کے ایک سب سے بڑے سردار کا آپ کی رسالت کی پیشین گوئی کرنا۔	۱۶۵
	شام میں دوسرے راہب کی پیشین گوئی۔	۱۶۶
	آنحضرتؐ کا حجر اسود اس کے مقام پر نصب کرنا	۱۶۷
	آنحضرتؐ کی عمر کے ہر سال کے اہم واقعات اور جناب سیدہؑ کی ولادت کا تذکرہ	۱۶۸
۵	**پانچواں باب**۔ حضرت خدیجہؓ کے فضائل اور آنحضرتؐ سے آپ کا عقد	۱۶۹
	جناب خدیجہؓ کو جبرئیلؑ کا اپنی اور خدا کی جانب سے تحفۂ سلام پیش کرنا۔	۱۷۰
	آنحضرتؐ کا خدیجہؓ کا مال لے کر بغرض تجارت شام کی جانب سفر اور راہ میں معجزات	۱۷۱
	میسرہ غلام خدیجہؓ کا سفر میں آنحضرتؐ کے عجیب و غریب حالات و معجزات سے خدیجہؓ کو آگاہ کرنا۔	۱۷۲
	جناب ابوطالبؑ کا آنحضرتؐ کے لیئے جناب خدیجہؓ کی خواستگاری کرنا اور اُن کے عقد پڑھنا۔	۱۷۴
	بروایت دیگر مال تجارت لے کر حضرتؐ کا شام جانا اور راستہ میں ابوجہل وغیرہ کا حضرتؐ کو اذیت پہنچانے کی کوشش وغیرہ۔	۱۷۸ تا ۱۹۰
	جناب خدیجہؓ سے آنحضرتؐ کا عقد اور قبل و بعد کے حالات	۱۹۱
	عقد کے پانچ سال بعد جناب فاطمہؑ کی ولادت	۱۹۴
۶	**چھٹا باب**۔ آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی، انگشتری کے نقوش اور آپ کے اسلحے وغیرہ کا تذکرہ۔	۱۹۵
	فصل اوّل۔ حضرتؐ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ	۱۹۵
	آنحضرتؐ کی اُمّت کے لیئے آسانیاں	۱۹۶
	آپ کے اسمائے مبارکہ کی توجیہ	۱۹۶
	پیغمبرؐ خدا اور علیؑ مرتضےٰ اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔	۱۹۶
	آنحضرتؐ کے پانچ نام قرآن میں	۱۹۷
	اسمائے آنحضرتؐ کے معانی و مطالب	۱۹۷
	طٰہٰ و یٰسین کے معانی	۱۹۸
	فصل دوم۔ آنحضرتؐ ہر زبان میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔	۲۰۰ / ۲۰۱

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	فصل سوم۔ آنحضرتؐ کی انگشتری، کپڑے، اسلحے، سواری اور تمام اسباب و سامان کا تذکرہ	۲۰۱
	آنحضرتؐ کی انگشتری، کلاہ، لباس، دیگر سامان اور سواریوں کے نام اور تین بہترین نصیحتیں	۲۰۲
	یعفور ٹٹو کا حال اور بعد وفات اُس کا حضرتؐ کے غم میں جان دینا۔	۲۰۲
	فصل چہارم۔ آنحضرتؐ کی طرف منسوب "ضال اور عائل" کے معانی و مطالب	۲۰۳
۷	ساتواں باب۔ آپ کی صورت و سیرت کثیر الفضائل اور جسم اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان۔	۲۰۵
	آنحضرتؐ کے خصائل پسندیدہ	۲۰۷
	حضرتؐ کا حلیہ مبارک	۲۰۸
	طوبیٰ کی تعریف	۲۰۹
	انبیا کا سونا اور بیدار رہنا برابر ہے۔	۲۰۹
	ہریسہ کی تعریف	۲۰۹
	آنحضرتؐ کے جسم کے معجزات	۲۱۰
۸	آٹھواں باب۔ آنحضرتؐ کے اخلاق حمیدہ اور اطوار پسندیدہ اور آپ کی سیرت اور عادات کا تذکرہ۔	۲۱۲
	ایک یہودی قرضخواہ کا آنحضرتؐ سے سختی سے قرض وصول کرنے کی کوشش حضرتؐ کا تحمل اور اُس کا مسلمان ہونا۔	۲۱۳
	آنحضرتؐ کا راتوں کو خدا کی بارگاہ میں استغفار اور تضرع و زاری فرمانا۔	۲۱۴
	آنحضرتؐ کے اہلبیتؑ اور نیک مومنین کا شکریہ دُنیا والے نہیں ادا کرتے۔	۲۱۵
	باکرہ لڑکیوں کا نکاح جلدی کرنا چاہیئے۔	۲۱۵
	آنحضرتؐ کا زہد	۲۱۷
	آنحضرتؐ کے عام اخلاق و عادات	۲۱۸
	ایک کنیز کا حضرتؐ کی چادر پکڑ کر کھینچنا۔	۲۱۹
	زہر آلود گوشت سے ایک یہودیہ کا حضرتؐ کی رسالت کا امتحان کرنا۔	۲۱۹
	قدر نعمت کی تاکید۔	۲۲۰
	فروتنی کی تاکید، غرور و اسراف کی مذمت	۲۲۰
	گرم کھانے میں برکت نہیں جس میں شیطان شریک ہوتا ہے۔	۲۲۰

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	حضرتؐ کو ہر ایک کی دلداری مطلوب رہتی۔	۲۲۱
	اتنا نہ دو کہ خود تہی دست ہو جاؤ۔	۲۲۱
	ماہ رمضان میں آنحضرتؐ کا اہتمام عبادت۔	۲۲۲
	والدین کے مطیع کی عزت افزائی۔	۲۲۳
	آنحضرتؐ کے نزدیک دُنیا کی بے قدری۔	۲۲۳
	خدا کے نزدیک دُنیا کی بے قدری	۲۲۴
	حضرت اسرافیلؑ کا آنحضرتؐ کی خدمت میں آنا اور اُن پر نزول وحی کی کیفیت۔	۲۲۶
	بخل کی مذمت اور آنحضرتؐ کی شجاعت اور خوشی اور غصّہ کا چہرۂ اقدس پر اثر۔	۲۲۹
	اپنے اصحاب کے ساتھ حضرت کے برتاؤ اور وعدہ کی پابندی۔	۲۳۰
	آنحضرتؐ کی ذات میں تین مخصوص صفتیں۔	۲۳۲
	آنحضرتؐ کا مزاح	۲۳۲
	اصحاب کا آپس میں مزاح	۲۳۳
۹	نواں باب۔ آنحضرتؐ کے فضائل ومناقب اور خصوصیات کا تذکرہ۔	۲۳۴
	خدا کی جانب سے آنحضرتؐ کے لیئے پانچ آسانیاں۔	۲۳۵
	آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ کے فضائل۔	۲۳۶
	چالیس یہودیوں کا آنحضرتؐ سے مناظرہ۔	۲۳۷
	ایک عالم یہود کا آنحضرتؐ کی فضیلتوں کے بارے میں سوالات اور جناب امیرؑ کے جوابات	۲۴۰
	آنحضرتؐ کے فضائل بزبان امیرؑ المومنین۔	۲۴۱
	اُمت حبیبؐ خدا پر دُوسری اُمتوں سے زیادہ آسانیاں	۲۴۶
	پیغمبران اُولوالعزم	۲۴۷
	فضائل محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام	۲۴۸
	پنجتنؑ پاک تمام فرشتوں سے افضل ہیں اور جبرئیلؑ اُن کے خادم ہیں	۲۴۹
	آنحضرتؐ کے خصوصیات	۲۵۱
۱۰	دسواں باب۔ آنحضرتؐ کی اطاعت اور محبت کا واجب ہونا اور آپ کی مخالفت کی ممانعت کا بیان۔	۲۵۳
۱۱	گیارھواں باب۔ جناب سرورؐ کائنات کی تعظیم وتوقیر کا واجب ہونا	۲۵۴
	اُمت پر آنحضرتؐ کا ادب ولحاظ	۲۵۴
	آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کا طریقہ۔	۲۵۶

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	آنحضرتؐ پر درُود بھیجنے کا شرف	۲۵۹
	آنحضرت اور جناب امیرؑ کے وضو وغیرہ کا پانی صحابہ برکت کے خیال سے اپنے چہروں پر مل لیتے تھے۔	۲۵۹
۱۲	بارھواں باب۔ آنحضرتؐ کا گناہ، سہو، اور نسیان سے معصوم ومحفوظ ہونا۔	۲۶۱
	پیغمبرؐ کی ذات میں پانچ روحیں۔	۲۶۱
۱۳	تیرھواں باب۔ آنحضرتؐ کا کمال علم اور آثار وکتب وعلوم انبیا کا حضرتؐ کو حاصل ہونا	۲۶۲
	اُمت کے اعمال کا حضرتؐ کے سامنے پیش ہونا اور ناشائستہ اعمال کا حضرتؐ کے صدمہ کا باعث ہونا۔	۲۶۲
	جناب رسُولؐ خدا اور آئمہ اطہارؑ کی مخلوق پر حکومت اور اُن کا علم۔	۲۶۳
	ائمہ علیہم السلام پر علوم کا تازہ نزول۔	۲۶۴
	جناب رسُول خدا کے علم میں امیر المومنین شریک ہیں۔	۲۶۴
	الواح موسیٰؑ کا تذکرہ۔	۲۶۴
	خدا کی جانب سے امیر المومنین کو علم جفر کی تعلیم۔	۲۶۴
	جناب ابو طالبؑ وصیِ انبیاء تھے۔	۲۶۵/۲۶۶
	آنحضرتؐ اور ائمہؑ طاہرین اُمت کے اعمال دیکھتے ہیں۔	۲۶۸
۱۴	چودھواں باب۔ قرآن مجید کے اعجاز کا تذکرہ۔	۲۷۰
	قرآن کا مثل ممکن نہیں۔	۲۷۰
۱۵	پندرھواں باب۔ تمام پیغمبروں کے معجزات کے مثل آنحضرتؐ سے معجزات کے اظہار کا بیان۔	۲۸۲
	طوفان نوحؑ کا معجزہ۔	۲۸۳
	جناب ابراہیمؑ کا مثل آگ کے معجزہ۔	۲۸۴
	جناب فاطمہؑ روز قیامت اپنے محبّوں کو دوزخ سے نجات دلائیں گی۔	۲۸۵
	روز قیامت جناب حمزہؑ اپنے دوستوں کو بہشت میں لے جائیں گے۔	۲۸۶
	بہشت میں اُونٹ کے برابر طیور اور مومنین کی اُن کے کباب وغیرہ سے ضیافت	۲۸۸
	آنحضرتؐ کے معجزات جناب امیرؑ کی زبانی	۲۸۸
	حدیث کساء	۲۹۰
	چند یہودیوں کا آنحضرتؐ سے عصائے موسیٰؑ کے مثل معجزہ طلب کرنا۔	۲۹۲
	ید بیضاء کے مثل معجزہ۔	۲۹۳

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	طوفان کے مثل معجزہ۔	۲۹۳
	ٹڈی کے مثل معجزہ۔	۲۹۴
	قبطیوں پر جوؤں کے مثل معجزہ۔	۲۹۴
	یہودیوں پر مینڈکوں کے مثل معجزہ۔	۲۹۵
	قبطیوں پر خون کے مثل معجزہ۔	۲۹۵
	باپ ماں کے حقوق سے انکار اور اُن کے احسان کو فراموش کرنے کا وبال۔	۲۹۶
	آنحضرتؐ کا مذاق اُڑانے والے پانچ اشخاص پر دُنیا میں نزولِ عذاب۔	۳۰۳
	ابوجہل ملعون کو آنحضرتؐ کا ابوجہل خطاب دینا۔	۳۰۴
	ایک یہودی کے قرض کے سبب ایک شہید کا بہشت میں داخل نہ ہوسکنا۔	۳۰۹
	آٹھ یہودیوں کا حضرتؐ سے معجزہ طلب کرنا اور انہی کی چیزوں کا حضرتؐ کی رسالت پر گواہی دینا۔	۳۱۲
	آنحضرتؐ کے فرقِ اقدس پر ابر کا سایہ فگن رہنا۔	۳۱۴
	ایک طبیب کا آنحضرتؐ کو مجنون سمجھ کر علاج کی خواہش کرنا اور معجزہ دیکھ کر ایمان لانا۔	۳۲۰
	ایک زنِ یہودیہ کا حضرتؐ کو زہر آلود گوشت کھلانا پھر ایمان لانا۔	۳۲۱
	دو بھیڑیوں کا ایک چرواہے کو ایمان کی ترغیب دے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجنا اور خود اُس کے بھیڑوں کی حفاظت کرنا۔	۳۲۳
	آنحضرتؐ کی مفارقت میں ستون کا گریہ۔ شیعیانِ علیؑ و آلِ محمدؐ کے فضائل اور ان کے اشتیاق میں جنت کی نعمتوں کا اضطراب۔	۳۲۶
	عبداللہ بن ابی منافق کا حضرتؐ کو مع اصحاب دعوت میں طلب کرنا اور خس پوش کنوئیں پر بٹھا کر زہر آلود کھانا کھلانا۔	۳۲۷
	بہشت میں دوستانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے درجات اور دُنیا میں اُن کے مصائب کا تذکرہ	۳۲۹
۱۶	سولھواں باب۔ اُن معجزات کا بیان جو اجرام سماویہ اور بلند آثار سے متعلق ہیں	۳۳۰
	حضرتؐ کے حکم سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔	۳۳۱
	آفتاب کا غروب ہو کر مغرب سے نکلنا۔	۳۳۲
	حضرتؐ کی بددُعا سے سات سال قحط پھر آپ کی دُعا سے بارش ہونا۔	۳۳۳
۱۷	سترھواں باب۔ جمادات و نباتات سے متعلق آنحضرتؐ کے معجزات	۳۳۶
	آنحضرتؐ کے لیئے درخت کا جھکنا اور اُس سے حضرتؐ کا رطب تناول فرمانا	۳۳۶
	حضرتؐ کے لیئے دو درختوں کا باہم ملنا پھر حضرتؐ کے حکم سے واپس جانا۔	۳۳۷

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	درخت کا گریہ جس سے حضرتؐ سہارا کرکے خطبہ فرماتے تھے۔	۳۳۷
	مشرکینِ قریش کی خواہش پر حضرتؐ کا ایک درخت کو بلانا اور پھر واپس بھیجنا۔	۳۳۸
	پہاڑ کا حضرتؐ کی نبوت پر گواہی دینا۔	۳۳۹
	متفرق معجزات	۳۴۲
	ایک کافر کا حضرتؐ سے کشتی لڑنا اور تین مرتبہ زیر ہونا۔	۳۴۳
	اہل یمن کے لیئے معجزہ	۳۴۴
	خرمے کی شاخ سے روشنی ظاہر ہونا۔	۳۴۶
	حضرتؐ کا ارشاد کہ اگر غیر خدا کے لیئے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔	۳۴۶
	جناب رسولِ خدا اور حضرت علیؑ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کا تسبیحِ خدا پڑھنا اور ان کے ہاتھوں میں پہنچ کر ساکت ہوجاتا	۳۴۶
	خوش اخلاق انسان کی قبر کھودنے میں دقت نہیں ہوتی۔	۳۴۷
	فدک کا آنحضرتؐ کو حاصل ہونا اور آپ کا اپنی زوجہ جناب خدیجہؓ کے مہر میں جناب فاطمہؑ کو ہبہ فرمانا اور تحریر لکھ کر سند کے طور پر دینا۔	۳۴۷
	باعجازِ آنحضرتؐ لکڑی کا تلوار بن جانا	۳۴۹
	درود کی برکت۔ منافقین کا ایک مومن کا مذاق اُڑانا اور اُس کو مچھلی کے پیٹ سے گوہرِ آبدار ملنا اور منافقین کا خجل و پشیمان ہونا	۳۵۰
۱۸	اٹھارھواں باب۔ اُن معجزات کا بیان جو شیرخوار بچوں اور حیوانات میں ظاہر ہوئے	۳۵۲
	ایک شیرخوار بچہ کا حضرتؐ کی رسالت کا اقرار کرنا	۳۵۲
	آلِ ذریح کو ایک بھیڑیے کا ہدایت کرنا اور ان کا حضرتؐ کی خدمت میں آکر مسلمان ہونا	۳۵۳
	ایک وادی سے سانپ کو حضرتؐ کا نکالنا اور اُس میں خرمے کے خشک درختوں کو بارآور کرنا	۳۵۳
	غارِ ثور میں جانے کے بعد معجزہ؛ مکڑی کا دہن غارِ ثور پر جالا تننا۔	۳۵۴
	ایک طائرِ سبز قبا کا حضرتؐ کو سانپ سے بچانا۔	۳۵۴
	ایک مومن کی موافقت میں اُس کے اُونٹ کا گواہی دینا	۳۵۶
	ایک ہرنی کا حضرتؐ سے فریاد کرنا اور حضرتؐ کا اُس کو رہا کرنا وغیرہ	۳۵۷
	ایک اُونٹ کا حضرتؐ سے اپنے مالک کی شکایت کرنا، حضرتؐ کا اُس کو خرید کر آزاد فرمانا اور اہل مدینہ کا اُس کا احترام کرنا۔	۳۵۸

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	ایک اُونٹ کی شکایت پر اُس کے مالک سے حضرتؐ کا اُس کی سفارش فرمانا۔	۳۵۸
	بھیڑیوں کا حضرتؐ سے روزی طلب کرنا	۳۵۹
	گوسفندوں کا حضرتؐ کو سجدہ کرنا۔	۳۵۹
	ایک اعرابی پر اُونٹ چُرانے کا الزام اور اُسی اُونٹ کا اُس کی صفائی پیش کرنا	۳۵۹
	یعفور نچر کا حال جس نے آنحضرتؐ کے غم میں اپنے کو ہلاک کر دیا	۳۶۰
	سعد بن معاذ کا اسلام لانا اور سوسمار کا حضرتؐ کی رسالت پر گواہی دینا	۳۶۰
	ایک سرکش اُونٹ سے اُس کے مالک کی اطاعت کی تاکید	۳۶۱
	ایک اُونٹ کا اپنے مالک سے انحراف؛ حضرتؐ کے ساتھ ہولینا اور حضرتؐ کا اُس کو خرید فرمانا	۳۶۱
	سعد بن معاذ کے ٹٹو کا حضرتؐ کی برکت سے تیز رفتار ہو جانا	۳۶۱
	آنحضرتؐ کے قاصد کو راستہ میں شیر ملنا اور حضرتؐ کے رعایت کے سبب قاصد کی اطاعت کرنا	۳۶۲
	آنحضرتؐ کی بددعا سے عتبہ پسر ابولہب پر شیر کا مسلّط ہونا	۳۶۳
	جناب ابوذرؓ کے بھیڑوں کی حفاظت	۳۶۴
	ناقہ غضبا کا حضرتؐ کے غم میں ہلاک ہونا	۳۶۴
	دس یہودیوں کا حضرتؐ سے بحث کے لیئے آنا، اسی اثنا میں ایک اعرابی کا سوسمار لیئے ہوئے آنا اور حضرتؐ سے معجزہ طلب کرنا؛ سوسمار کا گواہی دینا؛ اعرابی اور یہودیوں کا ایمان لانا؛ زبانِ رسولؐ سے علی کی مدح	۳۶۵
۱۹	انیسواں باب۔ آنحضرتؐ کی دُعاؤں کی قبولیت کا بیان جو آپ نے مُردوں کو زندہ کرنے؛ اُن سے ہمکلام ہونے اور بیماروں کے شفایاب ہونے کے لیئے کی تھیں اور آپ کے جسمِ اقدس کی کرامتیں۔	۳۶۶
	پہلا معجزہ :- حضرتؐ کے لعابِ دہن سے جناب امیرؑ کی آنکھوں کا شفایاب ہونا	۳۶۶
	دوسرا اور تیسرا معجزہ :- حضرتؐ کی دُعا سے بارش ہونا۔	۳۶۷
	چوتھا معجزہ :- حضرت کی دُعا سے نابینا کا بینا ہونا	۳۶۷
	پانچواں معجزہ :- ایک انصار کا اپنی بکری کے بچّہ کا گوشت حاضر کرنا پھر اس کا زندہ ہونا	۳۶۷
	چھٹا معجزہ :- مادرِ جناب امیرؑ سے اُن کی قبر میں ہمکلام ہونا اور اُن کا جواب دینا	۳۶۷ / ۳۶۸
	ساتواں معجزہ :- ہرن کا زندہ ہونا۔	۳۶۸
	آٹھواں معجزہ :- گنجے کے سر پر حضرتؐ کا ہاتھ پھیرنا اور اُس کا شفایاب ہونا	۳۶۸

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	نواں معجزہ :- حضرتؐ کے لعابِ دہن سے ایک شخص خورہ کے مریض کے گرے ہوئے اعضاء کا صحیح ہونا۔	۳۶۸
	دسواں معجزہ۔ زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کا اپنی لڑکی کو جنگل میں چھوڑ آنا، حضرتؐ کا اس کے مسلمان ہونے کے بعد اُس لڑکی کو زندہ کرنا	۳۶۸
	گیارھواں معجزہ۔ حضرتؐ کے ہاتھ پھیرنے سے ایک شخص کے ہاتھ اور آنکھیں اچھی ہونا	۳۶۹
	بارھواں معجزہ۔ ایک انصاری بیوہ کے جوان فرزند کا زندہ ہونا	۳۶۹
	تیرھواں معجزہ۔ مصروع کا شفایاب ہونا وغیرہ	۳۶۹
	چودھواں معجزہ۔ مدینہ کے حق میں حضرتؐ کی دُعا	۳۶۹
	پندرھواں معجزہ۔ حضرتؐ کی دُعا سے جناب ابوطالبؑ کا فوراً شفایاب ہونا	۳۶۹
	سولھواں معجزہ۔ حضرتؐ کی دُعا سے جناب امیرؑ کا شفا پانا	۳۷۰
	سترھواں معجزہ۔ عمرو بن معاذ کا کٹا ہوا پیر جُڑ جانا	۳۷۰
	اٹھارھواں تا سینتیسواں۔ مختلف معجزات	۳۷۰ / ۳۷۳
	اڑتیسواں معجزہ۔ ایک انصار کا حضرتؐ کی دعوت کے لیئے گوسفند ذبح کرنا؛ اُس کے لڑکے کا اسی طرح اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کرنا؛ پھر ماں کے خوف سے کوٹھے سے گر کر فوت ہو جانا؛ آنحضرتؐ کا اُن دونوں کو زندہ کرنا۔	۳۷۳
	اُنتالیسواں تا اُنچاسواں معجزہ۔ متفرق معجزات۔	۳۷۳ تا ۳۷۵
	پچاسواں معجزہ :- صدقہ کے سبب موت کا ٹل جانا	۳۷۵
	اکیاونواں اور باونواں معجزہ۔ متفرق	۳۷۶
	ترپنواں معجزہ اور پینسٹھواں معجزہ۔ آپ کی اُنگلیوں سے چشمہ کا جاری ہونا	۳۷۶ اور ۳۷۷
	چونواں معجزہ۔ ایک ناکارہ بکری کا سیروں دودھ دینا۔	
	پچپنواں معجزہ۔ آپ کے لعابِ دہن سے کھاری کنویں کا شیریں ہو جانا	۳۷۷
	چھپن تا تریسٹھواں معجزہ۔ متفرق۔	۳۷۸ تا ۳۷۹
	چونسٹھواں معجزہ۔ اور چھیاسٹھواں معجزہ تا اڑسٹھواں معجزہ۔ تھوڑے کھانے اور تھوڑے سے خرمے میں بے انتہا برکت۔	۳۷۹ تا ۳۸۰
	انہترواں تا تراسیواں معجزہ۔ متفرق	۳۸۱ تا ۳۸۴
	چوراسیواں معجزہ۔ خشک درخت کا حضرتؐ کے وضو کے پانی سے بارآور ہونا؛ حضرتؐ کی وفات پر اُس کا مُرجھا جانا؛ امیرالمومنینؑ کی وفات پر اُس کے پھلوں میں کمی ہونا، پھر امام حسینؑ کی شہادت پر اُس سے خون ٹپکنا اور اُس کا بالکل خشک ہو جانا۔	۳۸۵

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	پچاسیواں معجزہ۔ درختِ خرما میں فوراً پھل پیدا ہونا؛ حقوقِ ہمسایہ کی تاکید	۳۸۵
۲۰	بیسواں باب۔ وُہ معجزات جو دشمنوں کے شر سے حفاظت میں ظاہر ہوئے۔	۳۸۶
	ایک تا اُنتالیس معجزات	۳۸۶
	حکم بن العاص ملعون کا دیوانہ ہوجانا	۳۸۶
	ابوجہل لعن پر دنیوی عذاب	۳۸۶
	آنحضرتؐ کا مذاق اُڑانے والوں پر دنیوی عذاب	۳۸۷
	آنحضرتؐ کے دشمنوں کا مصائبِ دُنیا میں مُبتلا ہونا	۳۸۹
	خدا کا دشمنوں کی نگاہوں سے حضرت کو پوشیدہ رکھنا۔	۳۹۰
	آپؐ کے دشمنوں کا دُنیا ہی میں معذّب ہونا	۳۹۲
	آنحضرتؐ پر جادُو کر کے کنویں میں پوشیدہ کرنا وغیرہ	۳۹۶
۲۱	اکیسواں باب۔ حضرتؐ کے وُہ معجزات جو شیاطین اور جنّوں سے متعلق تھے	۳۹۷
	نصیبین کے جنّوں کا ایمان لانا	۳۹۸
	وادیٔ مجنہ میں جنّوں کا حضرتؐ سے تلاوتِ قرآن سُننا اور اسلام لانا	۳۹۹
	ایک جنّی عورت کا ایمان لانا	۳۹۹
	ابلیس کی اولاد میں ادہام کا حضرتؐ پر ایمان لانا	۴۰۰
	وادیٔ چولی کے جنات سے بحکمِ رسُولِ خدا جناب امیرؑ کا جنگ کرنا اور ان میں سے اکثر کا ایمان لانا	۴۰۱
	ایک جن کی دوسرے جنّوں کے ظلم کی شکایت پر آنحضرتؐ کا حضرت علیؑ کو مامور فرمانا؛ جناب امیرؑ کا زیرِ زمین جاکر جنّوں سے جنگ کر کے ان کو تابع کرنا	۴۰۲
	علیؑ کے دشمنوں میں شیطان کا نطفہ شریک ہوتا ہے	۴۰۳
	ہشیم بن لمباع بن ابلیس کا ایمان لانا	۴۰۳
	متفرق معجزات	۴۰۴ تا ۴۰۶
۲۲	بائیسواں باب۔ امُورِ غیب سے حضرتؐ کا خبر دینا	۴۰۶
	حضرت عباس کا چھپا ہوا مال بتانا	۴۰۷
	ایک گروہ کے سوالوں کے جوابات بغیر سوالات سُنے ہوئے	۴۰۷
	ابوسفیان کی منافقت کا اظہار	۴۰۸
	مختلف معجزات	۴۰۸
	ایک سوال کرنے والے پر خداوندِ عالم سوال کے ستّر دروازے کھول دیتا ہے	۴۱۲

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	زیاراتِ عتباتِ عالیات دخولِ جنّت کا سبب ہیں	۴۱۴
	جناب امیرؑ صدیقِ اکبر مومنوں کے بادشاہ اور پیشوا ہیں	۴۱۴
	جنگِ تبوک میں شہید ہونے والوں کی پیشین گوئی	۴[illegible]
۲۳	تیئسواں باب۔ آنحضرتؐ کا مبعوث برسالت ہونا؛ ظالموں کے ظلم سہنا؛ نزولِ وحی کی کیفیت	۴۱۹
	جبرئیلؑ کا بصورت دحیہ کلبی بوقتِ نزولِ وحی آنحضرتؐ کا سر اپنی گود میں لینا پھر جناب امیرؑ کو دینا اور آپ کی مدح	۴۲۱
	آنحضرتؐ ہر زمین کو مثل اپنے ہاتھوں کے دیکھتے تھے وغیرہ	۴۲۲
	سینتیسویں سال حضرتؐ پر آثارِ بعثت	۴۲۲
	نزولِ جبرئیلؑ و میکائیلؑ	۴۲۲
	آغازِ بعثت	۴۲۳
	جناب امیرؑ کی پرورش آنحضرتؐ نے اپنے ذمہ لے لی	۴۲۴
	سب سے پہلے ایمان لانے اور حضرتؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والے	۴۲۴
	ورقہ بن نوفل اور عداس راہب کی حضرتؐ کی رسالت کے بارے میں پیشین گوئی	۴۲۴
	نوروز کے دن حضرتؐ کا مبعوث ہونا	۴۲۵
	دعوتِ ذوالعشیرہ	۴۲۵
	قریش کا حضرت ابوطالب سے حضرتؐ کی شکایت کرنا اور آپ کے لیے مال؛ عورت اور بادشاہی کی پیش کش کرنا	۴۲۷
	جناب ابوطالب کا آنحضرتؐ کی حمایت میں کفارِ قریش کے جسموں پر خون وغیرہ جناب حمزہؓ سے ملوانا	۴۲۹
	جناب حمزہؓ کا ابوجہل سے حضرتؐ کا انتقام لینا	۴۲۹
	کفارِ قریش کے مظالم	۴۲۹
	حضرتؐ کا اپنی قوم کے لیئے ہدایت کی دُعا کرنا	۴۳۳
۲۴	چوبیسواں باب۔ آنحضرتؐ کی معراج کا بیان	۴۳۴
	معراج جسمانی حالتِ بیداری میں ہوئی	۴۳۴
	مسجدِ اقصےٰ سے مُراد بیت المعمور	۴۳۵
	حضرتؐ نے معراج میں جبرئیلؑ کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھا	۴۳۶
	چار چیزوں کا منکر مومن نہیں	۴۳۷

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	حضرتؐ کے لیئے براق کالایا جانا	۴۳۷
	بیت المقدس میں پیغمبرؐ کی اقتدا میں انبیاء کا نماز پڑھنا	۴۳۸
	آسمانِ اوّل کے فرشتے اسمٰعیلؑ سے حضرتؐ کی ملاقات	۴۳۸
	مالکؑ مؤکلِ دوزخ کا آنحضرتؐ کو جہنم کی جھلک دکھانا	۴۳۹
	حضرت آدمؑ سے ملاقات	۴۳۹
	ملکؑ الموت سے ملاقات	۴۳۹
	حرام کھانے والوں کا انجام	۴۴۰
	مختلف قسم کے فرشتوں سے ملاقات	۴۴۰
	گنہگاروں پر عذاب کا منظر	۴۴۰
	شوہروں سے خیانت کرنے والی عورتوں کا حال	۴۴۰
	آسمان دوم پر حضرت عیسےٰؑ وجناب یحییٰؑ سے ملاقات	۴۴۱
	تیسرے آسمان پر جناب یوسفؑ سے ملاقات	۴۴۱
	چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ سے ملاقات	۴۴۱
	پانچویں آسمان پر حضرت ہارونؑ اور حضرت دانیالؑ سے ملاقات	۴۴۱
	چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے ملاقات	۴۴۲
	ساتویں آسمان پر جناب ابراہیمؑ سے ملاقات	۴۴۲
	ساتویں آسمان پر ایک فرشتہ بصورت مُرغ	۴۴۲
	بہشت میں زید بن حارثہ کی لڑکی، طوبیٰ اور کوثر وغیرہ	۴۴۳
	آنحضرتؐ پر پچاس نمازوں کا واجب ہونا اور جناب موسیٰؑ کے مشورہ سے کم کرانا	۴۴۵
	اُمت محمدؐ کے لیئے آسانیاں۔ پانچ نمازوں کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر	۴۴۵
	نمازیں خود آنحضرتؐ کے کم نہ کرنے کی وجہ	۴۴۶
	حضرتؐ کو معراج میں آسمانوں پر لے جانے کی وجہ	۴۴۶
	بُراق کا حُلیہ اور اُس کے اوصاف	۴۴۷
	حضرتؐ کے لیئے نور کی محمل	۴۴۷
	ہر آسمان کے فرشتوں کا آنحضرتؐ کی رسالت اور جناب امیرؑ کی امامت کی گواہی دینا	۴۴۸
	وضوء، اذان اور اقامت کی علت	۴۴۹
	نماز کے ارکان اور ان کی علت، ذکرِ رکوع وسجود وغیرہ	۴۵۰
	انبیائے سابقین کی بعثت کی علت	۴۵۱

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	عرش پر شبیہ علی علیہ السّلام	۴۵۱
	شبِ معراج آنحضرتؐ سے ہر آسمان کے فرشتوں کا حضرت علیؑ کو دریافت کرنا	۴۵۲
	ساتوں آسمانوں کے دروازوں اور عرش پر کلمۂ شہادت تا "علیاً ولی اللہ" تحریر ہے	۴۵۲
	عرش پر علیؑ کی صورت کا ایک فرشتہ	۴۵۳
	آنحضرتؐ پر خدا کے انعامات	۴۵۳
	ساتوں آسمانوں پر علیؑ بن ابی طالبؑ کے لیئے ایک ایک قصر	۴۵۵
	شبِ معراج آنحضرتؐ کو علیؑ کی امامت کا حکم	۴۵۶
	شیعیانِ علیؑ اور ائمہ اطہار کو اذیت دینے والے سے خدا بیزار ہے	۴۵۶
	شہر "قم" کی وجہ تسمیہ	۴۵۸
	شبِ معراج آنحضرتؐ سے بیت المقدس میں جناب ابراہیمؑ کی ملاقات	۴۵۸
	بہشت میں آنحضرتؐ کی راضیہ ومرضیہ سے ملاقات جنکو خدا نے علیؑ کے لیئے پیدا کیا ہے	۴۵۹
	گنہگاروں پر عذاب کا منظر	۴۵۹
	آنحضرتؐ کی جناب آدمؑ وجناب ابراہیمؑ سے ملاقات	۴۶۰
	جناب امیرؑ کی وصایت وامامت کی آنحضرتؐ کو تاکید	۴۶۲
	تسبیحاتِ اربعہ کی فضیلت	۴۶۳
	آنحضرتؐ کو اپنے بعد علیؑ اور اُن کے امام فرزندوں کی وصایت وامامت کی تاکید اور امامؑ آخر الزمان کی مدح	۴۶۴
	جناب رسُولِ خدا اور ائمہ طاہرین کا تمام فرشتوں اور تمام خلائق سے افضل ہونا اور ائمہؑ اطہار کا پیشوائے خلق ہونا اور امامؑ آخر الزمان کے سعید زمانہ کا تذکرہ	۴۶۵
✓	جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی مدح	۴۶۶
	آنحضرتؐ کا مختلف عورتوں کو طرح طرح کے عذاب میں مشاہدہ فرمانا	۴۶۷
	عورتوں کے مختلف گناہوں کا بیان فرمانا اور اُن کے سبب سے عذابوں اور تکلیفوں کا اُن پر واقع ہونا	۴۶۷
	لڑکیوں کے سبب اُن کے باپ پر خدا کا رحم وکرم ۔ پیش خدا حضرت علیؑ کا مرتبہ	۴۶۸
	سدرۃ المنتہیٰ کی عظمت وبلندی	۴۶۸
	دُنیا کے تمام میوہ دار درختوں پر فرشتوں کا مؤکل ہونا	۴۶۹
	پنجگانہ نمازوں میں بعض بلند اور بعض آہستہ آواز سے پڑھنے کی توجیہہ	۴۶۹
	قبل نماز سات تکبیروں کا سنت ہونا، وذکر رکوع وسجود	۴۷۱

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	جناب امیرؑ کو خلیفہ اور وصی قرار دینے کا حکم	۴۷۱
	جناب خدیجہؑ کو خدا اور جبریلؑ کا سلام	۴۷۲
	آسمان پر علیؑ کی شبیہ جس کی فرشتے زیارت کرتے ہیں	۴۷۲
	شبِ معراج آنحضرتؐ سے علیؑ کے لہجہ میں خدا کا ہمکلام ہونا	۴۷۲
	تسبیحاتِ اربعہ کی فضیلت	۴۷۳
	اگر اہل دُنیا محبتِ علیؑ پر جمع ہوجاتے تو خدا جہنم کو پیدا نہ کرتا	۴۷۳
	شبِ معراج ہر جگہ رسُولِ خدا نے جناب امیرؑ کو دیکھا۔	۴۷۳
	خدا نے حضرت علیؑ کو آنحضرتؐ کا وزیر و خلیفہ بنایا	۴۷۴
	معراج کے لیئے آنحضرتؐ کی حجرۂ اسمٰعیل سے روانگی اور بیت المقدس میں امامت فرمانا	۴۷۴
	خدا کے نزدیک توحید و رسالت کی گواہی بغیر امامت و ولایتِ علیؑ کے اقرار کے مقبول نہیں	۴۷۵
	آنحضرتؐ کو حکم کہ انبیاءؑ سے سوال کریں کہ کس امر کی شہادت دیتے ہیں اور اُن کا جواب	۴۷۷
	محبتِ امیرالمومنین و آئمہ طاہرین کے ساتھ عبادتیں قبول ہوتی ہیں۔	۴۷۸
	جناب امیرؑ اور ائمہؑ اطہار کی محبت کی تاکید	۴۷۹
	دوستانِ علیؑ کا مرتبہ اور روزِ محشر اُن کی ضیافت۔ بہشت میں قصرِ علیؑ و عباس	۴۸۰
	مقامِ قدس میں آنحضرتؐ کو تاکید کہ اپنے بعد اُمت پر علیؑ کو امیر مقرر کریں	۴۸۱
	طوبیٰ کی تعریف اور نعماتِ بہشت کا تذکرہ	۴۸۱
	آنحضرتؐ سے جناب ابوطالب کی محبت	۴۸۲
	آنحضرتؐ کا شبِ معراج حریمِ قدس تک پہنچنا اور خدا کا آپ سے خطاب فرمانا اور آپ کو شفیعِ روزِ جزا قرار دینا	۴۸۲
۲۵	**پچیسواں باب۔** ہجرت حبشہ کا بیان	۴۸۳
	کفارِ قریش کا نجاشی کے پاس جاکر مہاجرین کی واپسی کی التجا کرنا؛ عمرو بن عاص اور عمارہ میں دشمنی واقع ہونا۔	۴۸۴
	عمروِ عاص کا عمارہ کو فریب دے کر نجاشی کی ایک کنیز سے اُلجھا دینا جو اُسکی جان جانے کا سبب ہوا۔	۴۸۵
	اُم حبیبہ دُخترِ ابوسُفیان کا آنحضرتؐ کے ساتھ عقد؛ نجاشی کا ماریہ قبطیہ کو آنحضرتؐ کیلیئے ہبہ کرنا اور تیس عالموں کو حضرتؐ کے حالات دریافت کرنے کے لیئے بھیجنا؛ ان کا مسلمان ہونا پھر نجاشی کا اسلام لانا	۴۸۶
	جنگِ بدر کی فتح کی خبر سُنکر نجاشی کا شکر ادا کرنا	۴۸۷

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	نجاشی کے نام آنحضرتؐ کا خط اور نجاشی کی طرف سے جواب۔ جناب ابوطالبؑ کا خط نجاشی کے نام	۴۸۸
	نمازِ جعفر طیارؑ کی تعلیم؛ حبشہ سے جناب جعفر طیار کی واپسی۔ روزِ فتح خیبر	۴۸۹
۲۶	**چھبیسواں باب۔** آنحضرتؐ کا شعب ابی طالب میں محصور ہونا	۴۹۰
	کفارِ قریش کا آنحضرتؐ سے ترکِ تعلقات پر عہد و پیمان	۴۹۰
	شعب میں جناب ابوطالبؑ کا آنحضرتؐ کی اپنی جان سے زیادہ حفاظت کرنا	۴۹۱
	شعب میں باعجازِ آنحضرتؐ طرح طرح کی نعمتیں مہیا ہونا؛ درُود کی فضیلت	۴۹۲
	کفار کے عہد نامہ کو دیمک کا کھا جانا؛ کفارِ قریش کا نادم ہونا	۴۹۲
	جناب ابوطالبؑ اور جناب خدیجہؑ کی وفات	۴۹۳
	جناب خدیجہؑ کی وفات پر آنحضرتؐ کا رنج و ملال	۴۹۴
	آنحضرتؐ کا طائف میں جانا وہاں کے لوگوں کا ایذا پہنچانا اور حضرتؐ پر سنگباری کرنا	۴۹۴
	عتبہ اور شیبہ کے غلام کا اسلام قبول کرنا	۴۹۵
	سختیوں سے نجات کی دُعا	۴۹۵
	آنحضرتؐ کا مطعم بن عدی کی امان میں طوافِ کعبہ بجالانا	۴۹۵
	مدینہ میں اسلام کی ابتداء	۴۹۶
	بیعتِ عقبۂ اولیٰ	۴۹۹
۲۷	**ستائیسواں باب۔** مدینہ کی جانب آنحضرتؐ کی ہجرت اور اُس کے اسباب	۵۰۱
	دارالندوہ میں قریش کا جمع ہوکر آنحضرتؐ کے قتل پر مشورہ	۵۰۲
	شبِ ہجرت آنحضرتؐ کا اپنے بستر پر علیؑ کو سلانا	۵۰۴
	جناب امیرؑ کا بے نظیر ایثار	۵۰۴
	خدا کا آپ کے بارے میں فرشتوں سے مباہات؛ جبرئیلؑ و میکائیلؑ کا حضرت علیؑ کی حفاظت پر مامور ہونا	۵۰۵
	جناب امیرؑ پر صبح شبِ ہجرت کفار کا حملہ کرنا اور حضرت کا خالد کی تلوار چھین کر اُن پر حملہ کرنا اور کفار کا فرار	۵۰۶
	جناب امیرؑ کی آنحضرتؐ سے محبت	۵۰۶
	جناب امیرؑ کی بے مثال شجاعت	۵۰۸
	جناب رسُولِ خدا کا حضرت علیؑ کو اپنے اہل و عیال پر اپنا خلیفہ مقرر فرماکر مدینہ ہجرت فرمانا اور علیؑ کو لوگوں کی امانتیں دینے پر مامور کرنا	۵۱۱
	سراقہ کا حضرت کی تلاش میں آنا اور حضرت کی اطاعت کرکے واپس جانا	۵۱۱

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	حضرتؐ کے اعجاز سے اُمِ معبد کی لاغر و ناکارہ بکری کا دودھ دینا وغیرہ (معجزات)	۵۱۲
	جناب امیرؑ کی مدح میں آیتیں	۵۱۴
	مسلمانوں پر کفارِ مکہ کے مظالم ؛ جناب عمارؓ کے والدین کی شہادت ؛ عمارؓ کا تقیہ اور تقیہ کا حکم۔	۵۱۴
۲۸	**اٹھائیسواں باب۔** آنحضرتؐ کا مدینہ طیبہ میں ہجرت کر کے آنا، مسجدیں اور مکانات تعمیر کرنا ؛ ہجرت کے سال اوّل کے تمام حالات۔	۵۱۵
	مدینہ میں حضرتؐ کا دُرودِ مسعود	۵۱۵
	مسجد قبا کی تعمیر ؛ آنحضرتؐ کی مدینہ میں تشریف آوری ؛ ابوایوبؓ انصاری کے مکان میں قیام۔	۵۱۶ ۵۱۷
	مدینہ کے یہودیوں کے تین قبیلوں کا حضرت سے صلح کرنا	۵۲۰
	مدینہ میں حضرتؐ کی مسجد کی تعمیر	۵۲۱
	مسجد کی جانب سے سوائے آنحضرتؐ اور علیؑ کے دروازوں کے ہر ایک کا دروازہ بند کر دینے کا حکم	۵۲۲
	نمازِ جمعہ کی ابتدا	۵۲۲
	ہجرت کے سالِ اوّل کے حالات ؛ مواخاۃ ؛ علیؑ رسولؐ کے بھائی ؛ اذان کی ابتداء	۵۲۳
۲۹	**انتیسواں باب۔** غزوات کے نادر حالات اور بدرِ کبریٰ تک کے غزوات کا ذکر	۵۲۳
	غزوات کی فہرست۔	۵۲۴
	جنگ میں شعارِ اہلِ اسلام	۵۲۴
	مجاہدینِ اسلام کو ہدایتیں	۵۲۵
	جہادِ اکبر کی تعریف	۵۲۶
	دارالحرب میں مشرکین کے ساتھ رہنے والے مسلمانوں سے حضرتؐ کی بیزاری	۵۲۷
	آنحضرتؐ کا سب سے پہلا جہاد اور سب سے پہلا علَم	۵۲۷
	جناب امیرؑ کے لیے لقب ابوتراب	۵۲۷
	تحویلِ قبلہ	۵۲۹
	روزہ کا واجب ہونا	۵۳۰
۳۰	**تیسواں باب۔** جنگ بدر کے حالات	۵۳۰
	عاتکہ دختر عبدالمطلب کا خواب	۵۳۱
	قافلۂ قریش کا جنگ کے لیے روانہ ہونا	۵۳۲

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	جنگ کے لیے آنحضرتؐ کو خدا کا حکم	۵۳۳
	عتبہ بن ربیعہ کا کفارِ قریش کو جنگ سے باز رکھنے کی کوشش اور ابوجہل کا اصرار	۵۳۶
	جناب جبرئیلؑ کا ہزار فرشتوں کے ساتھ کفار سے جنگ کرنا	۵۴۲
	ابوجہل کی سرکشی کے بارے میں حضرتؐ کا ارشاد	۵۴۴
	ابولہب کا عبرتناک انجام اور دُنیا ہی میں اُس پر نزولِ عذاب	۵۴۵
	جنگِ بدر میں تمام فرشتوں کا علیؑ کی صورت میں متشکل ہو کر کفار سے جنگ کرنا	۵۴۶
	جناب عباسؓ، عقیل اور نوفل کی گرفتاری	۵۴۸
	مسلمانوں کا قیدیوں سے فدیہ لینا اس شرط پر کہ آئندہ سال قتل ہو کر شہید ہوں گے۔	۵۵۰
	ابن الحدید کا اپنے استاد سے فدک کے بارے میں سوال اور اُن کا جواب	۵۵۰
	آنحضرتؐ کا معجزہ ؛ ایک قدم بڑھا کر اپنے ہمراہ لوگوں کو چاہِ بدر پر لے جانا اور مشرکین کے قتل کی جگہ دکھانا	۵۵۲
	مالِ غنیمت کے بارے میں صحابہ کی چہ میگوئیاں اور اُن کی خواہش کے خلاف نزولِ آیت	۵۵۲
	روزِ بدر آنحضرتؐ کے لیے جبرئیلؑ کا علَم لانا اور اُس کا بتدریج امام زمانہ تک پہنچنا	۵۵۳
	باعجاز آنحضرتؐ لکڑی کا تلوار بن جانا۔ جنگِ بدر میں جبرئیلؑ و میکائیلؑ کی شمولیت	۵۵۴
	شہدائے بدر کی تعداد اور اُن کے نام	۵۵۴
۳۱	**اکتیسواں باب۔** وُہ غزوات اور واقعات جو جنگِ بدر کے بعد سے غزوۂ اُحد تک واقع ہوئے۔	۵۵۵
	غزوۂ بنی غطفان ؛ آنحضرتؐ کا لشکر سے جُدا ہو کر تنہا ایک درخت کے نیچے آرام فرمانا اور فوجِ مخالف کے سردار کا برہنہ تلوار لے کر حضرتؐ کے قتل کو آنا اور مسلمان ہونا	۵۵۷
	غزوۂ قردہ	۵۵۷
	سریہ عمیر بن عدی	۵۵۸
	کعب بن اشرف کا قتل قبیلہ اوس کے ایک شخص محمد بن مسلمہ کا کارنامہ	۵۵۸
	ابو رافع عرف سلام بن ابی الحقیق کا قتل ؛ بنی خزرج کا کارنامہ	۵۵۹
۳۲	**بتیسواں باب۔** جنگِ اُحد کے حالات	۵۶۰
	جنگِ اُحد سے مسلمانوں کے ایک گروہ کی تساہلی	۵۶۱
	ایک درّہ پر پچاس مسلمانوں کو تعینات کر کے حضرتؐ کا تاکید فرمانا کہ ہم کو شکست ہو یا فتح تم یہاں سے نہ ہٹنا۔	۵۶۱
	امیرالمومنینؑ کا مشرکین کے بہت سے بہادروں کو قتل کرنا اور اُن کا میدان سے فرار	۵۶۲

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	درّہ پر تعینات مسلمانوں کا لوٹ میں مشغول ہونا پھر حضرت کو چھوڑ کر فرار کر جانا	۵۶۳
	حضرت علیؑ کا خطاب قصم	۵۶۳
	حضرت علیؑ کی شجاعت عمرو بن خطاب کی زبانی	۵۶۳
	نسیبہ بنت کعب مازینہ کی شجاعت	۵۶۴
	جبریلؑ اور آنحضرتؐ کی زبانی حضرت علیؑ کی مدح	۵۶۵
	غیب سے ندائے لافتیٰ اِلاّ علیؑ لاسیف اِلاّ ذوالفقار	۵۶۵
	جناب حمزہؑ کی شہادت اور ہندہ زوجہ ابو سفیان کا اُن حضرتؑ کا کلیجہ چبانا	۵۶۵
	عمرو بن ثابت کی شہادت اور حضرتؑ کا انکی مدح کرنا۔	۵۶۶
	حنظلہ بن ابو عامر غسیل الملئکہ کا حال	۵۶۷
	ابو دجانہؓ کی آنحضرتؐ کی حمایت میں جانفشانی	۵۷۱
	جبریلؑ کا گروہِ ملائکہ کے ساتھ جنگِ اُحد میں آنحضرتؐ کی مدد کرنا	۵۷۱
	جناب امیرؑ کی شجاعت	۵۷۲
	سعد بن ربیع کی جاں نثاری	۵۷۶
	جناب حمزہؑ کی لاش پر جناب رسولؐ خدا کا گریہ	۵۷۷
	اُحد سے واپسی اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کا شہیدانِ اُحد پر گریہ	۵۷۷
	آنحضرتؐ کا حمزہؓ پر رونے کی آرزو کرنا	۵۷۸
	آنحضرتؐ کے زخموں کی تعداد اور دندانِ مبارک ٹوٹنے کا تذکرہ	۵۷۹
	آنحضرت کی شہادت کی خبر سُنکر جناب فاطمہؑ کا اضطراب اور کوہِ اُحد پر روانگی	۵۸۰
	جنگ میں آنحضرتؐ کا بے نظیر استقلال	۵۸۰
	جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کے معجزات	۵۸۱ تا ۵۸۳
	روزِ شوریٰ جناب امیرؑ کا روزِ اُحد کے خدمات کا تذکرہ کر کے اہل شوریٰ پر حجت تمام کرنا	۵۸۴
	جنگ اُحد میں امیرؑ المومنین کی شجاعت	۵۸۵
	صحابہ کے فرار پر آنحضرتؐ کا غیظ و غضب اور ابو دجانہ کو بھی چلے جانے کا حکم	۵۸۵
	اُحد سے واپسی اور جناب امیرؑ کی مدح	۵۸۶
	جنگ اُحد سے بھاگنے والوں کے نام اور اُنکی تحقیق	۵۸۷
	مخریق یہودی کا جنگ اُحد میں آنحضرتؐ کی مدد کر کے شہید ہونا	۵۸۹
	عمرو بن الجموع کا شوقِ شہادت وغیرہ	۵۸۹
	جابرؓ کے والد عبداللہؓ کی شہادت	۵۹۰

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	معاویہ بن ابی سفیان کا شہدائے اُحد کی قبریں کھود واکر نہر نکلوانا	۵۹۰
۳۳	تینتیسواں باب۔ غزوۂ حمراء الاسد کا بیان	۵۹۱
	معاویہ بن مغیرہ کے بارے میں جس نے حضرت حمزہؓ کے اعضا قطع کیئے تھے عثمان کا آنحضرتؐ سے جان بخشی کی سفارش کرنا	۵۹۳
	جنگِ کفار کے لیئے جناب امیرؑ کا شوق و حوصلہ	۵۹۴
۳۴	چونتیسواں باب۔ ان واقعات کا بیان جو جنگِ اُحد و احزاب کے درمیان واقع ہوئے	۵۹۵
	فصل اوّل۔ غزوۂ رجیع	۵۹۵
	فصل دوسری۔ غزوۂ معونہ	۵۹۶
	فصل تیسری۔ غزوۂ بنی نضیر	۵۹۷
	فصل چوتھی۔ غزوۂ ذات الرقاع اور غزوۂ عسفان	۶۰۳
	فصل پانچویں۔ بدر صغریٰ	۶۰۴
۳۵	پینتیسواں باب۔ جنگِ خندق کا بیان۔	۶۰۹
	یہودانِ خیبر کا آنحضرتؐ سے جنگ کے لیئے قبائل عرب کو آمادہ کرنا	۶۱۰
	جناب سلمان فارسی کی رائے سے مدینہ کے گرد خندق کھودی جانا	۶۱۱
	حیی بن اخطب کا بنی قریظہ کے سردار کو آنحضرتؐ کے ساتھ عہد توڑنے پر آمادہ کرنا	۶۱۴
	یہودیوں کا تعصب کہ محمدؐ بنی اسمٰعیل سے ہیں	۶۱۵
	نعیم بن مسعود اشجعی کا کارنامہ۔ نعیم بن مسعود اشجعی کا کعب و ابو سفیان کے درمیان اختلاف پیدا کرنا۔	۶۱۶
	عمرو بن عبدود کا لشکرِ اسلام سے مبارز طلب کرنا اور کسی کا اُس کے مقابلہ پر جانے کی جرأت نہ کرنا	۶۱۹
	جناب امیرؑ کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا	۶۱۹
	جناب رسولؐ خدا کا امیرالمومنین کی مدح فرمانا اور عمرو بن عبدود کی بہن کا اس کی لاش پر آکر حضرت علیؑ کی مدح کرنا	۶۲۲
	عمرو بن عبدود کے خون کا ایک قطرہ ذوالفقار پر دھونے کے بعد بھی باقی رہنا اور خود ذوالفقار کا اسکی وجہ بیان کرنا	۶۲۳
	قریش کے لشکر پر آسمان سے پتھروں کی بارش	۶۲۷
۳۶	چھتیسواں باب۔ غزوۂ بنی قریظہ وغیرہ	۶۲۹
	سعد بن معاذ کا یہودیوں کے حق میں فیصلہ اور اُن کی وفات	۶۳۱
	بنی قریظہ کا قتل عام پھر کعب بن اسید اور حیی بن اخطب کا قتل	۶۳۲
	بالغ و نابالغ کی شناخت	۶۳۳
	سعد بن معاذ کے جنازہ کا احترام اور اُن کا پیش خدا اعزاز	۶۳۳
	زوجہ سے بد خلقی کے سبب سعد بن معاذ پر فشار قبر کا ہونا۔	۶۳۴

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۳۷	سینتیسواں باب ۔ وہ غزوات اور واقعات جو غزوۂ احزاب و حدیبیہ کے درمیان واقع ہوئے	۶۳۵
	فصل اول ۔ غزوۂ مریسیع جس کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں	۶۳۵
	جویریہ دختر حارث سے حضرتؐ کا نکاح	۶۳۶
	ایک خوفناک وادی میں جناب امیر علیہ السلام کا جنوں کے لشکر سے جنگ کرنا اور انکا مسلمان ہونا	۶۳۷
	عبداللہ بن ابی منافق کی بیہودہ گوئی اور سورۂ منافقون کا نزول	۶۳۸
	کافر باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کا حکم	۶۳۹
	عبداللہ بن ابی منافق کا واصل جہنم ہونا	۶۳۹ ۶۴۰
	دوسری فصل ۔ حضرت عائشہؓ کے بارے میں لوگوں کا کلمات فحش کہنا	۶۴۰
	حضرت عائشہؓ پر اتہام کا واقعہ اور ان کی برائت ۔	۶۴۰
	تیسری فصل ۔ بعد کے تمام حالات	۶۴۱
۳۸	اڑتیسواں باب ۔ غزوۂ حدیبیہ اور بیعت رضوان	۶۴۴
	کفار سے گفتگوئے صلح ؛ شرائط صلح	۶۴۵
	صحابہ کا صلح کے خلاف ہونا اور حضرت عمرؓ کی آنحضرتؐ سے تکرار و اعتراضات	۶۴۵
	آنحضرتؐ کی حضرت علیؑ سے پیشینگوئی کہ ایک دن ایسا ہی معاملہ تمہارے ساتھ بھی ہوگا	۶۴۷
	بیعت رضوان	۶۵۱
	بروایت دیگر تحریر صلحنامہ اور سہیل کا اعتراض	۶۵۳
	صلح کے فوائد	۶۵۳
	زبان رسولؐ پر علیؑ کی مدح	۶۵۷
۳۹	انتالیسواں باب ۔ غزوۂ خیبر کا بیان اور حضرت جعفر طیارؑ کی حبشہ سے واپسی	۶۵۸
	حدیث رایت (علیؑ کا محب و محبوب خدا و رسولؐ ہونا)	۶۵۹
	بعد شکست لشکر اسلام حضرت رسالتمآبؐ کا اہل خیبر کے مقابلہ پر امیرالمومنینؑ کو جنگ کیلئے بھیجنا	۶۵۹
	امیرالمومنینؑ کے ہاتھ سے مرحب کا قتل	۶۶۰
	حضرت علیؑ کی تین فضیلتوں پر سعد بن وقاص کا رشک کرنا	۶۶۱
	حضرت علیؑ کے حق میں پیغمبرؐ کی دعا	۶۶۱
	اصحاب شوریٰ کے روبرو حضرت علیؑ کا اپنی فضیلتیں بیان کرنا اور ان کا اقرار کرنا	۶۶۲
	جناب امیرؑ کا ایک یہودی کے جواب میں خیبر میں اپنے کارناموں کا تذکرہ فرمانا	۶۶۲
	جبریلؑ کے پروں پر ضربت اسداللہی کی گرانی ۔	۶۶۵
	خیبر و فدک کی فتح اور فدک کا خاص رسولؐ کی ملکیت ہونا	۶۶۵

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	آنحضرتؐ کا فدک جناب فاطمہؑ کو ہبہ کرنا	۶۶۶
	فتح فدک اور اس کو جناب فاطمہؑ کو دینے کے بارے میں نزول آیت	۶۶۶
	ام ایمن کا فدک کے بارے میں ابوبکرؓ و عمرؓ کے سامنے بحق فاطمہ زہراؑ گواہی دینا	۶۶۷
	یہودیوں پر پانی بند کرنا حضرتؐ کو گوارا نہ ہونا؛ آپ کے اعجاز سے قلعہ کی زمین کا دھنسنا اور مسلمانوں کا ان یہودیوں پر فتح پانا	۶۶۸
	آنحضرتؐ کا باعجاز پانی پر مع لشکر اسلام گزرنا	۶۶۸
	ایک زن یہودیہ کا گوسفند کے گوشت میں زہر ملا کر حضرت کو ہدیہ کرنا اور اس سے براء بن معرور کی شہادت	۶۶۸
	روز فتح خیبر جناب جعفر طیار کا واپس آنا اور آنحضرتؐ کا نہایت مسرور ہوکر انکو نماز جعفر طیار تعلیم فرمانا	۶۶۹
	آنحضرتؐ کا مع اصحاب کے حضرت علیؑ کے گھر دعوت کے لیئے جانا اور خدا کی طرف سے طعام کا آنا	۶۶۹
۴۰	چالیسواں باب ۔ غزوۂ عمرۃ قضا اور آنحضرت کا بادشاہوں کو دعوت اسلام دینا اور غزوۂ موتہ تک کے حالات	۶۷۱
	مقوقس بادشاہ کا آنحضرتؐ کو ہدیۃً ماریہ اور دُلدُل وغیرہ بھیجنا	۶۷۲
	ہرقل بادشاہ روم کے دربار میں ابوسفیان کی زبان سے آنحضرتؐ کی مدح	۶۷۳
	قیصر کے دربار میں ایک نصرانی عالم کا آنحضرتؐ کی نبوت کی گواہی دینا اور عیسائیوں کا اس کو شہید کرنا	۶۷۴
	کسریٰ کا آنحضرتؐ کے خط کو چاک کر کے حضرتؐ کی شان میں گستاخی کرنا ۔ اس کے بیٹے کا اس پر مسلط ہو کر اس کو ہلاک کرنا اور اس کے ماتحت حاکم باذان کا مع قوم کے مسلمان ہونا	۶۷۵
	کسریٰ پر عذاب الٰہی	۶۷۶
	نجاشی کا حضرتؐ کی دعوت پر مسلمان ہونا	۶۷۷
	ذوالکلاع حمیری کا مسلمان ہو کر مع لشکر کے حضرتؐ کی مدد کے لیئے روانہ ہونا راستے میں حضرتؐ کی وفات کی خبر سنکر واپس جانا	۶۷۷
	بحرین کا فتح ہونا	۶۷۷
	حضرت علیؑ کی ادائیگی نماز کے لیئے آفتاب کا مغرب سے پلٹنا	۶۷۸
۴۱	اکتالیسواں باب ۔ غزوۂ موتہ کا بیان	۶۷۹
	حضرت جعفر طیار کی شہادت	۶۸۰
	اس امت کے فضائل	۶۸۰
	یتیم حضرت جعفر طیارؑ پر آنحضرتؐ کی شفقت اور حضرت جعفرؑ کی فضیلت کا اظہار	۶۸۰
	حاضری کا کھانا بھیجنے کی ابتدا	۶۸۱
	آنحضرتؐ کی یتیم نوازی اور حضرت جعفرؑ کے غم میں رونے والوں کی ہمت افزائی	۶۸۲

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	حضرت جعفرؓ کے فضائل	۶۸۳
	جناب عباسؑ علمدار حسینؑ مظلوم کے فضائل	۶۸۳
۴۲	بیالیسواں باب۔ غزوۂ ذات السلاسل	۶۸۴
	آنحضرتؐ کا بحکم خدا حضرت ابوبکرؓ کو جنگ کے لیئے بھیجنا ان کا ناکام واپس آنا پھر حضرت عمرؓ کو بھیجنا؛ ان کا بھی بے [illegible] واپس آنا	۶۸۴
	جناب امیرؑ کا جنگ وادی یابس پر مامور ہوکر جانا اور فتحیاب واپس آنا اور آپ کی مدح میں آیتوں کا نزول	۶۸۶
	آنحضرتؐ کا شیخین کو پھر عمرو بن عاص کو اُن کی خواہش کے مطابق جنگ کے لیئے بھیجنا سب کا ناکام واپس آنا پھر جناب امیرؑ کا مامور ہونا اور فتح کرکے واپس آنا	۶۸۷
	زبانِ رسولؐ خدا پر حضرت علیؑ کی مدح	۶۸۸
	جناب امیرؑ کا حارث بن مکیدہ اور اُس کے ساتھیوں کو قتل کرنا	۶۹۰
	جناب امیرؑ کی مدح	۶۹۱
۴۳	تینتالیسواں باب۔ فتح مکّہ	۶۹۲
	حاطب بن بلتعہ کی غلطی اور اُس کی ندامت اور پھر خدا کی طرف سے معافی	۶۹۳
	ابوسفیان کو آنحضرتؐ کے بستر پر بیٹھنے سے اس کی بیٹی ام المومنین ام حبیبہؓ کی ممانعت	۶۹۴
	ابوسفیان کا آنحضرتؐ سے امان طلب کرنا؛ ابوبکر و عمر اور جناب سیدہؑ و حسنین علیہم السلام سے سفارش کی التجا؛ آخر میں حضرت علیؑ کا مشورہ	۶۹۴
	حضرت عباسؓ کی سفارش سے ابوسفیان کی خطائیں معاف ہونا	۶۹۶
	ابوسفیان کا بخوفِ جان مجبوری سے ایمان لانا	۶۹۶
	ابوسفیان کا لشکرِ اسلام کا جلوس دیکھنا اور حیرت ظاہر کرنا	۶۹۷
	اُم ہانی حضرت علیؑ کی ہمشیرہ کا چند اشخاص کو امان دینا اور آنحضرتؐ کا انکی امان کو باقی رکھنا	۶۹۸
	کعبہ کی کنجی کا معاملہ	۶۹۹
	کعبہ میں آنحضرتؐ کی بُت شکنی	۶۹۹
	فرزندانِ ہاشم و عبدالمطلب پر آنحضرتؐ کا حجت تمام کرنا	۶۹۹
	عورتوں سے آنحضرتؐ کا چند شرطوں کے ساتھ بیعت لینا	۷۰۰
	حضرتؐ کا کعبہ کی کنجی سابق کلید بردار کو واپس دینا	۷۰۱
	آنحضرتؐ کا ایک نوجوان عتاب بن اسید کو اہل مکّہ پر امیر مقرر فرمانا۔	۷۰۲
	آنحضرتؐ کے حکمنامہ کا مضمون جو عتاب بن اسید کی امارت کے بارے میں تحریر فرمایا	۷۰۲
۴۴	چوالیسواں باب۔ غزوۂ حنین اور اس کے قبل و بعد غزوۂ تبوک تک کے حالات	۷۰۴

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	خالد بن ولید کا قبیلۂ بنی مخذوم کے مسلمانوں کو دیرینہ عداوت کے سبب قتل کرنا؛ پھر آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کے ذریعہ ان کو ان کے نقصانات دے کر راضی کرنا اور حضرت علیؑ کی مدح	۷۰۵
	لات و عزّیٰ کا توڑا جانا۔ غزوۂ حنین کا سبب	۷۰۵
	مشرکوں کے سرداران کے ایک بزرگ نابینا کی نصیحت۔	۷۰۶
	سوائے حضرت علیؑ کے مسلمانوں کا میدانِ جنگ میں رسولؐ اللہ کو چھوڑ کر بھاگنا اور خود رسولؐ اللہ اور حضرت عباسؓ کا ان کو پکارنا	۷۰۷
	جنگ حنین میں فرشتوں کا کفار کو قتل کرنا۔	۷۰۸
	مسلمانوں کے لشکر کی اکثریت پر نظر لگنا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا فرار ہونا	۷۰۹
	میدانِ قتال میں امیر المومنینؑ کی شجاعت	۷۰۹
	حضرت عمرؓ کے کہنے سے انصار کا دو قیدی کافروں کو قتل کرنا اور آنحضرتؐ کا غضبناک ہونا	۷۱۱
	آنحضرتؐ کا امیرؑ المومنین سے راز کی باتیں کرنا اور حضرت عمرؓ کا اعتراض	۷۱۲
	آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو اپنی جان قرار دینا۔	۷۱۳
	علیؑ خدا کا تیر ہیں	۷۱۴
	عینیہ بن حصین کا مکر و فریب اور حضرت کا اُس کے فریب کو ظاہر فرمانا	۷۱۴
	حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کا فضیلتِ علیؑ سے اعتراف کرنا	۷۱۵
	روز شوریٰ حضرت علیؑ کا اپنی خلافت کی دلیل بیان کرکے اہل شوریٰ پر حجت تمام کرنا	۷۱۵
	انصار کا تقسیم غنیمت سے کبیدہ ہونا اور آنحضرتؐ پر اپنے احسان جتانا؛ حضرتؐ کا جواب۔ اور انکی ندامت	۷۱۶
	خروجِ خوارج کی پیشنگوئی اور انکی علامتیں	۷۱۸
	والدین کی خدمت سے رسولؐ اللہ کی نگاہوں میں عزّت	۷۱۹
۴۵	پینتالیسواں باب۔ غزوۂ تبوک؛ عقبہ اور مسجد ضرار کے حالات	۷۲۰
	جنگ تبوک کی روانگی کے وقت خطبۂ جناب رسولِ خدا جس میں بہترین نصیحتیں ہیں	۷۲۱
	حدیثِ منزلت۔ جناب رسولِ خدا سے حضرت علیؑ کو وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی	۷۲۲
	جنگِ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے مومنین کا توبہ کرنے کے لیئے پہاڑوں پر جانا اور توبہ کرنا	۷۲۵
	منافقوں کا حضرت علیؑ کے قتل کی تدبیر کرنا اور آپؑ کا اُن کے شر سے محفوظ رہنا	۷۲۷
	منافقوں کا مکر و فریب	۷۲۹
	زبانِ رسولؐ پر علیؑ کی مدح	۷۲۹
	محمدؐ و آلِ محمد (علیہم السلام) کی افضلیت فرشتوں پر	۷۳۰

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	منافقوں کا آنحضرتؐ کو عقبہ میں ہلاک کرنے کا ارادہ؛ آنحضرتؐ کا حذیفہؓ کو ان کو دیکھنے اور پہچاننے پر مامور فرمانا	۷۳۱
	آنحضرتؐ کا اپنے ہلاک کرنے والے منافقوں کا نام لے کر پکارنا اور حذیفہؓ کا سب کو پہچاننا	۷۳۳
	ہرقل کا آنحضرتؐ کے اوصاف کی تحقیق کرنا اور در پردہ مسلمان ہونا	۷۳۶
	آنحضرتؐ کا معجزہ؛ ہمراہیوں کے لیئے آسمان سے غذا طلب کرنا اور سب کا اپنی خواہش کی غذا کا مزہ حاصل کرنا	۷۳۸
	آنحضرتؐ کا اپنے بعد کے فتنے کا ذکر فرمانا	۷۴۱
	جنگ تبوک سے آنحضرتؐ کی صحیح وسالم فتحیاب آنے کی پیشینگوئی۔ مسجد ضرار کا تذکرہ	۷۴۲
	اکیدر کی گرفتاری اور رہائی	۷۴۴
	آنحضرتؐ کی بخیریت مدینہ واپسی	۷۴۴
	مسجد ضرار کا انہدام	۷۴۵
	ابو عامر راہب کا حال	۷۴۶
۴۶	چھیالیسواں باب۔ نزولِ سورۃ برائت	۷۴۷
	حج اکبر کی تعیین	۷۴۷
	جناب رسولؐ خدا کا حضرت ابوبکرؓ کو سورۃ برائت کی تبلیغ پر مامور فرمانا؛ پھر بحکم خدا معزول کرکے جناب امیرؑ کو مقرر فرمانا	۷۴۸
	جناب امیرؑ کے لیئے آنحضرتؐ کی بے چینی	۷۵۱
	مکہ میں عمرو بن عبدود کے بھائیوں کا جناب امیرؑ کو دھمکانا اور حضرتؑ کا ان کو للکارنا	۷۵۲
۴۷	سینتالیسواں باب۔ ذکر مباہلہ؛ نصارئ نجران کا آنحضرتؐ سے مناظرہ کے بعد مباہلہ پر آمادہ ہونا	۷۵۳
	نصارائے نجران کا مباہلہ سے گریز اور جزیہ دینا منظور کرنا	۷۵۴
	منکدر کا بیان نصارائے نجران کا آپس میں آنحضرتؐ کی نبوّت پر بحث کرنا اور آپ کی نبوّت انجیل سے ثابت کرنا	۷۵۶
	انجیل میں آنحضرتؐ کے اوصاف وفضائل	۷۵۶
	پیش خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کا مرتبہ	۷۵۹
	آنحضرتؐ کا خط نصارائے نجران کے نام	۷۶۰
	علمائے نصاریٰ کا اجتماع اور آپس میں مشورہ	۷۶۱
	حارثہ بن آثال کا علماء سے بحث کرکے انجیل سے آنحضرتؐ کی نبوت ثابت کرنا	۷۶۲

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	سید و عاقب کا اپنا اقتدار خطرہ میں سمجھنا اور حقیقت سے انحراف کرنا	۷۶۳
	سید و عاقب دونوں کا حارثہ کی دلیلوں سے مضطرب و پریشان ہونا	۷۶۹
	بحث کا تیسرا روز	۷۷۰
	حارثہ کا سید و عاقب کو اپنی حق انگیز دلیلوں سے مغلوب کرنا	۷۷۱
	چوتھے روز کتاب جامعہ سے حارثہ کا اپنے دلائل ثابت کرنے پر فیصلہ موقوف ہونا	۷۷۱
	کتاب جامعہ کا مضمون	۷۷۴
	کتاب جامعہ میں حضرت آدمؑ کے ذکر میں آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے فضائل	۷۷۵
	حضرت شیثؑ کے صحیفہ میں آنحضرتؐ اور آپ کے اہلبیت کے فضائل	۷۷۶
	حضرت ابراہیمؑ کے حالات میں آنحضرتؐ اور آپ کے اوصیاء کے فضائل	۷۷۷
	کتاب جامعہ میں توریت سے آنحضرتؐ اور آپکے اہلبیتؑ کے فضائل۔	۷۷۸
	کتاب جامعہ میں انجیل کا مضمون اور حضرتؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے فضائل	۷۷۹
	سید و عاقب کا آنحضرتؐ سے مناظرہ؛ پھر مباہلہ کے لیئے تیار ہونا	۷۸۱
	آنحضرتؐ کا جناب فاطمہؑ علیؑ اور حسنین علیہم السّلام کو لے کر میدان مباہلہ میں آنا	۷۸۲
	نصارائے نجران کا مباہلہ سے خوفزدہ ہونا وغیرہ	۷۸۳
۴۸	اڑتالیسواں باب۔ حجۃ الوداع تک کے تمام واقعات کا بیان	۷۸۵
	فصل اوّل۔ غزوۂ عمرو بن معدی کرب کا ذکر	۷۸۵
	فصل دوم۔ جناب امیرؑ کا یمن بھیجا جانا	۷۸۹
	جناب امیرؑ کا ایک کنیز مالِ غنیمت میں لے لینا؛ خالد بن ولید کا بریدہ اسلمی کی معرفت آنحضرتؐ کے پاس شکایت کرنا	۷۸۹
	آنحضرتؐ کا غضبناک ہونا اور علیؑ کی مدح فرمانا	۷۸۹
	عمرو بن شاس کا آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ کی شکایت کرنا اور حضرتؐ کا فرمانا تو نے مجھے ایذا دی	۷۹۰
	جناب امیرؑ کے حق میں صحیح فیصلہ کرنے کی آنحضرتؐ کی دعا	۷۹۱
	جناب امیرؑ کے ایک فیصلہ کی آنحضرتؐ سے شکایت اور حضرتؐ کا ان کے فیصلہ کو درست و صحیح قرار دینا	۷۹۱
	کون سے گھوڑے سعادت مند ہوتے ہیں	۷۹۱
	فصل سوم۔ عرب کے گروہوں اور رئیسوں کا حضرتؐ کی خدمت میں آنا	۷۹۱
	عامر اور اربد کا قصّہ اور دونوں کی ہلاکت	۷۹۳
۴۹	انچاسواں باب۔ حجۃ الوداع اور جو کچھ اس سفر میں واقع ہوا اور تمام حجوں اور عمروں کا بیان	۷۹۵

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	آنحضرتؐ کا مناسکِ حج ادا کرنا	۷۹۶
	حج کے بعد آنحضرتؐ کا خطبہ اور آپ کا ایامِ جاہلیت کے تمام اُمور کو باطل قرار دینا	۷۹۹
	جناب امیرؑ کا اپنے لشکر سے پہلے مکہ پہنچ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہونا	۸۰۲
	حج تمتع سے جناب عمرؓ کا انکار اور آنحضرتؐ کی پیشین گوئی کہ تم کبھی حج تمتع پر ایمان نہ لاؤگے	۸۰۴
	جناب عمرؓ کا متعۃ الحج اور متعۃ النساء کو اپنی خلافت کے زمانہ میں حرام قرار دینا	۸۰۴
	مقامِ غدیر میں آنحضرتؐ پر خلافتِ علیؑ کے بارے میں تاکیدی حکم نازل ہونا	۸۰۴
	آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمانا	۸۰۵
	ایک خیمہ علیحدہ نصب کرا کے آنحضرتؐ کا تمام مسلمانوں اور اُمہات المومنین اور تمام مسلمان عورتوں کو حکم دینا کہ علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں اور مبارکباد دیں	۸۰۵
	جناب عمرؓ کا حضرت علیؑ کو مبارکباد دینا؛ حسان بن ثابتؓ کا اس واقعہ کے ذکر میں قصیدہ کہہ کر سنانا اور آنحضرتؐ کا ان کو دُعا دینا	۸۰۵ ۸۰۶
	غدیر خم میں آنحضرتؐ کا خطبہ	۸۰۸
	امام آخر کے اوصاف و مدح	۸۱۷
	مقامِ غدیر میں تین روز تک صحابہؓ علیؑ سے بیعت کرتے رہے	۸۲۰
	آنحضرتؐ کا حکمِ خدا سے علیؑ کو خلوت میں علوم تعلیم فرمانا اور جناب عائشہؓ کا اصرار کر کے آنحضرتؐ سے اس راز کو دریافت کرنا اور باوجود تاکید کے افشا کر دینا	۸۲۱
	حضرتؐ کے راز سے ابوبکرؓ و عمرؓ کا مطلع ہو کر اس کے خلاف کرنے کا عہد کرنا اور آنحضرتؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرنا	۸۲۲
	عقبہ پر سے آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھڑکا کر حضرتؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش	۸۲۳
	آنحضرتؐ کا حذیفہ کو منافقین کے ناموں سے آگاہ کرنا اور اُن کو پہچنوانا	۸۲۴
	سالم غلام حذیفہؓ کی علیؑ کی دشمنی ظاہر کر کے منافقین کے مشورہ پر آنحضرتؐ کی مخالفت کے لیے شریک ہونا	۸۲۴
	منافقین کا اتفاق کر کے حکمِ خدا کے خلاف عہد و پیمان کر کے عہدنامہ لکھنا	۸۲۵
	عہدنامہ کا کعبہ میں دفن کیا جانا اور خلیفہ دوم کے زمانہ تک دفن رہنا	۸۲۷
	ابوبکرؓ کے مشورہ سے عائشہؓ کا خدمتِ رسولِ خداؐ میں حاضر ہونا؛ حضرتؐ کا اُن سے افشائے راز کی شکایت کرنا؛ پھر تمام بیویوں کو بلا کر جناب امیرؑ کی اطاعت کی ہدایت کرنا	۸۲۸
	آنحضرتؐ کا اپنی بیویوں کے بارے میں علیؑ کو طلاق دینے کا اختیار دینا	۸۲۸
	آنحضرتؐ کا اسامہ کے لشکر کو نہایت عجلت کے ساتھ روانہ کرنا	۸۲۹

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	ابوبکرؓ و عمرؓ اور ابوعبیدہ کا لشکرِ اسامہ سے الگ ہو کر مدینہ واپس ہونا	۸۳۰
	آنحضرتؐ کا ارشاد کہ رات شرِ عظیم مدینہ میں داخل ہوا	۸۳۰
	آنحضرتؐ کا لشکرِ اسامہ کے ساتھ نہ جانے والوں پر لعنت کرنا	۸۳۰
	جناب عائشہؓ کا ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کے لیے کہلانا؛ بعض اصحابؓ کا ان کی اقتدا سے انکار	۸۳۰
	آنحضرتؐ کا باوجود ناتوانی کے مسجد میں جا کر ابوبکر کو ہٹانا اور خود نماز پڑھانا	۸۳۱
	حدیث ثقلین اور اُس سے متمسک رہنے کی تاکید بعد نماز آنحضرتؐ کا خطبہ	۸۳۲
	ہجرت کے دسویں سال کے واقعات	۸۳۳
	گیارہویں سال کے واقعات	۸۳۳
۵۰	پچاسواں باب۔ آنحضرتؐ کے نادر حالات اور آپ کے اصحاب کے بعض حالات کا تذکرہ اور وہ مناظرے جو حضرتؐ اور مشرکین اور اہل کتاب اور تمام لوگوں کے درمیان واقع ہوئے۔	۸۳۴
	امرائے قریش کی آنحضرتؐ سے خواہش کہ غریبوں اور فقیروں کو اپنے پاس سے ہٹا دیں اور خدا کا حکم نازل ہونا کہ ہرگز ایسا نہ کرنا	۸۳۴
	حضرت سلمانؓ کی مدح	۸۳۵
	صحابہ کا آنحضرتؐ کو نماز میں چھوڑ کر خرید مال کے لیے چلا جانا اور خدا کا عتاب	۸۳۸
	ایک اعرابی کا ایمان لانا اور اُس کا انتقال ہونا حضرتؐ کا اس کی مدح کرنا	۸۳۹
	جمانہ دخترِ اشجعی کا قصہ؛ بلالؓ کا اس کو اسیر کرنا؛ اُس کا بلالؓ کو قتل کرنا؛ آنحضرتؐ کی دُعا سے بلالؓ کا زندہ ہونا وغیرہ	۸۳۹
	آنحضرتؐ کا زید بن حارثہ کے ساتھ ایک لشکر کفار کی طرف بھیجنا اور دیر تک خبر نہ ملنے سے متردد ہونا	۸۴۰
	لشکر کا مظفر و منصور واپس آنا اور حیرت انگیز واقعات	۸۴۱
	اعمال اوّل ماہِ شعبان کی فضیلت	۸۴۲
	قرض سے سبکدوش ہونے کی فضیلت	۸۴۲
	والدین کی خوشنودی کو اپنی خوشی پر مقدم کرنے کی فضیلت	۸۴۲
	جناب امیرؑ اور حسنینؑ سے محبت کا اجر و ثواب	۸۴۳
	بیماری میں اجر و ثواب	۸۴۴
	سخی کا پسندیدۂ خدا ہونا	۸۴۴
	ایک فرشتہ کا ایک شخص کا امتحان لینا	۸۴۴
	آنحضرتؐ کا ایک شخص کو غصہ نہ کرنے کی نصیحت فرمانا اور اُس کا اُس پر عمل کرنا	۸۴۵
	ولید کی مذمت میں نزول آیت	۸۴۵

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	کھوٹا مال دھوکے سے بیچنے کی مذمت	۸۴۶
	آفتِ زبان جس کی درازی سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والی ہے	۸۴۶
	آنحضرتؐ کی محبت میں ایک صحابی کی بے قراری اور اُن کی مدح میں نزولِ آیت	۸۴۶
	مؤلفۃ القلوب	۸۴۶
	ایک منافق کی مذمت	۸۴۷
	جناب عثمانؓ کے حق میں نزولِ آیت	۸۴۷
	عمرو بن عاص اور عقبہ بن معیط کی مذمت	۸۴۸
	ایک صحابی سے ایک درخت کے عوض آنحضرتؐ کا جنت میں باغ دینے کا وعدہ اور اُس کا قبول نہ کرنا	۸۴۸
	ابورافع کا آنحضرتؐ اور سانپ کے درمیان لیٹنا حضرتؐ کا ان کو فضیلتِ امیرالمومنین سے آگاہ کرنا	۸۵۰
	ابورافع کی اہلبیتؑ سے محبت	۸۵۱
	اہلبیتِ رسولؐ کی محبت نجات کا باعث ہے۔ حضرت علیؑ کا اپنے دوستوں کے لیئے پُل صراط سے گزرنے کے لیئے پروانہ دینا	۸۵۱
	ایک صحابی کو آنحضرتؐ کی دُعا سے فارغ البالی حاصل ہونا اور زکوٰۃ دینے میں بخل اور اُن کی مذمت	۸۵۱
	آنحضرتؐ کے ایک پُرخلوص محب اور صحابی کا حال	۸۵۳
	سعد ایک صحابی کی عسرت، پھر فارغ البالی پر نماز میں تاخیر پھر ان کا اپنی پہلی حالت پر پلٹنا	۸۵۴
	تسبیحاتِ اربعہ کے فضائل	۸۵۶
	ہمسایہ کی تکلیف و آزار سے بچنے کا طریقہ	۸۵۷
	زوجہ کی جانب متوجہ ہونے کا ثواب	۸۵۷
	اپنی عورتوں سے علیحدہ رہنے والے شوہروں پر آنحضرتؐ کا عتاب	۸۵۷/۸۵۸
	مغفرت کی دُعا	۸۵۸
	جنت و دوزخ کے وعدوں پر ایک شخص کا یقین اور اُس کی حالت	۸۵۸
	آنحضرتؐ کی ہجرت سے پہلے مدینہ میں ایک انصاری کا حال اور اُن کا پُرخلوص ایمان	۸۵۹
	سوال سے پرہیز کرنے والے کو خدا بے نیاز کر دیتا ہے	۸۵۹
	سوال سے پرہیز کی تاکید	۸۶۰
	ریشمی لباس سے کراہت	۸۶۰
	بخل کی مذمت	۸۶۰
	ایک شخص کی مرغی کا دیوار پر انڈا دینا اور گر کر ایک کیل پر رُک جانا اور حضرتؐ کا استعجاب	۸۶۰
	ایک مالدار کا غرور ایک غریب کی بے نیازی	۸۶۰

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	بدترین بندہ وُہ جس کی بدزبانی سے لوگ پرہیز کریں۔	۸۶۱
	مال فروخت کرنے میں گاہکوں کو فریب نہ دو	۸۶۱
	بغیر اجازت مکان میں داخل ہونے پر سختی کا جائز ہونا	۸۶۱
	ایک شخص پر آنحضرتؐ کا قابو پا کر چھوڑ دینا پھر اُس کا مسلمان ہونا	۸۶۲
	بدصورتی بھی خدا کی رحمت ہے	۸۶۲
	منافقین سے آنحضرتؐ کی بیزاری۔ خزیمہ بن ثابت کی گواہی دو گواہوں کے برابر ہونے کی وجہ	۸۶۳
	سجدہ میں طُول دینے کا ثواب	۸۶۳
	آنحضرتؐ کے فصد کا خون پی جانا	۸۶۳
	آنحضرتؐ سے ایک شخص کی محبت کی زیادتی اور حضرتؐ کا اُس کے لیئے دُعائے خیر فرمانا	۸۶۴
	صاحبانِ عقل کون لوگ ہیں	۸۶۴
	عورت کی فطرت	۸۶۴
	ایک عورت کا اپنے شوہر کی اطاعت میں اپنے باپ کے جنازے میں شرکت نہ کرنا اور خدا کا اس سبب سے اُس کے باپ کو بخش دینا	۸۶۵
	عورتوں کی زیادہ تعداد جہنم میں	۸۶۵
	اگر شوہر سے بدسلوکی نہ کرتی تو نماز پڑھنے والی کوئی عورت جہنم میں نہ جاتی	۸۶۵
	نمازی تاجر افضل ہے صرف نماز پڑھنے والے سے	۸۶۶
	جناب رسولِ خداؐ کا لوگوں کو ان کے باپ کے نام اور جہنم میں اُن کے مقامات سے آگاہ کرنا	۸۶۷
	حضرت علیؑ کا اپنا نسب دریافت کرنا اور حضرتؐ کا اپنے نسب سے ان کو متصل فرما کر اُن کی مدح کرنا	۸۶۷
	آنحضرتؐ کا اپنے بعد ائمہ طاہرینؑ کا نسب بیان فرمانا اور اُن کی اطاعت کی اُمت کو تاکید کرنا	۸۶۸
۵۱	اکیاونواں باب۔ آنحضرتؐ کی اولاد امجاد کا تذکرہ	۸۶۹
	آنحضرتؐ کے بیٹے اور بیٹیوں کا تذکرہ	۸۷۰
	مغیرہ منافق کے حق میں جناب عثمانؓ کی آنحضرتؐ سے سفارش، حضرتؐ کا اس سے کراہت فرمانا، آخر مغیرہ کی جان بخشی اور کسی طرح کی اُس کی امداد کرنے والے پر لعنت فرمانا، عثمانؓ کا اُس کو زادِ راہ دے کر رخصت کرنا	۸۷۴
	فصل۔ حضرت ابراہیمؑ اور اُن کی والدہ کے بعض حالات	۸۷۶
	امام حسینؑ پر آنحضرتؐ کا اپنے فرزند ابراہیمؑ کو فدا کرنا	۸۷۶
	حضرت ابراہیمؑ پر آنحضرتؐ کا گریہ، صحابہ کا اعتراض اور آپ کا جواب	۸۷۸

تارد اور ایک دُوسری روایت کے مطابق ایاد بن قینان بن ارد بن انوش بن شیث بن آدمؑ ہیں۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد تھا، اور ہاشم کا نام عمرو۔ اور عبد مناف مغیرہ تھے اور قصیٰ کا نام زید تھا۔ ان کو مجمع بھی کہتے تھے۔ اور قریش کا نام نصر تھا۔ ان میں سے ہر ایک کسی سبب سے ان ناموں سے موسُوم ہوئے۔ اور کہتے ہیں کہ ارغو کا نام ہود تھا۔ اور بعض کا قول ہے کہ اُن حضرت کا نام غابر تھا۔ اور اخنوع حضرت ادریس ہیں۔ اور آنحضرتؐ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنتِ وہب تھیں جو عبد مناف کے بیٹے تھے۔ وہ زہرہ کے فرزند اور وُہ کلاب کے بیٹے تھے۔

دُوسری فصل — آنحضرتؐ کے نورِ مبارک کی خلقت کا ذکر

ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ خُداوند تعالیٰ نے جناب رسالتمآبؐ کا نور آسمانوں اور زمین، عرش و کُرسی، لوح و قلم اور بہشت و دوزخ کی خلقت اور تمام پیغمبروں کی پیدائش سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ پھر اُسی نُور سے بارہ[۱۲] حجابات یعنی حجابِ[۱] قدرت۔ حجابِ[۲] عظمت۔ حجابِ[۳] منت۔ حجابِ[۴] رحمت۔ حجابِ[۵] سعادت۔ حجابِ[۶] کرامت۔ حجابِ[۷] منزلت۔ حجابِ[۸] ہدایت۔ حجابِ[۹] نبوت۔ حجابِ[۱۰] رفعت۔ حجابِ[۱۱] ہیبت اور حجابِ[۱۲] شفاعت خلق فرمائے اور اُس نورِ مقدس کو حجابِ قدرت میں بارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اُس میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا تھا۔ اور حجابِ عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا۔ وہ اس میں سُبْحَانَ عَالِمِ السِّرِّ کہتا رہا۔ اور حجابِ منت میں دس ہزار سال رکھا جس میں وُہ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ قَائِمٌ لَا يَلْهُوْ کہتا رہا۔ اور نو ہزار سال حجابِ رحمت میں جگہ دی وہ اس میں سُبْحَانَ رَفِيْعِ الْاَعْلٰی کہتا رہا۔ اور آٹھ ہزار سال حجابِ سعادت میں رکھا جہاں وُہ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ دَائِمٌ لَا يَسْهُوْ کہتا رہا پھر حجابِ کرامت میں سات ہزار سال رکھا وہاں وُہ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ غَنِيٌّ لَا يَفْتَقِرُ کہتا رہا۔ پھر حجابِ منزلت میں چھ ہزار سال رکھا وہاں وُہ سُبْحَانَ الْعَلِيْمِ الْكَرِيْمِ کہتا رہا۔ پھر حجابِ ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا جس میں وُہ سُبْحَانَ ذِي الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ کا وظیفہ پڑھتا رہا۔ پھر چار ہزار سال حجابِ نبوّت میں رکھا اسمیں وُہ سُبْحَانَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ پڑھتا رہا۔ پھر اس کو تین ہزار سال حجابِ رفعت میں مقیم کیا۔ وہ اس میں سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ پڑھتا رہا۔ پھر دو ہزار سال حجابِ ہیبت میں رکھا جس میں وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہتا رہا۔ پھر ہزار سال حجابِ شفاعت میں رکھا جس میں وُہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ کا نام مُبارک لوح پر ثبت فرمایا۔ اور چار ہزار سال تک وہ لوح پر چمکتا رہا۔ پھر آنحضرتؐ کا نام اطہر عرش پر ظاہر کیا اور ساق عرش پر ثبت فرمایا۔ وہاں وہ سات ہزار سال تک نور افشانی کرتا رہا۔ اسی طرح وہ نور رفعت و جلال کیساتھ گھومتا رہا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے اُس کو پُشتِ آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر وہ منتقل ہوتا ہُوا صلبِ نوحؑ میں پہنچا۔ اسیطرح وہ ایک کے بعد دُوسرے طاہر صلبوں میں منتقل ہوتا رہا یہانتک کہ خُدا نے اس کو صلب عبداللہ بن عبدالمطلب میں ظاہر فرمایا۔ اور اس کو چھ کرامتوں سے گرامی فرمایا: اس کو پیراہن خوشنودی پہنایا؛ ردائے ہیبت سے آراستہ کیا؛ تاج ہدایت اسکے سر پر رکھکر اسکو رفعت کی بلندی پر پہنچایا؛ اور اس کے بدن کو جامۂ رفعت

پہنایا؛ اور محبت کا کمربند اس کی کمر میں باندھا؛ اور نعلین خوف و بیم اس کے پاؤں میں ڈالی؛ اور عصائے منزلت ہاتھ میں دیا۔ پھر وحی کی کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار کریں۔ اُس پیراہن خوشنودی کی اصل چھ جوہروں سے تھی۔ بلندی یاقوت کی۔ اس کی آستینیں مروارید کی اس کے دامن بلور زرد کے۔ اور لعل کے ٹکڑے زبرجد کے۔ اُس کا گریبان مرجان سُرخ کا اور گریبان کے چاک نُورِ پروردگارِ عالم سے بنے ہوتے تھے۔ خُدا نے آدمؑ کی توبہ اُسی پیراہن کے سبب سے قبول کی۔ اسی کی برکت سے یوسفؑ کو یعقوبؑ سے ملایا۔ یونسؑ کو اسی کی کرامت کے سبب مچھلی کے شکم سے نجات دی؛ اسی پیراہن کی برکت سے ہر پیغمبر نے تکلیف و مصیبت سے نجات پائی، اور وہ پیراہن کوئی اور پیراہن نہ تھا بلکہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیراہن تھا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے لوگوں نے پُوچھا کہ قبل اس کے کہ حق تعالےٰ آسمان و زمین اور روشنی و تاریکی کو پیدا کرے، آپ حضرات کہاں تھے۔ حضرتؑ نے فرمایا عرش کے گرد ہم نُور کے چند اجسام تھے، اور خُدا کی حمد کیا کرتے تھے پچیس ہزار سال قبل اس کے کہ خُدا نے آسمان و زمین و روشنی و تاریکی خلق فرمائے جب خُدا نے آدمؑ کو پیدا کیا، ہم کو اُن کے صلب میں جگہ دی اور ہمیشہ پاک صلب سے پاکیزہ رحم میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

متعدد طریق سے عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ حضرت سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ خُدا نے آدمؑ کی خلقت سے بارہ ہزار سال پہلے مجھ کو اور علیؑ کو زیرِ عرش ایک نور سے پیدا کیا جب آدمؑ کو خلق فرمایا، اس نور کو اُن کے صلب میں قرار دیا۔ پھر وہ نُور ایک صلب سے دُوسرے صلب میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ہم دونوں صلب عبداللہ وابو طالب میں علیحدہ علیحدہ ہوئے۔

بسند ہائے دیگر معاذ بن جبل سے منقول ہے کہ حضرت رسالتؐ پناہ نے فرمایا کہ بیشبہ خُدا نے مجھ کو اور علیؑ کو اور فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو دُنیا کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے خلق فرمایا۔ معاذ نے پُوچھا یا رسُولؐ اللہ پھر آپ کہاں تھے؟ فرمایا کہ ہم زیرِ عرش تھے، اور خُدا کی تسبیح و تحمید و تقدیس و تمجید کرتے تھے۔ پُوچھا اُس وقت آپ حضرات کس کے مثل و مانند تھے؟ فرمایا ہم نُور کے چند اجسام تھے جب خُدا نے چاہا کہ ہماری صورت خلق فرمائے، ہم کو نُور کا ایک ستون بنا کر صلبِ آدمؑ میں جگہ دی۔ پھر اس کو باپ دادا کے صلبوں سے ماؤں کے رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ اور ہم کو نجاست، شرک و زنا سے ہمیشہ پاک رکھا جو زمانۂ کفر میں ہوتا تھا۔ اور ہر زمانہ میں چند گروہ ہم پر ایمان لانے کے سبب سعادت مند ہوتے رہے، اور چند گروہ جو ہم پر ایمان نہیں لائے شقی و بدبخت ہوتے رہے۔ جب ہم کو صلب عبدالمطلب میں لایا، اُس نُور کے دو حصے کئے۔ نصف عبداللہ کے صلب میں اور دُوسرا نصف صلب ابوطالب میں قرار دیا۔ پھر میرا نُور رحم آمنہؓ میں منتقل ہُوا، اور نصفِ دیگر فاطمہ بنت اسد کے رحم میں آیا۔ آمنہؓ سے میں پیدا ہُوا اور فاطمہ سے علیؑ۔ پھر وہ تمام عمود نور میری طرف واپس آیا اور میری بیٹی فاطمہؑ پیدا ہوئی۔ پھر وُہ تمام عمود نور علیؑ کی جانب منتقل ہُوا اور حسنؑ و حسینؑ نور کے دونوں حصّوں سے پیدا ہوئے۔ اسی طرح میرا نور حسینؑ کے

فرزندوں میں اماموں کی جانب تاقیامت پھرتا رہے گا۔

چند سندوں سے حضرت رسولِ خدا سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو آدمؑ کی خلقت سے پہلے پیدا کیا جبکہ نہ آسمان تھا نہ زمین، نور تھا نہ ظلمت، نہ آفتاب و ماہتاب تھے، نہ بہشت و دوزخ ہی کا وجود تھا۔ حضرت عباس نے پوچھا یا رسولؐ اللہ آپ کی پیدائش کی ابتدا کیونکر ہوئی فرمایا چچا جان جب خدا نے چاہا کہ ہم کو خلق فرمائے، اُس نے ایک کلام ایجاد کیا اُس سے ایک نور پیدا کیا پھر دوسرا کلام خلق کیا، اُس سے ایک رُوح پیدا کی۔ اور اُس نور کو اس رُوح کے ساتھ مخلوط کیا اور اُس سے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ ہم خُدا کی تسبیح کرتے تھے اُس وقت جبکہ کوئی تسبیح کرنے والا دُوسرا نہ تھا اور اُس کی تقدیس کرتے تھے جبکہ ہمارے سوا کوئی اور تقدیس کرنے والا نہ تھا۔ پھر جب خُدا نے چاہا کہ تمام خلق کو پیدا کرے، میرے نور کو شگافتہ کیا؛ اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا۔ عرش میرے نُور سے ہے اور میرا نور خُدا کے نور سے ہے، اور میرا نُور عرش سے افضل ہے۔ اس کے بعد میرے بھائی علیؑ کے نُور کو شگافتہ کیا، اس سے فرشتوں کو پیدا کیا۔ فرشتے علیؑ کے نُور سے ہیں اور نورِ علیؑ نورِ خُدا سے ہے، اور علیؑ فرشتوں سے افضل ہیں۔ پھر میری بیٹی فاطمہؑ کا نور شگافتہ کیا اس سے آسمانوں کو اور زمین کو خلق فرمایا۔ تو آسمان و زمین فاطمہؑ کے نُور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور فاطمہؑ کا نُورِ خُدا کے نُور سے ہے اور فاطمہؑ آسمان و زمین سے افضل ہیں۔ اس کے بعد میرے فرزند حسنؑ کے نور کو شگافتہ کیا۔ اس سے آفتاب و ماہتاب کو خلق فرمایا۔ آفتاب و ماہتاب میرے فرزند حسنؑ کے نُور سے عالم وجود میں آئے ہیں اور حسنؑ کا نور خُدا کے نُور سے خلق ہوا ہے اور آفتاب و ماہتاب سے افضل ہے۔ پھر خدا نے میرے فرزند حسینؑ کا نور شگافتہ کیا، اس سے بہشت اور حوُروں کو خلق فرمایا۔ بہشت اور حوریں میرے فرزند حسینؑ کے نُور سے پیدا کی گئی ہیں اور میرے فرزند حسینؑ کا نور خُدا کے نور سے ہے اور میرا فرزند حسینؑ بہشت اور حوُروں سے بہتر ہے۔

بسندِ معتبر ابو ذرؓ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ مَیں اور علیؑ ایک نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور عرش کی داہنی جانب ہم خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے، دو ہزار سال قبل اس کے کہ حق تعالےٰ آدمؑ کو پیدا کرے۔ جب خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا، اس نور کو اُن کی پُشت میں رکھا۔ جب اُن کو بہشت میں ساکن کیا ہم ان کی پُشت میں تھے۔ جب نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے ہم اُن کی پُشت میں تھے۔ جب ابراہیمؑ آگ میں ڈالے گئے ہم ان کی پُشت میں تھے۔ خُداوند عالم ہمیشہ ہم کو پاکیزہ صلبوں سے طاہرہ رحموں میں منتقل کرتا رہا۔ یہانتک کہ ہم صلب عبدالمطلب میں پہنچے۔ وہاں خدا نے اُس نور کے دو حصّے کئے مجھ کو صلبِ عبداللہ میں جگہ دی اور علیؑ کو صلبِ ابوطالب میں رکھا۔ مجھ کو پیغمبری اور برکت عطا فرمائی اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت بخشی۔ اور ہم دونوں کے لئے اپنے اسمائے مقدسہ میں سے دو نام مشتق کئے خداوند صاحبِ عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں۔ اور خداوند بزرگوار اعلےٰ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے۔ مجھ کو رسالت و پیغمبری کے لئے مقرر فرمایا، اور علیؑ کو وصایت و امامت اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکم کرنے کو مقرر کیا۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمدؐ و علیؑ صلوات اللہ علیہما خدا کے نزدیک خلائق کی آفرینش سے پہلے دو نور تھے۔ فرشتوں نے اُن دونوں نوُروں کو دیکھا۔ ایک کو اصل پایا جس سے ایک شعاع ظاہر ہو رہی تھی جو اس کی فرع تھی۔ انہوں نے پُوچھا خُداوندا یہ نوُر کیا ہے؟ حق تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کہ یہ میرے انوار میں سے ایک نوُر ہے جس کی اصل پیغمبری ہے اور فرع امامت۔ پیغمبری محمدؐ کے لئے ہے جو میرا بندہ اور رسولؐ ہے، اور امامت علیؑ کے لئے ہے جو خلق پر میری حجّت اور خلیفہ ہے۔ اگر میں ان کو پیدا نہ کرتا تو کوئی چیز پیدا نہ کرتا۔

دوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ خُدا نے حضرت رسالتمآبؐ سے خطاب فرمایا کہ اے محمدؐ میں نے تم کو اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا تھا یعنی بے جسم کی ایک رُوح بنایا تھا؛ قبل اس کے کہ آسمان و زمین اور عرش و دریا کو خلق کروں۔ اور تم ہمیشہ میری تمجید و تہلیل کیا کرتے تھے اور مجھ کو عظمت و یکتائی کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ پھر مَیں نے تم دونوں کی رُوح کو جمع کر کے ایک کر دیا۔ تو وُہ روح مجھ کو پاکی و عظمت اور بزُرگی و جلالت کے ساتھ یاد کرتی تھی۔ پھر اُس رُوح کے دو حِصّے کئے۔ پھر ہر حِصّے میں سے دو دو حِصّے کئے تو محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ خلق ہوئے۔ اس کے بعد جناب فاطمہؑ کو ایک تنہا نور سے بے جسم کی رُوح پیدا کیا، اور وُہ نوُر ہم اہلبیتؑ میں جاری و ساری ہوا۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد تقیؑ صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اپنی یگانگی میں یکتا تھا۔ اُس کے سوا کوئی نہ تھا۔ پھر اُس نے محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق کیا پھر ہزار دہر و روزگار کے بعد تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور اُن ذوات مقدسہ کو ان کی خلقت پر گواہ بنایا اور ان کی اطاعت تمام مخلوقات پر واجب قرار دی اور اُمورِ خلق اُن کے سپرد فرمایا۔ لہٰذا وہ مشیتِ الٰہی کے سوا کوئی کام پسند نہیں کرتے اور کوئی ارادہ نہیں کرتے۔

بسندِ معتبر امام حسنؑ صلوات اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سرورِ کائنات نے فرمایا کہ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے شہد سے زیادہ شیریں، مسکہ سے زیادہ نرم، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار۔ اُس میں ایک قسم کی مٹی ہے جس سے خدا نے ہم کو اور ہمارے شیعوں کو پیدا کیا ہے۔ جو اُس طینت سے نہیں خلق ہوا وُہ نہ ہم سے ہے نہ ہمارا شیعہ ہے۔ اور دُوسری حدیث میں فرمایا کہ میں نے اپنے جدِّ بزرگوار حضرت رسول صلعم سے سُنا ہے وُہ فرماتے تھے کہ میں خُدا کے نوُر سے پیدا ہوا ہوں، اور میرے اہلبیتؑ میرے نور سے خلق ہوئے ہیں اور محبّانِ اہلبیتؑ اُن کے نوُر سے پیدا ہوئے۔ ان کے علاوہ تمام لوگ آتشِ جہنّم سے ہیں۔

بسندِ معتبر ابو سعید خدُری سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت رسولؐ سے تفسیر قولِ حق تعالیٰ دریافت کی جو خدا نے شیطان لعینؑ سے خطاب فرمایا ہے جبکہ اُس نے آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا؛ اَسۡتَكۡبَرۡتَ اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِيۡنَ (پ ۲۳، آیت ۷۵ سورۃ ص) یعنی کیا تونے غرور کیا

یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہوگیا۔ پُوچھا کہ وُہ بلند مرتبہ لوگ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی بلند تر ہیں۔؟ حضرت سرورِ کائناتؐ نے فرمایا کہ مَیں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ سراپردۂ عرش میں تھے اور خُدا کی تسبیح کرتے تھے۔ ملائکہ ہماری تسبیح سُنکر تسبیح کرتے تھے۔ دو ہزار سال قبل اس کے کہ خُدا آدمؑ کو خلق فرماتے۔ جب خدا نے آدمؑ کو خلق فرمایا تو فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم دیا۔ لیکن ہم کو سجدہ کا حکم نہ تھا۔ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیسؒ نے انکار کیا۔ اس وقت خُدا نے اس سے فرمایا کہ تو نے سجدہ کرنے سے تکبّر کیا یا بلند مرتبہ لوگوں میں سے تو بھی ہوگیا۔ یعنی اُن پانچ بزرگواروں میں سے جن کے نام سراپردۂ عرش میں تحریر ہیں۔

حدیثِ معتبر میں امام محمدؑ باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُس طینت سے خلق فرمایا جو ایک گوہر تھا عرش کے نیچے۔ اُسی کی باقی طینت سے امیر المومنینؑ کو خلق فرمایا۔ اور امیر المومنینؑ کی باقی طینت سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا، اور ہماری باقی ماندہ طینت سے ہمارے شیعوں کے دل خلق کئے۔ اسی سبب سے اُن کے دل ہماری طرف مائل اور ہمارے مشتاق ہوتے ہیں، اور ہمارے قلوب اُن پر مہربان ہیں جیسے باپ اپنے فرزند پر مہربان ہوتا ہے۔ ہم ان کے لئے سب سے بہتر ہیں اور وُہ ہمارے لئے۔ اور رسُولِ خدا ہمارے لئے تمام لوگوں سے بہتر ہیں، اور ہم آنحضرتؐ کے نزدیک ہر ایک سے بہتر ہیں۔

بسندِ معتبر حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حقتعالےٰ نے محمدؐ و علیؑ اور ان کی ذرّیت سے گیارہ اماموں کو اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا تو وہ نورِ خدا کے پرتو میں اس کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے تھے اور عبادت کرتے تھے قبل اس کے کہ وُہ خلق میں کسی کو پیدا کرے۔ اور حضرت صادقؑ سے حدیثِ معتبر میں منقول ہے کہ خُداوند عالم نے تمام مخلوق پیدا کرنے سے چودہ ہزار سال پہلے چودہ نور پیدا کئے وہ ہماری روحیں تھیں۔ لوگوں نے پُوچھا یا ابن رسولؐ اللہ وہ چودہ نفوس کون کون ہیں؟ فرمایا کہ محمدؐ و علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد میں سے نوؔ فرزند ہیں، جن کا آخر قائمؑ ہے۔ جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگا۔ پھر ظاہر ہوگا اور دجال کو قتل کرے گا، اور زمین کو ہر جور و ظلم سے پاک کرے گا[1]

حدیثِ معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ خُدا نے حضرت سرورِ کائنات کی روحِ مقدس کو دُنیا پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تمام ارواحِ انبیاء پر مبعوث فرمایا۔ حضرتؐ نے ان کو توحید و

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اُن ذواتِ مقدسہ کے انوار کی خلقت کے بارے میں حدیثیں بہت ہیں جن کے ذکر کی گنجائش اس کتاب میں نہیں ہے اُن میں سے بعض حدیثیں کتابُ امامت" میں انشاء اللہ مذکور ہوں گی۔ اور تمام مخلوقات کی خلقت سے پہلے نور کی خلقت کی ابتداء کے بارے میں جو اختلاف ہے چونکہ معانیٔ خلق متعدد اور ہر ایک کے درجے مختلف ہیں ممکن ہے ہر ایک ان میں سے کسی ایک پر محمول ہو جیسا کہ کتاب بحار میں بیان ہوا ہے۔ ۱۲۔

یگانہ پرستی اور اس کے احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی اور پیغمبروں کی پیروی کرنے والوں کے لئے بہشت کا وعدہ کیا اور جہنّم کی وعید ان لوگوں کے واسطے فرمائی جو ان کی مخالفت کریں۔

حدیثِ معتبر میں امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مَیں خدا کا بندہ اور رسولِ خُدا کا بھائی ہوں اور روزِ اوّل ہی سے بہت تصدیق کرنے والا ہوں۔ بے شک میں رسُولِ خُدا پر ایمان لایا اور آپ کی تصدیق کی اُس وقت جبکہ ابھی آدمؑ کی رُوح کو ان کے جسم سے تعلّق نہ ہوا تھا۔ اور اس اُمّت میں بھی جس نے سب سے پہلے حضرتؐ کی تصدیق کی مَیں ہوں۔ لہٰذا اوّل و آخر سب میں سبقت کرنے والے ہم ہی ہیں۔

بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسولِؐ خدا سے پُوچھا، کہ کس سبب سے آپ کو تمام پیغمبروں پر سبقت حاصل ہوئی اور آپ سب سے افضل قرار پائے حالانکہ آپ سب کے بعد مبعوث ہوتے۔ فرمایا مَیں پہلا شخص ہوں جس نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا جس وقت خداوند عالم نے پیغمبروں سے عہد و اقرار لیا اور اپنی ذات پر ان کو گواہ بنایا یہ فرماکر کہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (پ ۹، سُورۃ الاعراف آیت ۱۷۲) "کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں"۔ اور سب نے کہا "کیوں نہیں"۔ تو ان میں سب سے پہلا شخص میں ہوں جس نے بَلٰی (یعنی کیوں نہیں توُہی ہے) کہا تھا۔ اس سبب سے خدا کا اقرار کرنے والوں پر مجھے سبقت حاصل ہوتی۔ اور دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جب حق سُبحانہٗ و تعالیٰ نے روحوں کو پیدا کیا اور ان کو اپنے نزدیک پھیلایا تو اُن سے خطاب فرمایا کہ تمہارا پروردگار کون ہے تو سب سے پہلے رسولِ خدا اور امیر المومنینؑ اور آئمہ اطہار نے جو ان کے فرزندوں میں سے ہیں کہا توُہی ہمارا پروردگار ہے؛ تو خدا نے اپنا علم اور دین اُن میں سمو دیا۔ پھر ملائکہ سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے علم اور دین کے حامل اور میری مخلوقات میں میرے امین ہیں؛ میرے علوم ان سے حاصل کرنا چاہیئے۔ پھر آدمؑ کی اولاد سے خطاب فرمایا کہ خدا کی ربوبیت اور اس گروہ کی فرمانبرداری، ولایت اور محبّت کا اقرار کرو۔ انہوں نے جواب دیا بیشک اے معبود ہم نے اقرار کیا۔ تو خدا نے فرشتوں سے کہا کہ تم سب گواہ رہنا۔ ملائکہ نے عرض کی ہم سب گواہ ہوتے تاکہ کل یہ نہ کہیں کہ ہم اس سے غافل تھے۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا واللہ ہماری ولایت کی پیغمبروں کو روزِ الست میثاق میں تاکید کی گئی ہے۔

شیخ ابوالحسن بکری نے کتاب انوار میں جس کو تاریخ ولادت سیدِ ابرار میں تالیف کیا ہے اپنی سند سے عبداللہ بن عباس اور صحابہ کے ایک گروہ سے روایت کی ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خلق فرمائے فرشتوں سے کہا میں چاہتا ہوں کہ ایک مخلوق پیدا کروں اور اس کو تمام خلائق پر فضیلت دوں اور تمام اگلے اور پچھلے لوگوں سے بہتر اور شفیعِ روزِ جزا قرار دوں۔ اگر وُہ نہ ہوتا تو بہشت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ لہٰذا اُس کے مرتبہ کو پہچانو اور اس کو میرے اکرام کے لئے گرامی رکھو، اور اس کو میری عظمت کے لئے عظیم سمجھو۔ فرشتوں نے عرض کی میرے معبود اور آقا ہم بندوں کو مالک پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ ہم نے سُنا اور اطاعت کی۔ پھر خداوند عالم

نے جبریلؑ اور حاملانِ عرش کو حکم دیا کہ حضرتؐ کی جائے ضریحِ اقدس سے نورانی تربت لائیں۔ جبریلؑ اُس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چشمۂ سلسبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ وہ سفید موتی کے مانند صاف ہو گئی۔ پھر ہر روز اس کو بہشت کی نہروں میں سے ایک نہر میں غوطہ دیتے تھے اور ملائکہ پر پیش کرتے تھے۔ فرشتے جب اُس کے نُور و تجلّی کو دیکھتے تھے تحیّت و سلام و تعظیم و اکرام کے ساتھ استقبال کرتے تھے۔ اور ملائکہ کے جس گروہ کے پاس اُس کو لے جاتے تھے، وُہ اس کے فضل و شرف کا اعتراف کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگر اے معبود تُو اُس کے سجدہ کا ہم کو حکم دے گا تو ہم اس کو سجدہ بھی کریں گے۔

حضرت امیر المومنینؑ سے روایت ہے کہ جبکہ سوائے ذاتِ اقدس باری تعالیٰ کے کچھ نہ تھا، سب سے پہلے خدا نے جس چیز کو پیدا کیا وُہ اس کے حبیب محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور تھا۔ خدا نے اس کو چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے پیدا کیا قبل اس کے کہ پانی، عرش، کُرسی، آسمان و زمین، لوح و قلم، بہشت و دوزخ، فرشتوں اور آدمؑ و حوّاؑ کو خلق فرمائے۔ جب ہمارے پیغمبر محمّد مصطفےٰ صلعم کا نُور پیدا کیا وُہ اپنے پروردگار کے نزدیک ایستادہ تھا اور اس کی حمد و ثنا کرتا رہا۔ حق تعالیٰ اس کی جانب نظرِ رحمت فرماتا اور کہتا کہ تُو ہی خلقتِ عالم سے میرا مقصود و میری مُراد ہے؛ تُو ہی خیر و سعادت کا ارادہ کرنے والا ہے؛ اور تُو ہی میری مخلوق میں میرا برگزیدہ ہے۔ اپنے عزّت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تُو (میری مشیت میں) نہ ہوتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ جو تجھ کو دوست رکھے گا میں اُس کو دوست رکھوں گا اور جو تجھ کو دُشمن رکھے گا مَیں اُس کو دُشمن رکھوں گا۔ (یہ سُنکر) حضرتؐ کا نُور درخشاں ہوا اور اس کی شعاع بلند ہوئی؛ تو خُدا نے اس نُور سے بارہ حجابات خلق فرمائے۔ حجابِ[1] قدرت، حجابِ[2] عظمت، حجابِ[3] عزّت، حجابِ[4] ہیبت، حجابِ[5] جبروت، حجابِ[6] رحمت، حجابِ[7] نبوّت، حجابِ[8] کبریا، حجابِ[9] منزلت، حجابِ[10] رفعت، حجابِ[11] سعادت، اور حجابِ[12] شفاعت۔ پھر نُورِ محمد صلعم کو حجابِ قدرت میں داخل فرمایا وہ بارہ[12] ہزار سال اُس میں سُبْحَانَ الْعَلِیُّ الْاَعْلٰے پڑھا کیا۔ پھر حجابِ عظمت میں داخل ہوا اور گیارہ ہزار سال تک سُبْحَانَ عَالِمَ السِّرِّ وَالْخَفِیِّ کہتا رہا۔ اسی طرح حجابِ عزّت میں دس ہزار سال سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْمَنَّانُ؛ حجابِ ہیبت میں نو ہزار سال سُبْحَانَ مَنْ ھُوَ غَنِیٌّ لَا یَفْتَقِرُ؛ حجابِ جبروت میں آٹھ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْکَرِیْمِ الْاَکْرَمُ؛ حجابِ رحمت میں سات ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ؛ حجابِ نبوّت میں چھ ہزار سال تک سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ؛ حجابِ کبریا میں پانچ ہزار سال تک سُبْحَانَ الْعَظِیْمِ الْاَعْظَمِ؛ حجابِ منزلت میں چار ہزار سال تک سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الْکَرِیْمِ؛ حجابِ رفعت میں تین ہزار سال تک سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ؛ حجابِ سعادت میں دو ہزار سال تک سُبْحَانَ مَنْ یُزِیْلُ الْاَشْیَآءَ وَلَا یَزُوْلُ اور حجابِ شفاعت میں ہزار سال سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پڑھتا رہا۔ امیر المومنین علیہ السّلام نے فرمایا کہ پھر خُدا نے نُور کے بیس[20] دریا خلق فرمائے ہر دریا میں چند علوم تھے جن کا علم خُدا کے سوا کسی کو نہیں۔ پھر خُدا نے نورِ حضرت رسالتمآبؐ کو اُن دریاؤں میں یعنی دریائے عزّت و صبر،

دریائے خشوع و دریائے تواضع و دریائے رضا و دریائے وفا و دریائے حلم و دریائے پرہیز گاری و دریائے خشیت و دریائے انابت و دریائے عمل و دریائے مزید و دریائے ہدایت و دریائے صیانت و دریائے حیا میں یہاں تک کہ اُن بیسوں[20] دریاؤں میں غوطہ دیا۔ جب وُہ آخری دریا سے باہر آیا تو اس سے خدا نے خطاب فرمایا کہ اے میرے حبیبؐ اے تمام پیغمبروں سے بہتر اور میری خلقتِ اوّل اور میرے آخری رسُولؐ میں نے تجھ کو شفیع روزِ جزا قرار دیا۔ یہ سُنکر وُہ نورِ درخشاں سجدے میں گر پڑا۔ جب سجدہ سے سر اُٹھایا تو ایک لاکھ چالیس ہزار قطرے اُس نُور سے ٹپکے۔ خُدا نے ہر قطرے سے ایک ایک پیغمبر کی خلقت فرمائی جن کے نُور حضرت سرورِ کائنات کے نُور کے گرد طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سُبحان من ھو عالم لا یجھل سُبحان من ھو حلیم لا یعجل سُبحان من ھو غنی لا یفتقر۔ پھر خدا نے ان سب کو ندا دی کہ آیا مجھ کو پہچانتے ہو؟ یہ سُنکر نورِ آنحضرتؐ نے سب سے پہلے کہا: انت اللہ الذی لآ الہ الا انت وحدک لاشریک لک رب الارباب وملک الملوک (تو خدا ہے وُہ کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو واحد ہے تیرا کوئی شریک نہیں تُو رب الارباب ہے اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے) تو خُدا نے فرمایا کہ تو میرا برگزیدہ، میرا دوست اور میری مخلوق میں سب سے بہتر ہے؛ اور تیری اُمّت تمام اُمّتوں سے افضل ہے۔ پھر آنحضرتؐ کے نُور سے خُدا نے ایک جوہر پیدا کیا اور اُس کو دو حصّوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک حصّہ پر بنظرِ ہیبت نگاہ ڈالی تو وُہ آبِ شیریں ہو گیا۔ پھر دُوسرے حصّہ کو نگاہِ شفقت سے دیکھا اور اُس سے عرش کو خلق فرمایا، اور پانی پر رکھا۔ پھر نورِ عرش سے کُرسی کو اور نُورِ کرسی سے لوح کو اور نُورِ لوح سے قلم کو پیدا کیا اور قلم کو وحی فرمائی کہ میری توحید لکھ تو وُہ کلامِ الٰہی سُنکر ہزار سال تک مدہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو عرض کی پالنے والے کیا لکھوں۔ فرمایا لکھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ جب قلم نے نامِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُنا تو سجدہ میں گر پڑا۔ اور کہا سُبْحَانَ الْوَاحِدِ القھار سُبحان العظیم الاعظم۔ پھر سر اُٹھا کر شہادتین تحریر کیا اور عرض کی خُداوندا محمدؐ کون ہیں جن کے نام کو اپنے نام سے اور جن کی یاد کو اپنی یاد سے تُو نے متصل فرمایا ہے؟ خُدا نے وحی فرمائی کہ اے قلم! اگر وُہ نہ ہوتا تو نہ تجھ کو خلق کرتا نہ دُنیا پیدا کرتا۔ وُہی ہے (نجات کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا۔ وُہی نُور بخشنے والا چراغ، وہی شفاعت کرنے والا اور وہی میرا دوست ہے۔ یہ سُنکر قلم آنحضرتؐ کے نام کی حلاوت سے (وجد میں آکر) بولا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا وَ عَلَیْکَ السَّلَامُ مِنِّیْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اُسی روز سے سلام کرنا سُنّت اور جواب سلام دینا واجب قرار پایا۔ پھر خُداوندِ عالم نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ میرے قضا و قدر کو جن کو قیامت تک پیدا کرتا رہوں گا۔ اس کے بعد خدا نے کچھ فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ وُہ روزِ قیامت تک محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجیں اور اُن کے شیعوں کے لئے استغفار کیا کریں۔ پھر خدا نے نورِ محمد صلعم سے بہشت کو پیدا کیا اور اُس کو چار صفتوں تعظیم، جلالت، سخاوت اور امانت سے

زینت دی اور بہشت کو اپنے دوستوں اور طاعتگزاروں کے لئے مقرر فرمایا۔ پھر آسمانوں کو اُس دھوئیں سے جو پانی سے اُٹھا تھا پیدا کیا اور اُس کے کف (جھاگ) سے زمینوں کو خلق فرمایا۔ اس وقت زمینیں متحرک تھیں تو پہاڑوں کو پیدا کیا تاکہ زمینوں کو قرار ہو۔ اور ایک فرشتے کو خلق فرمایا جس نے زمین کو اُٹھائے رکھا۔ پھر ایک سنگِ عظیم پیدا کیا جس پر اُس فرشتے کا پیر ٹھہرے۔ اور ایک بہت بڑی گائے پیدا کی اور اُس پتھر کو اُس کی پُشت پر رکھا۔ اور ایک بہت بڑی مچھلی خلق فرمائی جس کی پُشت پر گائے کھڑی ہوئی۔ وُہ مچھلی پانی پر ہے، پانی ہوا پر، اور ہوا تاریکی میں ہے۔ اور تاریکی کے نیچے جو کچھ ہے اس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر عرش کو نورِ فضل و نورِ عدل سے منوّر فرمایا۔ فضل سے عقل و علم وحلم و سخاوت کو پیدا کیا۔ اور عقل سے خوف و بیم، علم سے رضا و خوشنودی، حلم سے مودّت، سخاوت سے محبت کو پیدا کیا۔ اور ان تمام صفتوں کو طینتِ محمدؐ و آلِ محمدؐ میں خمیر دیا۔ اس کے بعد اُمتِ محمدؐ میں سے مومنین کی روحوں کو خلق فرمایا۔ پھر آفتاب و ماہتاب، ستارے، رات اور دن، روشنی اور تاریکی اور تمام فرشتوں کو محمدؐ کے نُور سے پیدا کیا۔ اور آنحضرتؐ کے نورِ مقدّس کو بہتر۷۲ ہزار سال تک ساکن رکھا پھر اس نور کو ستر۷۰ ہزار سال تک بہشت میں ساکن کیا۔ پھر ستر ہزار سال تک سدرۃ المنتہیٰ میں ساکن کیا۔ پھر ایک آسمان سے دُوسرے آسمان پر منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ آسمان اوّل پر لایا اور وُہ وہاں قائم رکھا جب تک کہ حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین پر جاکر ایک مُٹھی خاک لائیں جس سے آدمؑ کا جسم تیار ہو۔ اس وقت ابلیس لعین سبقت کرکے زمین پر پہنچا اور زمین سے بولا کہ خدا چاہتا ہے کہ تیری مٹی سے ایک مخلوق پیدا کرے، اور اس کو آگ سے معذّب فرمائے۔ اگر فرشتے تجھ سے مٹی لینے آئیں تو کہنا کہ میں خدا کی پناہ چاہتی ہوں کہ مجھ سے کچھ لے جاؤ جس کو آگ میں ڈالا جائے۔ غرض جبرئیلؑ نازل ہوئے تو زمین نے پناہ مانگی۔ وُہ واپس چلے گئے اور عرض کی پالنے والے زمین نے تیری پناہ چاہی لہٰذا میں نے اُس پر رحم کیا۔ اسی طرح میکائیلؑ و اسرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس کے بعد خدا نے عزرائیلؑ کو بھیجا، زمین نے اُن سے بھی بدستور پناہ طلب کی۔ عزرائیلؑ نے کہا میں بھی خُدا کی پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ اُس کا حکم نہ مانوں۔ پھر اُوپر، نیچے اور تمام رُدئے زمین سے سفید وسیاہ و سُرخ اور نرم وسخت مٹی لی۔ اسی سبب سے فرزندانِ آدمؑ کے اخلاق اور رنگ مختلف ہوئے۔ خدا نے عزرائیلؑ پر وحی کی کہ تم نے کیوں نہ رحم کیا جس طرح اور فرشتوں نے رحم کیا تھا؟ عرض کی پالنے والے تیری اطاعت اس پر رحم سے بہتر تھی۔ پھر وحی فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ اس خاک سے ایک مخلوق پیدا کروں، جس میں انبیاءؑ اور نیک بندے، اور اشقیا اور بدکار ہوں گے۔ اور تم کو ان تمام کی رُوحوں کے قبض پر میں نے مقرر کیا۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ وُہ طینت سفید و نورانی جو پیغمبرؐ آخر الزمان صلعم کی ہے اور تمام مخلوقات کی اصل ہے، لائیں۔ جبرئیلؑ تمام ملائکہ کروبیاں و ملائکہ صافان و مسبحان کے ساتھ مقام ضریحِ مقدس آنحضرتؐ کے پاس آئے اور اس کو آبِ تسنیم و آبِ تعظیم و آبِ تکریم و آبِ تکوین و

آبِ رحمت و آبِ خوشنودی و آبِ عفو سے خمیر کیا۔ تو خدا نے آنحضرتؐ کے سینہ کو شفقت سے ہاتھوں کو سخاوت سے، دل کو صبر و یقین سے شرمگاہ کو عفت سے، پیروں کو شرف سے اور آپ کے نفسوں کو خوشبو سے پیدا کیا۔ پھر اُس طینت کو آدمؑ کی طینت کے ساتھ مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا قالب تیار ہو گیا تو فرشتوں کو وحی کی کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا۔ جب اُس میں رُوح پھونک دُوں تو تم سب اُس کے سامنے سجدہ کرنا۔ فرشتوں نے جسمِ آدمؑ کو بہشت میں لے جاکر رکھا۔ اور حکمِ خالق کے منتظر رہے کہ حکم ملے گا تو سجدہ کریں گے۔ اس کے بعد رُوحِ آدمؑ کو حکم دیا کہ ان کے بدن میں داخل ہو۔ رُوح نے جسم کو تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے کراہت کی تو خدا نے حکم فرمایا کہ کراہت کے ساتھ داخل ہو اور کراہت کے ساتھ ہی جسم سے نکلنا۔ غرض رُوح داخل ہوئی اور آنکھوں تک پہنچی۔ آدمؑ اپنے جسم کو دیکھ رہے تھے اور فرشتوں کی تسبیح سُنتے تھے۔ جب وُہ اُن کے دماغ تک پہنچی، تو اُن کو چھینک آئی۔ خدا نے اُن کو گویا فرمایا تو انہوں نے "الحمدللہ" کہا۔ اور وُہ پہلا کلمہ تھا جو آدمؑ کی زبان سے ادا ہوا۔ خدا نے بذریعہ وحی فرمایا "رحمک اللہ" اے آدمؑ میں نے تم کو رحمت کے لئے پیدا کیا ہے اور اپنی رحمت کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے لئے مقرر کیا ہے جبکہ وہ بھی تمہاری طرح کہیں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے کے لئے دُعا کرنا سُنّت قرار پایا۔ اور شیطان پر کوئی امر چھینکنے والے کے واسطے دُعا کرنے سے زیادہ گراں نہیں۔ پھر آدمؑ نے اُوپر کی جانب دیکھا کہ عرش پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے اور اسمائے اہلبیتؑ بھی لکھے ہوئے پائے۔ پھر رُوح اُن کی پنڈلیوں تک پہنچی۔ اور قبل اس کے کہ پنجوں تک پہنچے انہوں نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں لیکن نہ ہو سکے۔ اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (پ۱۷، سورۃ انبیاء آیت ۳۷) یعنی انسان جلدی کرنے والا پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ رُوح سو۱۰۰ سال تک آدم کے سر میں رہی۔ سو سال تک آدمؑ کے سینہ میں۔ سو سال تک پُشت میں۔ سو سال تک رانوں میں۔ سو سال تک پنڈلیوں میں اور سو سال تک پنجوں میں ٹھہری۔ پھر جب آدمؑ درست ہو کر کھڑے ہو گئے تو خدا نے ان کے سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا۔ وُہ جمعہ بعد ظہر کا وقت تھا۔ فرشتے عصر تک سجدہ میں مشغول رہے۔ پھر آدمؑ نے اپنی پُشت کی جانب سے ایک آواز خدا کی تسبیح و تقدیس کی سُنی جو طائروں کی آواز کے مانند تھی تو پُوچھا پالنے والے یہ کیسی آواز ہے فرمایا کہ اے آدمؑ یہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) کی تسبیح کی آواز ہے جو بہترین اوّلین و آخرین ہیں۔ سعادت اُس کے لئے جو اُس کی اطاعت و پیروی کرے اور بدبختی اُس کی ہے جو ان کی مخالفت کرے۔ لہٰذا اے آدمؑ یہ میرا عہد لو اور اس کو عفیف عورتوں کی پاک و طاہر رحموں اور پاک مردوں کے پاکیزہ صلبوں کے سوا کسی اور جگہ مت سپرد کرنا۔ آدم نے عرض کی پالنے والے اس مولود کے سبب سے میری عزت میرا حُسن و وقار تُو نے بڑھا دیا۔ پھر خدا نے آدمؑ کی طینت کے ایک حصہ سے حوّا کو پیدا کیا اور آدمؑ پر نیند غالب

کردی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو حوّا کو اپنے سرہانے دیکھا۔ پُوچھا تم کون ہو؟ کہا میں حوّا ہوں، خُدا نے مجھ کو تمہارے واسطے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے کتنی پاکیزہ صورت ہے تمہاری۔ پھر خُدا نے آدمؑ کو وحی کی کہ یہ میری کنیز ہے اور تم میرے بندہ ہو۔ تم کو میں نے اُس مکان کے لئے پیدا کیا ہے جس کا نام بہشت ہے۔ لہٰذا مجھ کو ہر حیثیت سے پاک سمجھتے رہو اور میری حمد و ثنا کرتے رہو۔ اے آدمؑ مجھ سے حوّا کی خواستگاری کرو اور اس کا مہر ادا کرو۔ عرض کی پالنے والے اس کا مہر کیا ہے فرمایا اس کا مہر یہ ہے کہ دس مرتبہ محمدؐ و آلِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ بھیجو۔ آدمؑ نے کہا پروردگار اس نعمت کے عوض جب تک زندہ رہوں گا تیرا شکر اور تیری حمد و ثنا کرتا رہوں گا۔ غرض خدا نے آدمؑ سے حوّاؑ کو تزویج کیا۔ قاضی خود خالق تھا، عقد کرنے والے جبریلؑ تھے، اور گواہ ملائکۂ مقربین تھے، پھر فرشتے آدمؑ کی پُشت کی جانب کھڑے ہوتے۔ آدمؑ نے پُوچھا معبود فرشتے میرے پیچھے کیوں کھڑے ہیں؟ خُدا نے فرمایا اس لئے کہ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھیں جو تمہارے صلب میں ہے۔ عرض کی پالنے والے اس نُور کو میرے صلب سے میرے سامنے قرار دے تاکہ فرشتے میرے سامنے کھڑے ہوں۔ غرض فرشتے ان کے سامنے صف بستہ کھڑے ہوتے۔ پھر آدمؑ نے خُدا سے التجا کی کہ اس نُور کو ایسی جگہ قرار دے کہ وُہ بھی دیکھ سکیں۔ تو خدا نے اس نور کو اُن کی شہادت کی اُنگلی میں قائم فرمایا اور علیؑ کے نُور کو درمیانی اُنگلی میں اور فاطمہؑ کے نُور کو اُس کے بعد کی اُنگلی میں اس کے بعد نورِ حسنؑ کو سب سے چھوٹی انگلی میں، اور نورِ حسینؑ کو انگوٹھے میں قرار دیا۔ بہرحال یہ انوار آفتاب کے مانند حضرت آدمؑ کی انگلیوں سے چمکتے رہے اور آسمانوں، زمین، عرش و کرسی اور سراپردہ ہائے عظمت و جلال سب کے سب اُن سے روشن و منوّر ہوگئے۔ جب حضرت آدمؑ حضرت حوّا سے مقاربت کرنا چاہتے اُن کو وضو کرنے کا حکم دیتے اور خود بھی پاک و طاہر اور خوشبو سے معطّر ہوتے۔ اور کہتے تھے کہ خدا اس نُور کو تمہیں روزی کرے گا اور یہ خدا کی امانت و میثاق ہے۔ غرض وُہ نُورِ آدمؑ کی انگلیوں میں رہا یہاں تک کہ حضرت حوّا کے پیٹ میں جناب شیثؑ آتے تو وُہ نور حضرت حوّا کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ اور فرشتے حوّاؑ کو آکر مبارکباد دیا کرتے تھے جب حضرت شیثؑ پیدا ہوئے، آنحضرتؐ کا نُور ان کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا، تو جبریلؑ نے ان کے اور حوّاؑ کے درمیان ایک پردہ لٹکا دیا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ جب وُہ بالغ ہوئے آدمؑ نے ان کو طلب فرما کر کہا اے فرزند نزدیک ہے کہ میں تم سے جُدا ہوں لہٰذا میرے پاس آؤ تاکہ میں تم سے عہد و پیمان لوں جس طرح خدا نے مجھ سے لیا تھا۔ پھر آدمؑ نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا۔ خدا نے اُن کا مطلب سمجھا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس سے رُک جائیں۔ اور اپنے پروں کو سمیٹ لیں۔ ساکنانِ بہشت اپنے بالاخانوں سے متوجہ ہوئے۔ بہشت کے تمام دریا ساکن ہوگئے نہریں جاری ہوگئیں اور پتّیوں کی آوازیں اُٹھیں۔ غرض سب کے سب حضرت آدمؑ کی آواز سُننے کی جانب متوجہ ہوئے۔ اور خدا نے ان کو وحی فرمائی کہ اے آدمؑ کہو جو کہنا چاہتے ہو۔ تو آدمؑ نے کہا اے خُدا

اے ہر نفس اور روشنی بخشنے والے آفتاب و ماہتاب کے خالق تُو نے جس طرح چاہا مجھے پیدا کیا اور مجھے اُس نورِ مقدس کو سُپرد فرمایا جس سے میں نے برکتیں اور کرامتیں مشاہدہ کیں پھر وُہ نُور میرے فرزند شیثؑ کی جانب منتقل ہُوا۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اُس سے عہد و پیمان لوں جس طرح تُو نے مجھ سے لیا تھا، اور اس پر تجھ کو گواہ کرتا ہوں۔ خُدا کی جانب سے آواز آئی، کہ ہاں اے آدم اپنے فرزند شیثؑ سے عہد لو اور جبریلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کو گواہ قرار دو۔ پھر خدا نے جبریلؑ کو حکم دیا تو وُہ ستّر ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے ہر ایک علم تسبیح ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ اور جبریلؑ کے ہاتھوں میں پارچۂ حریر اور ایک قلم تھا جس کو خدا نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ پھر جبریلؑ نے آدم علیہ السلام کی طرف رُخ کیا اور کہا خدا آپؑ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے فرزند کے لئے خلافت و نبوّت اور عہد کی ایک تحریر لکھئے اور اس پر جبریلؑ و میکائیلؑ اور تمام فرشتوں کی گواہی لیجئے۔ غرض تحریر لکھی گئی، اور جبریلؑ نے اُس پر مُہر لگائی، اور حضرت شیثؑ کے سپُرد کیا۔ اور ان کو دو سرخ لباس پہنائے جن کا نُور آفتاب سے زیادہ روشن اور آسمان کے رنگ سے زیادہ خوشگوار تھا۔ دونوں لباس نہ کاٹے گئے تھے نہ سیئے گئے تھے۔ بلکہ خُدا نے فرمایا کہ ہو جا اور وُہ تیار ہوگئے۔ غرض نورِ محمدیؐ ہر وقت جبین شیثؑ میں چمکتا رہا۔ انہوں نے ایک حوریہ محاولۂ بیضا کو تزویج کیا جبریلؑ نے اُس حوریہ کا شیثؑ کے ساتھ عقد کیا۔ جب انہوں نے اُس کے ساتھ مقاربت کی تو انوشؑ پیٹ میں آئے۔ اس وقت ایک منادی نے ندا کی کہ اے بیضا تجھ کو خوشی اور مبارک ہو کہ خدا نے بہترینِ اوّلین و آخرین اور سیّد الانبیاء کا نُور تیرے سپُرد فرمایا۔ جب انوشؑ پیدا ہوئے اور بالغ ہوئے، شیثؑ نے عہد و پیمان ان کے سپُرد کیا اور نُورِ محمدیؐ اُن کے فرزند قینان کی جانب منتقل ہُوا۔ اُن سے مہلائیل کی طرف اُن سے یارد کی جانب اُن سے اخنوخ کی طرف منتقل ہُوا جن کو ادریسؑ بھی کہتے ہیں، اور ادریسؑ سے متوشلخ کے پاس پہنچا۔ ادریسؑ نے ان سے عہد و اقرار لیا۔ ان سے ملک کی جانب اور اُن سے حضرت نوحؑ کی طرف منتقل ہُوا۔ نوحؑ سے سام، سام سے اُن کے فرزند ارفخشد اور اُن سے اُن کے بیٹے عابر اور اُن سے فالع اُن سے ارغو اُن سے شارغ اُن سے تاخورا اور اُن سے تارخ کی جانب پھر اُن سے حضرت ابراہیمؑ کی جانب منتقل ہُوا۔ ان سے حضرت اسمٰعیلؑ، پھر اُن سے قیدار، اور اُن سے ہمیسع اُن سے بنت اُن سے سحب ان سے اود، اُن سے عدنان، اُن سے معدؔ اُن سے نزار، ان سے مضر، ان سے الیاسؑ، ان سے مدرکہ، ان سے خزیمہ، ان سے کنانہ اور ان سے قصیّ، ان سے لوی، ان سے غالب، ان سے فہر، ان سے عبد مناف اور اُن سے جناب ہاشم کی جانب منتقل ہوا جن کو عمرو العلاؔ کہتے تھے۔ آنحضرت صلعم کا نُور اُن سے ساطع تھا اس حد تک کہ جب وُہ مسجد الحرام میں داخل ہوتے تھے کعبہ اُن کے نُور سے روشن ہو جاتا تھا۔ اور ہمیشہ آپ کے چہرہ اقدس سے روشنی آسمان کی جانب بلند ہوتی تھی۔ جب آپؑ کی والدہ ماجدہ

عاتکہ پیدا ہوئیں۔ ان کے دونوں طرف دو گیسو تھے جس طرح حضرت اسمٰعیلؑ کے تھے۔ جن سے نور آسمان کی طرف بلند ہوتا تھا۔ اہل مکہ ان کا یہ حال دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ ہر طرف سے عرب کے قبیلے مکہ میں آنے لگے۔ کاہن سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ بتوں کی زبانوں پر حضرتؐ کی فضیلت جاری ہو گئی۔ حضرت ہاشمؑ جس پتھر اور سنگریزے کی طرف سے گزرتے تھے وُہ بقدرتِ الٰہی گویا ہو کر ندا دیتے کہ اے ہاشم آپ کو خوشخبری ہو کہ آپؑ کی اولاد میں بہت جلد ایک فرزند ہوگا جو خدا کے نزدیک بہت بلند مرتبہ اور مخلوق کے نزدیک نہایت عزت والا ہوگا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو خاتم المرسلین ہیں۔ حضرت ہاشم اگر تاریکی میں گذرتے تھے تو آپؑ کے نور سے ہر طرف روشنی ہو جاتی تھی۔ جب عبد مناف کی وفات کا وقت آیا انہوں نے جناب ہاشم سے عہد و پیمان لیا کہ حضرت رسالتمآبؐ کا نور سوائے زن مسلمہ و صالحہ و نجیبہ کے رحم کے کہیں اور سُپرد نہ کریں۔ ہاشم نے اقرار کیا۔ اُس وقت کے بادشاہ آرزو اور تمنا کرتے تھے کہ اپنی لڑکی حضرت ہاشم کے نکاح میں دیں، اور کثیر مال اُن کے لئے بھیجتے تھے کہ شاید وُہ اُن سے رشتہ کرنے پر راضی ہو جائیں۔ ہاشم ہر روز کعبہ کے پاس آتے تھے۔ سات مرتبہ طواف کرتے تھے اور کعبہ کے پردہ سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ جو شخص اُن کے پاس آتا، اُن کی عزت کرتا۔ وُہ برہنہ لوگوں کو کپڑے پہناتے، بھوکوں کو کھانا کھلاتے، اور پریشان حال لوگوں کی حاجتیں برلاتے، قرض داروں کے قرض ادا کرتے، جس شخص پر کوئی دیت ہوتی وُہ خود ادا کرتے تھے۔ اُن کا دروازہ کسی آنے والے کے لئے بند نہ ہوتا۔ اگر کبھی ولیمہ کرتے یا لوگوں کو کھانا کھلاتے تو اس قدر کافی انتظام کرتے کہ لوگ اپنے جانوروں اور طائروں کے لئے لے جاتے۔ اسی طرح آپ کے لطف و کرم کا شہرہ تمام عالم میں ہو گیا اور اہل مکہ کی بادشاہی آپ کے لئے مسلّم ہو گئی کعبہ کی کنجیاں، حاجیوں کو کھانا کھلانا، چاہِ زمزم، کعبہ کی تولیت، حاجیوں کی مہمانداری اور تمام امورِ مکہ آپ سے متعلق ہو گئے۔ نزار کا عَلَم، اسمٰعیلؑ کی کمان، ابراہیمؑ کا پیراہن، شیثؑ کی نعلین اور نوحؑ کی انگشتری آپ کو میراث میں ملی۔ وُہ حاجیوں کو گرامی رکھتے تھے، اور ان کی حاجتیں پوری کرتے تھے۔ جب ذی الحجہ کا چاند طلوع ہوتا تھا لوگوں کو جمع کر کے خُطبہ پڑھتے اور فرماتے کہ لوگو! تم کو خُدا کی جانب سے امان ہے تم اس کے گھر کے ہمسایہ ہو۔ اس موسم میں خانۂ خُدا کی زیارت کے لئے لوگ آتے ہیں۔ وُہ خدا کے مہمان ہوتے ہیں اور مہمان دوسروں کی بہ نسبت عزت کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ خُدا نے تم کو اس کرامت و بزرگی سے مخصوص فرمایا ہے۔ عنقریب دُور دُور مقامات سے ہر درہ اور عمیق جگہوں سے حاجی آتے ہوں گے جن کے بال بکھرے ہوں گے اُن کے جسم غبار سے بھرے ہوں گے۔ تو اُن کی مہمانی کرو ان کی ہر طرح امداد کے لئے تیار رہو تاکہ خُدا تم کو دوست رکھے۔ حضرت ہاشمؑ کی ان نصیحتوں کے سبب اکابر قریش ان کاموں کے لئے بڑی بڑی رقمیں حاضر کرتے۔ حضرتؑ چمڑے کے حوض نصب کرتے جن کو حاجیوں کے پینے کے لئے

آبِ زمزم سے بھر دیا کرتے تھے۔ ساتویں ذی الحجہ سے اُن کی ضیافت شروع کرتے اور ان کے لئے کھانا منیٰ و عرفات میں پہنچایا کرتے تھے۔

ایک سال مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں کے پاس حاجیوں پر صرف کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ جناب ہاشم کے پاس چند اُونٹ تھے جن کو آپؑ نے شام بھیج کر فروخت کرا دیا اور ان کی تمام قیمت حاجیوں کی ضیافت میں صرف کر دی اور ایک وقت کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آپ کے کرم کا شہرہ اطرافِ عالم میں ہو گیا اور آپ کی سخاوت کا چرچا ہر طرف پھیل گیا۔ جب آپ کی جوانمردی و سخاوت کا حال نجاشی بادشاہِ حبش اور قیصر بادشاہِ رُوم نے سُنا آپ کی خدمت میں نامۂ تہنیت لکھا اور آپ کے پاس ہدیئے روانہ کئے اور استدعا کی کہ ان کی لڑکیوں سے عقد کر لیں۔ شائد نورِ محمدی ان کی جانب منتقل ہو جائے۔ اس لئے کہ کاہنوں، راہبوں اور ان کے عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ یہ نور جو حضرت ہاشمؑ کی جبین مبارک میں ہے نور خاتم المرسلینؐ ہے۔ لیکن حضرت ہاشمؑ نے قبول نہیں فرمایا، اور اپنی قوم کی ایک نجیب عورت سے عقد کر لیا۔ جس سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکوں کے نام اسد، مضر، عمرو، اور صیفی تھے اور لڑکیوں کے نام صعصعہ۔ رقیہ۔ خلاوہ۔ اور شعشا تھے۔ لیکن آنحضرتؐ کا نورِ اقدس آپ کی جبینِ انور میں بدستور چمکتا رہا اس لئے بہت رنجیدہ تھے۔ ایک رات خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اسی حال میں خدا سے بتضرع و زاری دُعا کی کہ ان کو جلد ایک فرزند عطا فرمائے جو نورِ حضرت رسالتمآبؐ کا حامل ہو۔ اُسی حال میں ان کو نیند آ گئی۔ انہوں نے خواب میں ایک ہاتف کی آواز سُنی کہ سلمیٰ دختر عمرو کی جو طاہرہ و مطہرہ اور گناہوں سے پاک و مبرا ہے خواستگاری کرو اور مہر گراں اس کو دو۔ عورتوں میں اس کے مثل نہیں ہے۔ اس سے جو فرزند تمہارا ہوگا وُہ نورِ سیّد الانبیاؐ کا حامل ہوگا۔ جناب ہاشم بیدار ہوئے اور اپنے چچا کے لڑکوں اور اپنے بھائی مطلب کو جمع کیا، اور اپنا خواب اُن سے بیان کیا۔ اُن کے بھائی مطلب نے کہا اے بھائی وُہ عورت جس کا نام آپ نے بتایا وہ قبیلۂ بنی نجار کی ہے اور اپنی قوم میں عفت، نجابت اور کمالِ حُسن و جمال میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے قبیلہ والے بھی اہل کرم، مہمان نواز اور صاحبانِ عفت ہیں۔ لیکن آپ اُن سے نسب و شرافت میں افضل ہیں اور تمام بادشاہ آپ سے رشتہ کی تمنا رکھتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کا ارادہ یہی ہے تو اجازت دیجئے تاکہ ہم چل کر آپ کے لئے اس کی خواستگاری کریں۔ ہاشمؑ نے کہا کہ حاجت جس کی ہوتی ہے اسی کی کوشش سے پوری ہوا کرتی ہے۔ میرا خود ارادہ ہے کہ شام کی طرف تجارت کے لئے جاؤں اور راستہ میں اس کی خواستگاری کر دوں۔ پھر آپ نے سامانِ سفر تیار کیا اور اپنے بھائی مطلب اور اپنے چچا کے لڑکوں کو لے کر مدینہ طیبہ کی جانب متوجہ ہوئے کیونکہ قبیلۂ بنی نجار وہیں رہتا تھا۔ جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے نورِ محمدی نے جو آپ کی جبینِ اقدس سے لامع تھا تمام مدینہ کو منور کر دیا، اور اس کے عکس نے مدینہ کے تمام گھروں کو روشن کر دیا۔ یہ دیکھ کر تمام اہلِ مدینہ خود آپ کی طرف بڑھے اور پوچھا آپ

کون ہیں کہ حُسن وجمال میں آپ سے بہتر ہم نے کسی کو نہیں دیکھا تھا؛ خاصکر اس صاحب نور کو جس کی شعاعوں نے تمام دُنیا کو منوّر کر رکھا ہے ۔ مطلب نے فرمایا کہ ہم خانۂ خدا کے رہنے والے اور ساکنانِ حرم معبود ہیں ۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور یہ ہمارا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے ۔ ہم اس کے لئے خواستگاری کے واسطے تمہارے پاس آئے ہیں ۔ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے اس بھائی سے رشتہ کی خواہش اطراف وجوانب کے تمام بادشاہوں نے کی، لیکن اس نے انکار کر دیا ۔ اور خود رغبت کی ہے کہ سلمٰے کو تم سے طلب کرے ۔ سلمٰی کے والد بزرگوار بھی اس مجمع میں موجود تھے انہوں نے جواب دینے میں سبقت کی اور کہا آپ لوگ صاحبانِ شرافت وعزّت، فخر وشرف، سخاوت و فتوت اور صاحبانِ جود وکرم ہیں ۔ اور وُہ عفیفہ جس کی آپ خواستگاری کرنا چاہتے ہیں میری دُختر ہے وُہ خود اپنے نفس کی مالک ومختار ہے ۔ کل وُہ قبیلہ کے شرفا کی عورتوں کے ساتھ بنی قینناع میں گئی ہے ۔ اگر آپ لوگ یہاں قیام فرمائیں تو آپ کی عنایت ولنوازش ہوگی ۔ اگر اسی طرف چلنا چاہیں تو آپ کو اختیار ہے ۔ اب فرمائیے کہ آپ میں سے کون صاحب اس کی خواستگاری کرنا چاہتے ہیں ۔ ان لوگوں نے کہا کہ اس کے خواستگار یہ ہیں جن کے چہرہ سے نور ساطع ہے اور شعاع ظاہر ہے ۔ یہ چراغ بیت اللہ الحرام ہیں اور تاریکیوں کے روشن کرنے والے مصباح ۔ اور صاحبِ جود وکرم ۔ یہ ہاشم بن عبد مناف ہیں ۔ پدرِ سلمٰی نے کہا بہت بہتر بہت مناسب ۔ ان کی توجّہ سے ہم کو بلند مرتبہ حاصل ہوا اور ہمارا سرِ اوجِ رفعت پر پہنچ گیا ۔ ہم کو ان کی طرف اُس سے زیادہ رغبت ہے جس قدر ان کو ہماری طرف ہے لیکن وُہ اپنی آپ مالک ہے ہم آپ کے ساتھ اُس کے پاس چلیں گے ۔ لیکن اے بہترین زوار اور اے قبیلۂ نزار ابھی تو آپ قیام کیجئے ۔ غرض ان لوگوں کو نہایت عزّت واحترام کے ساتھ ٹھہرایا، اور طرح طرح کی ضیافتوں اور مہماں نوازیوں سے ممتاز کیا ۔ اُونٹ ذبح کیے اور اُن کے لئے متعدد خوان تیار کیے، اور تمام اہلِ مدینہ، قبیلہ اوس وخزرج کے لوگ حضرت ہاشمؑ کے نور وجمال کے مشاہدہ کیلئے آنے لگے ۔ علمائے یہود کی نظر جب اُس نور پر پڑی تو اُن کی نگاہوں میں دُنیا تاریک ہوگئی؛ کیونکہ توریت میں اُنہوں نے پڑھا تھا کہ یہ نورِ پیغمبرؐ آخر الزمان کی علامت ہے ۔ تو وُہ اس کو دیکھ کر ملول وگریاں ہوتے ان کے عوام نے اُن سے دریافت کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے ۔ وُہ بولے کہ اس شخص کی علامت ہے جو بہت جلد ظاہر ہوگا اور (اپنے مخالفین کا) خون بہائے گا ۔ فرشتے لڑائیوں میں اس کی مدد کریں گے ۔ تمہاری کتابوں میں اُس کا نام ماحی ہے اور یہ اُسی کا نور ظاہر ہو رہا ہے ۔ تمام یہودی یہ سُنکر گریاں ہوئے، اور سب کے سینوں میں ہاشمؑ کی طرف سے کینہ بھر گیا ۔ اُسی روز سے آنحضرتؐ کے نور کو گُل کرنے کا ارادہ کر لیا ۔ دُوسرے روز صبح ہوتے ہی ہاشمؑ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا، کہ فاخرہ لباس پہنیں، اپنے سروں پر خود رکھیں، زرہ سینوں پر باندھیں، اور عَلَمِ نزار بلند کریں ۔ اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت ہاشمؑ کو اپنے گھیرے میں لیا جس طرح ستاروں کے درمیان چاند ہوتا ہے ۔ غلام آگے تھے اور ان کے متابعت کرنے والے ان کے پیچھے رَوانہ ہوئے اس شان سے

بنی قینقاع کی طرف چلے ۔ سلمٰے کے پدر بزرگوار اپنی قوم کے بڑے بڑے لوگوں اور یہودیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی خدمت میں ہمراہ ہوئے ۔ جب وُہ بازار کے قریب پہنچے وہاں شہر اور دیہات کے لوگ دُور ونزدیک سے آئے ہوئے تھے وُہ سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر حضرت ہاشمؑ کے نورِ جمال کے دیکھنے میں محو ہوگئے ۔ لوگ ہر طرف سے اُن کی جانب دوڑے ۔ سلمٰے بھی اُنہی کے درمیان کھڑی ہوئی حضرت ہاشمؑ کے جمال مبارک کو دیکھ رہی تھیں ۔ اسی اثنا میں ان کے باپ ان کے پاس آئے اور کہا کہ میں تم کو اس امر کی خوشخبری دیتا ہوں جو تمہارے لئے مسرّت وشادمانی اور فخر وعزّت کا باعث ہے ۔ انہوں نے پُوچھا وہ کیا؟ ان کے والد نے کہا اے سلمٰے یہ آفتاب اوجِ عزت اور ماہِ بُرجِ کرامت ورفعت جس کو تم دیکھتی ہو، تمہاری خواستگاری کے لئے آیا ہے؛ اور اطرافِ عالم میں کرم وسخاوت اور عفت وکفایت میں مشہور ہے ۔ جناب سلمٰے نے یہ سُنکر انتہائی حیا کے سبب سَر جُھکا لیا ۔ ان کے باپ نے ان کی خاموشی سے ان کی رضا وخوشنودی کو سمجھ لیا ۔ اِدھر جناب ہاشمؑ نے سُرخ ریشمی خیمہ ایک طرف نصب کرایا، اور اس کے گرد قناتیں لگائیں؛ اور اس میں جلوہ افروز ہوتے ۔ بازار والے ہر طرف سے اُن کے پاس حالات دریافت کرنے کے لئے جمع ہوتے اور حقیقت معلوم ہونے کے بعد اُن کے سینوں کی بھٹی میں حسد کی آگ مشتعل ہوئی کیونکہ سلمٰے حُسن وجمال، عفت وآداب اور حُسن اخلاق میں یکتائے زمانہ تھیں ۔ اُسی وقت شیطان ملعون ایک مَردِ پیر کی صورت میں سلمٰے کے پاس آیا اور بولا میں ہاشم کے ہمراہیوں میں سے ہوں اور تمہاری نصیحت وخیرخواہی کے واسطے آیا ہوں ۔ یہ شخص اگرچہ حسُن وجمال میں بہت زیادہ ہے لیکن عورتوں سے بہت کم رغبت رکھتا ہے ۔ اور جس عورت سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے اس کو دو مہینے سے زیادہ اپنے ساتھ نہیں رکھتا ۔ بہت سی عورتوں سے نکاح کیا اور طلاق دے دی ۔ اس میں بہادری اور شجاعت تو نام کو نہیں، نہایت بُزدل اور ڈرنے والا آدمی ہے ۔ سلمٰے نے کہا اگر یہ صحیح ہے جو تم کہتے ہو، تو اگر خیبر کے قلعوں کو میرے واسطے سونے اور چاندی سے بھر دیا جائے تب بھی میں اُس کی جانب رُخ نہ کروں گی ۔ یہ سُنکر ابلیس ملعُون کو ڈھارس ہوئی ۔ پھر ہاشمؑ کے ساتھیوں میں سے ایک دُوسرے شخص کی صورت میں سلمٰے کے پاس آیا اور اسی طرح کی بیہودہ جھوٹی باتیں کیں؛ پھر تیسری مرتبہ ایک تیسرے شخص کی صورت میں آکر ایسا ہی بیان کیا ۔ جب سلمٰے کے والد آئے تو سلمٰے کو رنجیدہ اور ملول دیکھا ۔ پُوچھا کیوں غمگین ہو یہ وقت تو سرور وشادمانی کا ہے کہ تم کو ابدی عزّت وکرامت میسّر ہوئی ہے ۔ سلمٰے نے کہا بابا جان آپ مجھ کو ایسے شخص سے تزویج کرنا چاہتے ہیں جو عورتوں کی جانب رغبت نہیں رکھتا؛ بہت طلاق دیا کرتا ہے اور جنگ میں بُزدلی ظاہر کرتا ہے ۔ یہ سُنکر وہ بہت ہنسے اور بولے اے سلمٰے یہ شخص ہرگز اِن صفات سے متصف نہیں جو تم بیان کرتی ہو ۔ اس کے جُود وکرم کی تو لوگ مثال دیا کرتے ہیں اس کو مہمانوں کی ضیافت کی زیادتی کے سبب ہاشمؑ کہتے ہیں ۔ اس نے ہرگز کسی عورت کو

طلاق نہیں دی ہے۔ وُہ شجاعت وبہادری میں تومشہور زمانہ ہے۔ خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اس کا کوئی نظیر نہیں جس نے تم سے اس کی مذمت کی ہے وُہ یقیناً شیطان ہے۔ غرض دُوسرے روز سلمےٰ نے جو ہاشمؑ کو دیکھا اُس نوُر کی محبت میں جو اُن کے جبین مُبارک میں درخشاں تھا، بے تاب ہوگئیں۔ اور ان کے پاس ایک پیغامبر کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ کل آپ میری خواستگاری کیجئے۔ اور جس قدر مہر آپ سے میرے اعزا طلب کریں آپ انکار نہ کیجئے گا۔ مَیں اپنے مال سے اُس میں آپ کی مدد کروں گی۔

دُوسرے روز جناب ہاشمؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ پدرِ سلمےٰ کے خیمہ میں آئے۔ ہاشمؑ اور مطلب اور اُن کے چچا زاد بھائی سب صدرِ خیمہ میں بیٹھے۔ تمام اہلِ مجلس حیرت سے ہاشمؑ کے حُسن وجمال کو دیکھنے میں محو تھے کہ مطلب نے گفتگو شروع کی۔ اور کہا اے صاحبانِ عزّت و کرامت وفضل ونعمت ہم اہلِ بیت اللہ الحرام اور صاحبانِ مشاعرِ عظام ہیں۔ لوگوں کے گروہ در گروہ ہماری طرف آیا کرتے ہیں۔ آپ لوگ خود بھی ہماری قدر ومنزلت جانتے ہیں۔ اور آپ لوگوں پر نُورِ درخشندۂ محمّدیؐ ظاہر ہے جس کو خُدا نے ہم سے مخصوص فرمایا ہے۔ ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں اور وُہ نُور آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے باپ عبدمناف تک پہنچا اور اُن سے میرے بھائی ہاشم کی جانب منتقل ہوا ہے۔ اور اب خداوند عالم نے اُس نعمت کو تمہاری طرف بھیجا ہے، اب ہم اُس فرزند گرامی کے لئے تمہارے پاس خواستگاری کے واسطے آئے ہیں۔ اس کلام کے جواب میں عمرو پدرِ سلمےٰ نے کہا آپ لوگوں کے لئے تحیّت واکرام واجابت واعظام ہے۔ ہم نے آپ کا خطبہ قبول کیا اور آپ کی دعوت منظور کی۔ لیکن ہم اپنی قدیم رسم یعنی زیادتیٔ مہر پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں اس امرِ عظیم کے لئے جس کے آپ خواہشمند ہیں۔ اگر ہم میں پہلے سے یہ رواج نہ ہوتا تو مَیں اس کا اظہار نہ کرتا۔ جناب مطلب نے فرمایا، ہم سو اُونٹ جن کی آنکھیں سیاہ اور بال سُرخ ہیں مہر میں دیتے ہیں۔ اُسی مجمع میں ابلیسؑ لع بھی تھا پدرِ سلمےٰ کے پاس آیا اور رو کر کہنے لگا کہ مہر اور زیادہ ہونا چاہیئے۔ تو سلمیٰ کے باپ نے کہا اے بزرگوارو آپ کے نزدیک ہماری لڑکی کی اتنی ہی قدر ومنزلت ہے۔ مطلب نے کہا ہزار مثقال سونا اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان لع نے پھر زیادتی مہر کے لئے پدرِ سلمیٰ کو اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا اے جوان ہمارے مقابلہ میں یہ بھی کم ہے۔ مطلب نے فرمایا اچھا ایک خروار عنبر، دس جامۂ سفید مصری اور دس جامۂ عراقی اور اضافہ کرتا ہوں۔ شیطان نے پھر اشارہ کیا۔ پدرِ سلمےٰ نے کہا آپ نے احسان فرمایا اور اب نزدیک ہو چکے ہیں کچھ اور کرامت فرمایئے۔ مطلب نے کہا پانچ کنیزیں خدمت کے لئے بھی حاضر کرتا ہوں۔ شیطان لع نے پھر مہر کی زیادتی کے لئے کہا۔ سلمےٰ کے والد نے کہا آپ جو کچھ دیں گے وُہ سب آپ ہی کے پاس واپس جائے گا۔ مطلب نے کہا دس اوقیہ مشک اور پانچ قدح کافور بھی اضافہ کیا، اب راضی ہوئے؟ شیطان لع نے پھر

وسوسہ ڈالنا چاہا تو سلمےٰ کے پدر نے ڈانٹ کر کہا اے بڈھے دُور ہو تُو نے مجھے اس مجلس میں شرمندہ کیا۔ مطلب نے بھی اس کو ملامت کی اور خیمہ سے نکال دیا۔ اُسی کے ساتھ یہودی بھی مغموم ومحزون باہر چلے گئے۔ اس کے بعد سلمےٰ کے باپ سے یہودیوں کے سردار نے کہا کہ وہ (ابلیس) مردِ پیر شام وعراق کے عقلمندوں میں سے ہے کیوں اس کے مشورہ پر تم نے عمل نہ کیا اور ہم راضی نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی کو ایسے مفلس کو دیں جس کے مانند ہمارے ملک میں نہ ہوگا۔ یہ سُنتے ہی چار سو یہودیوں نے جو وہاں موجود تھے تلواریں کھینچ کر کھڑے ہوگئے۔ اُدھر حرم کے سرداروں نے بھی (جناب ہاشم کی ہمراہی میں) جو چالیس اشخاص تھے، تلواریں نکال لیں مطلب نے یہودیوں کے سردار پر حملہ کیا اور ہاشم نے ابلیس لعین پر۔ وُہ بھاگا۔ لیکن ہاشمؑ نے پکڑ لیا اور اٹھا کر بلند کیا، پھر زمین پر پٹکا۔ اور حضرت رسالتمآبؐ کا نُور اُس پر چمکا تو اس نے ایک نعرہ مارا، اور تیز ہوا کے مانند ہاشمؑ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر مطلب کو دیکھا، انہوں نے یہودیوں کے سردار کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ پھر ہاشم اور ان کے ساتھیوں نے بہت سے یہودیوں کو قتل کیا۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو عورتیں اور مرد سب اس طرف دوڑے۔ جب ستر یہودی قتل ہو چکے تو باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور حضرت سرورِ کائنات کے بارے میں ان کی عداوت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ ہاشمؑ نے کہا میرے خواب کی تعبیر ظاہر ہوگئی۔ پدرِ سلمےٰ نے کہا بس اب ان کو جانے دیجئے، اور شادی کو رنج واندوہ سے تبدیل نہ کیجئے۔ یہ سُنکر ہاشم اپنے خیمہ میں واپس گئے اور ولیمہ کا انتظام کیا اور تمام حاضرین کو کھانا کھلایا۔ سلمےٰ کے والد سلمےٰ کے پاس آئے اور کہا دیکھا تم نے ہاشم کی شجاعت۔ اگر میں اُن سے التماس نہ کرتا یہودیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہتا۔ سلمےٰ نے عرض کی بابا جان جس امر میں میری بھلائی دیکھئے اُس کو عمل میں لایئے؛ اور کمینوں کی ملامت کی پرواہ نہ کیجئے۔ غرض سلمےٰ کے والد ساداتِ مکّہ کے پاس آئے اور کہا اے بزرگوارانِ حرم خدارا رنج وکدورت دل سے دُور کیجئے، میری لڑکی آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ مجھے اور کوئی خواہش وآرزو (مہر و مال کی) نہیں ہے۔ مطلب نے کہا ہم نے جو کہہ دیا اُس پر اور زیادہ کر کے دیں گے۔ اور ہاشم سے کہا کیوں بھائی جو کچھ مَیں نے (مہر کے بارے میں) کہہ دیا ہے آپ اُس پر راضی ہیں؟ کہا ہاں پھر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا، اور سلمےٰ کے والد نے ہاشم ومطلب پر اور ان کے تمام ہمراہیوں پر مالِ کثیر اور عنبر ومشک وکافور نثار کیا۔ پھر سب لوگ وہاں سے مع سامان واسباب مدینہ میں آئے۔ وہاں اُس بہترین عبدمناف کا اس گوہر صدف کرامت کے ساتھ زفاف ہُوا۔ کچھ دنوں کے بعد سلمےٰ کو جب ہاشم کے اخلاق پسندیدہ سے پُوری واقفیت ہوگئی تو جو کچھ مہر میں ہاشم سے حاصل ہُوا تھا۔ ان کو کچھ اضافہ کے ساتھ واپس کر دیا۔ اُسی شب نطفہ پاک عبدالمطلب کا گوہرِ شاہوار صدفِ طاہرِ سلمےٰ میں قرار پایا، اور نورِ محمّدیؐ سلمےٰ کی پیشانی میں جلوہ گر ہُوا۔ تمام مدینہ والے سلمےٰ کو اس کرامتِ عظمےٰ پر مبارکباد دیتے تھے۔ اس نور روشن ومنوّر سے سلمےٰ کا حُسن وجمال زیادہ سے زیادہ ہوگیا۔

مدینہ کی عورتیں اُن کے حُسن کو دیکھنے آتیں اور اُن کے نور وضیا کو دیکھ کر حیران رہ جاتیں۔ وہ جس سنگریزے اور پتھر کی طرف سے گزرتیں سب اُن پر سلام کہتے اور مبارکباد دیتے۔ اور اکثر و بیشتر وُہ اپنی داہنی جانب سے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرُ الْبَشَرِ" کی آواز سُنتیں۔ اور یہ تعجب خیز باتیں ہاشم سے بیان کرتیں، لیکن اپنی قوم سے پوشیدہ رکھتیں۔

ایک رات جناب سلمےٰ نے ایک منادی کی آواز سُنی جو اُن سے کہہ رہا تھا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ خُدا نے تم کو ایسا فرزند روزی کیا ہے جو تمام شہروں اور دیہاتوں کے لوگوں سے بہتر ہے۔ اس کے بعد سلمےٰ نے ہاشم کو اپنی قربت کا موقع نہ دیا۔ ہاشم اس کے بعد چند روز تک مدینہ میں اور مقیم رہے پھر اُن سے رخصت ہوتے اور کہا اے سلمےٰ مَیں نے وُہ امانت تمہارے سُپرد کی ہے جس کو حق تعالیٰ نے آدمؑ کو سپُرد فرمایا تھا اور آدمؑ نے شیثؑ کو سپُرد کیا۔ اسی طرح اکابر دین ایک دوسرے کو سپُرد کرتے چلے آئے یہانتک کہ یہ نُورِ بزرگ ہم کو ملا جس سے ہمارا شرف زیادہ ہوگیا اور بحکم خُدا اَب میں نے اِس نور کو تمہارے سپُرد کردیا ہے اور تم سے عہدو پیمان لینا چاہتا ہوں کہ اِس کی حفاظت و نگرانی کرنا۔ اگر میری غیر موجودگی میں اِس کا ظہور ہو تو اس کو اپنی آنکھ سے زیادہ پیارا اور اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا کیونکہ اس سے حسد کرنے والے اور دشمن بہت ہیں؛ خاص کر یہودی جن کی عداوت پہلے ہی سے ظاہر ہے۔ اور اگر اس سفر سے مَیں واپس نہ آؤں اور میری وفات کی خبر تم کو پہنچے، تو اس کی محافظت اور ناز برداری میں کسی طرح کی کمی نہ کرنا۔ جب وُہ سن شباب کو پہنچے اس کو حرم خدا میں واپس بھیج دینا۔ اور اس کے چچاؤں سے دُور نہ رکھنا کیونکہ حرم خدا ہماری عزّت ونصرت کی جگہ ہے۔ سلمےٰ نے کہا مَیں نے آپ کی تمام باتیں دل وجان سے منظور کیں، لیکن آپ کی جُدائی سے دل پر سخت صدمہ و ملال ہے۔ خدا سے دُعا کرتی ہوں کہ وُہ جلد آپ کو میرے پاس واپس لائے۔ اس کے بعد ہاشم نے اپنے بھائیوں اور تمام عزیزوں کو جمع کیا اور فرمایا اے میرے بھائیو اور عزیزو! موت وہ راستہ ہے جس سے کسی شخص کو چارہ نہیں۔ اب مَیں تم سے جُدا ہوتا ہوں، اور نہیں خبر کہ پھر تمہارے پاس واپس آؤں گا یا نہیں۔ لہٰذا وصیّت کرتا ہوں کہ تم آپس میں متحد رہنا اور ہرگز ایک دُوسرے سے جُدا نہ ہونا کہ تمہاری ذلت وخواری کا سبب ہو۔ کیونکہ بادشاہوں اور ان کے علاوہ اور لوگوں کو اور دشمنوں کو تمہاری عزّت ومنزلت کے بارے میں حسد وطمع ہے۔ مَیں اپنے بھائی مطلب کو تم پر اپنا خلیفہ بناتا ہوں کیونکہ وہ دُنیا میں سب سے زیادہ مجھے عزیز و پیارا ہے۔ اگر میری وصیّت کو مانو تو اس کو اپنا پیشوا سمجھو۔ اور کعبہ کی کنجیاں، چاہِ زمزم ہمارے دادا نزار کا عَلَم اور جو کچھ پیغمبروں کے تبرکات ہم تک پہنچے ہیں یہ سب اس کو سپُرد کردو تو مظفر وسعادت مند رہوگے۔ دوسری وصیّت یہ ہے کہ جو فرزند سلمےٰ کے شکم میں ہے اس کی شان و عزّت بہت بلند ہے، اُس کا بہت خیال رکھنا۔ غرض کسی معاملہ میں میرے قول کی مخالفت نہ کرنا۔

ان لوگوں نے کہا ہم نے آپ کی باتیں سُنیں اور اطاعت کی۔ لیکن آپ کی وصیت نے ہمارے دلوں کو توڑ دیا۔ پھر ہاشم وہاں سے شام کی جانب روانہ ہوتے۔ جب اپنے کاموں سے فارغ ہوئے اپنے سامان تجارت کو فروخت کیا اور ضروری اشیاء خریدکیں اور سلمٰی کے لئے تحفے اور ہدیئے لے کر مدینہ کی جانب سفر کیا؛ لیکن راہ میں بیمار ہوگئے اور ٹھہر گئے۔ دُوسرے روز بیماری میں شدّت ہوئی تو اپنے رفیقوں، غلاموں اور ملازموں سے فرمایا کہ مجھے مَوت کے آثار نظر آ رہے ہیں، اس بیماری سے مجھ کو نجات ملنا دشوار معلوم ہوتا ہے لہٰذا آپ لوگ مکّہ کی جانب واپس جائیے اور جب مدینہ میں پہنچیں تو سلمےٰ کو میرا سلام کہہ دیں۔ اور تعزیّت کریں۔ اور میرے فرزند کے بارے میں کہہ دیں کہ مجھے اُس کی فکر کے سوا کوئی فکر وغم نہیں۔ پھر دو روز کے بعد جب کہ موت کے آثار اُن پر ظاہر ہوئے فرمایا کہ قلم و دوات اور کاغذ لاؤ اور مجھے بٹھا دو۔ پھر خدا کے نام کے بعد لکھنا شروع کیا کہ یہ نامہ جس کو ایک بندۂ ذلیل نے لکھا ہے جبکہ خدا کا فرمان اس کو پہنچا تھا کہ نشائے فانی دنیا سے دارلبقائے آخرت کی جانب سفر کے لئے تیار ہوجا۔ لہٰذا ایسے وقت میں جبکہ موت کی کشمکش میں میری جان پھنسی ہوئی ہے جس سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ میں اپنے اموال تمہارے پاس بھیجتا ہوں جن کو آپس میں برابر برابر تقسیم کرلینا اور اس عفیفہ کریمہ کو جو تم سے دُور ہے اور تمہارا نورُ اور تمہاری عزّت اس کے پاس ہے یعنی سلمےٰ کو فراموش نہ کرنا، اور مَیں تم کو اُس کے فرزند کے احترام کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں۔ اس کے حق کی رعایت کرنا اور میرے فرزندوں کو میرا سلام و پیام پہنچا دینا۔ اور سلمےٰ کو میرا سلام کہنا۔ اور کہہ دینا کہ افسوس میں تمہاری ملاقات ومحبت سے سیر نہیں ہوا۔ اور افسوس صد افسوس کہ اپنے فرزند کے دیدار سے محروم رہا۔ اور خُدا کی رحمتیں اور برکتیں روز قیامت تک تم پر ہوں۔ پھر اُس خط پر اپنی مُہر کرکے اُن کے سپُرد کیا، اور کہا مجھے لٹا دو۔ وہ جب لٹائے گئے تو آسمان کی جانب نظر کی اور کہا اے میرے پروردگار کے رسول اور قاصد بحق نورِ مصطفےٰؐ جس کا مَیں حامل تھا میرے ساتھ نرمی کرو یہ فرمایا اور بآسانی عالمِ بقا کی جانب رحلت فرمائی۔ پھر لوگوں نے ان کو غسل وکفن دے کر شام میں دفن کر دیا؛ اور مکّہ روانہ ہوئے۔ مدینہ میں داخل ہوتے تو نالہ وفریاد کی آوازیں بلند کیں، جن کو سُنکر اہل مدینہ عورتیں اور مرد سب اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ سلمےٰ، اُن کے باپ اور عزیزوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ سلمےٰ فریاد کرنے لگیں کہ اے میرے سرتاج! کرم وعزّت تمہاری موت سے مٹ گئی۔ افسوس تمہارے مرنے کے بعد اس بچے کا کیا حال ہوگا جس کو تم نے دیکھا تک نہیں نہ اس کی لذّت فرزندی سے آشنا ہوئے اسی بیقراری واز خود رفتگی کے عالم میں سلمٰی نے ہاشم کی تلوار کھینچ کر ان کے اُونٹوں اور گھوڑوں کو پے کر دیا۔ اور سب کی قیمت اپنے مال سے ادا کردی۔ اور ہاشم کے وصی سے کہا کہ مطلب کو میری طرف سے دُعا کہنا اور کہنا کہ مَیں تمہارے بھائی کے عہد پر قائم ہوں ان کے بعد دُوسرے مرد میرے اُوپر حرام ہیں۔

دہاں سے رُخصت ہوکر وُہ قافلہ مکہ پہنچا، وہاں بھی ہاشم کی خبرِ وفات سُنکر کہرام برپا ہُوا۔ عورتوں نے بال کھول دیئے، گریبان چاک کر دیئے، در و دیوار سے آوازِ گریہ بلند ہوئی جب اُن کا وصیت نامہ کھول کر پڑھا گیا، لوگوں کے رنج وغم میں اور اضافہ ہوا۔ غرض اہل مکہ نے ہاشم کی وصیت کے مطابق جناب مطلب کو اپنا رئیس اور پیشوا بنا لیا، اور عَلَمِ اکرم نزار اور سقایۂ زمزم در فائدہ حاجیانِ حرم اور کمانِ اسمٰعیلؑ اور نعلینِ شیثؑ اور پیراہنِ ابراہیمؑ اور انگشتریٔ نوحؑ اور تمام تبرکات انبیا علیہم السّلام جو کچھ اُن کے پاس تھا سب جناب مطلب کے سپرد کر دیا۔

جناب شیبۃ الحمد یعنی عبدالمطلب کی ولادت

سلمے کے وضعِ حمل کا زمانہ آیا۔ جو تکلیفیں عورتوں کو اس وقت ہُوا کرتی ہیں سلمے پر اُن کا مطلق اثر نہ ہوا تھا۔ اس وقت ایک آواز ہاتف کی آئی کہ اے بنی نجار کی عورتوں کی زینت اپنے فرزند کو پردہ میں رکھو اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرو کہ ان کی آنکھیں اس کے دیدار سے سعادتمند ہوں۔ جب سلمے نے یہ آواز سُنی دروازے بند کر دیئے اور پردے لٹکا دیئے اور اپنے حال کی کسی کو اطلاع نہ ہونے دی۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک نور کا پردہ زمین سے آسمان تک اُس پر ڈال دیا گیا تاکہ شیاطین اس کے نزدیک نہ آنے پائیں۔ اس وقت شیبۃ الحمد پیدا ہوئے اور نورِ محمدیؐ اُن کی پیشانی میں جلوہ گر ہُوا۔ وہ پیدا ہوتے ہی مسکرائے سلمے نے ان کو گود میں لیا تو ان کے سر میں سفید بال دیکھے، اس لئے ان کا نام شیبۃ الحمد رکھا۔ سلمے نے ان کو ایک مہینہ تک پوشیدہ رکھا۔ کسی کو ان کی ولادت کی خبر نہ ہونے پائی۔ ایک مہینہ کے بعد عزیزوں اور قابلہ عورتوں کو معلوم ہوا تو مبارکباد کو آئیں، اور مولود کے تعجب خیز حالات سُنکر سب کو حیرت ہوئی۔ وہ دو مہینے کے ہوئے تو چلنے لگے۔ یہودیوں نے جب ان کو دیکھا، ان کی طرف سے کینہ اور ملال سے بیتاب ہوئے۔ اس لئے کہ وُہ جانتے تھے کہ وُہ نور جو اُن سے ظاہر ہے نورِ پیغمبرؐ آخر الزمان ہے جو ان یہودیوں کو قتل کریں گے اور ان کے دینوں کو باطل کریں گے۔ سات سال کی عمر میں وُہ نہایت قوی و دلیر جوان معلوم ہونے لگے۔ بڑے سے بڑا بوجھ اُٹھا لیتے۔ لڑکوں کو ہاتھوں پر بلند کرکے زمین پر پٹک دیتے تھے۔

ایک مرتبہ قبیلۂ بنی حارث کا ایک شخص کسی ضرورت سے مکہ سے مدینہ آیا اس نے شیبۃ الحمد کو دیکھا کہ مثل چاند کے نور اُن کے چہرہ سے چمک رہا ہے وہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ وُہ کھڑا ہوگیا اور ان کے ظاہری و باطنی حُسن و جمال کے دیکھنے میں محو ہوگیا۔ پھر بولا کہ کس قدر سعادتمند ہیں وُہ لوگ جن کے شہر میں تم رہتے ہو۔ وُہ کھیل رہے تھے اور کہتے جاتے تھے میں زمزم وصفا کا فرزند ہوں۔ میں ہاشم کا دلبند ہوں اور میرے شرف کے لئے یہی کافی ہے۔ یہ سُنکر وُہ مرد قریب آیا اور کہنے لگا اے جوان تیرا کیا نام ہے؟ فرمایا میں ہاشم بن عبدمناف کا فرزند شیبہ ہوں میرے چچاؤں نے مجھ پر ظلم کر رکھا ہے کہ میں اپنی ماں اور خالوؤں کے ساتھ اس غربت میں پڑا ہوں۔ اے عم محترم آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ اس مرد نے کہا مکہ سے۔ فرمایا جب خیریت سے مکہ پہنچئے اور فرزندانِ عبدمناف سے ملاقات ہو تو میرا سلام ان کو پہنچا دیجئے۔ اور کہیئے گا کہ میں ایک یتیم کا پیغام بر

ہوں جس کا باپ مرگیا اور اس کے چچاؤں نے اس پر ظلم کر رکھا ہے۔ اے فرزندانِ عبدمناف بہت جلد ہاشم کی وصیت کو بھول گئے اور ان کی نسل کو ضائع کر دیا۔ جو ہوا مکہ کی طرف سے آتی ہے اس سے تمہاری خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور تمہاری ملاقات کی آرزو میں راتیں تڑپ کر کاٹتا ہوں۔ یہ پیغام سُنکر وُہ مرد رونے لگا، اور جلد جلد مکہ کو چلا۔ جب اولادِ عبدمناف کی مجلس میں پہنچا تحیت و سلام کے بعد بولا اے بزرگانِ قوم اور فرزندانِ عبدمناف! اپنے وقار کو بھول گئے اور اپنے چراغ ہدایت کو دوسروں کے گھر روشن کر رکھا ہے۔ پھر شیبہ کے پیغامات پہنچائے۔ وُہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ وُہ اس شعور تک پہنچ چکا ہے۔ اس مرد نے کہا خدا کی قسم فصحا کی زبانیں اس کے مقابلہ میں گنگ ہیں اور عقلا اس کے سامنے عاجز ہیں۔ وُہ حُسن و جمال کی بلندی کا آفتاب ہے اور اہلِ فضل و کمال کی آنکھوں کا نور ہے۔ یہ سُنکر مطلب نے اُسی جگہ سواری طلب کی اور سوار ہوکر تنہا مدینہ کی جانب روانہ ہوئے اور نہایت عجلت و سُرعت کے ساتھ مدینہ میں پہنچے۔ دیکھا شیبۃ الحمد لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ان کو اس نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے پہچان لیا۔ دیکھا کہ وُہ ایک بہت بڑا پتھر اُٹھائے ہوئے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ میں ہوں ہاشم کا فرزند جو بزرگی و شرافت میں مشہور ہیں۔ مطلب نے یہ سُنتے ہی ناقہ کو بٹھایا اور پکار کر کہا اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آؤ۔ شیبہ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور بولے کہ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی طرف کھنچا جا رہا ہے۔ شاید میرے چچاؤں میں سے آپ بھی ہیں۔ فرمایا میں تمہارا چچا مطلب ہوں۔ پھر ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور روئے۔ اور پوچھا، کہ پارۂ جگر کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو تیرے آباؤ اجداد کے وطن میں لے چلوں۔ جو تیرے عز و شرف کا مقام ہے۔ شیبہ نے کہا ہاں ضرور چلنا چاہتا ہوں۔ یہ سُنکر مطلب سوار ہوئے اور اپنے ہمراہ شیبہ کو بھی سوار کر لیا اور مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ شیبہ نے کہا چچا جان جلدی نکل چلیئے ایسا نہ ہو کہ میری ماں کے اعزا و اقربا آگاہ ہو جائیں ان کے ساتھ اوس و خزرج کے بہادر بھی موافق ہوکر مجھ کو روکنے کی کوشش کریں۔ مطلب نے کہا جانِ عم پروا نہ کر۔ خدا اُن کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

جب یہودیوں کو خبر ہوئی کہ شیبہ اپنے چچا کے ساتھ تنہا مکہ روانہ ہوگئے ہیں تو ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہودیوں کے سرداروں میں سے ایک شخص واہیہ نامی کا لڑکا لاطیہ ایک روز لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے نکلا تو شیبہ نے اس کے سر پر اونٹ کی ایک ہڈی سے ایسا مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور کہا اے یہودی کے بچے تیری موت قریب آگئی ہے۔ بہت جلد تمہارے گھر برباد ہو جائیں گے۔ اس کے باپ نے جب یہ سُنا تو بہت غضبناک ہوا؛ اور یہ عداوت بھی پرانی عداوتوں کے ساتھ اُن کے دل میں جاگزیں ہوگئی۔ جب ان یہودیوں نے سُنا کہ وُہ مکہ جا رہا ہے تو یہودیوں کو آواز دی کہ وُہ لڑکا تنہا اپنے چچا کے ساتھ گیا ہے، چلو

اس کو ہلاک کر دیں اور اس کے شر سے محفوظ و مطمئن ہو جائیں۔ یہ سُنکر ستر یہودی مسلح ہو کر اُن کے تعاقب میں چلے۔ رات کا وقت تھا مطلب کے کانوں میں اُن کے گھوڑوں کی آواز آئی تو کہنے لگے کہ اے فرزند جن سے خوف تھا وُہ آپہنچے۔ شیبہ نے کہا راستہ بدل دیجئے۔ فرمایا اے نور چشم تیری پیشانی کا نور اُن گمراہوں کو دکھا دے گا جس طرف بھی ہم جائیں گے۔ شیبہ نے کہا میرے چہرہ کو چھپا دیجئے شائد وُہ نور چھُپ جائے۔ مطلب نے کپڑے کی تین تہیں کر کے اُن کے چہرہ پر لٹکا دیا، لیکن اس نُور کی ضیا باری میں کمی نہ ہوئی۔ مطلب نے کہا اے میرے بھائی کی جان تیرے خورشیدِ جمال کا یہ نور خدا کا نور ہے، پوشیدہ نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی اس کو بُجھا سکتا ہے۔ خُدا کے نزدیک تیری منزلت عظیم ہے۔ اور جس خدا نے تجھ کو یہ نور عطا فرمایا ہے وہی تجھ کو ہر خطرہ سے محفوظ رکھے گا۔ جب وُہ حضرت مطلب کے پاس پہنچے شیبہ نے کہا مجھ کو نیچے اُتار دیجئے تاکہ خدا کی قدرت کا تماشا آپ کو دکھاؤں۔ حضرت نے اُن کو اُتار دیا۔ وہ سجدے میں پیشانی رکھ کے ملتجی ہوئے کہ اے نور و ظلمت کے خالق اور ساتوں آسمانوں کو گردش میں لانے والے اور ہر گروہ کو روزی دینے والے مَیں تجھ سے بحق شفیعؐ روزِ جزا سوال کرتا ہوں جس کو تُو نے میرے سپُرد فرمایا ہے، ہمارے دشمنوں سے ہم کو محفوظ رکھ۔ ابھی دُعا تمام نہ ہوئی تھی کہ یہودیوں کا گروہ ان کے نزدیک آگیا اور اُن کو گھیر لیا۔ لیکن بقدرتِ خدا شیبہ اور اُن کے چچا کا رُعب اور خوف اُن پر غالب ہو گیا۔ تو چاپلوسی اور مکر کے ساتھ بولے کہ اے نیک کردار بزرگو ہم آپ کو کوئی تکلیف پہنچانے نہیں آئے ہیں بس یہ چاہتے ہیں کہ شیبہ کو اُن کی ماں کے پاس پہنچا دیں کیونکہ وُہ ہمارے شہر کی روشنی، ہمارے لئے برکت اور نعمت ہے۔ شیبہ نے کہا ہم تمہارے مکر و فریب سے بخوبی واقف ہیں۔ اب چونکہ خدا کی قدرت تم پر غالب آچکی ہے تو ایسی باتیں کرنے لگے ہو۔ یہ سُنکر یہودی ناکام و نامُراد ذلیل ہو کر واپس ہوتے۔ تھوڑی دُور گئے تھے کہ لاطیہ پسر داہیہ نے کہا شائد تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ یہ لوگ جادوگر ہیں انہوں نے ہم پر جادُو کر دیا ہے۔ آؤ پیدل چلیں اور ان کو ختم کر دیں۔ پھر وُہ تلواریں کھینچ کر اُن کی طرف بڑھے مطلب نے دیکھا تو فرمایا اب تمہارا مطلب ظاہر ہوا۔ اور جہاد تمہارے ساتھ واجب ہو گیا۔ یہ کہہ کر آپ نے کمان لی اور چند تیروں سے کئی جوانوں کو واصلِ جہنم کیا۔ پھر سب نے اکبارگی حملہ کر دیا۔ مطلب نے بھی خُدا کا نام لے کر اُن سے مقابلہ کیا۔ شیبہ بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کے ساتھ دُعا کر رہے تھے کہ ناگاہ دُور سے ایک غبار پیدا ہوا اور گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز اور اسلحوں کی جھنکار کان میں آئی۔ جب وُہ لوگ نزدیک پہنچے مطلب نے دیکھا کہ سلمٰے اپنے والدِ اور بہادران اوس و خزرج کے چار ہزار افراد کے ساتھ شیبہ کو لینے آئی ہیں۔ جب سلمٰے نے دیکھا کہ یہودی جناب مطلب سے مشغولِ جنگ ہیں للکار کے کہا، کہ وائے ہو تم پر۔ یہ کیا ذلالت ہے۔ یہ سُنتے ہی لاطیہ بھاگا۔ سلمٰے نے کہا اے دشمن خدا کہاں جاتا ہے اور تلوار کی ایک ضرب سے

اس کو دو ٹکڑے کر دیا اور اوس و خزرج کے بہادروں نے یہودیوں پر حملہ کیا اور ایک یہودی کو باقی نہ چھوڑا۔ پھر مطلب کی جانب رُخ کیا۔ مطلب نے بھی تلوار کھینچ لی۔ سلمٰے کو اپنے فرزند شیبہ کے بارے میں خوف ہُوا اور اپنے قبیلہ کو لڑائی سے روک دیا۔ اور مطلب سے پوچھا کہ آپ کون ہیں جو شیر کے بچّے کو اس کی ماں سے جُدا کرنا چاہتے ہیں۔ مطلب نے فرمایا مَیں وُہ ہوں کہ چاہتا ہوں کہ اس کی عزت و منزلت پر اس کے شرف و عظمت کو اور اضافہ کروں اور تم لوگوں سے اس پر زیادہ مہربان ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ خُداوندِ عالم اس کو صاحبِ حرم اور پیشوائے اُمم قرار دے۔ مَیں اس کا چچا مطلب ہوں۔ یہ سُنکر سلمٰے نے کہا مرحبا مرحبا! آپ خُوب آئے۔ لیکن مجھ سے اس فرزند کے لے جانے کے لئے کیوں نہ فرمایا۔ مَیں نے تو اس کے باپ سے شرط کی تھی کہ اگر فرزند پیدا ہوگا تو مجھ سے جُدا نہ کریں گے۔ پھر شیبہ سے کہا اے فرزند تجھے اختیار ہے اگر تُو چاہے تو اپنے چچا کیساتھ جا، اور چاہے تو میرے ساتھ چل۔ شیبہ نے یہ سُنکر سر جُھکا لیا اور اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ عرض کی اے مادرِ مہربان آپ کی مخالفت سے ڈرتا ہوں لیکن خانۂ خدا کی مجاورت ضرور چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو جاؤں، ورنہ واپس چلوں۔ جناب سلمٰے یہ سُنکر رونے لگیں اور فرمایا اے فرزند تیری خواہش مجھے منظور ہے۔ مجبورًا تیری مفارقت کا صدمہ برداشت کروں گی، لیکن مجھ کو بھُول نہ جانا اور اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہنا۔ پھر گود میں لے کر پیار کیا اور رخصت کیا۔ پھر مطلب سے کہا اے فرزندِ عبد مناف جو امانت تمہارے بھائی نے مجھے سپُرد کی تھی وُہ مَیں نے تم کو سونپ دی۔ اب اس کی حفاظت کرنا تمہارے ذمّہ ہے۔ جب وُہ سنِ بلوغ کو پہنچے ایسی عورت سے اُس کا عقد کرنا جو اس کے لئے عزت و شرافت و نجابت میں اس کے مناسب ہو۔ مطلب نے کہا اے کریمۂ بزرگوار آپ نے مجھ پر احسان کیا۔ جب تک زندہ رہا آپ کا حق نہ بھُولوں گا۔ پھر شیبہ کو لے کر مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شیبہ کا آفتاب جمال مکّہ کے دروازوں پر طالع ہُوا اور آپ کے نُور کی چھُوٹ وہاں کے پہاڑوں پر پڑی، مکّہ روشن ہو گیا جس کو دیکھ کر اہلِ مکّہ کو حیرت ہوئی، اور وُہ اپنے گھروں سے نکل کر دوڑے۔ مطلب کو دیکھا کہ ایک لڑکے کو لئے آرہے ہیں۔ پُوچھا یہ کون ہے؟ آپ نے مصلحتہً فرمایا یہ میرا غلام ہے اسی سبب سے شیبہ کا نام عبدالمطلب ہو گیا۔ حضرت مطلب ان کو گھر لائے اور مدّتوں اُن کی قدر و منزلت کو پوشیدہ رکھا۔ لوگ نہیں جانتے تھے کہ وُہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دادا ہوں گے۔ پھر قریش کے درمیان ان کی بڑی عزت ہو گئی، اور اُن کے ذریعہ ہر معاملہ میں ان کو برکت حاصل ہوتی تھی، ہر مصیبت و بلا میں ان کے سبب سے پناہ ملتی تھی۔ ہر قحط و سختی میں وُہ نورِ جناب رسولِ خدا سے متوسّل ہوتے تھے اور خداوندِ عالم وُہ سختیاں اُن سے دفع فرماتا تھا، اور اُس نور سے معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔

تیسری فصل

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے آبائے عظام و اجداد کرام کے حالات:۔ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد دادی نانی وغیرہ آدمؑ

آنحضرتؐ کے والدین و آباؤ اجداد سب کا مسلمان ہونا

سے لے کر آنحضرتؐ کے والدین تک سب مسلمان تھے اور آنحضرتؐ کا نور کسی مشرک کے صلب اور کسی مشرکہ کے رحم میں قرار نہیں پایا۔ آنحضرتؐ کے اور آپؐ کے باپ دادا اور ماؤں کے نسب میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔ اور خاصہ و عامہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بلکہ احادیث متواترہ سے ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد سب کے سب انبیاؑ و اوصیا اور حاملانِ دینِ خُدا رہے ہیں۔ اور فرزندانِ اسمٰعیلؑ جو آنحضرتؐ کے اجداد تھے وُہ سب حضرت ابراہیمؑ کے اوصیا تھے۔ ہمیشہ مکّہ کی بادشاہی، خانہ کعبہ کی پردہ پوشی اور اس کی تعمیر وغیرہ کی خدمت اُنہی لوگوں سے متعلق رہی ہے۔ وُہ لوگ مرجع انام رہے ہیں۔ قومِ ابراہیمؑ انہی میں سے تھی۔ شریعتِ موسےٰؑ و عیسےٰ علیہما السلام اور شریعتِ ابراہیمؑ فرزندانِ اسمٰعیل کے لئے منسُوخ نہیں ہوئی تھی۔ وہ لوگ شریعت کے محافظ تھے اور ایک دوُسرے کو وصیّت کرتے اور آثارِ انبیا سپُرد کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ عبدالمطلب تک پہنچا۔ جناب عبدالمطلب نے ابوطالب کو اپنا وصی قرار دیا۔ اور ابوطالب نے بہت سی کتابیں، آثارِ انبیا اور ان کے تبرکات آنحضرتؐ کی بعثت کے بعد ان کو سپُرد فرمایا۔

جناب عبدالمطلب کے فضائل اور آنحضرتؐ سے آپ کی والہانہ محبت

حضرت عبدالمطلب کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ قیامت کے روز وُہ ایک اُمّت کے مانند تنہا محشور ہوں گے۔ کیونکہ وُہ اپنی قوم میں تنہا (موحد) تھے۔ اُن سے پیغمبروں کی علامت اور بادشاہوں کی ہیبت ظاہر ہو گی۔ اور دوُسری معتبر و صحیح حدیث میں فرمایا کہ عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو بداء کے قائل ہوئے۔ وُہ قیامت میں بادشاہوں کے حسُن اور پیغمبر کی علامت سے محشور ہوں گے۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے ایک روز جناب رسولؐ خدا کو اپنے اُونٹوں کے پیچھے روانہ کیا۔ ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو بیتاب ہو گئے اور ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، اور کعبہ کی زنجیروں کو پکڑ کر خُدا کی بارگاہ میں گریہ و زاری شروع کی کہ اے پالنے والے اپنے ماننے والوں کو جن کے متعلق تُو نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو تمام ادیان پر غالب کرے گا کیا ہلاک کر دے گا۔ اگر ایسا کرے گا تو پھر دُوسرا امر اس کے بارے میں تیری مشیت میں واقع ہُوا ہے۔ حضرتؐ واپس آتے تو دیکھتے ہی حضرتؐ کو گود میں لے کر پیار کیا۔ اور فرمایا اے فرزند آیندہ تجھ کو کسی کام کے لئے کبھی نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دشمن تجھ کو کہیں ہلاک نہ کر دیں۔

اُنہی حضرت سے دوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ حضرت سرورِ عالم نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے جاہلیت کے زمانہ میں پانچ سُنتیں مقرر کیں جن کو خُدا نے اسلام میں جاری و قائم رکھا۔ اوّل یہ کہ سوتیلی ماؤں کو لڑکوں پر حرام قرار دیا جس کے بارے میں خُدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ (آیت ۲۲، سورۃ النساء پ ۴) (ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباؤ اجداد نے نکاح کیا ہو) دُوسرے یہ کہ انہوں نے خزانہ پایا تو اس میں سے پانچواں حصّہ راہِ خدا میں دے دیا جس کے متعلق خدا فرماتا ہے وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ (پ ۱۰، سورۃ انفال آیت ۴۱) (یاد رکھو کہ جب تمہیں مالِ غنیمت حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصّہ خدا کے لئے صرف کرو) تیسرے یہ کہ جب چاہ زمزم کو کھودا تو اس کو حاجیوں کا سقایہ قرار دیا۔ تو خدا نے فرمایا اَجَعَلۡتُمۡ سِقَایَةَ الۡحَآجِّ (آیت ۱۹، سورۃ توبہ، پ ۱۰)۔ چہارم یہ کہ آدمی کے مار ڈالنے کا خونبہا سنوّ اُونٹ مقرر کیا۔ پانچویں یہ کہ قریش میں طواف کی کوئی تعداد مقرر نہ تھی، آپ نے سات مرتبہ طواف کرنا مقرر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ عبدالمطلب نے نہ کبھی جُوا کھیلا، نہ بتوں کی پرستش کی، نہ اُن جانوروں کو کھایا جو بتوں کے لئے کاٹے گئے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے پدر ابراہیمؑ کے دین پر قائم ہوں۔

دوسری حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ جبریلؑ جناب رسولِ خُدا پر نازل ہوئے اور کہا خلاقِ عالم آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اُس پر آتشِ دوزخ کو حرام کر دیا جس کی صلب سے تم پیدا ہوئے اور جس کے شکم میں تم رہے یعنی عبداللہ و آمنہ پر اور حرام کیا ہے اُس پر جس نے تمہاری کفالت و محافظت کی ہے یعنی ابوطالب پر۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ واللہ نہ میرے باپ نے بتوں کی پرستش کی، نہ میرے دادا عبدالمطلب نے نہ میرے جد بزرگ جناب ہاشمؑ نے۔ نہ عبدمناف نے۔ بلکہ وُہ لوگ کعبہ کی جانب رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے، اور دینِ ابراہیمؑ پر قائم تھے اور آنحضرتؐ کے دین سے متمسک رہے۔

دوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ کسی کے واسطے کعبہ معظمہ کے سامنے مسند نہیں بچھائی گئی سوائے عبدالمطلب کے۔ اُن کی مسند پر اُن کے احترام و اکرام کے سبب سے کوئی شخص نہیں بیٹھتا تھا۔ لیکن جب سرورِ عالم تشریف لاتے تھے اور اُن کی مسند پر بیٹھنا چاہتے اور اُن کے چچا وغیرہ اُن کو روکنا چاہتے تو عبدالمطلب فرماتے کہ چھوڑو میرے فرزند کو کہ اس کی شان بزرگ ہے۔ وہ عنقریب تمہارا سیّد و سردار ہو گا۔ میں اس کی پیشانی سے بزرگی و سرداری کا نور مشاہدہ کرتا ہوں۔ وہ تمام خلق کا پیشوا ہو گا۔ پھر ان کو گود میں لیتے اور اُن کی پُشت پر ہاتھ پھیرتے اور بار بار پیار کرتے۔ اور فرماتے کہ میں نے کبھی اس کے رُخسار سے نرم و پاکیزہ تر اور اس کے جسم سے بہتر نہیں دیکھا۔ چونکہ عبداللہؓ و ابوطالبؓ حقیقی بھائی تھے اس لئے ابوطالبؑ سے فرمایا کرتے کہ اس فرزند کی عزت و شان بہت بلند ہے لہٰذا اس کی حفاظت کرنا، کیونکہ وُہ بے ماں باپ کا تنہا اور اکیلا ہے اس پر مثل ماں کے مہربان رہنا تاکہ کوئی تکلیف اور صدمہ اس کو نہ پہنچے۔ پھر اس کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ چھ سال کے ہوئے آپکی مادرِ گرامی آمنہؓ نے ابوا میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے انتقال فرمایا جبکہ آنحضرتؐ کو اُن کے خالوؤں[عہ] کے پاس جو بنی عدی سے تھے لے گئے۔ جب آنحضرتؐ باپ ماں دونوں کی طرف سے یتیم ہو گئے تو حضرت عبدالمطلبؓ کی شفقت و مہربانی آنحضرتؐ پر زیادہ بڑھ گئی۔ جب ان کی

عہ عرب خالو ماموں کو کہتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیت ۶۱ سورۃ نور میں خداوند عالم کا ارشاد ہے اَوۡ بُیُوۡتِ اَخۡوَالِكُمۡ الخ ... مترجم

وفات کا وقت آیا تو حضرت سرورِ کائنات کو سینہ پر بٹھایا؛ ان کو پیار کرتے اور روتے تھے۔ پھر ابوطالبؓ کی جانب رُخ کرکے بولے اس یگانہ روزگار کی حفاظت ونگہبانی کرنا جس نے باپ کی خوشبو نہیں سونگھی ہے نہ ماں کی شفقت کا لطف اٹھایا ہے۔ اس کو اپنے جگر کا ٹکڑا سمجھنا میں نے اپنے فرزندوں میں اس کی حفاظت کے لئے تم کو منتخب کیا ہے۔ اس سبب سے کہ اس کا باپ اور تم ایک باپ ماں سے ہو۔ اے ابوطالبؓ اگر تمہارے سامنے اس کی جلالت وعظمت کا ظہور ہو جس کو میں خوب جانتا ہوں، تو جہاں تک ممکن ہو اس کی پیروی کرنا اور اپنے ہاتھ وزبان اور مال سے اس کی مدد کرنا۔ خدا کی قسم وُہ بہت جلد تمہارا سردار ہوگا اور اس کو بادشاہی وعظمت حاصل ہوگی کہ ویسی رفعت ومنزلت ہمارے باپ داداؤں میں سے کسی کو میسّر نہیں ہوئی ہے۔ اے فرزند کیا تم نے میری وصیت قبول کی ؟ ابوطالبؓ نے کہا ہاں قبول ومنظور کیا، اور میں نے خدا کو اپنے اس عہد پر گواہ کیا۔ یہ سُنکر عبدالمطلبؑ نے ابوطالبؓ کا ہاتھ پکڑ کر اقرار وپیمان کو مضبوط کیا اور کہا اب موت مجھ پر آسان ہوگئی اور بار بار آنحضرتؐ کو پیار کرتے رہے۔ اور کہتے جاتے تھے کہ میں نے ایسی پاکیزہ خوشبو اپنے فرزندوں میں سے کسی کی نہیں پائی۔ کاش میں تمہارے زمانہ (نبوت ورسالت) تک زندہ رہتا۔ یہ کہتے ہوئے آپ کی رُوح مقدس ملاء اعلےٰ کی جانب پرواز کر گئی۔ اُس وقت حضرت رسولؐ خدا آٹھ سال کے تھے۔ پھر ابوطالبؓ نے آپ کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھا، اور رات ودن میں کسی وقت اُن سے جُدا نہ ہوتے تھے۔ اور کسی کا اعتبار نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کو اپنے پاس سلاتے تھے۔

بسندِ صحیح حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ کعبہ کے نزدیک حضرت عبدالمطلبؑ کے واسطے مسند بچھائی جاتی تھی آپ کے سوا اور کسی کے لئے نہیں بچھائی جاتی تھی۔ آپ کے لڑکے آپ کے سرہانے کھڑے ہوتے تھے اور کسی کو آپ کے پاس نہ جانے دیتے۔ جب حضرت رسولؐ خدا چلنے لگے تو ایک روز آئے اور حضرت عبدالمطلبؑ کے دامن پر بیٹھ گئے۔ آپ کے فرزند نے چاہا کہ ان کو الگ کردیں۔ عبدالمطلبؑ نے کہا چھوڑ دو میرے بچّے کو کیونکہ عنقریب اُس کو بادشاہی حاصل ہوگی یا فرشتہ اُس پر نازل ہوگا۔

حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر کہا ایک شخص کے ذمّہ میرا کچھ مال ہے اور مجھے خوف ہے کہ وُہ میرے ہاتھ نہ آئے گا۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جب مکّہ میں تو پہنچے ایک طواف اور دو رکعت نماز حضرت عبدالمطلبؑ کی نیابت میں ادا کرنا، اور ایک طواف اور دو رکعت حضرت ابوطالبؓ کے لئے ادا کرنا، اسی طرح حضرت آمنہؓ اور فاطمہؓ بنت اسد مادرِ امیرالمومنینؑ کے لئے بجالانا۔ وُہ شخص کہتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، اور اُسی روز میرا مال مجھے حاصل ہوگیا۔

چوتھی فصل

اصحابِ فیل کا تذکرہ :۔ حضرت رسولِ خدا کے نور کے معجزات میں سے ایک معجزہ اصحابِ فیل کا بھی ہے جو حضرت عبدالمطلبؑ کے زمانہ میں ظاہر ہوا جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ حبشہ اُبرہہ بن الصباح نے خانہ کعبہ برباد کرنے

کا ارادہ کیا اور مکّہ معظمہ کے نواح میں پہنچا، تو اہلِ مکّہ کے مال لُوٹ لیئے۔ جن میں حضرت عبدالمطلبؑ کے اُونٹ بھی تھے۔ حضرت عبدالمطلب بادشاہ کے پاس گئے اور اجازت لے کر اُس کے دربار میں پہنچے۔ اس وقت اُبرہہ ایک ریشمی خیمہ میں تخت پر بیٹھا تھا۔ حضرت نے اُبرہہ کو سلام کیا اُس نے سلام کا جواب دیا۔ اور حضرت عبدالمطلب کے نور وتجلّے اور حسن وجمال اور ہیبت ووقار کو دیکھ کر حیران ہوگیا۔ پُوچھا کہ آپ کے آباؤ اجداد میں بھی یہ نُور تھا ؟ فرمایا ہاں۔ ابرہہ نے کہا کہ آپ لوگ اس فخر وشرف کے سبب پھر تو تمام خلق پر فائق ہیں اور آپ کو اپنی قوم کا سردار وبزرگ ہونا ہی چاہیئے۔ پھر آنحضرتؑ کو اپنے تخت پر بٹھایا۔ بادشاہ کا ایک سفید ہاتھی بہت بڑا تھا جس کے دونوں دانت مختلف جواہرات سے مرصع کئے گئے تھے۔ بادشاہ اُس ہاتھی کے سبب دُوسرے بادشاہوں پر فخر کیا کرتا تھا۔ اُس نے اُس ہاتھی کو دربار میں لانے کا حکم دیا تو اُس کو خوب آراستہ کرکے دربار میں لاتے۔ جب وُہ حضرت عبدالمطلب کے قریب پہنچا تو حضرتؑ کے لئے سجدہ کیا حالانکہ اُس نے اپنے بادشاہ کو کبھی سجدہ نہیں کیا تھا۔ پھر بقدرتِ الٰہی اور نورِ حضرت رسالتپناہؐ کے اعجاز سے فصیح عربی زبان میں حضرت عبدالمطلبؑ کو سلام کیا اور کہا اے نورِ بہترین خلائق اور اے صاحبِ خانہ کعبہ وزمزم اور جدِ بہترین پیغمبراں، آپ پر سلام ہو اور اُس نُور پر جو آپ کے صلب میں ہے۔ اے عبدالمطلب عزّت وشرف آپ کے لئے ہے آپ ہرگز ذلیل ومغلوب نہیں ہو سکتے۔ ابرہہ نے جو یہ عجیب کیفیت دیکھی تو ڈرا۔ اور سمجھا کہ یہ جادُو ہے اور ہاتھی کو واپس کر دیا۔ پھر حضرت عبدالمطلب سے پُوچھا آپ کس غرض سے تشریف لائے ہیں میں نے آپ کی سخاوت وشرف کا شہرہ سُنا ہے اور اب آپ کے جمال وجلال اور عظمت وہیبت کا مشاہدہ کر لیا آپ کی جو حاجت ہو میں اُس کے روا کرنے کو تیار ہوں لہٰذا آپ کی جو خواہش ہو بیان فرمایئے اُس نے سمجھا تھا کہ خانہ کعبہ کے خراب وبرباد کرنے سے منع کریں گے۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ تیرے سپاہی میرے اُونٹ ہنکا لائے ہیں وہ مجھے واپس دلا دے۔ اُبرہہ کو یہ سُنکر غصہ آگیا وُہ بولا کہ آپ کی قدر ومنزلت میری نگاہوں سے گر گئی۔ میں تو آپ کے خانۂ شرف ومنزلت کو برباد کرنے آیا ہوں اور آپ کی قوم کو فنا کرنا چاہتا ہوں جو اس گھر کے سبب سے تمام عالم پر فخر کرتے ہیں اور ہر ایک سے ممتاز ہو رہے ہیں۔ اور وُہ گھر وُہ ہے جس کے حج کے لئے اطرافِ عالم سے لوگ آتے ہیں۔ آپ اُس کے بارے میں کچھ نہیں کہتے، اور اپنے اُونٹ مجھ سے واپس مانگتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں اُس گھر کا مالک نہیں ہوں میں اپنے اُونٹوں کا مالک ہوں میں اپنے مال کے بارے میں تجھ سے کہنے آیا ہوں۔ اس گھر کا مالک ہر ایک سے زیادہ قوّت والا اور بلند ہے۔ وُہ خود اپنے مکان کی حفاظت وحمایت کرنے کا دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔ یہ سُنکر اُبرہہ نے حضرت عبدالمطلبؑ کے اُونٹ ان کو واپس دے دیئے وُہ ان کو لے کر مکہ واپس آئے پھر اُبرہہ لشکرِ جرّار اور بلند ہاتھیوں کے ساتھ حرمِ خدا کی بربادی کی جانب متوجہ ہوا جب کعبہ کے

قریب پہنچا ہاتھی اُس میں داخل ہونے سے رُک گیا اور زمین پر لیٹ گیا۔ جب اُس کو چھوڑ دیتے تھے تو وُہ واپس ہوجاتا جب اُس پر جبر و سختی کرتے تو زمین پر لیٹ جاتا تھا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے غلاموں سے فرمایا کہ میرے فرزند کو بلا لاؤ۔ وُہ عباس کو لے آئے۔ فرمایا اس کو نہیں میرے فرزند کو لاؤ۔ وہ ایک ایک لڑکے کو بلاتے رہے اور عبدالمطلب فرماتے رہے کہ اس کو نہیں میرے فرزند کو بلاؤ، یہاں تک کہ حضرت عبداللہ جناب رسولؐ خدا کے والد کو حاضر کیا۔ عبدالمطلب نے اُن سے فرمایا کہ ابوقبیس پہاڑ پر چڑھ کر دریا کے چاروں طرف دیکھو۔ اس طرف سے جو کچھ آتا ہوا دکھائی دے مجھے آکر بتاؤ۔ حضرت عبداللہ کوہِ ابوقبیس پر گئے۔ دیکھا کہ ابابیل پرندے سیل دریا اور شب تار کے مانند چلے آرہے ہیں۔ پھر وُہ ابوقبیس پر بیٹھے۔ پھر وہاں سے اڑے اور سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کیا، اور سات مرتبہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ دوڑے ہوئے حضرت عبدالمطلب کے پاس آئے اور جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا اے فرزند دیکھو کہ وُہ پرندے اس کے بعد کیا کرتے ہیں۔ پھر عبداللہ نے دیکھ کر بیان کیا کہ اب وُہ حبشہ کے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اُس وقت حضرت عبدالمطلبؑ نے اہل مکہ سے فرمایا کہ اُن کے لشکر کی طرف جاؤ اور اپنے حصہ کا مالِ غنیمت لے آؤ۔ جب اہل مکہ وہاں پہنچے دیکھا کہ وُہ سب سڑی ہوئی لکڑی کے مانند مُردہ پڑے ہیں۔ ان طائروں میں سے ہر ایک اپنی چونچ اور دونوں پنجوں میں ایک ایک پتھر لئے ہوئے ہیں اور ہر پتھر سے ایک ایک سپاہی کو مار ڈالتے ہیں۔ جب ان سب کو ہلاک کر چکے تو وہ پرندے واپس چلے گئے اس سے پہلے کسی نے ایسے طائر نہیں دیکھے تھے اور نہ بعد میں دیکھے۔ جب وُہ سب ہلاک ہو چکے، عبدالمطلب خانہ کعبہ میں آئے اور اُس کے پردہ کو پکڑ کر چند اشعار پڑھے جن کے مضامین اِس نعمتِ عظمےٰ کے شکر و حمد پر مشتمل تھے، اور واپس آئے۔ پھر چند اشعار پڑھے جو قریش کے خانۂ کعبہ چھوڑ دینے کی ملامت، اور اپنی تنہائی کے اظہار اور اس بلا پر صبر کرنے اور خدا پر توکل بھروسہ کرنے پر مشتمل تھے۔

بسندِ صحیح اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ جب لشکرِ بادشاہِ حبشہ جو خانہ کعبہ کو تباہ کرنے آیا تھا حضرت عبدالمطلب کے اُونٹوں کو لے گیا تو آپ اس کے پاس گئے اور اجازت طلب کی بادشاہ نے پُوچھا کس کام کے لئے آئے ہیں، معلوم ہُوا کہ اپنے اُونٹوں کی واپسی کے لئے کہنے آئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا یہ مرد اپنی قوم کا بزرگ و سردار ہے اور مَیں اُن کی عبادت گاہ کو برباد کرنے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن اُس کے بارے میں کچھ سفارش نہیں کرتے، صرف اپنے اُونٹوں کی سفارش کے لئے آئے ہیں۔ اگر وُہ مجھ سے سفارش کرتے کہ خانہ کعبہ کو تباہ نہ کروں تو میں یہ بھی منظور کر لیتا۔ پھر حکم دیا کہ ان کے اُونٹ واپس دے دیئے جائیں۔ عبدالمطلب نے وُہی جواب دیا جو ذکر ہو چکا۔ پھر عبدالمطلب واپسی کے وقت اُن کے بڑے ہاتھی کے پاس سے گزرے جس کا نام محمود تھا۔ فرمایا اے محمود! اُس نے جواب میں سر ہلایا۔ پھر آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تجھ کو کس غرض سے لائے ہیں اس نے اُوپر سر کو اُٹھا کر حرکت دی کہ نہیں۔ فرمایا،

تجھ کو اس لئے لائے ہیں کہ تو اپنے پروردگار کے گھر کو ضائع و برباد کرے؛ کیا تو ایسا کرے گا؟ ہاتھی نے اپنے سر سے اشارہ کیا کہ نہیں۔ وہاں سے عبدالمطلب اپنے گھر واپس آئے۔ دوسرے روز وُہ لشکر صبح کو روانہ ہُوا تاکہ حرم میں داخل ہو۔ وُہ ہاتھی مانع ہُوا۔ اس وقت عبدالمطلب نے اپنے کسی غلام سے کہا کہ پہاڑ کے اُوپر جا کر دیکھے، جو نظر آئے آکر بیان کرے۔ وُہ دیکھ کر آیا اور بیان کیا کہ دریا کی طرف سے ایک سیاہی آرہی ہے جب وُہ سیاہی نزدیک آئی تو اُس نے دیکھا کہ بے شمار پرندے ہیں، ہر ایک کی چونچ میں ایک کنکری ہے انگلیوں کے سرے کے برابر جو ایک دُوسرے پر رکھنے سے ملتے ہیں یا اس سے بھی چھوٹی۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا بخدا یہ اُن لشکر والوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وُہ پرندے اُن کے سروں پر پہنچے، اور کنکریاں گرانا شروع کیں۔ وہ کنکری جس کے سر پر گرتی اُس کو توڑتی ہوئی، جسم کو چاک کرتی ہوئی پیر کے تلوے سے نکل جاتی اور اس کو مار ڈالتی۔ اُن میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہ بچا جو بھاگ کر اپنی قوم کے پاس پہنچا اور حالات بیان کئے۔ جب وہ بیان کر رہا تھا دیکھا کہ اُنہی میں سے ایک چڑیا اس کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اُس نے کہا وُہ طائر ایسے ہی تھے۔ اسی وقت اس نے اس کے سر پر کنکری پھینکی، اور وُہ بھی ہلاک ہو گیا۔

دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب مجلس اُبرہہ میں داخل ہوئے تو اُبرہہ تخت سے اُن کی تعظیم کے لئے خم ہو کر اُن کی طرف بڑھا۔

اور دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ وُہ چڑیاں چمگادڑ کے مانند تھیں، اور دُوسری روایت کے مطابق اُن کے سر درندوں کے سروں کی طرح تھے اور اُن کی چونچیں چڑیوں کی چونچ کی طرح تھیں۔

ہاتھیوں کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ وُہ صرف ایک ہاتھی تھا جس کو محمود کہتے تھے بعض آٹھ[8] ہاتھی بیان کرتے ہیں اور بعض بارہ[12]۔

اُبرہہ کے ارادۂ تباہیٔ کعبہ کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اُس نے کعبہ کے مقابلہ پر یمن میں ایک عبادت خانہ تیار کیا تھا اور لوگوں کو تاکید کرتا تھا کہ اُس گھر کا حج اور اُس کے گرد طواف کیا کریں ایک مرتبہ قریش کا ایک شخص رات اُس عبادت خانہ میں ٹھہر گیا اور پاخانہ کر کے اس کے در و دیوار پر مل دیا، اور بھاگ گیا۔ اس سبب سے وُہ ملعون غضبناک ہُوا اور قسم کھائی کہ کعبہ کو خراب و برباد کر دیگا اور صاحب کتاب الانوار نے روایت کی ہے کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ تجارت کی غرض سے حبشہ گئے تھے اور نصارٰی کے ایک گرجے میں ٹھہرے۔ وہاں کھانا پکانے کے لئے ان لوگوں نے آگ روشن کی اور یونہی اسکو جلتا ہُوا چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ہوا چلی اور اُس آگ نے عبادت خانہ کی ہر چیز جلا کر راکھ کر دی۔ جب نصارٰی اُس عبادت خانہ میں آئے اور اس کو جلا ہُوا دیکھا تو پُوچھا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ لوگوں نے بیان کیا کہ تاجرانِ مکہ کا ایک گروہ آیا تھا انہوں نے جلایا ہے۔ یہ خبر بادشاہِ حبشہ کو پہنچائی گئی، وُہ بہت غضبناک ہُوا اور اپنے وزیر اُبرہہ بن الصباح کو چار ہزار ہاتھیوں اور ایک لاکھ جنگی جوانوں کے ساتھ بھیجا، اور کہا جا کر کعبہ کو برباد و ضائع کر دو، اور اس کے پتھر دریائے جدہ میں پھینک دو۔ اُن کے مردوں کو قتل

کرو، اُن کے فرزندوں اور مالوں کو لوٹ لو، اُن میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑو۔ ابرہہ اس ارادہ سے مکّہ کی جانب روانہ ہوا اور اسود بن مقصود کو ہراول لشکر قرار دے کر بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہلے روانہ کیا۔ اور تاکید کر دی کہ ان کے راہگیروں میں سے مردوں اور عورتوں کسی کو قتل نہ کرنا جب تک میں نہ آجاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اُن پر وُہ عذاب کروں کہ دُنیا میں کسی پر ایسا عذاب نہ کیا گیا ہوگا۔ جب وُہ لوگ مکّہ میں پہنچے اور مکّہ والوں نے سُنا، تو اپنے عزیزوں اور اولاد اور مال سب اکٹھا کر کے بھاگ جانے کا ارادہ کیا۔ عبدالمطلبؑ نے ان کو نصیحت کی کہ یہ تمہارے لئے ننگ کی بات ہے کہ کعبہ سے علیٰحدہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں نے کہا ہم کو ان سے مقابلہ کی تاب نہیں۔ اگر وُہ لوگ ہم پر غالب ہوں گے تو ہر ایک کو مار ڈالیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا پروردگار کعبہ اپنے مکان پر ان کو غالب نہ ہوتے دے گا۔ اگر تم بھی اس گھر کی جانب پناہ اختیار کرو گے، وُہ تم پر بھی غالب نہ ہونے پائیں گے۔ لیکن اُن کی نصیحت اُن لوگوں نے قبول نہ کی اور کعبہ سے دُور چلے گئے۔ بعض پہاڑوں پر، بعض دروں میں پناہ گزیں ہوئے، بعض دریا میں کشتی پر جا بیٹھے۔ عبدالمطلبؑ نے کہا مجھے تو خدا سے شرم آتی ہے کہ اُس کے گھر سے جُدا ہوں؛ میں تو اپنی جگہ سے حرکت نہ کروں گا یہانتک کہ خدا میرے اور اُن کے درمیان فیصلہ کرے۔ الغرض اسود وہاں جاکر ٹھہرا، اُس کے پیچھے ابرہہ فیلہائے عظیم اور لشکر گراں کے ساتھ جا پہنچا اور مکّہ کی جانب رُخ کیا اور اہلِ مکّہ کے تمام چارپائیوں کو لُوٹ لیا۔ اس کے آدمی عبدالمطلبؑ کے بھی اسّی سُرخ چشم اُونٹ بھگا لے گئے۔ جب اس کی خبر عبدالمطلبؑ کو معلوم ہوئی فرمایا الحمدللہ وُہ مال خدا تھا، اس کے اہلِ خانہ اور اس کے حاجیوں کی ضیافت کے لئے میں نے مہیّا کیا تھا۔ اگر واپس بھیجدے گا تو اس کا شکر کروں گا، نہیں بھیجے گا تب بھی شکر کروں گا۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے کپڑے پہنے اور لوی بن غالب کی چادر دوش پر رکھی، ابراہیمؑ خلیل کا کمربند کمر میں باندھا، اور کمان حضرت اسمٰعیلؑ کاندھے پر لٹکائی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اُبرہہ کے پاس چلے۔ اُن کے اعزا سرِراہ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ ہم آپ کو اس ظالم کے پاس نہ جانے دیں گے جو حرمتِ خانۂ خدا و حرم خدا نہیں جانتا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا میں خدا کی قدرت اور اُس کے لطف و کرم کو جس قدر جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ مجھے جانے دو انشاءاللہ بہت جلد تمہارے پاس واپس آتا ہوں۔ غرض حضرت روانہ ہوئے۔ جب لشکر کے سپاہیوں نے حضرت کو دیکھا، آپ کے حسن و تجلّے سے متعجب ہوتے اور آپ کی ہیبت سے لرزنے لگے۔ اور حضرت کے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ اُس جبّار کے پاس نہ جایئے۔ اُس نے قسم کھائی ہے کہ اہل مکّہ میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا ہم کو آپ پر رحم آتا ہے کہ اس حسن و جمال کے باوجود اُس کی تلوار سے قتل ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا تم مجھے اُس کے پاس لے چلو اور نصیحت کرنا چھوڑو۔ لوگوں نے اُبرہہ کو آپؑ کے آنے کی اطلاع دی اور آپ کی شجاعت و جرأت کا تذکرہ کیا۔ اُس نے ملازموں کو حکم دیا، سب تلواریں کھینچ کر کھڑے ہوگئے۔ اس نے سب سے بڑے ہاتھی کو دربار میں طلب کر لیا اور اپنے سر پر تاج رکھا۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ کو بلایا۔ اس ہاتھی کو مذموم کہتے تھے۔ اُس کے سر پر لوہے کی دو شاخیں بنا رکھی تھیں کہ اگر اُن سے

پہاڑوں پر مارتا، تو توڑ کر پھینک دیتا تھا۔ اُس کی سونڈ پر دو تلواریں باندھی گئی تھیں اور اس کو جنگ کی تعلیم دی گئی تھی۔ اُس نے حکم دے دیا تھا کہ جب عبدالمطلب مجلس میں آئیں تو اس ہاتھی سے اُن پر حملہ کرا دینا۔ غرض عبدالمطلبؑ اس کے دربار میں داخل ہوتے تو تمام حاضرین پر عظیم دہشت طاری ہوئی۔ جب ہاتھی کو اُن پر حملہ کے لئے للکارا تو وُہ حضرت عبدالمطلبؑ کے قریب آکر سر زمین پر رگڑنے لگا، اور اُن کے لئے ذلیل و مطیع ہوگیا۔ اُبرہہ کو یہ حال دیکھ کر بہت حیرت ہوئی اور دہشت سے کانپنے لگا اور حضرت کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی اور اپنے پہلو میں جگہ دی۔ اور پُوچھا آپ کا کیا نام ہے آپ سے زیادہ حسین اور پاکیزہ صورت کوئی میری نظر سے نہیں گزرا۔ آپ کی جو حاجت ہو پُوری کروں گا۔ اگر آپ کہیں تو واپس چلا جاؤں۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا مجھے ان باتوں سے غرض نہیں تیرے سپاہی میرے چند اُونٹ ہنکا لائے ہیں جن کو میں نے خدا کے گھر کے حاجیوں کی ضیافت کے لئے مہیّا کیا تھا۔ حکم دے کہ وُہ مجھے واپس دے دیں۔ ابرہہ نے کہا اُونٹ دے دیئے جائیں۔ پھر پُوچھا اور کوئی حاجت ہے، فرمایا نہیں۔ اُس نے پُوچھا کہ کیوں اپنے شہر والوں کی سفارش آپ نے نہ کی۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ کعبہ کو خراب کروں گا اور تمہارے مردوں کو قتل کروں گا۔ لیکن آپ کی منزلت چونکہ میں نے بہت بلند پائی اگر آپ اُن لوگوں کی شفاعت کرتے تو میں قبول کرتا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا مجھے اس سے واسطہ نہیں کیونکہ اس گھر کا ایک مالک ہے جس کو میری سفارش کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وُہ چاہے گا تو اپنے گھر سے دفعِ ضرر کر سکتا ہے۔ اُبرہہ نے کہا ابھی تمہارے پیچھے لشکر و فیل کے ساتھ آتا ہوں اور کعبہ اور اس کے گرد و نواح سب کو تباہ و برباد کر دُوں گا؛ اور وہاں کے رہنے والوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا اگر تجھ سے ممکن ہو، کر۔ پھر مکّہ کی جانب واپس آگئے۔ جب بڑے ہاتھی کے پاس پہنچے، اُس نے آپ کے لئے سجدہ کیا۔ ابرہہ کے وزیروں اور مصاحبوں نے اُبرہہ کو ملامت کی کہ کیوں عبدالمطلبؑ کو زندہ چھوڑ دیا۔ اُس نے کہا مجھ کو ملامت مت کرو۔ کیونکہ جب میری نگاہ اُن کے چہرہ پر پڑی انتہائی ہیبت میرے دل پر طاری ہوئی۔ کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہاتھی نے ان کو سجدہ کیا۔ اب اس کے بارے میں کہو جس کا میں نے ارادہ کیا ہے کیا مصلحت سمجھتے ہو۔ اُن لوگوں نے کہا بادشاہ نے جو کچھ حکم دیا ہے اس پر ضرور عمل کرنا چاہیئے۔ غرض لشکر مکّہ کی بربادی کا ارادہ کر کے روانہ ہوا۔ جب حضرت عبدالمطلبؑ مکّہ پہنچے اپنی قوم سے کہا ابو قبیس پر جا کر دیکھیں۔ اور خود کعبہ سے لپٹ کر نورِ محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے خدا کی بارگاہ میں تضرّع و زاری کے ساتھ عرض کی کہ خُداوندا وُہ گھر تیرا گھر ہے اور ہم سب تیرے عیال اور تیرے حرم کے رہنے والے ہیں۔ ہر ایک اپنے گھر اور گھر والوں کی حمایت کرتا ہے۔ اور اسی طرح کے کلمات عرض کرتے تھے۔ ناگاہ ایک ہاتف کی آواز سُنی کہ تمہاری دُعا نورِ محمّدی کی برکت سے جو تمہاری جبین میں ہے، قبول ہوئی۔ یہ سُنکر حضرت نے اپنی قوم سے کہا کہ تم کو خوشخبری ہو کہ میں نے اپنی پیشانی کے نُور کو دیکھا کہ وُہ بلند ہُوا اور اُس کی برکت سے تم نے نجات پائی۔ اسی اثنا میں لوگوں نے لشکر مخالف سے غبار بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ جب غبار برطرف ہُوا،

ہاتھیوں کو دیکھا کہ سر سے پَیر تک لوہے میں چھپے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کی طرح اپنے لشکر کے سامنے کھڑے ہیں۔ اور ہرچند فیلبان اُن پر جبر و سختی کرتے ہیں، لیکن وُہ اپنے قدم کعبہ کی طرف نہیں بڑھاتے۔ جب اُن کا رُخ پھیر دیتے ہیں تو بہت تیزی کے ساتھ بھاگتے ہیں۔ اس وقت اسود نے کہا کہ ان ہاتھیوں پر اُن لوگوں نے جادُو کر دیا ہے اور ابرہہ کو اطلاع دی کہ ایسا واقعہ رُونما ہوُا ہے۔ اَبرہہ نے سُنا، تو اُس کا خوف اور زیادہ بڑھ گیا۔ اسود کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم نے مکرر تجربہ کیا اب تجربہ کے خلاف عمل کرنا عقلمندی نہیں۔ ان لوگوں کے پاس کوئی قاصد پیغام صلح دے کر بھیجو۔ اور ہاتھیوں کا تذکرہ نہ کرنا ورنہ اُن کی جرأت وہمت اور بڑھ جائے گی۔ اور کہلاؤ کہ ہمارے جتنے آدمی ضائع ہوئے ہیں، اُتنے ہی اپنی قوم کے افراد ہمارے حوالے کرو اور ہمارے عبادت خانہ کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے اُس کا تاوان ادا کرو تو ہم واپس چلے جائیں۔ ابرہہ کے قاصد نے اسود کے پاس آکر یہ پیغام دیا۔ قاصد نہایت دلیر وشجاع آدمی تھا۔ اس کا نام حناطہ تھا۔ اپنی شجاعت پر بہت مغرور تھا۔ تنہا لشکروں کا مقابلہ کرتا تھا۔ اس کی شکل وصورت نہایت مہیب تھی۔ اسود نے کہا تو ہی اس قوم کے پاس جا کر یہ پیغام دے شاید تیرے سبب سے ہمارے اور اُن کے درمیان صُلح ہو جائے۔ حناطہ نے کہا جاتا ہوں۔ اگر انہوں نے صلح منظور نہ کی، تو اُن سب کا سر کاٹ کر تیرے پاس لاتا ہوں۔ جب وہ مکہ میں پہنچا، اور اس کی نظر حضرت عبدالمطلبؑ کے چہرہ پر پڑی، عظیم دہشت اُس پر غالب ہوئی اور وہ کانپنے لگا۔ جناب عبدالمطلب نے پوچھا تو کس غرض سے آیا ہے اُس نے کہا میرے مولا ابرہہ پر آپ کا فضل وشرف ثابت ہوگیا ہے۔ اب اُس نے آپ کا حرم آپ کو بخشا؛ اور چاہتا ہے کہ جس قدر ہمارے آدمی ضائع ہوتے ہیں آپ ان کا خونبہا دے دیجئے یا اتنی ہی تعداد میں اپنی قوم کے آدمی دیجئے اور ہمارے عبادت خانہ کا سامان جو کچھ ضائع ہوُا ہے اُس کی قیمت ادا کر دیجئے۔ بس ہم اپنے لشکر کو لے کر واپس چلے جائیں گے۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ ہم کبھی کسی بے گناہ سے کسی مجرم کے عوض میں نہیں مؤاخذہ کرتے۔ عدالت وامانت ہماری عادت ہے۔ ظلم کرنے سے ہمیشہ ہم لوگ پرہیز کرتے ہیں اور حکم خُدا کے خلاف کبھی نہیں کرتے۔ اور کعبہ کے بارے میں جو کچھ تُو نے کہا، تو مَیں کہہ چکا ہوں کہ وُہ اپنا پروردگار رکھتا ہے جو اس پر قادر ہے کہ اُس سے دفع ضرر کرے۔ خدا کی قسم مجھے نہ اُس کی پرواہے نہ اُس کے لشکر وحشم وخدم کی کوئی حقیقت سمجھتا ہوں۔ حناطہ نے جب ایسی باتیں سُنیں؛ غضبناک ہوُا۔ اور چاہا کہ عبدالمطلبؑ کو ہلاک کرے۔ حضرت نے اُس کا گریبان پکڑ کر اُٹھا لیا اور بلند کر کے زمین پر پٹکا۔ اور فرمایا کہ اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو ابھی تجھ کو ختم کر دیتا۔ غرض حناطہ اسود کے پاس واپس آیا کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنا بیکار ہے۔ مکہ خالی ہے اس پر حملہ کرنا چاہیئے۔ غرض وُہ لوگ حرم کے نزدیک پہنچے انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر کچھ طیور بادل کی طرح اُن کے سروں پر چھائے ہوئے ہیں جو چمگادڑ کے مانند ہیں۔ ہر ایک تین کنکریاں (دو دونوں پنجوں میں اور ایک اپنی چونچ میں) لئے ہوئے ہیں، جو مسور سے کچھ بڑے اور چنے سے چھوٹے ہیں۔ لشکر نے جب طائروں کو دیکھا تو ڈرے اور بولے کہ

یہ کیسے طیور ہیں کہ جن کے ایسے ہم نے کبھی نہیں دیکھے۔ اسود نے کہا خوف کی کوئی بات نہیں ہے، یہ چڑیاں سال میں ایک مرتبہ نکلتی ہیں۔ اور اپنی کمان سے ایک تیر ہوا میں اُنکی جانب پھینکا۔ بس وہ چڑیاں شور وغل مچانے لگیں اور ایک منادی نے ندا دی کہ اے فرمانبردار پرندو اپنے پروردگار کی اطاعت کرو جس پر مامور ہوئے ہو۔ کیونکہ ان کافروں پر خُدا کا قہر وغضب شدید ہو چکا ہے۔ پھر تو اُن چڑیوں نے کنکریاں مارنا شروع کیں؛ اور سب سے پہلی کنکری حناطہ کے سر پر پڑی جو اُس کی شرمگاہ سے نکل گئی اور زمین میں پیوست ہوگئی۔ حناطہ خاک پر گر کر جہنم واصل ہوگیا؛ اور وہ لشکر داہنے اور بائیں جانب منتشر ہونے لگا۔ پرندے اُن کے پیچھے دوڑتے اور اُن کے سروں پر کنکریاں مارتے یہانتک کہ تمام لشکر کو ہلاک کر دیا۔ اسود بھی واصل جہنم ہوا۔ ابرہہ بھاگ کر چلا تھا راستہ میں اُس کا داہنا ہاتھ ٹوٹ کر گر پڑا پھر بایاں ہاتھ گرا پھر دونوں پَیر ٹوٹ کر گرے۔ اور جب اُس نے یہ قصہ اپنی منزل پر پہنچ کر بیان کیا تو اُس کا سر بھی علیحدہ ہوگیا۔ حضرموت کا ایک شخص بھی اُس لشکر میں تھا اُس نے اپنے بھائی کو شریک ہونے کے لئے کہا تھا، لیکن اُس نے انکار کیا اور کہا کہ میں ہرگز خانۂ خدا کی بربادی کے لئے نہیں جا سکتا۔ اُس شخص نے جب لشکر کی یہ حالت دیکھی اپنے بھائی کے پاس بھاگ کر حضرموت پہنچا اور تمام حالات اُس سے بیان کئے۔ پھر آسمان کی طرف سر اُٹھایا تو دیکھا کہ اُن پرندوں میں سے ایک اُس کے سر پر منڈلا رہا ہے۔ اور اُس نے ایک کنکری اُس کے سر پر ماری جس سے وُہ ہلاک ہوگیا۔ حضرت عبدالمطلبؑ اس مدت میں تضرع وزاری کے ساتھ مشغول مناجات تھے اور نورِ حضرت رسالت پناہ کے توسل سے دُعا کرتے رہے کہ اے معبود اس نُور کی برکت سے جو تُو نے مجھے عطا فرمایا ہے مجھے اس اندوہ وتکلیف سے نجات دے اور اپنے دُشمنوں پر فتح عنایت فرما۔ جب حضرتؑ نے ہاتھیوں کو بھاگتے ہوئے اور دُشمنوں کو مُردہ دیکھا، شکرِ الٰہی بجا لائے اور اُنکے اموالِ غنیمت پر قبضہ کیا اور تصرف میں لائے؛

پانچویں فصل

چاہ زمزم کا کھودنا، جناب عبداللہ کی قربانی، اور حضرت عبدالمطلبؑ کے اور آپ کے فرزندوں کے تمام حالات:۔

شیخ کلینی رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کعبہ میں سونے کے دو ہرن اور پانچ تلواریں تھیں۔ جب قبیلہ جرہم پر قبیلۂ خزاعہ والے غالب ہوئے اور انہوں نے چاہا کہ حرم خدا اپنے قبضہ میں کر لیں، تو جرہم کے لوگوں نے وُہ تلواریں اور سونے کے دونوں ہرن چاہ زمزم میں ڈال دیئے اور اُس کنویں کو پتھروں اور مٹی سے پاٹ دیا اس طرح کہ اس کا نشان تک باقی نہ رکھا تاکہ وُہ لوگ نکال نہ سکیں۔ جب قصی حضرت عبدالمطلبؑ کے دادا قبیلہ خزاعہ پر غالب ہوئے اور مکہ کو اُن کے قبضہ سے نکال لیا تو چاہ زمزم اُن پر مشتبہ رہا اور اس کا پتہ ان کو نہ چل سکا۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلبؑ کا زمانہ آیا اور وُہ ریاست مکہ معظمہ کے مالک ہوئے۔ ان کے لئے کعبہ کے سامنے مُسند بچھائی جاتی تھی جو کسی دُوسرے کے لئے کبھی نہیں بچھائی گئی۔ وُہ ایک رات کعبہ کے نزدیک سو رہے تھے خواب میں

حضرت عبدالمطلبؑ کا چاہ زمزم کھودنا

ایک شخص کو دیکھا جو اُن سے کہہ رہا تھا کہ برہ کو کھودو۔ بیدار ہوئے تو برہ کو نہ سمجھ سکے۔ دُوسری رات اُسی مقام پر سوئے پھر اُسی شخص کو خواب میں دیکھا اُس نے کہا طیبہ کو کھودو۔ تیسری رات اُس نے کہا کہ مضنونہ کو کھودو۔ آخر چوتھی رات اس نے خواب میں بتایا کہ زمزم کو کھودو جس کا پانی کبھی ختم نہ ہوگا حاجیوں کو جس قدر چاہو پلاؤ۔ وہاں کھودو جہاں سفید کوّا چیونٹیوں کے سُوراخ کے پاس بیٹھتا ہے چاہِ زمزم کے برابر ایک سوُراخ تھا جس سے چیونٹیاں نکلتی تھیں اور ایک سفید کوّا روزانہ وہاں آکر بیٹھتا اور چیونٹیوں کو کھایا کرتا۔ جب عبدالمطلبؓ نے یہ خواب دیکھا تو اپنے خوابوں کی تعبیر سمجھے اور زمزم کی جگہ ان کو معلوم ہوگئی۔ قریش سے بیان کیا کہ مَیں نے چاہِ زمزم کھودنے کے بارے میں چار شب خواب دیکھا ہے اور وہ ہماری عزّت وشرف کا سرمایہ ہے آؤ اس کو کھودیں۔ ان لوگوں نے منظور نہ کیا تو خود اس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اس وقت آپ کے ایک ہی فرزند حارث تھے وُہی اُن کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ جب اُس کے کھودنے میں دُشواری ہوئی، کعبہ کے دروازہ پر آکر دُعا کی اور نذر کی کہ خدا ان کو دسؔ لڑکے عطا فرمائے تو ان میں سے ایک لڑکے کو اس کی راہ میں قربان کریں گے جس سے سب سے زیادہ محبت ہوگی۔ پھر اس کنوئیں کے کھودنے میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی بنیاد اس میں ظاہر ہوئی تو سمجھے کہ پانی تک پہنچ چکے ہیں اور اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ آپ کی صدائے تکبیر سُنکر قریش نے بھی تکبیر کہی۔ اور بولے کہ اس سرمایۂ فخر وکرامت میں ہمارا بھی حصّہ ہے۔ آپ کے واسطے سب مخصوص نہیں ہوسکتا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ تم نے اس کے کھودنے میں تو میری مدد نہ کی۔ لہٰذا یہ میرے اور میرے فرزندوں کے لئے قیامت تک مخصوص ہے۔

بسندِ معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر صلوات اللہ علیہما سے منقول ہے کہ جب عبدالمطلبؑ چاہِ زمزم کھود چکے اور اس کی تہہ میں پہنچے، کنوئیں کی ایک جانب سے سخت بدبُو ظاہر ہوئی جس سے ان کو خوف ہُوا۔ اور اُن کے فرزند حارث اس کے سبب سے باہر نکل آئے۔ حضرت تنہا اُسی میں ثابت قدمی کے ساتھ موجود رہے۔ پھر اور کھودا یہانتک کہ ایک چشمہ ظاہر ہُوا اور اُس سے بُوئے مشک آنے لگی۔ پھر ایک ہاتھ اور کھودا، تو اُن پر غنودگی طاری ہوئی۔ اور وُہ سو گئے۔ خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص نہایت خوبصورت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے بلند بالا خوشبو سے معطّر اُن سے کہہ رہا ہے کہ اور کھودو تم کو مالِ غنیمت حاصل ہوگا۔ اس کو جمع کرکے مَت رکھنا کہ بعد میں تمہارے وارثوں کے کام آئے، بلکہ خود صرف کرنا۔ سونا وغیرہ تو تمہارا حصّہ ہے لیکن تلواریں تمہارے علاوہ اور لوگوں کے لئے ہیں۔ تمہاری قدر ومنزلت تمام عرب سے بلند ہے کیونکہ پیغمبرؐ عرب اور اس امّت کا ولی اور اُس پیغمبرؐ کا وصی بھی تمہاری نسل سے پیدا ہونے والے ہیں۔ اور اسباط ونجباء وحکما اور صاحبِ عقل وحکمت بھی تمہاری ہی نسل سے ہوں گے۔ تلواریں اُن کے حصّہ کی ہیں۔ اُس پیغمبر کی نبوت ایک قرن تمہارے بعد ظاہر ہوگی۔ خُدا اُسی کے نوُر سے زمین کو روشن کرے گا اور شیاطین کو اقطارِ زمین سے باہر نکال دے گا اور ان کو عزّت کے بعد ذلیل کرے گا اور قوی کرنے کے بعد ہلاک کرے گا۔ بتوں کو ذلیل وخوار کریگا، اور

بتوّں کی پرستش کرنے والوں کو وُہ جہاں بھی ہوں گے . . . قتل کرے گا۔ ان کے بعد پھر تمہاری اولاد سے اُس پیغمبرؐ کے بعد اُس کا بھائی اور وزیر باقی رہے گا۔ اس کی عمر اس سے کم ہوگی۔ وُہ بتوں کو توڑے گا اور تمام امُور میں اُس کا مطیع وفرمانبردار رہے گا۔ وُہ پیغمبر کوئی امر اُس سے پوشیدہ نہ رکھے گا جو امرِ اہم بھی واقع ہوگا اُس میں وُہ اس سے مشورہ کرے گا۔ یہ خواب دیکھ کر جب حضرت عبدالمطلبؑ بیدار ہوئے تو اپنے پہلو کے پاس چھؔ تلواریں دیکھیں۔ اُن کو لے کر باہر نکلنا چاہا تو خیال آیا کہ ابھی کنوئیں کی کھدائی پُوری نہیں ہوئی ہے۔ یہ سوچ کر پھر اُس کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ اور ایک بالشت کھودا ہوگا کہ طلائی ہرنوں کے سینگ اور سر ظاہر ہُوا۔ جب اس کو باہر نکالا تو اس پر نقش کیا ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ فُلَانٌ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ۔ فقرۂ آخر سے مراد یہ ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام خلیفۂ خدا ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ اُس کو لے کر کنوئیں سے باہر نکلنا چاہتے تھے کہ شیطان سانپ کی شکل میں ظاہر ہُوا اور آپ سے پہلے کنوئیں سے نکلنے لگا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے اُس کو تلوار سے مارا کہ اُس کی دُم کٹ گئی اور وُہ غائب ہوگیا۔ اب حضرت قائم عجّل اللہ فرجہٗ اُس کو قتل کریں گے عبدالمطلبؑ نے چاہا کہ اس خواب کے خلاف تلواروں کو خانہ کعبہ کے دروازہ پر نصب کریں؛ پھر جب رات کو سوئے تو اُسی شخص کو خواب میں دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے شیبۃ الحمد! اپنے پروردگار کا شکر کرو کہ بہت جلد وُہ تم کو نقصانِ زمین کا بدل قرار دے گا۔ اور تم کو تمام دُنیا میں نیک نام اور تمام قریش کو تمہارا مطیع قرار دے گا جن میں سے بعض خوف سے اور بعض لالچ سے تمہاری اطاعت کریں گے۔ تلواروں کو اپنے مقام پر رکھو۔ حضرت جب خواب سے بیدار ہوئے تو سمجھے کہ اگر جو شخص خواب میں مجھ کو ہدایت کرتا ہے خدا کی جانب سے ہے، تو یہ حکم خدا کا ہے۔ اور اگر وُہ شیطان ہے، تو وہی ہوگا جس کی دُم مَیں نے کاٹ ڈالی ہے۔ رات کو پھر جب سوئے تو خواب میں دیکھا کہ بہت سے مرد اور اطفال اُن کے پاس آئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کے فرزندوں کے پیرَو ہیں اور چھٹے آسمان پر رہتے ہیں۔ وُہ تلواریں آپ کی نہیں ہیں۔ آپ قبیلۂ بنی مخزوم کی کسی عورت سے شادی کیجئے، اس کے بعد تمام قبائلِ عرب کی لڑکیوں سے نکاح کیجئے۔ آپ کے پاس اگر مال نہیں ہے تو حَسَب تو بلند ہے۔ آپ کو کوئی قبیلہ اپنی لڑکیاں دینے میں عذر نہ کرے گا۔ اور یہ تیرہؔ تلواریں اُن فرزندوں کو دیجئے گا جو بنی مخزوم کی لڑکی سے پیدا ہوں گے۔ اس سے زیادہ آپ سے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اُن تلواروں میں سے ایک غائب ہوکر فلاں پہاڑ میں پوشیدہ ہوجائے گی۔ اُس کا ظاہر ہونا علامتِ ظہور قائم آلِ محمدؐ صلوات اللہ علیہ سے ہوگا۔ حضرتؑ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوتے تو تلواریں اپنی گردن میں حمائل کرکے مکّہ کے نواح میں روانہ ہوتے۔ اسی اثناء میں ایک تلوار جو سب سے بہتر اور نازک تر تھی غائب ہوگئی جو اُسی مقام پر ظہور قائم آلِ محمدؐ کے لئے ظاہر ہوگی۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکّہ میں داخل ہوتے اور ان تلواروں اور ہرنوں کو لئے ہوتے اکیسؔ بار طواف کیا۔ اثنائے طواف میں کہتے جاتے تھے کہ پالنے والے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھا، میرے قول کو صحیح ثابت کر، میرے ذکر عالم میں پھیلا دے، میرے بازو کو قوی کر . . .

غرض اُن تلواروں کو مخزومیہ کے لڑکوں کو عطا فرمایا اور وُہ بارہ[12] تلواریں حضرت رسالتمآبؐ و گیارہ اماموں میں سے ہر ایک کو ایک ایک تلوار حضرت امام حسن عسکریؑ تک پہنچیں اور بارہویں امام کی شمشیر زمین میں پوشیدہ ہوگئی جس کو زمین حضرت کی خدمت میں پیش کرے گی۔

حدیث موثق میں منقول ہے کہ ابن فضال نے حضرت امام رضاؑ سے حضرت رسالتمآبؐ کے اُس قول کے بارے میں کہ" میں دو[2] ذبیح کا فرزند ہوں" دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وُہ دو[2] ذبیح اسمٰعیل بن ابراہیم اور عبداللہ بن عبدالمطلب علیہم السلام ہیں۔ حضرت اسمٰعیلؑ وُہ فرزندِ حلیم تھے جنکی بشارت خدا نے ابراہیم علیہ السلام کو دی۔ اور جب وُہ اسمٰعیل کے ہمراہ حج میں مشغول تھے اسمٰعیلؑ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ لہٰذا غور و فکر کرو کہ اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے عرض کی باباجان آپ وُہ امر عمل میں لایئے جس پر مامور ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ یہ نہیں کہا کہ جو خواب میں آپ نے دیکھا ہے اُس پر عمل کیجئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے اُن کو ذبح کرنا چاہا خُدا نے ان کا فدیہ ایک سیاہ وسفید (ابلق) گوسفند سے کیا جو تاریکی میں راستہ چلتا، گھاس چرتا اور پانی پیتا تھا۔ اندھیرے میں دیکھتا، پیشاب کرتا اور مینگنی کرتا تھا۔ اور اس سے چالیس[40] سال پہلے بہشت میں چرتا رہا تھا۔ وُہ ماں کے شکم سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ خدا نے فرمایا ہو جا بس ہو گیا تاکہ اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہو۔ لہٰذا ہر وُہ گوسفند جو منیٰ میں ذبح کیا جاتا ہے قیامت تک وُہ حضرت اسمٰعیلؑ کا فدیہ ہے۔ دُوسرے ذبیح کا قصہ یُوں ہے کہ حضرت عبدالمطلبؑ نے کعبہ کے دروازہ سے ایک مرتبہ لپٹ کر یہ دُعا مانگی کہ خُداوند تعالیٰ دس[10] فرزند عطا فرمائے تو نذر کی کہ اگر یہ نعمت ان کو حاصل ہو جائے گی تو ان میں سے ایک لڑکے کو راہِ خدا میں قربان کریں گے۔ خُدا نے ان کو دس[10] لڑکے عنایت فرمائے تو حضرت نے فرمایا کہ خدا نے میری التجا پُوری کر دی مجھے بھی چاہیئے کہ اپنی نذر پُوری کروں۔ اس لئے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور خانہ کعبہ میں جاکر تین[3] مرتبہ قرعہ ڈالا۔ ہر مرتبہ جناب عبداللہ پدر جناب رسولِ خُداؐ کے نام قرعہ نکلا جو اُن کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز اور پیارے تھے۔ پھر تو ان کو لٹا کر ذبح کا ارادہ کیا۔ یہ خبر جب اکابر قریش کو پہنچی، سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور عبدالمطلبؑ کو اُن کے اس ارادہ سے روکنے کی کوشش کی۔ حضرت عبدالمطلبؑ کی عورتیں بھی روتی پیٹتی پہنچ گئیں۔ اور جناب عبدالمطلبؑ کی بیٹی عاتکہ نے کہا بابا اپنے اور خدا کے درمیان اپنے فرزند کے ذبح کے بارے میں عذر قائم کیجئے فرمایا وُہ کس طرح؟ عاتکہ نے کہا یہ آپ کے اُونٹ جو حرم میں چرتے ہیں ان کے اور اپنے فرزند کے درمیان قرعہ ڈالیئے اور ہر مرتبہ زیادہ کرتے جایئے یہاں تک کہ خدا راضی ہو۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے دس اُونٹوں اور جناب عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا، قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کرکے قرعہ ڈالا، اور جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ یہاں تک کہ سَو[100] اُونٹوں تک اضافہ کیا تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر تمام قریش نے تکبیر کی صدا بلند کی۔ اس طرح کہ مکہ کی پہاڑیاں لرز گئیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا جب تک تین مرتبہ اُونٹوں کے نام قرعہ نہیں آئے گا، ہرگز عبداللہ سے دست بردار نہ ہوں گا۔ پھر دو[2]

مرتبہ قرعہ ڈالا تو اُونٹوں ہی کے نام نکلا۔ پھر تو زبیر اور ابو طالب اور ان کی بہنوں نے عبداللہ کو حضرت عبدالمطلب کے ہاتھ کے نیچے سے کھینچ لیا۔ ان کے نُورانی جسم کی کھال زمین پر گھسیٹنے سے چھل گئی تھی۔ ان میں سے ہر ایک دُوسرے سے عبداللہ کو چھین کر سینہ سے لگاتا اور پیار کرتا، اور اُن کی سلامتی پر سجدۂ شکر بجا لاتا اور عبداللہ کے چہرے کی خاک و غبار پاک کرتا تھا۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے حزورہ میں جو صفا و مروہ کے درمیان واقع ہے نحر کیا اور ہر ایک کو اُن کا گوشت دیا، کسی کو لینے سے روکا نہیں۔ یہ بھی حضرت عبدالمطلب کی سُنتوں میں سے ایک سنت تھی جس کو خُدا نے اسلام میں جاری کیا، کہ ہر مُسلمان کا خُونبہا سَو[100] اُونٹ ہوگا۔

دوسری حدیث موثق میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ عباسؑ کے علاوہ حضرت عبدالمطلبؑ کے دس[10] فرزند تھے۔ ابن بابویہ نے ان کے نام یہ بیان کیے ہیں:۔ عبداللہ[1]، ابو طالب[2]، زبیر[3]، حمزہ[4]، حارث[5]، غیداق[6]، مقوم[7]، حجل[8]، اور عبد العزیٰ[9] جس کو ابولہب کہتے تھے، اور ضرار[10] و عباس[11]۔ حارث سب سے بڑے تھے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مقوم اور حجل ایک ہی تھے۔ حضرت عبدالمطلبؑ کے دس نام تھے۔ بادشاہانِ وقت ان کو انہی ناموں سے پہچانتے تھے۔ عامر[1]، شیبۃ الحمد[2]، سید البطحا[3]، ساقی الحجیج[4]، ساقی الغیث[5]، غیث الوریٰ فی العام الجدب[6]، ابوالسادۃ العشرۃ[7]، عبدالمطلب[8]، حافر زمزم[9]۔

حدیث معتبر میں منقول ہے کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ ڈالا گیا وُہ حضرت مریم دُختر عمران تھیں، پھر حضرت یُونسؑ کے لئے۔ اور جب عبدالمطلبؑ کے نو[9] فرزند پیدا ہوئے تو انہوں نے نذر کی کہ اگر ایک لڑکا اور ہوگا تو خدا کے نام پر اس کی قربانی کروں گا۔ جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو ان کو ذبح نہ کر سکے کیونکہ جناب رسولِ خداؐ اُن کے صلب میں تھے تو دس اُونٹ لائے اور قرعہ ڈالا۔ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹوں کا اضافہ کیا۔ اسی طرح دس دس اُونٹ ہر مرتبہ بڑھاتے گئے یہاں تک کہ سَو[100] اُونٹوں کی تعداد ہوگئی تو قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ اتنی مرتبہ تو عبداللہ کے نام قرعہ نکلا ایک مرتبہ اُونٹوں کے نام نکلا اور میں اُس پر عمل کر لُوں۔ پھر دو[2] مرتبہ اور قرعہ ڈالا۔ جب تین[3] مرتبہ مسلسل اُونٹوں ہی کے نام قرعہ آیا تو فرمایا کہ اب میں نے سمجھا کہ میرا خدا راضی ہوا، اور اُونٹوں کو نحر کیا[1]۔

ابن ابی الحدید اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت عبدالمطلبؑ نے چاہِ زمزم کو تلاش کر لیا، تو قریش کے سینہ میں حسد کی آگ روشن ہوگئی۔ کہنے لگے اے عبدالمطلب یہ کنواں ہمارے جد اسمٰعیلؑ کا ہے اس لئے ہمارا بھی حق ہے۔ لہٰذا اس میں ہم کو بھی شریک کرو۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا یہ

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ عبدالمطلب کے طریقہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرزند کی قربانی کی نذر کرنا ممکن ہے شریعت ابراہیمؑ میں سنت رہا ہوگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ امر حضرت عبدالمطلبؑ کے لئے مخصوص رہا ہو اور اُن حضرت پر الہام ہُوا ہو۔ ۱۲

کرامت خدانے میرے لئے مخصوص فرمائی ہے اس میں تمہارا کچھ حصّہ نہیں ہے۔ بہت بحث و تکرار کے بعد ایک زنِ کاہنہ سے فیصلہ کرانے پر راضی ہوئے جو بنی سعد کے قبیلہ سے تھی اور شام میں رہتی تھی۔ حضرت عبدالمطلب بنی عبدمناف کے ایک گروہ کو لے کر قریش کے ساتھ شام کی جانب روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں ایک مقام پر جہاں پانی ناپید تھا، حضرت عبدالمطلبؑ کے ساتھیوں کا پانی ختم ہوگیا اور قریش کے تمام لوگوں نے ان کو پانی دینے سے انکار کر دیا۔ جب پیاس کا شدّت سے غلبہ ہؤا تو عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ آؤ ہم سب اپنے اپنے واسطے قبریں تیار کرلیں تاکہ ہم میں سے جو مرتا جائے اس کو دفن کرتے جائیں آخر میں ہم میں سے ایک اس جنگل میں دفن ہونے سے رہ جائے گا وُہ بہتر ہے اس سے کہ ہم سب کے سب بے دفن پڑے رہیں۔ سب نے قبریں کھود کر تیار کرلیں اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ مرنے کے وقت تک اس طرح بیٹھنا اور پانی کی جستجو و کوشش نہ کرنا اور عاجز ہو جانا خدا کی رحمت سے ناامید ہونا ہے۔ اٹھو تلاش کریں شاید خدا پانی عطا فرمائے۔ لہٰذا اُن لوگوں نے سامان بار کیا اور قریش بھی ساتھ چلے۔ عبدالمطلب سوار ہوئے تو ان کے ناقہ کے پَیر کے نیچے ایک صاف وشفاف چشمہ جاری ہؤا۔ عبدالمطلبؑ نے کہا اللہ اکبر! آپ کے ہمراہیوں نے بھی تکبیر کہی اور پانی لے لے کر پیا اور اپنی اپنی مشکیں بھی بھرلیں۔ پھر قریش کے قبیلوں کو بُلا کر کہا آؤ اور دیکھو خُدا نے ہم کو پانی عطا فرمایا۔ جس قدر چاہو تم بھی پیو۔ جب قریش نے عبدالمطلبؑ کی یہ عظیم کرامت مشاہدہ کی کہنے لگے خدا نے ہمارے اور آپ کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ اب زنِ کاہنہ سے فیصلہ کرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم آیندہ آپ سے چاہِ زمزم کے بارے میں کچھ تنازعہ نہ کریں گے۔ جس خدا نے آپ کو اس جنگل میں پانی عطا فرمایا اسی نے آپ کو زمزم بھی بخشا ہے۔ وہاں سے واپس ہوئے اور زمزم آنحضرتؐ کے لئے مخصوص کر دیا۔

انوارِ ہدایت کے مؤلّف نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب چاہِ زمزم کی تہہ میں پہنچے سونے کے دو ہرن، بہت سی تلواریں اور چند زرہیں آپ نے پائیں تو پھر قریش نے اُن میں اپنے کو بھی حصّہ دار قرار دیا۔ عبدالمطلبؑ نے قرعہ پر فیصلہ مقرر کیا اور دو زرد تیر کعبہ کے نام سے دو تیر سیاہ اپنے نام سے اور دو سفید تیر قریش کے نام سے لے کر ان چھ تیروں کو ایک شخص کو دیا اور کعبہ میں اس کو داخل کیا اور قرعہ ڈالا۔ تو دو تیر کعبہ کے نام کے ہرن کے لئے نکلے، دو سیاہ تیر عبدالمطلب کے نام تلواروں اور زرہوں کے لئے برآمد ہوئے اور دو تیر قریش کے نام کے کسی شے کے واسطے نہیں نکلے، تو عبدالمطلبؑ ان تلواروں اور زرہوں کو اپنے تصرف میں لائے اور دونوں بڑے ہرن کو کعبہ کے دروازہ پر زینت کے لئے آویزاں کر دیا۔ اور ریاستِ مکّہ و سقایتِ حاجیاں عبدالمطلبؑ کے لئے مسلّم ہوگئی پھر آپ کے ساتھ کسی نے ان معاملات میں ہدی بن نوفل کے سوا نزاع نہیں کی۔ وُہ حضرت عبدالمطلب سے پہلے رئیسِ مکّہ تھا۔ اس لئے اس نے آپ پر حسد کیا۔ ایک روز مقابلہ پر آکر کہنے لگا کہ تم اپنی قوم کے لڑکوں میں سے ایک لڑکے تھے نہ تمہارے کوئی فرزند ہے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے، مدینہ سے تم تنہا آئے! تو کس بات میں تم کو ہم پر فوقیت ہے۔ حضرت کو غصّہ آیا اور فرمایا کہ تو فرزندوں کی کمی سے مجھ کو طعنہ دیتا ہے پھر

خدا سے عہد کیا کہ اگر دس نسل فرزند عطا فرمائے گا یا زیادہ، تو ان میں سے ایک کو خدا کے اکرام و اجلال کے لئے نحر کردوں گا۔ خداوندا مجھ کو کثرت سے عیال عطا فرما اور میرے دُشمنوں کو مجھ پر خوش نہ ہونے دے۔ بیشک تو ہی بے نیاز اور یکتا ہے۔ اس کے بعد عورتوں سے نکاح کرنا شروع کیا اور چھ عورتوں سے شادی کی۔ اور ان سے دس لڑکے پیدا ہوئے۔ اُن میں سے ہر ایک عورت حسن و جمال سے آراستہ اور اپنی قوم میں باعزّت تھی۔ ایک منعہ دختر حارث کلابیہ تھیں، دوسری سمراتی بنت عنیدق وطلیقیہ، تیسری ہاجرۂ خزاعیہ، چوتھی سعد دختر جیبب کلابیہ، پانچویں ہالہ بنت وہب اور چھٹی فاطمہ دختر عمرو مخزومیہ تھیں۔ فاطمہ سے ابوطالب اور حضرت رسالتمآبؐ کے والد عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ زبیر بھی فاطمہ کے لطن سے تھے؛ باقی دُوسری اولادیں، دُوسری عورتوں سے تھیں۔ حضرت عبدالمطلب کعبہ کی خدمت میں بے حد کوشش و اہتمام فرماتے تھے۔ ایک رات کعبہ کے نزدیک سوتے ہوئے تھے کہ ایک خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ اُٹھے اور اپنی چادر زمین پر گھسیٹتے ہوئے کانپتے ہوئے کاہنوں کے ایک گروہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے پُوچھا اے ابوالحارث تم کو کیا ہؤا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید نورانی زنجیر میری پشت سے نکلی جس سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ اُس زنجیر کے چار گوشے تھے ایک گوشہ مشرق میں تھا اور ایک مغرب میں پہنچا ہؤا تھا۔ اور ایک سرا زمین پر تھا اور ایک سرا آسمان پر۔ پھر میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو نہایت خوش رو تھے اور ان سے جلالت ظاہر تھی۔ وُہ اس زنجیر کے نیچے کھڑے ہیں۔ مَیں نے ایک صاحب سے پُوچھا آپ کون ہیں انہوں نے کہا مَیں نوحؑ پیغمبر ہوں۔ دوسرے صاحب نے فرمایا میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ اس شجرِ طیّبہ کے سایہ میں رہیں۔ خوشا حال اس کا جو اس کے سائے میں ہو اور افسوس ہے اُس کے حال پر جو اس سے دُور رہے۔ کاہنوں نے کہا کہ اے ابوالحارث یہ تمہارے لئے خوشخبری ہے۔ اور ایک ایسی چیز ہے کہ جو تمہیں حاصل ہو گی جس میں کسی اور کا حصّہ نہیں ہے۔ اگر تمہارا خواب صحیح ہے تو تمہاری صلب سے ایک شخص پیدا ہوگا جو اہل مشرق و مغرب کو خدا کے دین کی طرف بلائے گا۔ اور ایک گروہ کے لئے رحمت اور ایک کے لئے عذاب ہوگا۔ یہ سُنکر عبدالمطلب نہایت خوش ہوئے اور فرمایا میرے نُورِ پیشانی کا کون لینے والا ہے۔

ایک روز حضرت عبدالمطلب شکار کے لئے تنہا گئے اور پیاس کی شدّت ہوئی۔ اُسی حال میں اُن کی نظر ایک صاف و شیریں چشمہ پر پڑی جو ایک پاکیزہ پتھر کے درمیان رُکا ہؤا ہے۔ حضرت نے اسمیں سے پانی پیا جو برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ سمجھے کہ وہ پانی بہشت کا ہے جو اُن کے لئے نازل ہؤا ہے۔ وہاں سے واپس ہوتے تو اپنی زوجہ فاطمہ مخزومیہ سے مقاربت کی جو تمام عورتوں میں سب سے زیادہ نجیب سب سے زیادہ صالح اور نیک تھیں تو جناب عبداللہ پدرِ جناب رسُولِ خدا کا نطفہ قرار پایا؛ اور وُہ نور جو عبدالمطلب کی پیشانی میں جلوہ گر تھا فاطمہ کی جانب منتقل ہؤا۔ اور جب حضرت عبداللہ پیدا ہوتے وُہ نور روشن ان کی جبین اقدس سے ساطع ہؤا اس حد تک کہ تمام آسمانوں کے

گوشے روشن ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلبؑ اُس نور کے اُس زنِ عفیفہ کی جانب منتقل ہونے سے بہت خوش ہوتے۔ اور کاہن اور اہلِ کتاب سبھی حرکت میں آئے۔ اور محزون و مغموم ہوتے۔ یہودیوں کے علما کے پاس ایک جبّہ تھا جس کو وُہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا جبّہ کہتے کہ وُہ حضرتؑ اپنی شہادت کے وقت پہنے ہوئے تھے اور آنحضرتؑ کے خون سے آلودہ تھا۔ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ جب اُس جبہ سے خُون کا ایک قطرہ ٹپکے گا تو اُس پیغمبرؐ کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوگا جو راہِ خدا میں تلوار کھینچ کر جہاد کرے گا۔ اُن لوگوں نے اُس جبّہ کے پاس آکر دیکھا تو اس سے خون ٹپک رہا ہے تو سمجھ گئے کہ پیغمبرؐ آخر الزمان کے ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا اس سبب سے بہت رنجیدہ ہوئے اور ایک جماعت کو مکّہ روانہ کیا کہ حضرت سرورِ کائناتؐ کے پیدا ہونے کا حال معلوم کریں۔

اس وقت جناب عبداللہ پیدا ہو چکے تھے اور ایک روز میں اس قدر بڑھتے اور بڑے ہوتے کہ دُوسرے لڑکے جس قدر دو ماہ میں بڑے ہوتے ہیں۔ اُن کو دیکھنے لوگ جوق جوق آیا کرتے، اور اُن کے حسن و جمال اور نور کو دیکھ کر تعجب کیا کرتے۔ حضرت عبداللہ کے ساتھ یہودیوں کا وہی برتاؤ ہوتا تھا جو برادرانِ یوسفؑ کا یوسفؑ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عبدالمطلب کے گیارہ فرزند ہو گئے تو اپنی نذر کا ان کو خیال آیا اور تمام فرزندوں کو اپنے پاس جمع کیا اور اُن کے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ جب وُہ لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تو فرمایا کہ اے میرے بچّو اور جگر کے ٹکڑو تم کو معلوم ہے کہ تم سب میرے نزدیک عزیز اور میری آنکھوں کا نور ہو۔ تم میں سے کسی کے پیروں میں کانٹے کا چُبھنا مجھے گوارا نہیں۔ لیکن خُدا کا حق مجھ پر تمہارے حق سے زیادہ ہے۔ مَیں نے اپنے معبود سے نذر کی تھی کہ اگر مجھے دس یا زیادہ لڑکے عطا فرمائے گا تو ایک لڑکے کو اسکی راہ میں قربان کردوں گا۔ اب خدا نے مجھ کو تمہارے ایسے فرزند کرامت فرمائے ہیں۔ لہٰذا میری نذر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ یہ سُنکر سب خاموش ہو گئے اور ایک دُوسرے کو دیکھنے لگے۔ آخر جناب عبداللہ نے کہا جو سب سے چھوٹے تھے کہ بابا جان آپ ہمارے حاکم بھی ہیں ہم آپ کے لڑکے ہیں۔ جو کچھ آپ کا حکم ہوگا ہم اس کی اطاعت کریں گے۔ اور ہمارے حق سے آپ کے اوپر خدا کا حق واجب تر ہے اور اس کا معاملہ ہمارے معاملہ سے زیادہ بلند و برتر ہے۔ ہم خدا کے حکم کے مطیع اور اس پر صبر کرنے والے ہیں، اور آپ کے فرمانبردار ہیں اور اس کے امر پر راضی ہیں، اور خدا سے آپ کی مخالفت پر پناہ چاہتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبداللہ کا سن گیارہ سال کا تھا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے اس فرزند رشید کے یہ کلام سُنے تو بہت روئے اور اُن کا شکریہ ادا کرکے دُوسرے لڑکوں کی طرف رُخ کیا۔ اور فرمایا اے فرزندو تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے سُنا، اور اطاعت کیلئے حاضر ہیں۔ ہم سب کو قربان کرنا چاہیں تو ہم راضی ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے سب کو دُعائیں دیں اور فرمایا کہ اپنی ماؤں کے پاس جاؤ اور اس سے اُن کو آگاہ کرو جو مَیں نے تم سے کہا ہے۔ اور کہو کہ تمہارے ہاتھ منہ دھو دیں؛ آنکھوں میں سُرمہ لگا دیں؛ اور پاکیزہ لباس پہنا کر تم کو، وداع کریں۔

اس طرح کہ تم پھر واپس نہ آؤ گے۔ جب اُن لڑکوں نے اپنی ماؤں کو یہ غم انگیز خبر سُنائی، رونے چلّانے کی آوازیں اُن کے گھروں سے بلند ہوئیں اور صبح تک گریہ وزاری میں بسر کی۔ صبح کو حضرت عبدالمطلبؑ نے ردائے آدمؑ دوش پر رکھی، نعلینِ شیثؑ پاؤں میں پہنی، نوحؑ کی انگوٹھی انگلی میں ڈالی اور تیز خنجر ہاتھ میں لے کر نکلے۔ اور ایک ایک لڑکے کو انکی ماؤں کے گھروں سے بلایا۔ سب لڑکے طرح طرح کی زینتوں سے آراستہ ہوکر باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے سوائے عبداللہ کے جن کی ماں کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہی گوہر یکتا بارگاہِ حق تعالیٰ کے قابل ہے اور قرعہ اسی کے نام نکلے گا، اس لئے اس کو جُدا نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عبدالمطلب خانۂ فاطمہ مادرِ عبداللہ میں آئے اور عبداللہ کا ہاتھ پکڑ کر انکو باہر لائے۔ فاطمہ اُن سے لپٹ گئیں؛ اور عبداللہ اپنے باپ کے دامن سے چمٹ گئے۔ عبدالمطلبؑ انکو اپنی طرف کھینچتے تھے اور ان کی ماں انکو روک رہی تھیں۔ اور فریاد و زاری کر رہی تھیں۔ عبداللہ سمجھا رہے تھے کہ مادرِ گرامی مجھ سے ہاتھ اُٹھا لیجئے اور پدرِ بزرگوار کے ساتھ مجھے جانے دیجئے۔ وُہ میرے ساتھ جو چاہیں کریں۔ آخر فاطمہ اپنی جان سے بیزار ہو گئیں، گریبان پھاڑ ڈالا۔ کہتی تھیں اے ابوالحارث یہ کام آپ کا ایسا ہے کہ کسی نے دُنیا میں ایسا نہ کیا ہوگا۔ کیونکر گوارا ہوگا کہ اپنے ہاتھ سے آپ اپنے فرزند کو ذبح کریں۔ اور اگر یوں ہی کرنا ہے تو عبداللہ کو چھوڑ دیجئے کہ وُہ سب سے چھوٹا ہے اُس کے بچپن پر رحم کیجئے اور اس نور کا احترام کیجئے جو اس کی پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ جب دیکھا کہ عبدالمطلب پر ان باتوں کا مطلق اثر نہیں ہوتا ہے تو اپنے سینۂ غمگین سے عبداللہ کو لپٹا کر کہا کہ خدا نہ کرے کہ تیری پیشانی کا نور گُل ہو۔ مَیں کیا کروں کچھ بن نہیں پڑتا۔ کیا تدبیر کروں۔ کاش میری آنکھیں اس سے پہلے ہی کور ہو گئی ہوتیں اور مَیں خاک میں پوشیدہ ہو چکی ہوتی۔ مجبور ہو کر تم کو اپنی گود سے جُدا کرتی ہوں؛ اور تمہاری واپسی کی اُمید نہیں ہے۔ یہ سُنکر جناب عبدالمطلب بیتاب ہو گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا؛ چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا، پاؤں چلنے سے رُک گئے۔ پھر عبداللہ نے کہا اے مادرِ مہربان! مجھے بابا جان کے ساتھ جانے دیجئے۔ اگر مجھے خداوندِ عالم نے اپنی بارگاہ کے لئے قربانی میں قبول فرما لیا تو میری قسمت کا کیا کہنا۔ ہزار جان سے اُس پر فدا ہوں گا۔ اور اگر ہم میں سے کسی اور کو اختیار فرمائے گا، تو نہایت اندوہ و حرماں کے ساتھ آپ کے پاس آجاؤں گا۔ غرض جناب عبدالمطلب سب کو لے کر کعبہ میں آئے۔ اور تمام زنان و مردانِ قریش مسجد میں جمع ہو کر گریہ وزاری کرنے لگے۔ یہودیوں اور کاہنوں کو نہایت خوشی ہوئی کہ شاید وہ نورِ نبوّت گُل ہو جائے۔ اور نہ سمجھے کہ نورِ خدائے تعالیٰ کو کوئی خاموش نہیں کر سکتا۔ عبدالمطلب برہنہ خنجر ہاتھ میں لیئے ہوئے جس کی باڑھ سے موت بھی بھاگتی تھی، اپنی اولاد کے ناموں پر قرعہ ڈالنے لگے۔ اور فرما رہے تھے کہ اے خُدائے کعبہ و حرم اور پروردگارِ ملائکہ و خالقِ انام اپنے نور کے صدقہ میں ہم سے ہر تیرگی و ظلمت کو دُور کر۔ حق کے ساتھ جس پر قلمِ تقدیر جاری ہو چکا ہے۔ لیکن جسے تو چاہے گا اُس سے کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ کمزوروں کے لئے سوائے تیرے کوئی پناہ نہیں۔ تو صاحبِ قوّت و قدرت ہے اور فقیروں کی حاجتیں پوری نہیں

ہوسکتیں، مگر تجھ بے نیاز کی ذات سے۔ خُداوندا تو جانتا ہے کہ مَیں نے تجھ سے کیا عہد و نذر کیا ہے۔ اب اپنے تمام فرزندوں کو تیری بارگاہ میں لایا ہوں۔ ان میں سے جس کو تو چاہے اختیار فرمائے۔ اگر تو مصلحت سمجھے، بزرگوں کو سکون و قرار عطا فرما۔ کیونکہ بلاؤں پر ان کا صبر زیادہ ہے اور چھوٹے زیادہ تر قابلِ رحم ہیں۔ اے خداوندِ کعبہ و رکن و مقام و پروردگارِ زمین و دریا و کوہ اور اے ابر و بارانِ رحمت بھیجنے والے، لڑکوں سے بلا و شدّت کو دُور کر۔ پھر ہر ایک کا نام ایک ایک تیر پر لکھ کر کعبہ میں رکھوا دیا اور اپنے فرزندوں کو بھی کعبہ میں بھیج دیا۔ لڑکوں کی ماؤں نے گریہ و زاری شروع کی، اور حاضرین کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا جاری ہوا۔ عبدالمطلب ضعفِ بشری کے سبب گر جاتے تھے اور ایمانی قوت کے سبب سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے پالنے والے اپنا حکم جلد ظاہر فرما۔ لوگ اپنے سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہے تھے اور رو رہے تھے، اور انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں قرعہ کس کے نام نکلتا ہے ناگاہ دیکھا کہ صاحبِ قرعہ باہر آیا اور عبداللہ کو جنکی چادر گردن میں لپیٹی ہوئی تھی کعبہ کے اندر سے کھینچتے ہوئے لایا۔ ان کا رنگ مثلِ آفتاب زرد ہو رہا تھا اور چراغِ صبح کے مانند وُہ لائقِ قربانیٔ درگاہِ ربّ العزّت کانپ رہا تھا۔ عبدالمطلب سے کہا کہ اس فرزندِ ارجمند کے نام قرعہ باہر آیا ہے۔ اگر آپ چاہیں انکو قربان کریں، چاہیں چھوڑ دیں۔ عبدالمطلب یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور انکے سب بھائی نوحہ و زاری کرتے ہوئے کعبہ سے باہر آئے۔ ابوطالب سب سے زیادہ فریاد کر رہے تھے اور اپنے بھائی کی منوّر پیشانی کا بوسہ لے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کاش میں اُس وقت تک زندہ رہتا اور تمہارے فرزندِ ارجمند کو دیکھتا جو اس نُور کا وارث ہے۔ جس کو خُدا نے تمام مخلوق پر فضیلت بخشی ہے جس کے ذریعہ سے زمین کو کفر و بُت پرستی کی کثافت سے پاک کرے گا جو کاہنوں کی کہانت کو زائل کرے گا۔ جب عبدالمطلب کو ہوش آیا آپ نے مردوں اور عورتوں کی نالہ و فریاد کی آوازیں سُنیں۔ فاطمہؑ مادرِ عبداللہ کو دیکھا کہ اپنے سر پر خاک ڈال رہی تھیں اور اپنا سینہ پیٹ رہی تھیں۔ یہ حال دیکھ کر اور شورِ نالہ و فریاد سُنکر بھی اُنکے کامل ارادہ میں مطلق خلل واقع نہ ہوا۔ عبداللہ کا بازو پکڑ کر چاہا کہ ذبح کے لئے لٹائیں، اکابرِ قریش اور اولادِ عبد مناف اُن سے لپٹ گئی۔

جناب عبداللہ کے نام قربانی کا قرعہ نکلنا۔

حضرت عبدالمطلب نے اُن سے پُکار کر کہا کہ وائے ہو تم پر میرے فرزند پر تم لوگ مجھ سے زیادہ مہربان نہیں ہو۔ مَیں جب تک اپنے پروردگار کا حکم اس پر جاری نہ کر لوں گا اُس سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ ابوطالب عبداللہ سے لپٹے ہوئے کہہ رہے تھے کہ بابا جان اس کے عوض میں مجھے قربان کر دیجئے، لیکن اس کو چھوڑ دیجئے۔ عبدالمطلب نے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کے حکم کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ قرعہ جس کے نام نکلا ہے اسی کو قربان کروں گا۔ اس وقت قریش کے بزرگوں نے کہا کہ دوبارہ قرعہ ڈالئے شاید کچھ اور ظاہر ہو۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو دوبارہ قرعہ ڈالا گیا، پھر عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے فرمایا اب تو حکم کی تعمیل لازم ہو گئی اور سفارش کا سوال ختم ہو چکا، اور عبداللہؑ کو قربان گاہ پر لائے۔ اکابرِ عرب اُن کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ عبدالمطلبؑ نے

عبداللہ کے ہاتھ پیروں کو باندھ کر لٹایا؛ مادرِ عبداللہ نے جب دیکھا کہ حالت اس حد تک پہنچ گئی تو روتی پیٹتی اپنے عزیزوں کے پاس پہنچیں۔ وُہ لوگ یہ خبر سُنکر عبدالمطلب کے پاس دوڑتے ہوئے آئے جبکہ عبداللہ کے گلے کے قریب خنجر پہنچ چکا تھا۔ اس وقت آسمانوں کے فرشتوں نے شور مچایا اور اپنے پروں کو پھیلا دیا۔ جبرئیلؑ و اسرافیلؑ نے نالہ و فریاد کے ساتھ بارگاہِ ربّ العزّت میں استغاثہ کیا۔ اس وقت ان کو وحی ہوئی کہ اے میرے فرشتو میں ہر معاملہ کا جاننے والا اور سمجھنے والا ہوں مَیں نے اپنے بندہ کا امتحان لیا ہے تاکہ اُس کے صبر کو تمام عالم پر ظاہر کروں۔ اسی اثنا میں فاطمہ کے عزیزوں میں سے دس اشخاص سر و پا برہنہ تلواریں کھینچے ہوئے عبدالمطلب کے ہاتھوں سے لپٹ گئے۔ اور بولے ہرگز اپنی بہن کے فرزند کو ذبح نہ ہونے دیں گے۔ ہاں آپ ہم سب کو قتل کر دیں اس کے بعد اختیار ہے۔ اس وقت عبدالمطلب نے سر آسمان کی جانب بلند کیا اور کہا پروردگارا تو دیکھ رہا ہے کہ یہ لوگ مجھے تیرا حکم جاری کرنے نہیں دیتے اور مجھے اپنی نذر پُوری کرنے سے مانع ہو رہے ہیں۔ لہٰذا میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر تو بہترین حکم کرنے والا ہے۔ اسی وقت اکابرِ قوم میں سے ایک شخص عکرمہ بن عامر نے حاضر ہو کر ایک تدبیر بتائی کہ اُونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالو۔ غرض یہ طے کر کے واپس ہوئے۔ دوسرے روز عبدالمطلب نے فرمایا کہ تمام اُونٹ حاضر کئے جائیں، اور عبداللہ کو فاخرہ لباس پہنایا خوشبو سے معطّر کیا اور ہر طرح آراستہ و پیراستہ کر کے کعبہ کے نزدیک لائے اور دُعا کی پروردگارا تیرا حکم نافذ ہے اور تیرا ہی فرمان جاری ہے، پھر قرعہ ڈالا قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس اُونٹ کا اضافہ کیا۔ اور التجا کی پالنے والے اگر گناہوں کے سبب سے میری دُعا تیری بارگاہ سے واپس ہو رہی ہے تو تو گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور تکلیفوں کا دُور کرنے والا ہے اپنے احسان سے فضل و کرم فرما۔ پھر قرعہ ڈالا، قرعہ عبداللہ کے نام نِکلا۔ پھر دسؔ اُونٹوں کا اضافہ کیا اور قرعہ ڈالا اور کہا کہ تو پوشیدہ اور پوشیدہ تر رازوں کا جاننے والا ہے اور تمام دُنیا کے حالات سے باخبر ہے ہم سے یہ بلا دُور کر دے جس طرح جناب ابراہیمؑ سے رد کر دی تھی پھر بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دسؔ اُونٹوں کا اضافہ کیا اور کہا اے کعبہ اور تمام بندوں کے پروردگار یہ میرا فرزند مجھے تمام اولاد سے عزیز ہے۔ اور عبداللہ کی ماں فریاد کر رہی تھیں۔ پھر قرعہ عبداللہ ہی کے نام نکلا۔ پھر دوبارہ قرعہ ڈالا اور کہا اے میرے معبود بخشش و رکاوٹ تیری ہی طرف سے ہے اور تیرا ہی حکم تمام مخلوق میں نافذ ہے۔ تیری بارگاہ میں نادانی کے سبب مجھ سے خطا ہو گئی ہے تیری رحمت کا اُمیدوار ہوں مجھے نااُمید نہ کر۔ پھر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ جب اُونٹوں کی تعداد نوّے ۹۰ تک پہنچ گئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ ہی کے نام نکلا تو عبدالمطلب نے اُس گوہرِ سعادت کو ذبح کرنے کے واسطے اپنی طرف کھینچا اور ہر طرف سے مردوں اور عورتوں کے رونے چلّانے کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اُس وقت عبداللہ نے کہا پدرِ بزرگوار خدا سے شرم کیجئے۔ اُس کے حکم کو ردّ نہ کیجئے اور اب میرے ذبح کرنے سے ذرا بھی توقف و تاخیر مت فرمایئے اور جلد مجھ کو قربان کر دیجئے تاکہ

میں قضائے الٰہی پر صبر کروں۔ میرے ہاتھ پیر مضبوط باندھ دیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تڑپوں۔ اور میرے چہرے کو چھپا دیجئے تاکہ آپ پر رحم غالب نہ ہو۔ اور فرمانِ خدا کی تعمیل ہو سکے۔ اور اپنے کپڑوں کو سمیٹ لیجئے تاکہ میرے خون سے آلودہ نہ ہوں کہ جب آپ کی نظر اُن پر پڑے تو رنج واندوہ آپؑ کا زیادہ ہو۔ اے پدر مہربان میرے بعد میری والدہ سے غافل نہ ہو جائیے گا اور انکی دلجوئی و تسلی میں کوتاہی نہ فرمایئے گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وُہ میرے بعد زیادہ نہ جئیں گی۔ اور میری وصیّت آپ سے بھی ہے کہ حکمِ الٰہی پر راضی رہیئے گا۔ اور زیادہ رنج وملال نہ کیجئے گا۔ عبداللہ کی ان باتوں سے عبدالمطلبؑ کے دل میں غم کی آگ بھڑک اُٹھی۔ غرض جناب عبداللہ کو لٹایا اور اُن کے رُوئے نورانی کو زمین سے ملا دیا۔ اور چھُری اُن کے گلوئے مبارک تک پہنچائی تو پھر دُوسری مرتبہ اکابر قریش نے ان کے قدمہائے مُبارک کو بوسہ دیا اور کہا ایک بار پھر قرعہ ڈالیں۔ اور یہ اقرار کیا کہ اگر اس مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلے گا، تو پھر سفارش نہ کریں گے۔ غرض پھر سو اُونٹ اور عبداللہ کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ اس مرتبہ قرعہ اُونٹوں کے نام نکلا تو تمام لوگ خوشی وشادمانی سے چلّانے لگے اور عبدالمطلب کے پاس دوڑتے ہوئے آتے اور عبداللہ کو ان کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور مبارکباد دی۔ فاطمہ نے دوڑ کر عبداللہ کو گود میں لے لیا اور رو رو کر خُدا کا شکر کرنے لگیں۔ اُس وقت عبدالمطلب نے فرمایا کہ یہ انصاف نہیں ہے کہ دُو مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلے اور ایک مرتبہ اُونٹوں کے نام آئے تو میں عبداللہ کو چھوڑ دوں۔ اس لئے دوُ مرتبہ اور قرعہ ڈالا تو ہر مرتبہ اُونٹوں ہی کے نام نکلا۔ اور ایک ہاتف نے کعبہ کے درمیان سے ندا دی کہ خُدا نے تمہاری قربانی قبول فرما لی، اور عنقریب اس کی نسل سے سیّدؐ ابرار و نبیؐ مختار پیدا ہوگا۔ قریش نے کہا اے عبدالمطلب آپ کو یہ عطا و بخشش خالق مبارک ہو کہ ہاتفانِ غیبی آپ کو آپ کے فرزند کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ پھر جناب فاطمہ اپنے فرزند کو گھر لے گئیں۔ قبائل عرب اطرافِ عالم سے اُس سیّدؐ اوصیائے زمان کی تہنیت کو مکّہ آئے۔ اسی سبب سے ہر مرد کی دیت سَو اُونٹ قرار پائی۔

جب یہودیوں اور کاہنوں کو نااُمیدی ہوئی اور عبداللہؓ کو صحیح وسلامت دیکھ لیا تو آنحضرتؐ کے روکنے کی تدبیروں میں مشغول ہوئے۔ ان میں ایک تدبیر یہ تھی کہ اُن میں ایک رئیس نے جس کو ربیان کہتے تھے دعوت کی اور کھانے میں زہر ملا دیا۔ اور چند عورتوں کو دے کر عبدالمطلب کے گھر فاطمہ کے لئے ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ فاطمہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپکے رشتہ دار اولادِ عبدمناف سے ہیں۔ عبداللہ کی سلامتی سے ہم لوگوں کو بہت مسرت ہوئی اور یہ کھانا ہم نے اُسی خوشی میں تیار کیا ہے اور آپ لوگوں کا حصّہ لائے ہیں۔ وُہ طعام جناب عبدالمطلب کے سامنے لایا گیا آپنے پوچھا کہاں سے آیا ہے فاطمہ نے کہا آپ کے عزیزوں نے ہمارے فرزند کی سلامتی کی خوشی میں پکایا ہے اور ہمارا حِصّہ دے گئے ہیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے کھانا چاہا تو حضرت رسالتمآبؐ کے نورِ اقدس کے اعجاز سے وُہ گویا ہوا کہ مجھے نہ کھاؤ مجھ میں زہر ملا دیا گیا ہے۔ اس وقت ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ دشمنوں

کا فریب تھا اور کھانے کو زمین میں دفن کر دیا۔ حضرت عبداللہ جب بالغ ہوئے تو نورِ نبوت انکی پیشانی میں جلوہ گر ہوا ہر طرف کے بڑے بڑے شرفا و امرانے آرزو کی کہ اپنی اپنی لڑکیوں کا آپ سے عقد کر دیں اور آپ کے نوُر سے فیض یاب ہوں کیونکہ وُہ حسن وجمال میں یکتائے روزگار تھے۔ دن میں جس طرف سے گزر جاتے تھے لوگ آپ کے جسم اقدس سے مشک وعنبر کی خوشبو سُونگھتے تھے اور اگر رات کے وقت نکلتے تو آپ کے چہرے کے نور سے در و دیوار روشن ہو جاتے تھے۔ اہلِ مکّہ ان کو مصباحِ حرم (کعبہ کا چراغ) کہتے تھے۔ مختصر یہ کہ گوہرِ نورِ رسالت پناہ صدف آمنہ بنت وہب کی قسمت میں تھا اور جناب عبداللہ کا نکاح اُن سے ہُوا۔

اس تزویج مبارک کا سبب یہ ہُوا کہ جب علمائے اہلِ کتاب نے اس فخرِ عقلائے روزگار کے ظہور کے آثار مشاہدہ کئے، سب کے سب شام میں جمع ہوئے اور پیغمبرؐ آخر الزمان کے ظہور کے بارے میں گفتگو کی، اور اپنے ایک عالم کے پاس اُردن میں گئے جو سب سے زیادہ بزرگ و مُسن تھا۔ اس نے ان لوگوں سے پُوچھا کہ تمہارے آنے کا کیا سبب ہے اور تم لوگ اس قدر پریشان و مضطرب کیوں ہو؟ انہوں نے کہا ہم نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور اس میں اس پیغمبرؐ جلیل کے اوصاف پڑھے جس کی فرشتے مدد کریں گے اور ہم اور ہمارا دین اس کے ہاتھوں زائل و برباد ہوگا۔ آپ سے اس کے بارے میں مشورہ کرنے آئے ہیں ممکن ہے اس کے روکنے کی کوئی تدبیر آپکی سمجھ میں آئے۔ اُس عالم نے کہا جو شخص اس امر کو مٹانا چاہے جس کو قائم کرنے کا ارادہ خدا نے کیا ہو تو وُہ شخص جاہل و مغرور ہے جو کچھ تم لوگوں نے دیکھا اور پڑھا ہے وُہ واقع ہو کر رہے گا، اس کا روکنا ممکن نہیں۔ اسکے عزیزوں میں سے اس کا ایک وزیر ہوگا جو ہر امر میں اس کا معین ومددگار رہوگا۔ ان لوگوں نے اس عالم کی گفتگو سُنی تو حیران رہ گئے۔ ان میں سے ایک عالم ہیوبا نامی اُٹھا جو بڑا کافر، سرکش و شجاع تھا۔ اور بولا یہ شخص بڈھا ہو گیا ہے اور پیری کے سبب اس کی عقل زائل ہو گئی ہے۔ اس کی باتیں مت سُنو میں کہتا ہوں کہ جس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے پھر کبھی وُہ سرسبز نہیں ہوا کرتا۔ مناسب ہے کہ اس شخص کو ہلاک کر دو جس سے وُہ پیغمبر پیدا ہونے والا ہے اور اس کی طرف سے بیخوف ہو جاؤ۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ کچھ مال خریدو اور تجارت کے بہانے سے مکّہ جاؤ وہاں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے گا اور میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اپنی تلواروں کو زہر میں بجھا لو اور سفر کا انتظام کرو۔ اُن ملعونوں نے اس کافر بدبخت کی رائے پسند کی اور مکّہ معظمہ کیلئے مناسب مال خریدے اور روانہ ہوئے جب مکّہ کے قریب پہنچے ایک ہاتف کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا کہ اے بدترین انسانو! بہترین شہر میں جا رہے ہو اور بہترین خلقِ خُدا کو نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ جو شخص خدائے جبّار کی تقدیر پر غالب ہونا چاہتا ہے اس کی بازگشت آتشِ جہنم کی طرف ہوتی ہے اور وُہ دنیا و عقبےٰ میں خائن و نقصان اٹھانے والا ہوتا ہے۔ یہ وحشت خیز آواز اور ایسی باتیں سُن کر وُہ ڈر گئے۔ اور چاہتے تھے کہ واپس چلے جائیں پھر ہیوبا نے شیطانی وسوسوں کے ساتھ ان کو اس سفر پر قائم رکھا۔ راستہ میں جو لوگ ملتے تھے وُہ

ملاعین جناب عبداللہ کا حال پُوچھتے وُہ عبداللہ کے حُسن وجمال اور کمال کی تعریف کرتے جس سے اُن کا حسد اور بڑھ جاتا۔ غرض وُہ سب مکّہ میں داخل ہوئے اور تاجروں کو اپنے مال دکھائے اور قیمت بہت زیادہ طلب کی تاکہ وُہ نہ خریدیں، اور مکّہ میں قیام کا عذر وبہانہ اُن کے لئے موجود رہے اور موقع کے منتظر تھے۔ ایک رات جناب عبداللہ نے خواب میں دیکھا اور اپنے پدر عبدالمطلب سے بیان کیا کہ چند بندر برہنہ تلواریں ہاتھوں میں لئے انکو حرکت دے رہے ہیں اور مجھ پر حملہ کر رہے ہیں یہانتک کہ میں ہوا میں بلند ہوگیا۔ اور آسمان کی جانب سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے اُن تمام بندروں کو جلاکر خاک کر دیا۔ عبدالمطلب نے فرمایا اے فرزند خداوند عالم تجھ کو تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ تجھ سے حسد کرنے والے بہت ہیں اس نور کے سبب جو تیری پیشانی میں ہے لیکن اگر تمام اہلِ زمین اتفاق کرلیں تب بھی تجھ کو ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ یہ نور امانت پیغمبر آخرالزمان ہے اور خدا اس کا محافظ ہے۔

اکثر جناب عبدالمطلب و عبداللہ شکار کو جایا کرتے تھے لیکن وہ کفار عبدالمطلب کے خوف سے عبداللہ سے کچھ تعرض نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز جناب عبداللہ تنہا شکار کے لئے گئے۔ ہیوبا اپنے ہمراہیوں کے پاس آکر بولا اب کیا انتظار کر رہے ہو۔ عبداللہ اکیلے شکار کو گئے ہیں موقع غنیمت ہے۔ یہ سُنتے ہی ان میں سے اکثر برہنہ تلواریں اپنے کپڑوں میں چُھپاکر عبداللہ کے قتل کے ارادہ سے چلے اور اس وقت پہنچے جب عبداللہ پہاڑ کے دروں میں داخل ہوکر ایک شکار کو ذبح کر رہے تھے۔ یہودیوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تمام راستے بند کرلئے۔ عبداللہ نے جو دیکھا کہ وُہ قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا اور ظاہر و باطن جاننے والے خدا کی بارگاہ میں تضرع وزاری کی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہوکر بولے کہ کس سبب سے مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم مَیں نے تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہیں دی ہے نہ کسی کا مال چھینا ہے نہ تم میں سے کسی کو قتل کیا ہے لیکن ان ملعونوں نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ یکبارگی حملہ کر دیا۔ عبداللہ نے خدا کا نام لے کر چار تیر اُن کی طرف پھینکے، ہر تیر سے ایک ایک لعین کو واصل جہنم کیا۔ تو ان کافروں نے حیلہ وبہانہ شروع کیا۔ کہنے لگے آپ ہم کو کیوں قتل کر رہے ہیں ہم کو آپ سے کوئی غرض نہیں۔ ہمارا ایک غلام بھاگ گیا ہے ہم اس کی تلاش میں آئے اور آپ کو غلطی سے وُہی غلام سمجھ لیا۔ عبداللہ ان کے اس فریب آمیز عذر پر ہنسے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر کمان اُٹھائی اور چاہا کہ اُن کے درمیان سے نکل جائیں اُن لوگوں نے پھر حملہ کیا۔ بعض پتھر مارنے لگے اور بعض تلواروں سے وار کرنے لگے۔ عبداللہ بھی شیر کی طرح اُن پر جھپٹے اور بہتوں کو مار کر زمین پر گرا دیا۔ لیکن ان کی شدّت وسختی جب زیادہ ہوتی تو گھوڑے سے کُود پڑے اور پُشت پہاڑ کے سہارے سے لگائی تو اُن ظالموں نے پتھر مارنا شروع کیا۔ خوف سے نزدیک نہ آتے تھے۔ اسی حال میں جبکہ ان اشقیا نے عبداللہ کو گھیر رکھا تھا، وہب ابن عبدمناف اس درّہ میں پہنچ گئے۔ ان یہودیوں کی کثرت دیکھ کر ڈرے اور دوڑتے ہوئے مکّہ میں

آئے اور بنی ہاشم کو آواز دی کہ عبداللہ کی خبر لو دشمنوں نے فلاں درّے میں انکو گھیر رکھا ہے۔ یہ سُنتے ہی تمام بنی ہاشم ہاتھوں میں تلواریں لئے برہنہ گھوڑوں پر سوار ہوکر تیزی کے ساتھ اس درّہ میں پہنچے عبداللہ نے دیکھا کہ عبدالمطلب، ابو طالب، حمزہ اور عباس اور دوسرے بنی ہاشم درّہ میں داخل ہوئے تو عبدالمطلب نے فرمایا اے فرزند یہ تھی اس خواب کی تعبیر جو تم نے دیکھا تھا۔ یہودیوں نے ان لوگوں کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ اب ہماری جانیں نہیں بچ سکتیں، اور بھاگنے لگے۔ بعض تنگ درّہ میں جاکر چھپے جن پر بقدرت الٰہی پہاڑ سے پتھر گرا اور وہ جہنم واصل ہوئے۔ ان میں سے اکثر گرفتار ہوئے۔ ان لوگوں نے چاہا کہ ان سب کو قتل کر دیں تو وُہ کہنے لگے کہ ہم کو اتنی مُہلت دیجئے کہ اپنے حسابات اہلِ مکّہ سے صاف کرلیں پھر آپ کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ تو ان لوگوں کی مشکیں باندھ کر مکّہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مکّہ والے اُن پر پتھر برساتے اور لعنت کرتے تھے۔ پھر عبدالمطلب نے چند لوگوں کو برائے شکریہ وہب کے پاس بھیجا۔

وہب جب اپنی زوجہ برہ کے پاس پہنچے تو بیان کیا کہ آج عبداللہ پسر عبدالمطلب سے چند ایسے امُور میں نے دیکھے کہ عرب کے تمام بہادروں سے کبھی نہ دیکھے تھے۔ خدا نے اس کو حسن وجمال اور نور وضیا سے مخصوص فرمایا ہے جس کے مانند دُنیا میں نہ دیکھا نہ سُنا۔ جب یہودیوں نے ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو مَیں نے دیکھا کہ فرشتے اس کی مدد کے لئے آسمان سے اُتر رہے ہیں۔ پھر بولے عبدالمطلب کے پاس جاکر استدعا کرو شاید ہماری لڑکی آمنہ کو انکے عقد میں قبول کرلیں اور ہم کو اس شرف سے سرفراز فرمائیں۔ برّہ نے کہا اے وہب تمام رؤسائے مکّہ اور اطراف وجوانب کے بادشاہوں نے ان کی طرف رغبت کی کہ اپنی لڑکی ان کو دیں لیکن انہوں نے قبول نہ کیا، ہماری لڑکی کی جانب کب رغبت کریں گے۔ وہب نے کہا آج مَیں نے اُن پر اپنا ایک حق قائم کیا ہے کہ عبداللہ کے معاملہ سے ان کو آگاہ کیا۔ شاید اس سبب سے میری دختر کے لئے راضی ہو جائیں۔

برّہ عبدالمطلب کے گھر آئیں۔ آپ نے فرمایا خوب آئیں آج تمہارے شوہر نے ہم پر ایک احسان کیا ہے۔ تمہاری جو حاجت ہو بیان کرو ہم پُوری کریں گے۔ برّہ نے کہا اے عبدالمطلب انہوں نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے، چاہتے ہیں کہ نُورِ عبداللہ انکی بیٹی آمنہ کی طرف منتقل ہو۔ اس کے علاوہ ہماری کوئی خواہش نہیں۔ آمنہ آپ کے لئے ہدیہ قرار دیتی ہوں۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کو دیکھا اور فرمایا اے فرزند اگرچہ بادشاہوں کی بیٹیوں کو تم نے قبول نہیں کیا، لیکن یہ لڑکی تمہارے خاندان کی ہے عقل وطہارت، عفت ودیانت، صلاح وکمال اور حسن وجمال میں مکّہ میں کوئی لڑکی اس کی مثال نہیں ہے عبداللہ یہ سُنکر خاموش ہوگئے اور کراہت کا اظہار نہ کیا۔ تو عبدالمطلب نے برّہ سے فرمایا تمہاری خواہش ہم کو منظور ہے اور ہم نے تمہاری دختر کو عبداللہ کے لئے قبول کیا۔ پھر رات کے وقت عبدالمطلب جناب عبداللہ کو وہب کے گھر لے گئے اور اس سلسلہ میں گفتگو شروع کی۔ دفعتًہ وہ یہودی جو وہب کے گھر میں قید تھے اس موقع کو غنیمت سمجھے اور رسیاں اور زنجیریں توڑ کر اپنے اپنے گھروں کی جانب بھاگ کھڑے ہوئے۔ چونکہ ہتھیار اُنکے پاس نہ تھے اس لئے بنی ہاشم کو پتھروں سے مارنا شروع کیا لیکن

با اعجاز نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وُہ پتھر خود انُہی کے سینہ و سر پر واپس پڑنے لگے اُدھر اُن شیران بیشۂ شجاعت نے نیام سے تلواریں کھینچیں اور نورِ سیّدِ انام سے توسل کرکے اُن کافروں پر حملہ کیا اور اُن سب کو جہنم میں پہنچا دیا۔ اس قضیہ داہیہ کے بعد عبدالمطلبؑ نے وہب سے فرمایا کہ کل صبح انشاء اللہ ہم اور تم قوم کی موجودگی میں اس تقریب نکاح کو سرانجام دینگے۔

دوسرے روز صبح کو عبدالمطلبؑ نے اپنی اولاد اور اعزا کو ساتھ لیا۔ وہب نے بھی اپنے عزیزوں کو جمع کیا۔ جب دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے عبدالمطلبؑ نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا اور فرمایا میں خدا کی حمد کرتا ہوں شکر کرنے والوں کی سی حمد۔ ایسی حمد جس کا وُہ سزاوار ہے، ان نعمتوں پر جو اُس نے ہمیں بخشی ہیں اور ہم کو اپنے حرم کا ہمسایہ قرار دیا ہے۔ اور اپنے حرم میں جگہ دی ہے۔ اور اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دی ہے اور ہم کو تمام اُمتوں پر فضیلت دی ہے اور ہماری تمام بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت کی ہے۔ اور میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے ہمارے لئے نکاح کو حلال اور زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ ہمارا فرزند عبداللہؑ تمہاری بیٹی آمنہؑ کی اتنے مہر پر خواستگاری کرتا ہے کیا تم کو منظور ہے؟ وہب نے کہا ہاں ہم راضی ہیں اور ہم نے قبول کیا۔! عبدالمطلبؑ نے قوم سے فرمایا آپ لوگ گواہ ہیں۔ اس کے بعد عبدالمطلبؑ نے چار روز تک تمام مکّہ والوں اور قریب و جوار کے لوگوں کی دعوتِ ولیمہ کی۔ غرض عبداللہؑ و آمنہؑ کی مزاوجت کو ایک رات گزری اور طلوع آفتاب کا وقت قریب آیا تو خلاقِ عالم نے جبریلؑ کو حکم دیا انہوں نے جنت الماویٰ میں ندا کی کہ پیغمبر بشیر و نذیر و سراج منیر کے ظہور کے اسبابِ تقدیر تمام ہوئے۔ وُہ پیغمبرؐ جو نیکیوں کا حکم کرے گا اور بُرائیوں سے روکے گا اور لوگوں کو حق کی دعوت دے گا اور میرے بندوں پر میری رحمت اور صاحبِ امانت و صیانت ہو گا۔ اُس کا نورِ ہدایت اطرافِ عالم میں ظاہر ہو گا۔ جو شخص اس کو دوست رکھے گا اس کو شرف و عطا کی خوشخبری ہے۔ اور جو اُس کو دشمن رکھے گا اُس کے لئے بدترین عذاب ہو گا۔ وُہ وہی ہے جس کی پاکیزہ طینت کو آدمؑ کی خلقت سے پہلے میں نے تمہارے سامنے پیش کی تھی۔ اُس کا نام آسمان میں **اَحْمَدْ**ؐ اور زمین میں **مُحَمَّدْ** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور بہشت میں ابوالقاسمؐ۔ یہ سُنکر فرشتوں نے تسبیح و تقدیس و تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ بہشت کے دروازوں کو کھول دیا اور جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا۔ حُوروں نے بہشت کے بالاخانوں سے سر نکالا، بہشت کے طائروں نے طرح طرح کے نغموں میں بہشت کے درختوں پر خالقِ زمین و زمان کی تسبیحیں کرنا شروع کیں۔ پھر جبریلؑ ہزار فرشتوں کے ساتھ زمین پر آئے اور اطرافِ عالم میں حبیبِ کردگار کے انعقادِ نطفہ کی خوشخبری پہنچائی اور دریاؤں، پہاڑوں اور بادل کے خازنوں اور تمام مخلوقاتِ زمین کو مژدۂ سُرور دیا یہانتک کہ زمین ہفتم کے ساکنین تک کو یہ خوشخبری پہنچائی۔ ان میں سے جس جس نے اُس برگزیدۂ خدا کی محبت اختیار کی خدا کی رحمت سے سرفراز ہوا، اور جس نے عداوت کو دل میں جگہ دی وُہ الطافِ الٰہی سے محروم ہو گیا اور شیاطین کو پابزنجیر کیا اور آسمانوں کی خبریں سُننے سے روک دیا۔ ان کو شہاب کے تیروں سے مار کر

آسمان کے ہر دروازہ سے بھگا دیا۔ دوسرے روز جُمعہ کو جو عرفہ کا دن تھا عبداللہؑ اپنے باپ بھائیوں کے ساتھ بیابان عرفات میں گشت میں مصروف تھے۔ وُہ لوگ بہت پیاسے تھے۔ اس بیابان میں پانی نہ تھا۔ ناگاہ نہایت صاف پانی کی نہر دکھائی دی جس کو دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوئے۔ دفعتہً ایک منادی کی آواز سُنی کہ اے عبداللہؑ اس پانی کو پیو۔ اس وقت عبداللہؑ نے سمجھا کہ وُہ آسمانی نہر اُس برگزیدۂ معبود کے انعقادِ نطفہ کے لئے زمین پر ظاہر ہوئی ہے۔ وُہ اسی وقت اپنے خیمہ میں بعجلتِ تمام واپس آئے اور آمنہؑ سے فرمایا کہ اُٹھو۔ غسل کرو، پاکیزہ کپڑے پہنو، اور خوشبو لگاؤ۔ عنقریب اُس نورِ ربانی کا مخزن ہوا چاہتی ہو۔ غرض وُہ اُس وقت سیّد المرسلینؐ سے حاملہ ہوئیں اور وُہ نورُ عبداللہؑ کی صلب سے آمنہؑ کے رحم مطہرہ میں منتقل ہوا۔ آمنہؑ کہتی ہیں کہ جب عبداللہؑ مجھ سے مقاربت کر رہے تھے ایک نور اُن سے ساطع ہوا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو روشن کر دیا تھا۔ پھر وہی شعاع جبین آمنہؑ سے آئینہ میں عکسِ آفتاب کے مانند نمایاں ہوئی۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ایک عورت فاطمۂ مرہ کی بیٹی تھی جس نے انبیاؑ و علمائے گزشتہ کی بہت سی کتابیں پڑھی تھیں۔ ایک روز حضرت عبداللہؑ اُس کی طرف سے گزرے۔ اُس عورت نے پُوچھا آپ ہی ہیں جن کا فدیہ سَو اُونٹ آپ کے والد صاحب نے دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا اچھا ہو کہ آپ مجُھ سے عقد کرلیں اور صرف ایک مرتبہ مجُھ سے قربت فرمائیں۔ میں سَو اُونٹ اس کے عوض آپ کو دُونگی حضرت عبداللہؑ نے توجّہ نہ کی۔ جب نطفہ طیبہ حضرت رسالت پناہ صلعم رحم آمنہ میں منعقد ہو گیا پھر حضرت عبداللہ ایک روز اُسی عورت کی طرف سے گزرے لیکن اس کی وُہ پہلی خواہش نہ پائی؛ اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا جس امر کے واسطے میں آپ کو چاہتی تھی وُہ تقدیرِ الٰہی کے سبب دُوسرے کے نصیب میں تھا۔ وُہ اس نورِ خداوندی سے بہرہ ور ہوئی۔

روایت ہے کہ جب عبداللہؑ کا عقد آمنہؑ سے ہو گیا دو سو عورتیں اُن کی حسرت میں ہلاک ہو گئیں اور جب وقت آیا کہ وُہ نور عبداللہؑ کی جانب سے منتقل ہوا اس قدر روشن و درخشاں ہوا کہ کسی کی طاقت نہ تھی کہ رات کے وقت ان کے روئے تاباں پر نظر کر سکے وُہ جس پتھر یا درخت کی جانب سے گزرتے تھے، وُہ سب آپ کی طرف سجدہ میں گر پڑتے تھے اور حضرتؐ کو سلام کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہؑ نے سوئے بہشت رحلت فرمائی جناب رسالت مآب صلعم کی عمر مُبارک دو ماہ کی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ سات مہینے کے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے۔ اور جب حضرت آمنہؑ کی وفات ہوئی حضرتؐ کا سن مبارک چار سال کا تھا۔ ایک روایت ہے کہ حضرت چھ سال کے تھے اور ایک روایت کے مطابق دو سال چار مہینے کے تھے۔ اُن کا انتقال ابوا میں ہوا جو مکّہ و مدینہ کے درمیان ایک منزل ہے۔ اور جب حضرت عبدالمطلبؓ نے وفات پائی آپؐ کی عمر آٹھ سال دو مہینے دس روز کی تھی۔

روایت خاصہ و عامہ میں وارد ہوا ہے کہ ایک رات جناب سرورِ عالم اپنے پدر بزرگوار جناب

عبداللہؑ کی قبر پر آئے۔ دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کو ندا کی۔ قبر شگافتہ ہوئی، دیکھا کہ عبداللہ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرتؐ کو دیکھ کر بولے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ حضرتؐ نے پُوچھا آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے پُوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ پیغمبرؐ نے فرمایا یہ علیؑ آپ کے ولی ہیں۔ تو عبداللہؑ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ میرا ولی ہے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا اے پدر اپنے باغ میں واپس جائیے جہاں آپ تھے۔ پھر حضرتؐ وہاں سے اپنی مادرِ گرامی کی قبر پر آئے اور اُسی طرح عمل کیا۔ قبر شگافتہ ہوئی۔ آپ نے دیکھا کہ جناب آمنہؑ اپنی قبر میں بیٹھی ہیں، اور کہتی ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهٗ۔ فرمایا آپ کا ولی کون ہے انہوں نے پُوچھا اے فرزند تمہارا ولی کون ہے؟ فرمایا یہ علیؑ ابن ابی طالب آپ کے ولی ہیں۔ جناب آمنہؓ نے بھی کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا اپنے باغ کی طرف واپس جائیے جس میں آپ تھیں [1]

شاذان بن جبرئیل قمی و ابن بابویہ و شیخ طبرسی رضی اللہ عنہم وغیرہم نے روایت کی ہے جن میں بہت معمولی اختلاف ہے اور زیادہ موافقت۔ شاذان کی روایت سے ہے کہ حضرت عبدالمطلبؓ کے زمانہ میں یمن میں ایک بادشاہ تھا جس کو سیف بن ذی یزن کہتے تھے وہ مکہ معظمہ پر قابض ہوگیا تھا اور اپنے لڑکے کو وہاں کا حاکم مقرر کر رکھا تھا۔ جناب عبدالمطلبؓ نے اور رؤسائے بنی ہاشم کو ساتھ لیا اور یمن کی جانب متوجہ ہوئے تاکہ اس سے ملاقات کریں اور اس کو اہلِ مکہ پر لُطف و مہربانی کی ترغیب دیں۔ جب یمن میں پہنچے معلوم ہُوا کہ بادشاہ قصرِ وردی میں قیام پذیر ہے۔ یہ اُس کی عادت ہے کہ جب بہار کا زمانہ ہوتا ہے وُہ قصرِ عمدان میں رہتا ہے اور چالیس روز سے زیادہ عیش و عشرت میں مشغول رہتا ہے۔ اس اثناء میں کسی کو وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔ وُہ باغ جو قصرِ عمدان میں واقع تھا اس کا ایک دروازہ صحرا کی جانب بھی تھا۔ اور ہر دروازہ پر دربان تعیّنات تھے۔ ایک روز جناب عبدالمطلبؑ اُسی دروازہ پر پہنچے جو صحرا کی جانب تھا۔ آپ نے دربان سے اندر جانے کی اجازت چاہی۔ دربان نے کہا بادشاہ ان ایام میں اپنے مصاحبین اور عورتوں کے ساتھ خلوت میں رہتا ہے اور کسی اور کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر وُہ آپ کو دیکھے گا تو آپ کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دے گا۔ عبدالمطلبؑ نے اشرفیوں کی ایک تھیلی اس کو دے کر فرمایا تم مجھے جانے سے مت روکو۔ اور میرے قتل کا معاملہ میرے اُوپر چھوڑ دو اور تمہارے متعلق میں بادشاہ سے عذر کر لوں گا کہ تم کو کوئی گزند نہ پہنچنے پائے۔ دربان کی نگاہیں زرِ سُرخ پر پڑیں تو اپنے سیاہ خوُن

---

[1] مؤلّف فرماتے ہیں کہ ان روایتوں سے ظاہر ہُوا کہ آنحضرتؐ کے والدین خدُا کی وحدانیت اور آنحضرتؐ کی رسالت پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کا قبر میں بلانا اس لئے تھا کہ اُن کا ایمان علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار سے کامل تر ہو جائے ۱۲

اور پریشان حالی کو بھُول گیا اور حضرت کو جانے سے منع نہ کر سکا۔ جب عبدالمطلبؑ اس بوستان میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ قصرِ عمدان باغ کے وسط میں واقع ہے۔ اور طرح طرح کے پھُول اُس قصر کے چاروں طرف لگے ہوئے ہیں اور ایک صاف نہر اُس قصر کے گرد بہہ رہی ہے اور سیف شمشیرِ بُران کے مانند اُس قصر کے ایوان میں تکیہ لگائے پھُولوں کی کیاریوں کی جانب دیکھ رہا ہے۔ جب اُس نے عبدالمطلبؑ کو دیکھا غضب میں آکر اپنے غلاموں سے بولا کہ کون مرد ہے جو بغیر میری اجازت کے اس باغ میں آیا ہے جلد میرے پاس اس کو حاضر کرو۔ غلام تیزی کے ساتھ گئے اور اُن حضرت کو بادشاہ کے پاس لائے۔ حضرت عبدالمطلبؑ قصر میں داخل ہوئے تو دیکھا وُہ قصر سونے چاندی اور طرح طرح کے جواہرات سے آراستہ ہے اور ہر طرف نہایت حسین و جمیل کنیزیں صف باندھے کھڑی ہیں۔ بادشاہ کے نزدیک ایک ستون عقیقِ سُرخ کا نصب ہے اس پر ایک جام یاقوت کا ہے جس میں شراب کی مشک بھری ہوئی ہے۔ اس کے بائیں جانب طلائے سُرخ کا ایک پیالہ رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ اپنی تلوار نیام سے کھینچے ہوئے اپنے زانو پر رکھے ہوئے تھا اُس نے عبدالمطلبؑ سے پُوچھا تم کون ہو؟ فرمایا میں عبدالمطلبؑ بن ہاشم بن عبدمناف ہوں اور جناب آدمؑ تک اپنے نسب کو بیان فرمایا۔ بادشاہ نے کہا اے عبدالمطلب تم ہماری بہن کے فرزند ہو؟ فرمایا ہاں۔ اس لئے کہ سیف آلِ قحطان سے تھا اور آلِ قحطان بھائی کی اولاد اور آلِ اسمٰعیلؑ بہن کی اولاد تھی۔ پھر تو سیف نے عبدالمطلب کی بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا خوش آمدید اور مجھ کو عزّت بخشی اور حضرت سے مصافحہ کیا۔ اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور پوچھا کہ کس کام سے آپ آئے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہم جوارِ خانۂ خدا کے رہنے والے اور اس کی خدمت کرنے والے ہیں۔ آپ کے پاس آپ کو دشمنوں پر فتح و ظفر حاصل ہونے کی مبارکباد دینے آئے ہیں اور بادشاہ کو دُعائیں دیں۔ بادشاہ حضرت کے کلام سے بہت خوش ہُوا اور آپ کو تمام ہمراہیوں کے ساتھ دارالضیافت میں ٹھہرایا اور اپنا مہمان کیا اور آپ کی عزّت و تعظیم میں بہت مبالغہ کیا۔ ہر روز درہم ضیافت میں خرچ کے لئے مقرر کیا۔ ایک رات عبدالمطلبؑ کو خلوت میں طلب کیا، اپنے خواص کو علیحدہ کر دیا تاکہ کوئی ان کی باتوں پر مطلع نہ ہو سکے؛ اور کہا اے عبدالمطلبؑ میں چاہتا ہوں کہ اپنے رازوں میں سے ایک راز تم سے کہوں جس کو اب تک کسی سے نہیں بیان کیا ہے کیونکہ تم کو اس کا اہل سمجھتا ہوں؛ اور چاہتا ہوں کہ اس کو پوشیدہ رکھنا جب تک کہ اس کے ظاہر ہونے کا وقت نہ آئے۔ پھر سیف نے کہا تمہارے شہر میں ایک طفل ہے خوبصورت، جس کے اعضا موزوں و مناسب ہیں۔ وُہ حسن و جمال اور قد و قامت میں یگانۂ روزگار ہے۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے۔ وُہ زمین تہامہ میں مبعوث ہوگا، خدُا اس کے سر پر تاجِ پیغمبری رکھے گا؛ ابر اس کے سر پر سایہ فگن ہوگا، وہی قیامت کے روز شفیعِ اُمم ہوگا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان پیغمبری کی دو مہریں ہیں جن میں دو سطروں میں لکھا ہُوا ہے ایک پر "لا الٰہ الا اللہ" دُوسری سطر پر

محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، خدا نے اس کے ماں باپ دونوں کو اپنے جوارِ رحمت میں بُلا لیا ہے اس کے دادا اور چچا اس کی تربیت کر رہے ہیں۔ بنی اسرائیل کی کتابوں میں اُس کے اوصاف ماہِ شب چہاردہ سے زیادہ روشن وظاہر ہیں۔ خداوند عالم ہم اہل یمن سے ایک گروہ کو اس کا ناصر و مددگار قرار دے گا۔ اس کے دوستوں کو غالب اور دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔ وُہ بتوں کو توڑے گا، آتشکدوں کو خاموش کرے گا، اس کی باتیں حکمت سے بھری ہونگی، اس کے افعال عدل وانصاف سے مملو ہونگے۔ وُہ نیکی کا حکم کرے گا اور خود بھی نیکیوں پر عامل ہوگا۔ بُرائیوں سے روکے گا اور ان کو مٹائے گا۔ اگر میں اس کے زمانۂ بعثت تک زندہ رہا تو بیشک اپنے لشکر کو لے کر مدینہ میں جاؤں گا جو اس کا پایۂ تخت ہوگا تاکہ اس کی مدد کروں۔ اگر مجھے خوف نہ ہوتا کہ دشمن اس کو ضائع کر دیں گے۔ تو بیشک اُس کا حال شائع کرتا اور اسی وقت عرب کے گروہوں کو اس کی طرف دعوت دیتا۔ اور مجھے گمان ہے کہ آپ اس کے دادا ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا آپ کا گمان صحیح ہے۔ اُس نے کہا آپ خوب آئے، اور اپنے قدم سے ہم کو عزت بخشی اور سرفراز فرمایا۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اُس پیغمبرؐ پر ایمان لایا ہوں اور جو کچھ وُہ اپنے پروردگار کی جانب سے لایا ہے حق ہے پھر تین مرتبہ نہایت درد سے آہ کی اور کہا، کاش میں اُس کے زمانہ میں ہوتا اور اس کی نصرت میں اپنی جان اُس پر فدا کرتا۔ اے عبدالمطلبؑ اُس کی حفاظت میں کوشش کیجئے کیونکہ اُس کے دشمن بہت ہیں خاص کر یہودی جنکی عداوت سب سے بڑھ کر ہے۔ اور اپنی قوم سے بھی خبردار رہیئے کیونکہ وُہ اس سے حسد کریں گے اور بہت آزار پہنچائیں گے۔ عبدالمطلبؑ نے سیف کی داڑھی میں بہت سے سفید بال دیکھے۔ پھر اُس نے حضرت کو رخصت کیا اور کہا کل مع اپنے ہمراہیوں کے دربارِ عام میں تشریف لایئے گا تاکہ اکرام خاص سے مخصوص کروں۔

دوسرے روز حضرت عبدالمطلبؑ نے پاکیزہ کپڑے پہنے، خوشبو لگائی اور اس کے دربار میں تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے نہایت تعظیم وتکریم کی اور اپنے پاس بٹھایا۔ عبدالمطلبؑ نے کہا، اے بادشاہ کل میں نے آپ کی داڑھی میں سفید بال دیکھے تھے لیکن آج نظر نہیں آتے۔ بادشاہ نے کہا میں خضاب کرتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ پہلا شخص تھا جس نے خضاب کیا۔ پھر سیف نے ان تمام لوگوں کو حمام میں بھیجا اور ان کے لئے خضاب بھیجا تو ان لوگوں نے اپنی اپنی داڑھیوں میں خضاب لگائے۔ پھر ہر ایک کے واسطے ایک ایک تھیلی اشرفیوں کی، ایک ایک غلام، ایک ایک کنیز اور ایک ایک خلعت عطا کئے۔ اور جس قدر ان سب کو دیئے تھے تنہا عبدالمطلبؑ کے لئے بھیجے۔ اور دوسری روایت کے مطابق ہر ایک کو دس غلام، دس کنیزیں اور دو بُردیمنی، سو اُونٹ اور دس رطل چاندی مشک و عنبر سے بھری ہوئی عطا کیں، اور عبدالمطلبؑ کو اُن سب کے دس حصّے کے برابر عطا کیے۔ اسکے بعد اپنا عقاب گھوڑا اور اشہب خچر اور ناقۂ غضبا طلب کیا اور عبدالمطلبؑ کے سپرد کرکے کہا جب آپ کا پسر زادہؐ بڑا ہو تو اس کو دے دیجئے گا، یہ چیزیں آپ کے پاس امانت ہیں۔ میں اس گھوڑے پر سوار ہوکر

جب کبھی کسی دشمن کے تعاقب میں یا شکار کے لئے گیا تو ضرور فتح پائی اور اگر کسی دُشمن کے سامنے سے واپس ہوا تو کوئی مجھے پکڑ نہ سکا۔ اور اس خچر پر سوار ہوکر پہاڑوں اور بیابانوں کا سفر طے کیا ہے اور اُس کی سواری سے کبھی دِل نہیں چاہا کہ نیچے اُتروں۔ ان ہدیوں کو اس کے سپرد کر دیجئے گا اور میرا بہت بہت سلام کہیئے گا۔ عبدالمطلبؑ نے کہا جان ودل سے میں نے قبول کیا۔ پھر عبدالمطلبؑ سیف سے رخصت ہوکر مکّہ کی طرف واپس ہوئے۔ فرماتے تھے کہ میں ان ہدیوں اور سامانوں سے اتنا خوش نہیں ہوا کیونکہ یہ سب فانی ہیں۔ لیکن اس امر سے خوش ہوں جس کا شرف میرے اور میرے فرزند کے لئے باقی ودائم ہے، اور بہت جلد تم کو اس کا حال معلوم ہوجائے گا۔ جب جناب عبدالمطلبؑ کے واپس آنے کی اطلاع اہل مکّہ کو ہوئی وہاں کے بڑے بڑے لوگ استقبال کے لئے بعجلت تمام آپ کے پاس پہنچے اور حضرت سرورِ کائنات صلعم بھی اپنے جدّ بزرگوار کے استقبال کے لئے نہایت سکینہ ووقار کے ساتھ تھوڑی دُور آئے اور اثنائے راہ میں ایک پتھر پر بیٹھ گئے۔ جب عبدالمطلبؑ کے اصحاب و اعزا ان کے پاس آئے عبدالمطلبؑ نے پُوچھا میرا سردار و آقا محمدؐ کہاں ہے انہوں نے کہا راستہ میں ایک جگہ آپ کے انتظار میں ٹھہرے ہیں۔ جب عبدالمطلبؑ ان کے نزدیک پہنچے سواری سے اُتر پڑے اور آنحضرتؐ کو گود میں لیا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اے نورِ چشم یہ گھوڑا، ناقہ اور خچر سیف بن یزن نے تمہارے واسطے ہدیہ بھیجا ہے، اور تم کو سلام کہا ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کے لئے دُعائیں کیں اور گھوڑے پر سوار ہوئے وُہ خوشی ومسرّت سے اُچھلنے کُودنے لگا۔ بیان کرتے ہیں کہ اُس گھوڑے کا نسب یہ تھا:- عقاب اُس کا باپ نیزوب اُس کا قابل اُس کا بطال اُس کا زاد الراکب اس کا الکفاح اس کا الجنح اُس کا موج اس کا باپ میمون تھا۔ اور میمون ریح سے اور ریح بحکم خدا بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تھا۔

جب آنحضرتؐ کی عمر شریف آٹھ سال آٹھ ماہ اور آٹھ روز کی ہوئی عبدالمطلبؑ ایک سخت مرض میں مبتلا ہوئے۔ ان کی خواہش کے مطابق ایک تخت پر ان کو لٹا کر کعبۂ معظمہ کے پردوں کے سامنے لائے انکے نو فرزند انکے چاروں طرف آکر بیٹھے اور رو رہے تھے۔ جناب رسولِ خدا بھی آکر عبدالمطلبؑ کے پاس تخت پر بیٹھ گئے۔ ابو لہب علیہ اللعنۃ نے چاہا کہ ان کو ہٹا دے، عبدالمطلبؑ نے اس کو ڈانٹا کہ اے عبدالعزّیٰ تو اس برگزیدۂ خدا کی عداوت دل سے دُور نہ کرے گا۔ اس کے بعد حضرت ابوطالبؑ کی جانب رُخ کرکے سرورِ عالم صلعم کے بارے میں بہت وصیّتیں کیں اور اپنی تمام اولاد کو آنحضرتؐ کی تعظیم وتکریم کے بارے میں بہت تاکیدیں کیں۔ اور فرمایا کہ عنقریب اس کی عظمت وجلالت تم پر واضح ہوجائے گی۔ پھر بیہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے اکابر قریش کو مخاطب فرماکر کہا کیا تم لوگوں پر میرا کوئی حق ہے؟ سب لوگوں نے کہا کیوں نہیں آپ کا ہم تمام چھوٹے بڑے پر حق ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے اور سکراتِ موت آپ پر آسان کرے آپ ہمارے کیا اچھے امیر وسردار اور بزرگ تھے عبدالمطلبؑ نے کہا کہ میں تم کو اپنے فرزند محمدؐ کے حق میں وصیّت کرتا ہوں کہ اُس کی عزت کرنا اور اپنا

سردار سمجھنا اور اُس کے حق کی رعایت اور اُس کی تعظیم میں کمی نہ کرنا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے سُنا اور جان و دل سے قبول کیا۔ پھر جان کنی کا عالم حضرت پر طاری ہُوا، حضرت سرورِ کائنات کو گود میں لیا اور فرمایا اے فرزند سعادتمند میرے پاس سے الگ مت ہو۔ جب تک تم میرے پاس ہو مجھے راحت و آرام ہے۔ یہ کہہ رہے تھے کہ آپکی رُوحِ اقدس جوارِ رحمت پروردگار کی طرف پرواز کر گئی۔

بسند ہائے معتبر امام جعفر صادق و امام رضا علیہما السّلام سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو یتیم اس لئے کر دیا تھا اور کم سنی میں آپ کے باپ ماں کو دُنیا سے اُٹھا لیا تھا تاکہ خدا کی اطاعت کے سوا کسی کی اطاعت اُن پر لازم نہ ہو اور کسی کا کوئی حق سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر نہ رہے۔

چھٹی فصل

آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے تمام عرب اور اہلِ مکّہ کے حالات :-

حدیث موثق بلکہ صحیح میں امام محمّد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی تولیت ہمیشہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں رہی۔ وُہ لوگ ہمیشہ امرِ حج اور انکے دین کے معاملات کی حفاظت کرتے رہے۔ اور بزرگی بزرگوں سے میراث میں انکو ملتی رہی یہانتک کہ عدنان بن اُود کا زمانہ آیا۔ پھر تو اُن کے قلوب سخت ہوگئے اور اُن میں فساد پیدا ہُوا اور وُہ دینِ خدا میں بدعتیں کرنے لگے۔ بعضوں کو حرم سے نکال دیا۔ ان میں سے اکثر برائے تحصیل معاش اور اکثر جنگ وجدال سے بچنے کے لئے متفرق ہوگئے۔ ان میں سے زیادہ تر ملّتِ حنیفۂ ابراہیمؑ پر باقی رہے جیسے ماں، بہن اور بیٹیوں کا حرام ہونا جیساکہ خدا نے قرآن میں حرام قرار دیا ہے۔ لیکن سوتیلی ماؤں کو اور بہن کی بیٹیوں اور دو بہنوں کے ساتھ ایک وقت میں نکاح حلال سمجھتے تھے اور حج و تلبیہ اور غسل جنابت کا اعتقاد رکھتے تھے، لیکن حج و تلبیہ میں بدعتیں پیدا کر رکھی تھیں اور بُت پرستی اور شرک بھی کرنے لگے تھے اسی حال میں حضرت موسیٰؑ اسمٰعیلؑ و عدنان کے زمانہ کے درمیان مبعوث ہوئے۔

روایت ہے کہ جب معد بن عدنان کو خوف ہُوا کہ حرم پرانا ہو کر مشتبہ ہوجائے گا تو اُنہوں نے اس کے لئے میل و نشانات قائم کیئے جب قبیلہ جرہم مکّہ پر غالب ہوئے اور کعبہ کی تولیت اُن کے قبضہ میں آئی تو وُہ اپنے بعد میراث میں دوسروں کو دیتے چلے گئے یہانتک کہ اُن میں خود فساد و ظلم شروع ہُوا۔ انہوں نے کعبہ کی حرمت ضائع کردی اور کعبہ کے اموال پر متصرف ہوگئے؛ اور جو مکّہ میں آجاتا تھا اس پر ظلم کرتے؛ اور بہت زیادہ فساد و سرکشی کرنے لگے۔ اس زمانہ میں ایسا ہوتا تھا کہ جو شخص مکّہ میں فساد و سرکشی کرتا اور کعبہ کی ہتک حرمت کرتا وُہ بہت جلد ہلاک ہوجاتا تھا اسی سبب سے اس کو مکّہ کہتے ہیں کہ ظالموں کی گردنیں توڑ دیتا تھا۔ اور اس کو بیاسہ بھی اسی لئے کہتے ہیں کہ جو شخص اس میں ظلم وستم کرتا ہے اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اور اُمّ رحم بھی کہتے ہیں کہ جو اس کی حرُمت و خدمت کرتا ہے خدا کی رحمت اس کے لئے لازم ہوجاتی ہے۔ غرض جب جرہم کے لوگوں نے طغیان و سرکشی کی تو خدا نے انکو مرض نکسیر اور طاعون میں مُبتلا کیا جس سے بہت سے ہلاک ہو گئے۔ پھر قبیلہ خزاعہ جمع ہوئے تاکہ جرہم کے باقی ماندہ لوگوں کو حرم سے نکال دیں۔ خزاعہ کا

رئیس و سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا اور جرہم کا سردار عمرو بن الحارث بن جرہمی تھا ان میں باہم جنگ ہوئی اور خزاعہ جرہم پر غالب آئے۔ تھوڑے سے جرہم کے لوگ جو بچ رہے تھے جہینہ کے مقام پر چلے گئے اور آباد ہوگئے۔ وہاں سیلاب آیا اور سب کے سب فنا ہوگئے۔ ان کے بعد خزاعہ والیانِ مکّہ ہوتے یہانتک کہ قصئ بن کلاب حضرت رسولؐ اللہ کے جدّ بزرگ کا زمانہ آیا۔ انہوں نے خزاعہ کو مکّہ سے نکال باہر کیا اور خود کعبہ کے متولی ہوئے۔ انکی اولاد میں تولیت کعبہ پیغمبرؐ خدا کے زمانہ تک باقی رہی۔

بسند صحیح حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اہل عرب ہمیشہ کچھ نہ کچھ دینِ ابراہیمؑ کی متابعت کرتے رہے اور صلۂ رحم عمل میں لاتے رہے۔ مہمانوں کی خاطر مدارات کیا کرتے اور کعبہ کا حج کیا کرتے تھے انکا قول تھا کہ مال یتیم سے پرہیز کرو کیونکہ وہ رسی کے مانند ہے جو انسان کو باندھ دیتی ہے۔ وُہ بہت سی حرام چیزوں سے عذاب کے خوف سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ وُہ جب کبھی کوئی فعل حرام عمل میں لاتے بہت جلد کسی نہ کسی بلا میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ حرم کے درختوں کی چھال اپنے اُونٹوں کی گردنوں میں لٹکا دیتے اور چھوڑ دیتے تھے۔ پھر اُن اُونٹوں کو کوئی شخص چُرا لینے اور لے لینے کی جرأت نہیں کرتا تھا اور نہ کسی دُوسرے درخت کی چھال انکی گردنوں میں لٹکا سکتا تھا۔ اگر کوئی ایسا کرتا بہت جلد اس کو سزا مل جایا کرتی تھی۔ لیکن آج ان کو مہلت دے دی گئی ہے اور خُداوند عالم جلد ان کی گرفت نہیں کرتا اور عذاب میں مبتلا نہیں فرماتا بلکہ آخرت پر اُٹھا رکھتا ہے۔ ایک مرتبہ اہل شام نے کعبہ پر چڑھائی کی اور کوہِ ابو قبیس پر کعبہ کو برباد کرنے کے لئے منجنیق نصب کی تو خدا نے اُن پر چڑیوں کے پروں کے مانند ایک ابر بھیجا جس میں سے بجلی گری جس نے ستّر آدمیوں کو جلا کر خاک کر دیا جو منجنیق کے گرد موجود تھے۔

دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی میں نے اس کی پرورش کی جب وُہ بالغ ہوئی میں نے اس کو اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہنائے اور ایک کنویں پر لے گیا اور اس میں ڈال دیا۔ اس کا آخری کلمہ جو میں نے سُنا "ہائے بابا جان" تھا۔ اب فرمائیے اس کا کیا کفارہ ہے۔ آنحضرتؐ نے پُوچھا تیری ماں ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ پُوچھا کوئی خالہ ہے؟ وُہ بولا ہاں خالہ ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اپنی خالہ کے ساتھ نیکی کر کہ وُہ بمنزلۂ ماں ہے۔ شاید اس کا کفارہ ہوجائے۔ راوی نے حضرت صادقؑ سے پُوچھا کہ کس زمانہ میں یہ فعل شنیع ہوتا تھا؟ فرمایا بعثتِ سرورِ کائنات سے پہلے زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے تھے تاکہ دشمن کبھی ان کو قید کر کے لے جائیں اور اُن سے اولاد حاصل کریں جو ہمارے واسطے ننگ و عار کا سبب ہے۔

دُوسرا باب

اُن بشارتوں کا بیان جو انبیا و اوصیا علیہم السلام وغیرہ نے آنحضرتؐ کی بعثت اور ولادت کے بارے میں دی ہیں اور بعض مومنوں کے حالات جو زمانۂ فطرت میں تھے

احادیث معتبرہ آیات کریمہ کے مطابق وارد ہوتی ہیں کہ خداوندِ عالم نے پیغمبران گذشتہ سے عہدوپیمان لیا کہ اپنی اُمتوں کو حضرت پیغمبر آخرالزمان کی بعثت اور اُنکے اوصیا سے آگاہ کردیں اور انکو حکم دیں کہ انکی پیغمبری اور امامت کے حق ہونے کی تصدیق کریں۔ اور منقول ہے کہ عبداللہ بن سلام کہا کرتا تھا کہ واللہ ہم پیغمبر خدا محمدؐ کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا کہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں اُن کی تعریف پڑھی ہے اور اس میں ہم کو مطلق شک نہیں، لیکن اپنے لڑکوں کے بارے میں ممکن ہے کہ اُن کے متعلق شک ہو۔ اور سید ابن طاؤس نے حسّان بن ثابت سے روایت کی ہے وُہ کہتے تھے کہ مجھے یاد ہے جبکہ مَیں سات سال کا تھا یہودیوں کے ایک عالم کو مَیں نے سُنا جو ایک ٹیلہ پر کھڑا شور مچا رہا تھا اور یہودیوں کو پکار رہا تھا۔ جب وُہ سب جمع ہوئے تو کہنے لگا کہ آج رات ایک ستارہ طالع ہُوا ہے جو پیغمبر آخرالزمان حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث طولانی میں جناب امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ پیغمبر خُدا کی خدمت میں آیا اور اُن میں جو سب سے زیادہ جاننے والا تھا اس نے چند سوالات کئے حضرت نے سب کے جوابات دیئے اور وُہ مسلمان ہوّا اور ایک سفید کاغذ نکالا جس میں وُہ تمام جوابات وہی لکھے ہوتے تھے جو آنحضرتؐ نے اس سے بیان فرمائے تھے پھر اُس نے کہا یا رسول اللہ اُسی خُدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مَیں نے ان سوالات وجوابات کو اُن الواح میں سے نقل کیا ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھیں۔ اور توریت میں آپؐ کے اوصاف اس قدر لکھے ہوئے دیکھے کہ مجھے توریت ہی کے کتاب خدا ہونے میں شک ہونے لگا تھا۔ اور چالیس سال ہوئے کہ آپ کا نام مَیں نے توریت سے مٹا دیا تھا، پھر دیکھا تو لکھا ہوّا تھا۔ اور مَیں نے توریت میں پڑھا ہے کہ ان مسائل کے جوابات آپؐ کے سوا کوئی نہ دے سکے گا۔ اور توریت میں لکھا ہوّا ہے کہ جس وقت آپؐ ان کے جوابات دے رہے ہوں گے آپ کی داہنی جانب جبرئیلؑ، بائیں طرف میکائیلؑ اور آپ کے سامنے آپ کے وصی کھڑے

ہوں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا تُو نے سچ کہا یہ میرے داہنے وبائیں جبرئیلؑ ومیکائیلؑ اور میرے وصی علی بن ابی طالبؑ میرے سامنے موجود ہیں۔ اور اس سے پہلے مذکور ہوچکا کہ آپ کی ولادت سے پہلے جماعتوں میں سے ایک جماعت جو آپ پر ایمان لائی تھی وُہ تُبّع کی تھی۔

حدیث حسن میں جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ تبع اوس وخزرج دو قبیلوں کو یمن سے ساتھ لایا تھا اور ان کو مدینہ میں آباد کیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ انتظار کرو عنقریب ایک پیغمبر ظاہر ہوگا جس کے اوصاف مَیں نے سُنے ہیں۔ وُہ مکّہ میں مبعوث ہوگا اور مدینہ میں ہجرت کرکے آئے گا۔ اگر میں اسکے زمانہ تک زندہ رہا تو اُس پر ایمان لاؤں گا اور اس کے ساتھ دشمنوں سے لڑوں گا۔ اور حدیث موثق میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ یہودیوں نے اپنی کتابوں میں پڑھا تھا کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ہجرت عیر واُحد کے درمیان ہوگی۔ لہٰذا اُن کی تلاش میں نکلے اور ایک پہاڑ پر پہنچے جس کو حداد کہتے تھے اور حداد اور اُحد ایک ہی ہے وُہ اس کے چاروں طرف متفرق ہوگئے کچھ فدک میں آباد ہوئے کچھ خیبر میں جا بسے اور بعض تیما میں مقیم ہوگئے۔ اور جو لوگ تیما میں رہتے تھے ایک مدّت کے بعد اپنے دوستوں سے ملنے کے مشتاق ہوئے اور قبیلۂ قیس کے ایک اعرابی سے چند اُونٹ کرایہ پر لیئے۔ اعرابی نے کہا میں آپ لوگوں کو عیر واُحد کے درمیان سے لے چلتا ہوں۔ انہوں نے کہا جب اُس مقام پر پہنچنا ہم کو بھی آگاہ کرنا۔ غرض وُہ جب مدینہ کے درمیان پہنچا اُنکو بتایا کہ یہ کوہِ عیر ہے اور وُہ کوہِ اُحد ہے۔ یہ سُنکر وُہ لوگ اُونٹوں سے اُترے اور بولے کہ ہم منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔ اب تمہارے اُونٹوں کی ہم کو ضرورت نہیں ہے۔ جہاں چاہو چلے جاؤ اور اپنے دوستوں کو لکھا جو فدک اور خیبر میں تھے کہ ہم جس جگہ کی تلاش میں تھے وہاں پہنچ گئے تم لوگ بھی چلے آؤ۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ ہم سردست اس مقام پر آباد ہوگئے ہیں اور اپنے مکانات بنوا لیئے اور سامان اکٹھا کرچکے ہیں۔ ہمارا یہاں سے منتقل ہونا دُشوار ہے۔ ہم تم سے دُور نہیں ہیں۔ جب وہ پیغمبر منتظر ظاہر ہوگا جلد سے جلد ہم اس کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ غرض وُہ لوگ مدینہ میں قیام پذیر ہوتے، مکانات بنائے اور مال واسباب ومویشی وغیرہ حاصل کئے۔ جب تبع کو معلوم ہوّا کہ وہ بہت مالدار ہوگئے ہیں تو ان کی طرف روانہ ہوا تاکہ اُن سے جنگ کرکے اُن کے تمام مال واسباب چھین لے۔ وُہ لوگ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوگئے۔ تبع لشکر جرّار لے کر آیا اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہودی کمزوروں پر رحم کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت تبع کے لشکر والے خرما اور جو اُن اہل قلعہ کے لئے پھینک دیا کرتے تھے۔ تبع کو معلوم ہوّا تو اس نے بھی ان پر رحم کیا اور امان دی تو وُہ لوگ قلعہ سے باہر نکلے۔ تبع نے ان سے کہا مجھ کو تمہارے شہر بہت پسند آتے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں۔ انہوں نے کہا آپ کے واسطے یہ شہر مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ محل ہجرت پیغمبر آخرالزمان ہے۔ اور جب تک وُہ ظاہر نہ ہوگا کوئی بادشاہ اس جگہ پر قبضہ نہیں کرسکتا۔ اُس نے کہا میں اپنے عزیزوں میں سے کچھ لوگوں کو یہاں چھوڑنا چاہتا ہوں کہ جب وُہ پیغمبر ظاہر ہو اس کی مدد کریں۔ غرض اُن لوگوں کے ساتھ اُس نے دو قبیلوں اوس اور خزرج کو وہاں آباد کیا۔ رفتہ رفتہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ آخر وُہ لوگ یہودیوں

غالب ہوئے اور انکے سامان واسباب اور مال و دولت چھین لئے۔ یہودیوں نے اُنسے کہا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہونگے ہم بھی تم کو اپنے گھروں سے جن پر تم قابض ہو گئے ہو نکال باہر کریں گے۔ لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو انصار تو ایمان لائے مگر یہودی کافر ہوگئے اسی مطلب کی طرف خداوند عالم نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ (آیت ۸۹۔ سورۃ بقرہ پ۱) "پہلے کافروں پر فتح یاب ہونے کی دُعائیں مانگتے تھے۔ پھر جب اُن کے پاس وہ چیز جس کو پہچانتے تھے آگئی، تو انکار کرنے لگے لہٰذا کافروں پر خدا کی لعنت ہے"۔

دوسری حدیث موثق میں ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں اُنہی حضرت سے لوگوں نے پُوچھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ وُہ محمدؐ اور عیسےٰ علیہما السلام کے درمیان ایک گروہ تھا جو بُت پرستوں کو دھمکی دیا کرتا تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر آنے والا ہے جو تمہارے بتوں کو توڑے گا اور تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا برتاؤ کرے گا لیکن جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو خود وہی لوگ کافر ہوگئے۔

قطب راوندی علیہ الرحمۃ نے روایت کی ہے کہ جب تبعّ مدینہ میں آئے تین سو پچاس یہودیوں کو قتل کیا اور چاہا کہ مدینہ کو خراب و برباد کردیں۔ ایک بُوڑھے یہودی نے کہا جس کی عمر دو سو پچاس سال کی تھی کہ اے بادشاہ تیرے ایسے انسان کو زیب نہیں دیتا ہے کہ لوگوں کو محض غصہ میں قتل کر ڈالے اور اس شہر کو خراب و برباد کرنا تیرے بس کی بات نہیں۔ تبعّ نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اس لئے کہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ سے ایک پیغمبر مکہ میں ظاہر ہوگا اور اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا۔ یہ سُنکر تبعّ ان کے قتل سے باز آئے اور مکہ کی جانب گئے وہاں پہنچ کر کعبہ پر غلاف چڑھایا اور وہاں کے لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور چند اشعار نظم کیے۔ جنکا مضمون یہ ہے: "میں شہادت دیتا ہوں کہ احمدؐ اس خدا کے رسُول ہیں جو تمام خلائق کا پیدا کرنے والا ہے۔ اگر میری عمر نے وفا کی اور میں زندہ رہا تو بیشک اس کا وزیر اور اُس کا پسرِ عم ہوُں گا۔ کہتے ہیں کہ تبعّ کوتاہ قد کے تھے۔ بعض کا قول ہے درمیانی قد کے تھے۔ اور ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ تبعّ نے پہلے ارادہ کیا کہ کعبہ کو خراب کرے تو ایک بلا میں گرفتار ہوگیا جس کے علاج سے اطبا عاجز رہے تو اس کے ایک وزیر نے اس کو تنبیہہ کی کہ اس بلا و مرض کا سبب تیرا وُہ ارادہ ہے جو تُو نے کعبہ کی بربادی کا کیا ہے تو اس نے اس ارادہ کو ترک کر دیا اور شفا پائی۔ پھر کعبہ کو غلاف پہنایا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے لگا۔ پھر مدینہ آیا اور آنحضرتؐ پر ایمان لایا؛ اور اپنے اصحاب میں سے چار سو اشخاص کو وہاں آباد کیا کہ وُہ حضرتؐ کے ظہور کا انتظار کریں۔ اور آنحضرتؐ کی نصرت کریں جبکہ وُہ ظاہر ہوں اور ایک خط آنحضرتؐ کیلئے لکھ کر اپنے وزیر کو دیا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا کہ وُہ بھی آنحضرتؐ کی اُمت میں ہے اور التجا کی ہے کہ حضورؐ اس کی بھی شفاعت فرمائیں۔ اس خط کا عنوان یوں تحریر کیا تھا کہ یہ نامہ ہے تبعّ کی طرف سے پیغمبر آخر الزمان محمدؐ بن عبداللہ "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم" کی جانب۔ اس کے انتقال کے ہزار سال بعد آنحضرتؐ پیدا ہوئے۔ اور جب مبعوث ہوئے اور مدینہ کے بہت لوگ ایمان لائے اس کا وُہ خط ابولیلیٰ کے ہاتھ آنحضرتؐ

کی خدمت میں بھیجا۔ جس وقت آنحضرتؐ قبیلہ بنی سلیم کے پاس گئے تھے وُہ خط لے کر ابولیلیٰ حاضر ہوا حضرتؐ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا تم ہی ابولیلیٰ ہو اور تبعّ کا خط لائے ہو؟ ابولیلیٰ کو سخت حیرت ہوئی۔ حضرتؐ نے فرمایا مجھے دو؛ اور لے کر حضرت امیر المومنینؑ کو دیا کہ پڑھیں۔ انہوں نے پڑھ کر سُنایا حضرتؐ نے تین مرتبہ فرمایا مرحبا اے برادر شائستہ۔ پھر ابولیلیٰ کو مدینہ واپس بھیج دیا[1]

آنحضرتؐ پر پہلے سے ایمان لانے والوں میں قیس بن ساعدۂ ایادی بھی تھے۔ چنانچہ بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت رسالت پناہؐ نے مکّہ کو فتح کیا ایک روز کعبہ معظمہ کے نزدیک بیٹھے تھے کہ ایک گروہ آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا۔ حضرتؐ نے پُوچھا تم لوگ کس قوم سے ہو؟ عرض کی بکر بن وائل سے۔ پُوچھا تم کو کچھ قیس بن ساعدۂ ایادی کا حال بھی معلوم ہے؟ عرض کی ہاں یا رسولؐ اللہ دریافت فرمایا کہ وُہ کہاں ہے؟ عرض کی ان کا انتقال ہوگیا۔ فرمایا ہر طرح کی تعریف سزاوار ہے موت و زندگی کے پروردگار کے لئے جو ہر نفس کو موت کا مزہ چکھانے والا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس بازارِ عکاظ میں ایک سُرخ اُونٹ پر سوار لوگوں کو خطبہ سُنا رہے ہیں کہ لوگو جمع ہو اور جب جمع ہو تو خاموش ہو جاؤ۔ جب خاموش ہو جاؤ تو غور سے سُنو۔ اور سُنو تو یاد رکھو۔ اور یاد رکھو تو عمل کرو۔ اور عمل کرو تو لوگوں کو بھی بتاؤ بے شبہ جو پیدا ہوا وُہ مرے گا اور جو مَر گیا پھر اس دُنیا میں واپس نہ آئے گا۔ یقیناً آسمان پر نعمتیں ہیں اور زمین پر عبرتیں۔ خدا نے تمہارے واسطے آسمان کی بلند چھت اور زمین کا فرش تیار کیا ہے، ستاروں کو متحرک کیا، اور رات و دن کو ایک دُوسرے کے بعد جاری کیا، اطرافِ زمین میں دریا پیدا کیے جنکی گہرائی معلوم نہیں۔ سچ کہتا ہوں کہ یہ سب کھیل تماشہ نہیں ان کے پیچھے عجیب امورِ آخرت ہیں۔ جو لوگ دُنیا سے جاتے ہیں کیوں واپس نہیں آتے۔ کیا وہاں رہنے پر راضی ہو جاتے ہیں یا سو رہتے ہیں اور نیند ہی میں قائم رکھے گئے ہیں۔ بقسم کہتا ہوں کہ خدا کا ایک دین ہے جو تمہارے دین سے بہتر ہے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ خدا قیس پر رحمت نازل کرے کہ وُہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ وُہ اپنے قبیلہ میں اکیلے صاحبِ ایمان تھے۔ پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ تم میں کسی کو اس کے اشعار یاد ہوں تو سُناؤ۔ ان میں سے ایک صاحب نے اُنکے چند اشعار سُنائے جو روزِ قیامت اور حشر پر ایمان سے متعلق تھے۔ اور اس قدر بلند اور حکمت سے بھرے ہوئے تھے کہ اس کے قبیلہ کا جب کوئی آدمی آتا تھا تو حضرتؐ اس سے اس کے اشعار سُنانے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور نہایت غور سے سُنتے تھے۔ روایت میں ہے کہ وُہ ساٹھ سال زندہ رہے۔ اور وُہ اپنی قوم میں پہلے شخص تھے جو روزِ قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور جناب سرورِ عالمؐ کو حسب و نسب کے ساتھ پہچانتے تھے اور ان کے ظاہر و مبعوث ہونے کی خوشخبری دیا کرتے تھے؛ اور ان کے خطبوں میں بھی آنحضرتؐ کی بشارت ہوتی تھی۔

کتب خاصہ و عامہ میں تحریر ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل دین یہود و نصاریٰ کو خوب جانچ کر سمجھ چکے

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ ابولیلیٰ کا حال جلد اوّل کے آخر میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ ۱۲

تھے، کوئی دین ان کو پسند نہ آیا تو مکّہ سے ملّتِ حنیفہ کی تلاش میں نکلے، اور موصل وغیرہ عرب کے جزیروں کی جانب ہوتے ہوئے شام کو پہنچے۔ جس جگہ کسی عالم اور راہب کے ہونے کی اطلاع ملتی اس کے پاس جاتے یہانتک کہ بلقاء میں ایک راہب کی خبر ملی کہ نصرانیت کا مکمل علم اس کو حاصل اور سب سے بڑا عالم ہے۔ وُہ اس کے پاس گئے اور دینِ حنیف کے بارے میں دریافت کیا۔ اُس نے کہا اس وقت تو بظاہر کوئی ایسا نہیں ہے جس کو اس دین کا صحیح علم ہو کیونکہ وُہ دین بہت پُرانا ہے۔ لیکن عنقریب اُسی شہر میں ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جہاں سے تم آرہے ہو، وُہ دینِ حنیف پر ہوگا۔ لہٰذا بہت جلد اپنے شہر کو واپس جاؤ کیونکہ اُنکے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے؛ اور ممکن ہے کہ وہ ظاہر ہوچکا ہو۔ یہ سُنکر وُہ جلد جلد واپس روانہ ہوتے، راستہ میں مار ڈالے گئے۔ ورقہ بن نوفل نے جو اُنہی کے طریقہ پر تھے جب اُن کے مارے جانے کی خبر سُنی، بہت روئے۔ اور اُن کا مرثیہ کہا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ لوگوں نے جناب رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ آپ کیا ان کے لئے استغفار کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں تم بھی ان کی مغفرت کی دُعائیں کرو۔ وُہ قیامت میں تنہا مبعوث ہوں گے کیونکہ مجھ پر ایمان لا چکے تھے اور دینِ حق کی تلاش میں شہید ہوگئے ہیں۔

دُوسری روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ جب حضرت سرورِ کائنات نے کعب الاحبار کو گرفتار کرکے بُلایا تاکہ اُس کی گردن ماری جائے اُس سے فرمایا کہ اے کعب کیا تجھ کو ابن حواش کی وصیت سے کچھ فائدہ پہنچا جو سام سے آیا تھا اور کہتا تھا کہ مَیں نے شراب کو ترک کردیا عیش و عشرت کو خیرباد کہہ دیا اور فقر اختیار کرلیا ہے۔ اور خرما کھانا شروع کردیا ہے اس پیغمبر کے انتظار میں جس کے مبعوث ہونے کا وقت آگیا ہے۔ وُہ مکّہ سے ہجرت کرکے اسی مدینہ میں آئے گا۔ وُہ بہت خندہ رُو اور کافروں کا مارنے والا ہوگا۔ خشک روٹی اور خرما اس کی غذا ہوگی۔ برہنہ ٹٹو پر سوار ہوگا۔ اس کی آنکھوں میں سُرخی ہوگی۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مُہرِ پیغمبری ہوگی۔ اپنی تلوار کاندھے پر رکھے گا اور کسی دُشمن کی پروانہ کرے گا، اس کی حکومت ہر اُس مقام تک ہوگی جہانتک گھوڑوں کے پَیر پہنچ سکیں گے کعب نے کہا اے محمدؐ ایسا ہی ہے۔ اگر یہودی یہ نہ کہتے کہ موت کے خوف سے ایمان لے آیا تو مَیں آپ پر ضرور ایمان لاتا لیکن یہودیوں کے دین پر اب تک زندہ رہا ہوں اور اُسی پر مرتا ہوں۔ تو آنحضرتؐ نے حکم دیا اور اُسکی گردن اڑادی گئی۔

دُوسری معتبر حدیث میں منقول ہے کہ خُدا نے حضرت عیسےٰؑ کو وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کو آگاہ کریں کہ وُہ مجھ پر اور میرے اُمّی پیغمبرؐ پر ایمان لائیں جس کی نسل اس کی دختر بابرکت سے چلے گی جو تمہاری ماں مریمؑ کے ساتھ بہشت میں ہوگی۔ طوبیٰ اس کے لئے ہے جو اس پر ایمان لائے۔ جناب عیسیٰؑ نے دریافت کیا معبود طوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا وُہ بہشت میں ایک درخت ہے جس کے نیچے نہر جاری ہے جو شخص اس سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے کبھی پیاسا نہیں ہوتا۔ عیسےٰؑ نے عرض کی پالنے والے اس میں سے ایک گھونٹ مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا کہ اے عیسیٰؑ اس کا پانی تمام پیغمبروں پر حرام ہے جب تک

کہ وُہ پیغمبر نہ پی لے۔ اور دُوسری اُمتوں پر حرام ہے قبل اس کے کہ اس پیغمبر کی اُمت نہ پی لے۔

قطب راوندی نے نقل کیا ہے کہ مکّہ کا رہنے والا ایک شخص آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے تاجروں کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کو گیا۔ وُہ کہتا ہے کہ جب ہم بازارِ بصرہ میں داخل ہوئے تو ایک راہب نے اپنے عبادت خانہ سے آواز دی کہ ان لوگوں سے پُوچھو کہ ان میں کوئی اہلِ مکّہ میں سے بھی ہے۔ کہا گیا ہاں ہے اُس نے پُوچھا آیا محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب مبعوث ہوئے کیونکہ یہی وُہ مہینہ ہے جس میں اُن کو ظاہر ہونا چاہیئے۔ وُہ آخری پیغمبرؐ ہیں اور حرم خدا سے ظاہر ہونگے اور اس مقام کی جانب ہجرت کرینگے جس میں خرمے کے بہت سے درخت ہونگے۔ اس میں پہاڑیاں اور شور زمینیں ہوں گی۔ راوی کہتا ہے کہ جب ہم مکّہ میں واپس آئے تو دریافت کیا کہ کوئی نئی اور عجیب بات تو نہیں ہوئی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں محمدؐ بن عبداللہ امین ظاہر ہوئے ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ابو سلام سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت سرورِ عالم بعثت سے قبل ابطح میں جارہے تھے کہ دو شخصوں نے حضرتؐ کو دیکھا جو مسافر معلوم ہوتے تھے اور کہا السلام علیک حضرتؐ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا "لا الٰہ الا اللہ"! اب تک مَیں نے کسی کو نہیں دیکھا تھا جس نے جواب سلام صحیح طور سے دیا ہو سوائے آپ کے۔ پھر ایک شخص نے پُوچھا کہ اس شہر میں کوئی شخص ہے جس کا نام احمدؐ ہو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سوائے میرے مکّہ میں کوئی نہیں ہے جس کا نام احمدؐ و محمدؐ ہو۔ اس نے پُوچھا کیا آپ مکّہ کے رہنے والے ہیں فرمایا ہاں وہیں پیدا ہوا ہوں اور وہیں رہتا ہوں۔ یہ سُنکر اس شخص نے اپنا اُونٹ بٹھایا اور حضرتؐ کے پاس آکر آپ کے دونوں شانوں کو کھولا اور مُہرِ نبوت دیکھی، تو بولا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ خدا کے رسولؐ ہیں اور جہاد کے ساتھ مبعوث ہونگے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے کچھ توشہ عنایت فرمائیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر گھر سے کچھ خرمے اور چند روٹیاں لائے، اس نے لے لیں اور اپنے ساتھی کے پاس آیا اور کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے موت نہ آنے دی جب تک کہ ایک پیغمبر سے مجھے توشہ نہ مل گیا۔ آنحضرتؐ نے پھر پُوچھا کہ آیا کوئی اور حاجت ہے؟ اس نے کہا مَیں چاہتا ہوں کہ آپ دُعا فرمائیں کہ خداوندِ عالم میرے اور آپ کے درمیان ملاقات کو باقی رکھے۔ حضرتؐ نے دُعا کی اور وُہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔

عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسولؐ خدا یہودیوں کے ایک عبادتخانہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ گئے۔ چند یہودیوں کو توریت کا وُہ حصہ پڑھتے ہوئے دیکھا جس میں آنحضرتؐ کے اوصاف کا تذکرہ تھا۔ انہوں نے حضرتؐ کو دیکھا تو پڑھنا بند کردیا۔ اُسی عبادت خانہ کے ایک گوشہ میں ایک مرد بیمار لیٹا ہوا تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا تم نے پڑھنا کیوں ترک کردیا؟ اُنہوں نے کہا چونکہ آپ کے اوصاف کا ذکر آگیا تھا اس لئے چھوڑ دیا۔ پھر وہ بیمار اُٹھ کر آیا اور اُن کے ہاتھ سے توریت لے لی اور آنحضرتؐ کے اوصاف آخر تک پڑھ کر سنائے۔ اور کہا یہ آپ کے اوصاف ہیں؛ اور مَیں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپ اس کے رسولؐ ہیں۔ یہ کہا تھا کہ اُس کا انتقال ہوگیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اس کو

مُسلمانوں کے طریقہ سے غسل دیا جائے۔ اصحاب نے اس کو غسل وکفن دیا، اور اس پر نماز پڑھی اور دفن کیا۔

روایت ہے کہ جب عبدالمطلب یمن تشریف لے گئے زبور کے عالموں میں سے ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا آپ اجازت دیتے ہیں کہ آپ کے بعض حصۂ جسم کو میں دیکھوں؟ آپنے فرمایا شرمگاہ کے سوا جس عضو کو چاہو دیکھو۔ اُس نے آپ کے ناک کے ایک سُوراخ کو پہلے دیکھا، پھر دُوسرے سوراخ کو دیکھا۔ پھر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ میں بادشاہی اور دوسرے میں پیغمبری ہے۔ اور جہاں تک ہم کو علم ہے چاہیئے کہ بنی زہرہ کے درمیان ظاہر ہو گا۔ کیا اُن میں سے کسی عورت کی آپنے خواستگاری کی ہے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا اُن میں سے کسی عورت سے نکاح کیجئے۔ حضرت عبدالمطلب نے پھر ہالہ دُختر وہب بن عبدمناف بن زہرہ سے نکاح کیا۔

روایت ہے کہ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں سب سے زیادہ حضرت سرورِ کائنات کو آزار پہنچایا کرتا تھا۔ جب مجھے یہ گمان ہؤا کہ لوگ آپ کو مار ڈالیں گے تو میں مکہ سے باہر چلا گیا اور ایک دیر میں ٹھہرا وہاں تین روز تک ان لوگوں نے میری ضیافت کی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ میں واپس ہی نہیں ہونا چاہتا تو کہنے لگے کہ شاید تم کو کچھ خطرہ ہے۔ انہوں نے کہا میں حضرت ابراہیمؑ کے شہر کا رہنے والا ہوں میرے پسرِ عم نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ ہماری قوم نے اس کو بہت اذیتیں پہنچائیں اور اس کے مار ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں وہاں سے اس لئے چلا آیا ہوں کہ اس کے قتل ہونے کے وقت موجود نہ رہوں۔ اُن لوگوں نے ایک شبیہ نکالی اور دکھا کر کہا کہ وُہ اس شکل وصورت کا ہے؟ جبیر نے کہا کہ میں نے اس سے زیادہ آنحضرتؐ سے مشابہ کوئی صورت نہیں دیکھی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو کوئی اس کو قتل نہیں کر سکتا۔ وُہ پیغمبر ہے اور خُدا اس کو ان پر غالب کرے گا۔ جبیر کہتے ہیں کہ میں جب مکہ واپس آیا تو سُنا کہ آنحضرتؐ مدینہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ غرض میں نے ان لوگوں سے پُوچھا کہ یہ تصویر کہاں سے تم کو حاصل ہوئی؟ انہوں نے کہا حضرت آدمؑ نے خُدا سے سوال کیا تھا کہ پیغمبروں کی صورت اُن کو دکھا دے۔ خدا نے تمام پیغمبروں کی شبیہیں اُن کے لئے بھیجیں۔ وُہ مغرب میں حضرت آدمؑ کے خزانہ میں محفوظ تھیں، ذوالقرنین نے ان کو نکالا اور حضرت دانیال کو دے دیا تھا۔

جریر بن عبداللہ بجلی سے منقول ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ حضرت رسالتمآبؐ نے ایک خط مجھ کو دے کر ذوالکلاع حمیری کے پاس بھیجا۔ جب میں نے اس کو وُہ خط دیا اُس نے تعظیم کی اور پڑھا۔ پھر سفر کا سامان درست کر کے لشکرِ عظیم کے ساتھ آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ ہؤا۔ ہم سب اثنائے راہ میں ایک راہب کے دیر کے پاس پہنچے اور داخلِ دیر ہوئے۔ راہب نے ذوالکلاع سے پُوچھا کہاں جاتے ہو؟ اُس نے کہا اس پیغمبر کے پاس جو قریش میں مبعوث ہؤا ہے۔ اور یہ شخص آنحضرتؐ کا پیغامبر ہے جو میرے پاس آیا ہے۔ راہب نے کہا یہ وقت تو وُہ ہے کہ اُن کا انتقال ہو گیا ہو۔ میں نے کہا تم کو ان کی وفات کی خبر کیونکر معلوم ہوئی؟ اس نے کہا تمہارے آنے سے پہلے میں دانیال کی کتاب پڑھ رہا تھا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف اور انکی عمر کی مُدت اور موت کے تذکرہ تک پہنچا تھا اسمیں یہی وقت ان کے انتقال کا درج ہے۔ یہ سُنکر ذوالکلاع واپس چلا گیا اور میں مدینہ واپس آیا تو معلوم ہؤا کہ اُسی روز آنحضرتؐ نے عالمِ قدس کی جانب رحلت فرمائی۔

ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ کعب بن لوی بن غالب ہر جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کرتے قریش روز جُمعہ کو عروبہ کہتے تھے۔ کعب نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ غرض وُہ قوم کو جمع کر کے خطبہ پڑھتے اور کہتے تھے کہ دوستو! سُنو اور یاد رکھو۔ سمجھو اور جا لو کہ دن و رات تم پر سے گزرتے رہتے ہیں، زمین تمہارے آرام کرنے کا گہوارہ ہے اور آسمان تمہارے سر پر ایک مضبوط چھت ہے۔ روئے زمین پر پہاڑ میخ ہیں اور ستارے تمہارے لیئے علامتیں ہیں۔ آنے والے گزرے ہوؤں کے مانند ہو جائیں گے۔ لٰہذا اپنے قرابت داروں سے نیکی کرو، اپنے دامادوں کا احترام کرو اور اپنے لڑکوں کی نیک تربیت کرو۔ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ مُردہ دُنیا میں واپس آیا یا کوئی میّت قبر سے زندہ ہو کر نکل آئی؟ بلکہ مکانات دوسروں کے لیئے رکھتے ہو۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم گمان کرتے ہو کہ آخرت میں زندہ نہ ہو گے تم کو حرم محترم کی زینت وتعظیم کرنا مبارک وگوارا ہو۔ بہت جلد تمہارے حرم مکرم سے ایک پیغمبر کریم مبعوث ہو گا جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہو گا۔ وہ سچی نیکیاں اور عمدہ و بہتر طریقے تم سے بیان کرے گا۔ خدا کی قسم اگر میں اُس روز تک زندہ رہا تو مصیبتیں برداشت کر کے اس کی خدمت میں پہنچوں گا اور اس کے معاملہ میں شرکت کروں گا۔ بیان کرتے ہیں کہ کعب نے آنحضرتؐ کے اوصاف صحفِ ابراہیم میں پڑھے تھے۔

سیدابن طاؤس نے کتاب درّۃ الاکلیل سے روایت کی ہے کہ ابن الناطور جو نصاریٰ کا بہت بڑا عالم تھا شام اور شہر ایلیا میں رہا کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ ہرقل بادشاہِ روم جو علم نجوم سے بہت اچھی طرح واقف تھا جب شہر ایلیا میں پہنچا ایک روز بہت محزون ومغموم تھا۔ اُس کے مخصوص عالموں میں سے کسی نے پُوچھا تمہارے مزاج میں اس قدر تبدیلی کیوں ہے۔ اس نے کہا آج رات ستاروں کے مقامات پر میں نے غور کیا تو معلوم ہؤا کہ ایک بادشاہ پیدا ہؤا ہے جو ختنہ شدہ ہے۔ علماء نے کہا کہ ختنہ کرنے والا گروہ تو یہودیوں کا ہے۔ بادشاہ مدائن کو لکھ کر بھیجو کہ سب کو قتل کر دے۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ بادشاہ غیناں کا قاصد آ گیا جس نے آنحضرتؐ کی بعثت کی خبر اُس کو لکھی تھی۔ اور آنحضرتؐ کا پیغامبر بھی ایک خط لے کر آیا تھا۔ ہرقل نے کہا کہ اس سے دریافت کرو کہ وہ رسول جو خدا کی طرف سے آیا ہے ختنہ شدہ ہے یا نہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں ختنہ شُدہ ہے۔ ہرقل نے پُوچھا اس پیغمبر کی پوری قوم ختنہ کرتی ہے؟ کہا ہاں۔ تب ہرقل نے کہا کہ وُہ بادشاہ جس کے بارے میں میں نے نجوم میں دیکھا ہے وہی ہے۔ پھر اس نے رُوم کے حاکم کو خط لکھا جو علم نجوم میں اُسی کے مانند تھا، اور خود شہر حمص کی جانب روانہ ہؤا۔ وہاں حاکمِ رُوم کا جواب اس کو مِلا جس میں تحریر تھا کہ تم نے علم نجوم سے جو معلوم کیا ہے وُہ صحیح ہے۔ وُہ جو ظاہر ہؤا ہے بادشاہ بھی ہے پیغمبر بھی ہے۔ ہرقل یہ معلوم کر کے قلعۂ حمص میں داخل ہؤا اور اس کے دروازوں کو بند کر لیا۔ پھر اکابر وعظمائے رُوم کو قلعہ کے باہر طلب کیا اور قلعہ کی منظر پر سے اُن سے گفتگو کی اور کہا کہ اے اہل روم اگر رشد وفلاح ونجات چاہتے ہو تو اس پیغمبرؐ پر

ایمان لاؤ جو عرب میں مبعوث ہوا ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ سُنا تو وحشیوں کی طرح قلعہ کی جانب دَوڑے تاکہ اس کو ہلاک کر دیں۔ لیکن قلعہ کے سب دروازے بند تھے، اس لیئے واپس چلے گئے۔ ہرقل جب اُن کے ایمان لانے سے ناامید ہوگیا تو دوبارہ اُن کو طلب کیا اور کہا مَیں تو تمہارے دین کے بارے میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا تھا اب مجھے معلوم ہوگیا کہ تم لوگ اپنے دین میں پکے ہو اور پلٹ نہیں سکتے یہ سُنکر ان لوگوں نے اس کو سجدہ کیا اور اُس سے راضی ہوئے۔

قطب راوندی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ توریت کے سفر اوّل میں ہے کہ جناب ابراہیمؑ پر ایک فرشتہ نازل ہُوا اور کہا کہ اس پیرانہ سالی میں تمہارے ایک فرزند ہوگا جس کا نام اسحٰقؑ ہے ابراہیمؑ۔ بولے کاش اس وقت تک اسمٰعیلؑ زندہ رہتا تو معبود تیرے گھر کی خدمت کرتا۔ خدا نے فرمایا کہ تمہاری یہ آرزو برآئے گی اور مَیں نے تمہاری دُعا اسمٰعیلؑ کے بارے میں قبول کی۔ اس کو برکت عطا کروں گا، اس کو بڑا اور بزرگ کروں گا۔ اور اس سے بارہ بلند نفوس پیدا ہوں گے اور اُن سے بہت سی اُمتیں بناؤں گا۔ توریت میں دُوسرے مقام پر مذکور ہے کہ خداوند عالم نے ان کے کلام اور حجت کو طورِ سینا کی جانب سے ظاہر فرمایا اور تجلّے فرمائی ساعیر سے اور ظاہر ہُوا کوہِ فاران سے۔ سینا ایک پہاڑ ہے جس پر خدا نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تھا؛ اور ساعیر شام میں ایک پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوتے تھے؛ اور کتاب حیقوق میں درج ہے کہ یمن کی سرزمین سے ایک بزرگ تقدیس کرنے والا کوہِ فاران پر آئے گا جس سے آسمان کو زینت حاصل ہوگی جو زمین کو نوُر سے بھر دے گا اور مَوت اُس کے سامنے چلتی پھرتی ہوگی۔ اور کتاب حزقیل میں لکھا ہے کہ خُدا نے بنی اسرائیل سے خطاب فرمایا کہ مَیں نے فرزندانِ قیدار کی فرشتوں کے ذریعہ مدد کی ہے اور تمہارے دین کو اُن سے پامال کرادُوں گا۔ وُہ تم کو اپنے دین میں لے لیں گے اور تمہاری حمیت و غضب کے سبب تمہاری جانیں فنا کر دیں گے اور جو کچھ تمہاری نسبت میری مرضی ہوگی وُہ عمل میں لائیں گے کیونکہ اُن کے پاس محمدؐ کو ظاہر کروں گا تاکہ فرزندانِ قیدار اس کی اطاعت کریں۔ وُہ ان کے دشمنوں کو قتل کرے گا اور خُداوند عالم جنگِ بدر و خندق وحنین میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی مدد کرے گا۔ اور سفر پنجم میں لکھا ہے کہ (اے موسیٰ) میں بنی اسرائیل کے لیئے ان کے بھائیوں میں سے تمہاری طرح ایک پیغمبر مبعوث کروں گا اور اپنا کلام اس کے دہن میں قرار دُوں گا اُنکے بھائی اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ حیقوقؑ اور دانیالؑ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ اپنا دین اور اپنی کتاب یمن سے اور اپنی تقدیس کوہِ فاران سے ظاہر کرے گا تو وُہ خدا کی حمد اور احمدؐ کی تعریف سے پُر ہوجائے گا۔ اور سطوت وصولت کے ساتھ زمین کا مالک ہوگا۔ اس کا نوُر زمین کو روشن کر دے گا اور اس کا لشکر دریا و صحرا میں پھیلا ہوگا۔ اور کتاب شعیاؑ میں حضرتؐ کی تعریف میں منقول ہے کہ وُہ میرا بندہ، میرا پسندیدہ و برگزیدہ ہے اس پر اپنی رُوح نازل کروں گا۔ اس کے ذریعہ سے میرا عدل قوموں میں ظاہر ہوگا۔ وُہ اندھوں کو بینا اور بہروں کو سُننے والا بنا دے گا۔ لہو ولعب کی جانب

توجہ نہ کرے گا۔ اور وُہ خُدا کا نور ہے جو کبھی زائل نہ ہوگا یہانتک کہ میری زمین میں میری حجت قائم کر دے اُسی کے ذریعہ سے لوگوں کے عذر و حیلے منقطع ہوں گے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اس کی بادشاہی کی علامت اس کے شانے پر ہوگی۔ اور دوسری جگہ کتاب شعیاؑ میں تحریر ہے کہ مجھ سے کہا گیا کہ اُٹھ اور دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ مَیں نے کہا دو سواروں کو دیکھ رہا ہوں جو آرہے ہیں۔ ایک دراز گوش پر سوار ہے دُوسرا اُونٹ پر۔ اور ایک دُوسرے سے کہتا ہے کہ بابل اپنے بتوں سمیت گر پڑا۔ اور داؤدؑ کی زبور میں مسطور ہے کہ خداوندا سُنت جاری کرنے والے کو مبعوث فرما جو لوگوں کو بتا دے کہ عیسےٰؑ بشر ہیں خدا نہیں ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر آنحضرتؐ کی علامتیں مذکور ہیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے حواریوں سے کہا کہ مَیں جاتا ہوں اور بہت جلد تمہارے پاس فارقلیط رُوح حق کے ساتھ آنے والا ہے جو اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا بلکہ جو کچھ کہے گا وُہ وحی ہوگی۔ وُہ میری اور تمہاری گواہی دے گا۔ ہم سب اس کے پاس حاضر ہوں گے وہ ہر امر کی خبر تم کو دے گا۔ اور حکایت یوحنا میں حضرت مسیح سے منقول ہے کہ فارقلیط نہیں آئے گا۔ جبتک مَیں نہ جاؤں گا۔ وُہ جب آئے گا تو لوگوں کو گُنا ہوں پر سرزنش کرے گا۔ وُہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا۔ جو کچھ کہے گا وُہ خُدا سے سُنکر کہے گا۔ اور بہت جلد تمہارے لیئے دین حق لائے گا اور تم کو حوادث اور غیب کی باتوں سے آگاہ کرے گا۔ دوُسری حکایت میں بیان کیا ہے کہ فارقلیط وُہ رُوح حق ہے جس کو خدا میرے نام کے ساتھ بھیجے گا۔ وُہ ہر چیز تم کو سکھائے گا۔ اور مَیں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے پاس دوسرے فارقلیط کو بھیجے جو تمہارے ساتھ ابدتک رہے اور تمہیں ہر چیز کی تعلیم دے۔ دُوسری حکایت میں لکھا ہے کہ تمہارے درمیان سے بشر جاتا ہے اس کے بعد فارقلیط آئے گا اور تمہارے واسطے رازوں کو ظاہر کرے گا۔ وُہ تمہارے لیئے ہر چیز کی تفسیر کرے گا۔ وُہ میری رسالت کی تصدیق کریگا جس طرح مَیں اس کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ مَیں تمہارے واسطے مثالیں لایا ہوں وُہ ان کی تاویل لائے گا۔ دوُسری جگہ مذکور ہے کہ جب حضرت یحییٰؑ کو ظالموں نے قید کیا تاکہ شہید کریں؛ انہوں نے اپنے شاگردوں کو جناب عیسیٰؑ کے پاس بھیجا۔ اور کہلایا کہ مَیں تمہارا انتظار کرتا ہوں کہ تم میرے پاس آؤگے یا کِسی اور کا انتظار کروں۔ آپ نے جواب میں کہلایا کہ حق و یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورتوں میں سے کسی نے یحییٰؑ سے بہتر کسی کو نہیں جنا ہے۔ بیشک توریت اور پیغمبروں کی کتابوں میں درج ہے کہ بعض کے بعد بعض آئے یہانتک کہ یحییٰؑ آئے۔ اور اب میں کہتا ہوں اگر چاہو قبول کرو یقیناً میرے بعد الیاؑ آئے گا۔ تو سُننے والے کان جس کے ہیں وُہ سُنے کہ احمدؐ الیاؑ کی جگہ پر ہوگا۔ اور یہ تاویل کی ہے کہ الیاؑ سے مُراد علیؑ ہیں۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس واسطے علیؑ کو کہا کہ امورِ دین حضرت سرورِ عالم کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد اُن پر قرار پائیں گے۔ اور حضرت آدمؑ پر خداوند عالم نے جو کچھ وحی فرمائی اُن میں سے ایک امر یہ ہے کہ مَیں خدائے بکہ یعنی مکہ ہوں۔ وہاں کے رہنے والے میرے ہمسایہ ہیں اور اس کی زیارت کرنے والے میرے مہمان ہیں۔ مَیں اُس مقام کو اہل آسمان سے

آباد کروں گا۔ اور اہل زمین جوق جوق اس کی طرف تکبیر و تلبیہ کی آوازیں بلند کرتے ہوئے آئیں گے۔ تو جو شخص صرف میری خوشنودی کے لیئے اس کی زیات کرے گا۔ اس نے گویا میری زیارت کی اور میرے گھر آیا پھر مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی کرامت سے اس کو مخصوص کروں اور اس گھر کو تمہارے فرزندوں میں سے ایک شخص ابراہیمؑ کے ذکر و شرف و بزرگی اور پیغمبری کا سبب قرار دوں گا۔ اور اس کے لیے اس گھر کے حجرے بناؤں گا۔ اور اُس کے ہاتھوں سے اس کی عمارت تیار کراؤں گا اور اس کے لئے اُس کا پانی (زمزم) اور اس کیلئے حلال و حرام جاری کروں گا۔ اور اس کے ذریعہ سے مشعر حرم لوگوں کو پہنچاؤں گا۔ اور اُس کے گلی کوچوں کو آباد کروں گا یہانتک کہ تمہارے فرزندوں میں سے وُہ پیغمبر آئے جس کا نام محمدؐ ہے اور وُہ آخری پیغمبرؐ ہے۔ اور اس کو اس کے گھر کے ساکنوں اور والیوں میں قرار دُوں گا۔ آنحضرتؐ کے معجزات میں سے ہے کہ خداوند عالم نے آنحضرتؐ کا نام یعنی محمدؐ محفوظ رکھا تھا؛ کوئی دُوسرا حضورؐ سے پہلے اس نام سے موسوم نہیں ہوا باوجودیکہ لوگوں نے مدتوں ہر زمانہ میں اس صاحب اسم کے بارے میں بشارتیں سُنی تھیں۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم سے منقول ہے کہ مَیں تین۳ اشخاص کے ساتھ شام کی جانب گیا، وہاں ایک چشمہ کے کنارہ ہم نے قیام کیا جس کے چاروں طرف چند درخت تھے اس کے نزدیک ایک نصرانی کا دیر تھا۔ نصرانی نے اپنے دیر سے دیکھا اور پُوچھا تم لوگ کون ہو۔ ہم نے کہا کہ ہم قبیلۂ مضر سے ہیں۔ اس نے پُوچھا کس مضر سے؟ ہم نے کہا حذف کے مضر سے اُس نے کہا بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہو گا جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوگا۔ جب ہم لوگ اپنے گھروں کو واپس آئے ہم میں سے ہر ایک کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور سب نے محمدؐ نام رکھا۔ دوسری رؔوایت میں منقول ہے کہ کفار قریش نے نضر بن الحرص اور علقمہ بن ابی معیط کو مدینہ بھیجا تاکہ آنحضرتؐ کی نبوت معلوم کریں۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر علمائے یہود سے دریافت کیا انہوں نے حضرتؐ کے اوصاف بیان کئے پھر پوچھا کہ اس کی متابعت تمہاری قوم کے کن لوگوں نے کی؟ وُہ بولے فقیروں اور کمزوروں نے کی ہے تو ان میں سے ایک عالم نے چلاّ کر کہا کہ وُہ پیغمبر ہے جس کی تعریف ہم نے توریت میں پڑھی ہے۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی دشمنی میں سب سے زیادہ ہوں گے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ طلحہ بصرہ کے بازار میں ایک راہب کے پاس پہنچے راہب نے اُن سے پوچھا کہ آیا احمدؐ مبعوث ہوئے ہیں، اسی مہینہ میں ان کو ظاہر ہونا چاہیئے۔ اور عمِ کلان حمیری نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ تم کو ایک خوشخبری دوں جو تمہاری تجارت سے بہتر ہے یقیناً حق تعالیٰ نے گزشتہ ماہ ایک پیغمبر کو مبعوث فرمایا ہے اس نے اس پر ایک کتاب نازل کی ہے وُہ بتوں کی پرستش سے منع کرتا ہے اور اسلام کی دعوت دیتا ہے۔ جلد واپس جاؤ۔ پھر ایک خط حضرتؐ کی خدمت میں لکھا جس میں چند اشعار تحریر تھے جنکا مضمون یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس خدا کی جو موسیٰؑ کا پروردگار ہے اور آپ بطحا میں مبعوث ہوتے ہیں لہٰذا اپنے خدا سے میری شفاعت کیجئے گا۔ عبدالرحمٰن جب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پُوچھا کیا تم میرے لئے کسی کی امانت رسالت

لائے ہو عبدالرحمٰن نے عرض کی ہاں لایا ہوں۔ پھر وُہ خط اور پیغام حضرتؐ کو پہنچایا۔ اور اوس بن حارثہ ابن ثعلبہ نے آنحضرتؐ کی بعثت سے تین سو سال پہلے آپ کے مبعوث ہونے کی خبر دی اور اپنے اہل و عیال کو وصیت کی کہ آنحضرتؐ کی متابعت کریں۔ اور حضورؐ نے اس کے حق میں فرمایا کہ خدا رحمت فرمائے اس پر کہ وُہ دین حنیفہ پر مرے، اور ایام جاہلیّت میں انہوں نے میری نصرت کی ترغیب دی تھی۔ سلیم ابن قیس ہلالی نے اپنی کتاب میں رؔوایت کی ہے کہ حضرت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کے ساتھ جب ہم صفین سے واپس آ رہے تھے تو ایک نصرانی کے دیر کے پاس حضرتؑ نے قیام فرمایا۔ اُس دیر سے ایک خوش رُو اور نیک سیرت بوڑھا مرد آنکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا، وُہ حضرت کی خدمت میں آیا اور سلام کیا، حضرتؑ نے جواب سلام دے کر فرمایا مرحبا! میرے بھائی شمعون بن حمون تمہارا کیا حال ہے خدا تم پر رحمت کرے۔ اس نے کہا اے مومنین کے امیرؑ اور مسلمانوں کے سردار اور رسولِ خدا کے وصی مَیں بخیریت ہوں۔ بیشک مَیں حضرت عیسیٰؑ کے سب سے بہتر حواری جناب شمعون بن یوحنا کی نسل سے ہوں۔ جو اُن کے بارہ حواریوں میں سب سے زیادہ محبوب تھے جناب عیسےٰؑ نے انکو کتابیں اور اپنا علم و حکمت سپُرد فرمایا تھا اور ہمیشہ اُنہی کی اولاد اور اہلبیت میں وُہ علم جاری رہا، اور وُہ سب حضرت عیسےٰؑ کے دین سے متمسک رہے ہیں۔ نہ کافر ہوئے اور نہ دین میں کوئی تغیّر و تبدّل کیا۔ اور وہ کتابیں میرے پاس ہیں جنکو جناب عیسےٰؑ بیان کرتے رہے اور میرے جد شمعون لکھتے رہے۔ اُن کتابوں میں عیسیٰؑ کے بعد کے بادشاہوں کے حالات لکھے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تحریر ہے کہ فرزندانِ اسمٰعیلؑ پسر ابراہیمؑ میں سے ایک مرد سرزمین عرب سے ظاہر ہوگا جسکو تہامہ کہتے ہونگے۔ وُہ مکہ کا ایک شہر ہوگا اور اس مرد بزرگ کا نام احمدؐ ہوگا جس کی آنکھیں کشادہ ابرو پیوستہ ہونگے وُہ صاحب ناقہ و حمار و عصا و تاج ہوگا۔ اس کے بارہ امام ہوں گے۔ اس کے بعد اس نے آنحضرتؐ کی ولادت و بعثت و ہجرت کا تذکرہ کیا اور ان لوگوں کا ذکر کیا جو حضرتؐ کی مدد کریں گے اور جو لوگ حضرت سے جنگ کریں گے۔ اور ان کی مدّت حیات اور جو کچھ ان کے بعد انکی اُمت میں حضرت عیسےٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے تک واقع ہوگا بیان کیا۔ اور اُن کتابوں میں اولاد اسمٰعیلؑ کے اُن تیرہ نفوس کے نام تحریر ہیں جو ان کے بعد خدا کے نزدیک بہترین خلق اور محبوب ترین خلائق ہوں گے۔ خلاقِ عالم ان کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھے گا۔ جو ان کی اطاعت کرے گا ہدایت پائے گا، جو مخالفت کرے گا گمراہ ہوگا۔ ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہوگی اور ان کی مخالفت خدا کی مخالفت ہوگی۔ اور ان انفاس قدسیہ کے نام و نسب اور صفات لکھے ہوئے ہیں اور یہ کہ اُن میں سے کون کتنی مدّت تک زندہ رہے گا کون ظاہر ہوگا اور کون غیبت میں رہے گا یہانتک کہ اُس پر حضرت عیسیٰؑ نازل ہوں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ وُہ عیسےٰؑ سے نماز پڑھانے کو کہے گا۔ جناب عیسےٰؑ جواب دیں گے کہ آپ لوگ امام ہیں کسی کے لیئے سزاوار نہیں ہے کہ آپ پر سبقت کرے۔ پھر وہ آگے ہوگا اور عیسےٰؑ لوگوں کے ساتھ اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ انمیں پہلا شخص

سب سے بہتر اور بلند تر ہوگا۔ اس کا اجر اُن سب کے اجر کے برابر ہوگا۔ اور جو لوگ اس کی اطاعت کرینگے اور ہدایت حاصل کرینگے ان کا ثواب بھی عظیم ہوگا۔ اس کا نام احمدؐ ہوگا۔ وُہ خدا کا پیغمبر ہوگا۔ اس کے دُوسرے نام محمدؐ و یاسین و فتاح و ختام و حاشر و عاقب و ماحی و قائد بھی ہوں گے۔ وُہ خدا کا رسُول، حبیب اور امین ہوگا۔ خدا اس سے اپنی رحمت کے ساتھ کلام کرے گا۔ جہاں خُدا کا ذکر ہوگا، اس کا بھی ذکر ہوگا۔ وُہ خلق میں سب سے بلند مرتبہ اور خدا کے نزدیک سب سے محبوب ہوگا۔ اور خدا نے کسی ملک مقرب یا پیغمبر و مرسل کو خلق نہیں کیا جو اس سے بہتر اور خدا کے نزدیک محبوب ہو اور خدا اس کو قیامت کے روز اپنے عرش پر بٹھاتے گا اور اس کی شفاعت قبول کریگا جس کے بارے میں وُہ شفاعت کرے گا۔ اس کے نام کے ساتھ قلم لوح پر رواں ہوا۔ اور اس کے بعد اس کے وصی کی فضیلت ہے جو اُس کا علمبردار ہوگا قیامت میں اور اس کا وصی، وزیر اور خلیفہ ہوگا اس کی اُمّت میں اور وُہ اس کے بعد خدا کے نزدیک محبوب ترین خلق ہوگا اس کا نام علیؑ بن ابی طالب ہے۔ پیغمبرؐ کے بعد وُہ ہر مومن کا حاکم و سرپرست ہے۔ اس کے بعد علیؑ کی اولاد میں سے گیارہ امام ہونگے اور اس کے دو فرزند ہارون کے دو فرزندوں شبّر و شبیرؑ کے ہمنام ہونگے۔ اور اس کے چھوٹے فرزند کی نسل سے نوؑ امام ہوں گے۔ اُن کا آخری فرزند وُہ ہوگا جس کے پیچھے عیسٰےؑ نماز پڑھیں گے اور ان کتابوں میں اُن سب کے نام درج ہیں جو بادشاہ ہوں گے اور جو پوشیدہ رہیں گے۔ ان میں سے جو سب سے پہلے ظاہر ہوگا وُہ تمام شہروں کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ وُہ مشرق و مغرب کا مالک ہوگا، یہانتک کہ وُہ تمام دین پر غالب آئے گا۔ پھر جب تمہارے پیغمبر مبعوث ہوتے میرے والد زندہ تھے انہوں نے ان کی تصدیق کی ان پر ایمان لائے۔ اس وقت وُہ بہت بوڑھے ہوچکے تھے اور ہلنے کی طاقت نہ تھی۔ جب انکی وفات کا زمانہ آیا مجھ کو وصیت کی کہ پیغمبر کے وصی اور خلیفہ جن کا نام اور وصف ان کتابوں میں درج ہے تین خلفائے غاصب کے بعد ہوں گے ان خلفا کے نام وصفات اور القاب ان کتابوں میں تحریر ہیں جو ان کے حق کو غصب کریں گے۔ وُہ اس مقام پر آئیں گے تو اے فرزند تو ان کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان پر ایمان لانا اور اُن سے بیعت کرنا؛ اور ان کے دشمنوں سے جہاد کرنا کیونکہ ان کا جہاد پیغمبر کا جہاد ہے۔ اُن کا دوست پیغمبر کا دوست ہے اور اُن کا دشمن پیغمبر کا دُشمن ہے۔ اور ان کتابوں میں اُن خلفائے ضلالت کے نام ہیں جو قریش سے ہوں گے اور آنحضرتؐ کے اہلبیت سے دشمنی کریں گے۔ ناحق دعویدار ہوں گے۔ ان کو اپنے حق سے محروم کریں گے اور اُن سے تبرا کریں گے، ان کو ڈرائیں گے؛ ان میں سے ہر ایک کے نام وصفات اور ہر ایک کی بادشاہی کی مدت اور جو سلوک وُہ آپ کی اولاد سے کریں گے، سب تحریر ہے۔ اے امیرالمومنین اپنا ہاتھ نکلئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ میں خدا کی وحدانیت اور پیغمبرؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور یہ کہ آپ ان کے خلیفہ اور وصی ہیں اور خدا کی مخلوق پر گواہ اور زمین پر اس کی حجت ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ اسلام خدا کا ... بیزار ہوں کیونکہ وُہ دین وُہ ہے جسے خدانے

امیرالمومنینؑ سے جنگ صفین کی واپسی پر ایک دیر سے ایک راہب کا آکر بیعت کرنا اور آپکے اور دیگر آئمہ کے اوصاف گزشتہ کتابوں سے بیان کرنا۔

اپنے لئے پسند کیا ہے اور اپنے دوستوں کے واسطے اختیار کیا ہے۔ وہی عیسٰےؑ ابن مریمؑ کا اور تمام پیغمبروں کا دین ہے۔ میرے آباؤ اجداد سب اسی دین پر تھے۔ اور مَیں نے آپ کی ولایت اور آپ کے دوستوں کی محبّت اختیار کی اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہوں اور آپکے فرزندوں کی امامت کا اقرار کرتا ہوں اور اُن کے دشمنوں اور مخالفوں سے بیزاری اختیار کرتا ہوں اور اُن سے جو اُن کے حق کا دعوےٰ کریں اور ان پر ظلم کریں۔ وُہ اگلے لوگوں میں سے ہوں یا بعد والوں میں سے۔ پھر اس نے آنحضرتؑ کا ہاتھ پکڑکر آپ سے بیعت کی۔ حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اپنا خط مجھے دے دو جس کو عزیز رکھتے ہو۔ پھر اپنے ایک مصاحب کو اس راہب کے ساتھ جانے کو فرمایا اور کہا کہ ایک مترجم کو ساتھ لے جاؤ جو اس خط کا عربی میں ترجمہ کرے اور لکھ لے۔ جب وُہ مترجم اس خط کو حضرتؑ کی خدمت میں لایا حضرتؑ نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ وُہ کتاب لاؤ جس کو مَیں نے تم کو پہلے دیا تھا۔ امام حسنؑ وُہ کتاب لائے تو امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ پڑھو اس کو مَیں نے لکھا ہے؛ پیغمبرؐ خدا بولتے جاتے تھے۔ اور اُس شخص سے فرمایا کہ اُس خط کو دیکھے جس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ مقابلہ کیا گیا تو ایک حرف کا فرق نہ تھا۔ گویا کہ ایک شخص نے بولا اور دوؔ شخصوں نے لکھا ہے۔ امیرالمومنینؑ پھر حمد و ثنائے الٰہی بجالائے اور فرمایا کہ مَیں اُس خدا کا شکر کرتا ہوں جو اگر چاہتا اور مصلحت سمجھتا تو اس بات پر قادر تھا کہ اس اُمّت میں اختلاف نہ ہونے دیتا۔ اور مَیں شکر کرتا ہوں اُس خُدا کا جس نے میرا ذکر گزشتہ کتابوں میں ترک نہیں کیا اور میرے نام کو اپنے اور اپنے دوستوں کے نزدیک بلند کیا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت کے شیعہ جو موجود تھے بہت مسرور ہوئے اور یہ امر ان کی شکر گزاری اور ایمان کی زیادتی کا سبب ہوا [1]

---

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ولادت و بعثت کی بشارتیں حد و حساب سے زیادہ ہیں ان میں سے بہت سی آئندہ اس جلد میں اور دُوسری تمام جلدوں میں مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

تیسرا باب ۳

حضرت سیّد البشرؐ کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور آپ کے عجیب معجزات جو اُس وقت ظاہر ہوئے

جاننا چاہیئے کہ علمائے امامیہ کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل کو ہوئی، اور دُوسرے لوگ بارہویں ربیع الاوّل جانتے ہیں اور انہی میں سے بعض آٹھ یا دس ربیع الاوّل کے قائل ہیں اور ان میں سے شاذ و نادر ماہِ رمضان میں سمجھتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت کی ولادت جب ہوئی تو ماہ ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزری تھیں جمعہ کا دن اور زوالِ آفتاب کا وقت تھا جس سال خانہ کعبہ کو برباد کرنے ہاتھیوں کا لشکر لایا گیا تھا اور وہ سنگریزوں کے ذریعہ ہلاک ہوئے تھے۔ اور دوسری روایت میں طلوعِ فجر کا وقت تھا بعثت سے چالیس سال پہلے۔ حضرتؐ کی والدہ ایام تشریق میں درمیانی جمرہ کے مقام پر عبد اللہ بن عبد المطلب کے گھر حاملہ ہوئیں، اور حضرتؐ کی ولادت مکہ معظمہ میں شعب ابی طالب میں محمد بن یوسف کے مکان میں داہنی جانب کے حجرہ میں واقع ہوئی اور ہارون رشید کی ماں خیزران نے اس حجرہ کو مکان سے باہر نکال کر مسجد بنا دیا جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ گویا کلینی نے ولادتِ حضرتؐ کے تعین میں تقیہ کیا اور غیروں کے درمیان شہرت کے موافق بیان فرمایا ہے۔ صاحب کتاب عدد قویہ نے کہا ہے کہ حضورؐ کی ولادت سترھویں ماہ ربیع الاوّل روز جمعہ طلوعِ صبح کے وقت اصحاب فیل کے ہلاک ہونے کے پچپن یا پینتالیس روز یا تیس سال بعد واقع ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ اُسی روز اور زیادہ مشہور یہ ہے کہ اُسی سال واقع ہوئی۔ اور عامہ کہتے ہیں کہ روز دوشنبہ کو حضرتؐ پیدا ہوئے اور نوشیرواں کی بادشاہی کے سات سال باقی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ ہرمز بن نوشیرواں کی بادشاہی کے زمانہ میں آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی۔ طبری کا قول ہے کہ نوشیرواں کی حکومت کے بیالیس سال گزرے تھے۔ اس قول کی مؤید وہ روایت ہے جو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ شباط رومی کی بیس اور بعض کا قول ہے کہ پہلی یا بیس یا اٹھائیس تاریخ تھی اور اہل فارس کے مہینے ... کی سترھویں تاریخ تھی اور منزل قمر سے ستارہ عقرب طالع تھا۔ اور ابو معشر کا بیان

ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کا طالع جدی بیسویں درجہ میں تھا اور زحل و مشتری بُرج عقرب میں تھے مریخ اپنے خانہ میں بُرج حمل میں تھا اور سُورج شرف حمل میں تھا اور زہرہ شرف میں بُرج حوت میں تھا اور عطارد بھی حوت میں تھا۔ چاند بھی پہلے میزان میں اور راس جوزا میں تھا اور ذنب قوس میں۔ اور حضرتؐ اپنے مکان میں پیدا ہوئے بعد میں وہ مکان عقیل بن ابی طالب کو دے دیا۔ عقیل نے اس کو محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کے ہاتھ فروخت کر دیا اُس نے اس کو اپنے مکان میں شامل کر لیا۔ ہارون کا زمانہ آیا تو اس کی ماں خیزراں نے اس کو محمد بن یوسف کے مکان سے الگ کر کے مسجد بنا دیا وُہ ابتک اُسی حال پر باقی ہے اور لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور ابن بابویہ نے بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ کی والدہ اٹھارھویں ماہ جمادی الآخر شبِ جمعہ کو حاملہ ہوئیں۔ پھر بسندِ معتبر حضرت ابوطالب سے روایت کی ہے کہ عبد المطلب نے فرمایا کہ میں ایک رات حجر اسمٰعیل میں سویا ہُوا تھا ناگاہ مَیں نے ایک عجیب خواب دیکھا۔ صبح کو بیدار ہوا تو مجھے راہ میں ایک کاہن نے دیکھا کہ میں کانپ رہا تھا اور میرے سر کے بال میرے کاندھے پر پڑے ہوئے ہل رہے تھے۔ اس نے مجھ میں تغیّر مشاہدہ کیا تو پُوچھا کہ بزرگ عرب کو کیا امر درپیش ہوا کہ اس کا رنگ ایسا متغیّر ہو گیا ہے۔ کیا کوئی حادثہ واقع ہوا ہے؟ میں نے کہا آج مَیں حجر اسمٰعیلؑ میں سویا ہُوا تھا خواب دیکھا کہ ایک درخت میری پُشت سے روئیدہ ہُوا اور اس قدر بڑھا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں جا پہنچیں۔ اور اس درخت سے ایک نُور نکلا جو آفتاب نُور سے ستر گنا زیادہ تھا اور عرب و عجم اس درخت کو سجدہ کر رہے تھے۔ اس کا نُور اور اس کی بلندی ہر آن بڑھتی جاتی تھی۔ قریش کی ایک جماعت چاہتی تھی کہ اس درخت کو اکھاڑ دیں، جب اس کے پاس جانا چاہتے تھے ایک جوان نہایت پاکیزہ صورت عمدہ لباس پہنے ہوئے ان کو پکڑتا اور ان کی پشت توڑ دیتا، اور ان کی آنکھیں نکال دیتا تھا۔ مَیں نے اپنا ہاتھ بلند کر کے چاہا کہ اس کی ایک شاخ توڑ لوں تو اس جوان نے مجھ کو آواز دی کہ اس میں آپ کا حصّہ نہیں ہے۔ میں نے کہا درخت تو میرا ہے اور میرا ہی حصّہ اس میں نہیں۔ اس نے کہا اس میں اُن لوگوں کا حِصّہ ہے جو اس درخت سے لپٹے ہوئے ہیں۔ یہ خواب دیکھ کر مَیں خوفزدہ بیدار ہُوا۔ جب اس کاہن نے یہ خواب سُنا اس کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ بولا کہ اگر آپ سچ کہتے ہیں تو آپ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا مالک ہوگا اور پیغمبر ہوگا۔ تو عبد المطلب نے ابوطالب سے کہا کہ وُہ جوان جو اس کی مدد کر رہا تھا کوشش کرو کہ تم ہو۔ لہٰذا ابوطالب ہمیشہ آنحضرتؐ کی نبوت کے بعد اس خواب کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ واللہ وُہ درخت ابوالقاسم امینؐ تھے۔[1]

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جب مامون پر حکیم ایزدخورہ کا کل علم نجوم میں کمال ظاہر ہوا تو ایک روز اس سے کہا کہ تو باوجود اس علم و دانائی کے ہمارے پیغمبر پر ایمان کیوں نہیں لاتا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ اُس جوان سے مُراد امیر المومنینؑ ہوں گے ۱۲

اُس نے کہا میں اُن پر کیونکر ایمان لاسکتا ہوں حالانکہ اُن کا دروغ مجھ پر ثابت ہوچکا ہے کیونکہ وُہ ایسے طالع میں پیدا ہوئے ہیں جس میں کوئی پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ حکیموں میں سے ایک شخص موجود تھا اُس نے کہا میں اُس کے طالع سے واقف ہوں کہ وُہ راستگو ہیں کیونکہ حکما نے اتفاق کیا ہے کہ اُن کا طالع مشتری۔ عطارد۔ زہرہ اور مریخ ہے اور جو اس طالع میں پیدا ہوتا ہے اُس کو اُسی وقت مرجانا چاہیئے اگر زندہ رہ بھی جائے تو ساتویں روز مرجائے گا لیکن وُہ پیغمبر اُسی ساعت میں پیدا ہوئے اور ترسیٹھ سال زندہ رہے اور یہ بھی اُس کے معجزوں میں سے ہے یہ سُنکر وُہ مسلمان ہوگیا اور مامون نے اُس کا نام ایزد خواہ (یعنی) ماشاء اللہ رکھا۔ غرض نظر مشتری علم وحکمت و زیرکی و ریاست وغیرہ کی علامت ہے اور نظر عطارد لطافت وظرافت وملاحت وفصاحت وحلاوت کی علامت ہے اور زہرہ کی تاثیر صباحت وخوش مزاجی وبشاشت وحسن وطیب وجمال وغیرہ کی علامت ہے اور مریخ شہادت وقہر وغلبہ وقتال کی نشانی ہے لہٰذا آنحضرتؐ میں خدا نے تمام فضیلتوں کو جمع کر دیا تھا۔ اور بعض منجموں نے بیان کیا ہے کہ پیغمبروں کا طالع سنبلہ ومیزان ہے اور آنحضرتؐ کا طالع میزان تھا۔ اور کہتے ہیں کہ حضرت کا طالع سماک ورامح تھا۔

بسندِ معتبر ابن بابویہ نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ میرے والد عباس نے بیان کیا ہے کہ جب میرے بھائی عبداللہ پیدا ہوئے اُن کے چہرہ پر آفتاب کے نور کی طرح ایک نور تھا تو میرے پدر بزرگوار عبدالمطلب نے فرمایا کہ میرے اس فرزند کی شان بلند ہوگی۔ پھر میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ عبداللہ کی ناک سے ایک سفید پرندہ نکلا اور پرواز کر کے مشرق ومغرب تک پہنچا۔ پھر واپس آکر بام کعبہ پر بیٹھا۔ اُس وقت قریش کے تمام لوگوں نے اس کو سجدہ کیا اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک روشنی ہوئی جو آسمان وزمین اور مشرق ومغرب پر چھاگئی۔ میں بیدار ہوا تو ایک کاہنہ سے دریافت کیا جو بنی مخزوم سے تھی اس نے کہا اے عباس اگر تمہارا خواب سچا ہے تو عبداللہ کے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے تابع اہل مشرق ومغرب ہوں گے۔ عباس کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہمیشہ میں عبداللہ کے لئے زوجہ کی فکر میں تھا تا آنکہ آمنہ سے ان کا عقد ہوا۔ وُہ زنانِ قریش میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھیں۔ جب حضرت عبداللہ کا انتقال ہوگیا تو رسالتمآبؐ پیدا ہوئے۔ میں نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور لامع دیکھا، میں نے انکو گود میں لیا تو ان کے جسم سے بوئے مشک آرہی تھی اور میں نافہ مشک کے مانند معطر ہوگیا آمنہؑ نے مجھ سے کہا کہ جب مجھے دردِ زہ شروع ہوا میں نے اپنے گھر میں بہت سی آوازیں سُنیں جو آدمیوں کی آوازوں سے مشابہ نہ تھیں۔ پھر میں نے سندس بہشت کا ایک عَلَم دیکھا جو یاقوت کے چھڑ میں لگا ہوا تھا جس نے زمین وآسمان کو پُر کر دیا تھا اور ایک نور آنحضرتؐ کے سر سے بلند تھا جس نے آسمان کو روشن کر رکھا تھا اُس میں میں نے شام کے قصر دیکھے جو نور کی زیادتی کے سبب آگ کے شعلے معلوم ہو رہے تھے اور اپنے چاروں طرف اسفرود کے مانند پرندے دیکھے جو میرے گرد

اپنے بازوؤں کو کھولے ہوئے تھے اور شعیرۂ اسدیہ کو دیکھا جو گزرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ کاہنوں اور بتوں کو تمہارے فرزند سے کیا کیا دیکھنا نصیب ہوگا۔ پھر میں نے ایک بلند قامت جوان کو دیکھا جو سب سے زیادہ خوبصورت تھا اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا میں نے سمجھا کہ وُہ عبدالمطلب ہیں وُہ میرے پاس آئے اور میرے فرزند کو گود میں لے کر اپنا لعاب دہن اُس کے مُنہ میں دیا انکے ساتھ ایک سونے کا طشت تھا جو زمرد سے مرصّع تھا اور سونے کی کنگھی بھی تھی۔ انہوں نے میرے بچہ کا شکم چاک کیا اور اُس کا دل نکالا پھر اُس کو چاک کر کے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا پھر حریر سبز کی ایک تھیلی نکالی اور اس تھیلی میں سے ایک طرح کی سفید گھاس نکالی اور اس کو دل میں بھر دیا اور دل کو اپنے مقام پر رکھ کر شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا اور حضرتؐ سے باتیں کیں آپنے ان کے جوابات دیئے۔ میں انکی باتیں نہ سمجھ سکی سوائے اس قدر کہ اُنہوں نے کہا خدا کے حفظ وامان وحمایت میں رہو یقیناً میں نے تمہارے دل کو ایمان وعلم ویقین وشجاعت سے بھر دیا۔ تم بہترین خلق ہو خوشحال اُسکا جو تمہاری متابعت کرے اور وائے ہو اُس پر جو تمہاری مخالفت کرے۔ پھر دوسری تھیلی نکالی جو حریر سفید کی تھی۔ اس میں سے ایک انگوٹھی نکالی اور حضرتؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مُہر کی جس کا نقش اُبھر آیا اور کہا میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تمہارے سینہ میں رُوح قدس پھونک دوں۔ غرض اُنہوں نے رُوح آنحضرتؐ کے جسم میں پھونکی اور ایک پیراہن ان کو پہنایا اور کہا کہ یہ دُنیا میں تمہارے لیئے تمام آفتوں سے امان ہے۔ اے عباس یہ وُہ اُمور تھے جنکو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے حضرتؐ کے شانوں کو کھولا اور مُہر کے نقش کو پڑھا اور ہمیشہ یہ باتیں پوشیدہ رکھتا تھا یہاں تک کہ میں بھول گیا۔ اور جب مشرف باسلام ہوا تو حضرتؐ نے خود مجھ کو یاد دلایا۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السّلام سے روایت ہے ابلیس علیہ اللعنہ ساتویں آسمان تک جایا کرتا تھا اور اخبار سماوی سُنا کرتا تھا۔ جب حضرت عیسےٰؑ پیدا ہوئے اُس کو تین آسمانوں تک جانے کی ممانعت کر دی گئی، لیکن چوتھے آسمان تک جایا کرتا تھا۔ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوتے اس کو تمام آسمانوں سے روک دیا گیا اور شیطانوں کو تیر ہائے شہاب سے مار کر بھگایا جانے لگا تو قریش نے دیکھ کر کہا کہ دُنیا ختم ہونے اور قیامت آنے کا وقت آگیا جیسا کہ ہم نے سُنا ہے جو اہلِ کتاب ذکر کیا کرتے تھے۔ عمرو بن اُمیّہ جو اہل جاہلیت میں سب سے زیادہ صاحبِ علم اور جاننے والا تھا بولا کہ وُہ مشہور ستارے جن سے لوگوں کو گرمی وسردی کے زمانہ کا پتہ چلتا ہے اگر ان میں سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گر پڑے تو سمجھنا چاہیئے کہ تمام مخلوق کے ہلاک ہونے کا وقت آگیا اور اگر وُہ ستارے اپنے مقام پر برقرار ہوں اور دُوسرے ظاہر ہوں تو کسی عجیب وغریب امر کے ظاہر ہونے کی علامت ہے۔ جس روز صبح کو آنحضرتؐ پیدا ہوئے دنیا میں جہاں جہاں بُت تھے مُنہ کے بل زمین پر گر پڑے اور کسرٰے بادشاہِ عجم کے محل کو زلزلہ ہوا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔

اور دریائے ساوہ جس کو پوجتے تھے خشک ہوگیا اور نمک ہوگیا۔ اور وادیٔ سماوہ جس میں کبھی پانی نہ تھا جل تھل ہوگیا اور آتشکدۂ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا اور کبھی خاموش نہیں ہوا تھا بالکل بجھ گیا اُسی رات علمائے مجوس نے جو بڑے علم والے تھے خواب میں دیکھا کہ چند اُونٹ صعبی عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ سے گزرے اور اُن کے شہروں میں داخل ہوگئے اور طاق کسرٰے درمیان سے ٹوٹ کر دو حصہ ہوگیا ہے اور دجلہ کا پانی اس کے محل میں جاری ہے۔ اور اُسی رات ایک نور حجاز کے چاروں طرف سے ظاہر ہوا اور تمام عالم میں پھیل گیا اور ہر بادشاہ کے تخت اُس کی صبح کو سرنگوں ہوگئے تھے اور تمام بادشاہ گونگے ہوگئے تھے اور بات نہیں کرسکتے تھے۔ اور کاہنوں کا علم زائل ہو گیا تھا اور ساحروں کا سحر باطل ہوگیا اور ہر کاہن اور اس کے ہمزاد کے درمیان جُدائی ہوگئی اور قریش تمام عرب میں بزرگ مانے گئے۔ لوگ انکو آلِ خدا کہنے لگے کیونکہ وُہ خانۂ خدا کے ہمسایہ تھے۔ آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ پیدا ہوتے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر آسمان کی جانب بلند کیا اور چاروں طرف نظر کی آپ کے جسم سے ایک نور ساطع ہوا جس نے تمام چیزوں کو روشن کردیا۔ اسکی روشنی میں میں نے شام کے محل دیکھے اور اُسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سُنی کوئی کہہ رہا تھا، کہ بہترین خلق پیدا ہوا اس کا نام محمدؐ رکھو۔ جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لائے آپ نے ان کو گود میں لے کر فرمایا کہ میں اُس خُدا کا شکر و حمد کرتا ہوں جس نے مجھے ایسا خوشرو فرزند عطا فرمایا جو گہوارہ میں تمام اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے۔ پھر اُن کو ارکانِ کعبہ کے اسما کی تعویذ پہنائی اور حضرتؐ کے فضائل میں چند اشعار نظم کیئے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی، وُہ سب اس کے پاس جمع ہوئے۔ اور پوچھا کس امر نے تم کو مضطرب و پریشان کیا ہے۔ اُس نے کہا تم پر واتے ہو شروع رات سے اس وقت تک زمین و آسمان میں تغیّر دیکھ رہا ہوں ضرور کوئی بہت بڑا حادثہ زمین میں واقع ہوا ہے۔ کیونکہ جب سے آسمان پر جناب عیسٰےؑ گئے ہیں آج تک ایسا تغیّر نہیں دیکھا تھا۔ لہٰذا جاؤ اور جستجو کرو کہ کیا حادثہ رُونما ہوا ہے۔ یہ سُنکر وُہ سب منتشر ہوگئے۔ پھر واپس آکر کہا ہمکو توکوئی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس ملعون نے کہا کہ اس امر کا معلوم کرنا میرا کام ہے۔ پھر وُہ ملعون روانہ ہوا۔ اور تمام دُنیا میں گشت کرتا ہوا کعبہ کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہیں۔ اس نے بھی کعبہ کے اندر داخل ہونا چاہا۔ فرشتوں نے للکارا کہ اے ملعون واپس جا۔ وُہ وہاں سے بھاگا اور چھوٹا ہوکر کنجشک کے مانند بن گیا۔ اور کوہِ حرا کی جانب سے داخل ہوا۔ جناب جبرائیلؑ نے ڈانٹ کر کہا نکل جا۔ اُس نے کہا اے جبرائیلؑ بس اتنا بتا دو کہ آج رات زمین پر کونسا امر واقع ہوا ہے۔ جبریلؑ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج رات پیدا ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا مجھے بھی اُن سے کچھ فائدہ ہوگا فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیا ان کی کرامت میں میرا کچھ حصہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس وقت وہ بولا کہ میں راضی ہوں۔

دوسری حدیث میں روایت ہے آمنہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے حمل سے حاملہ ہوئی مجھ میں حمل کے کچھ آثار ظاہر نہ ہوئے اور وہ کیفیتیں جو عورتوں کو عام طور سے حمل میں درپیش ہوتی ہیں مجھ کو نہیں ہوئیں۔ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آکر کہتا ہے کہ آپ بہترین انسان سے حاملہ ہوئی ہیں۔ جب حضرتؐ کی ولادت کا وقت آیا آپ بہت آسانی سے پیدا ہوئے کہ مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور نیچے آگئے۔ اس وقت ایک ہاتف کی آواز آئی کہ آپ نے بہترین بشر کو جنا اس کو خدا کی پناہ میں ہر ظالم اور صاحب حسد کے شر سے دے دیجئے۔ اور دُوسری روایت کے مطابق یہ کہا کہ جب حضرتؐ پیدا ہوں تو کہیئے اعیذ بالواحد من شر کل حاسد وکل خلق ماردیاخذ بالمراصد فی طرق المواسد من قائم وقاعد۔ غرض حضرتؐ پیدا ہونے کے بعد ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جس قدر دوسرے لڑکے ایک ہفتہ میں بھی نہیں بڑھتے اور ایک ہفتہ میں اس قدر بڑے ہوتے تھے کہ دوسرے ایک مہینہ میں بڑے ہوتے ہیں۔

لیث بن سعد سے روایت ہے۔ وُہ کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کعب الاحبار بھی موجود تھا۔ میں نے اس سے پُوچھا کہ تم نے اپنی کتابوں میں آنحضرتؐ کی ولادت کے آثار و صفات کیسے پاتے۔ کیا آنحضرتؐ کی فضیلت تم نے دیکھی ہے؟ تو کعب نے معاویہ کی طرف رُخ کیا تاکہ یہ اندازہ کرے کہ وُہ اس کے بولنے پر راضی ہے یا نہیں۔ تو خدا نے معاویہ کی زبان پر جاری کردیا اس نے کہا اے ابواسحاق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور جو کچھ جانتے ہو بیان کرو۔ کعب نے کہا میں نے بہتر کتابیں پڑھی ہیں جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں اور دانیالؑ کے صحیفے بھی پڑھے ہیں ان تمام کتابوں میں آنحضرتؐ کی اور ان کی عترت کی ولادت کا تذکرہ ہے اور اُن تمام کتابوں میں ان کا نام بہت واضح طور پر موجود ہے۔ اور کسی پیغمبر کی ولادت کے وقت سوائے جناب عیسٰےؑ اور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرشتے نازل نہیں ہوئے اور سوائے جناب مریمؑ و حضرت آمنہؓ کے کسی کے واسطے آسمانوں کے پردے نہیں ہٹائے گئے۔ اور بجز جناب عیسٰیؑ اور محمد صلعم کے کسی کے حمل کے وقت کسی عورت پر فرشتے مؤکل نہیں ہوئے۔ اور حضرت رسالتمآبؐ کے حمل کی علامت یہ تھی کہ جس رات حضرت آمنہؓ حاملہ ہوئیں ساتوں آسمانوں پر ایک مُنادی نے ندا کی کہ آپ کو خوشخبری ہو کہ دُرِّ شاہوار نطفۂ خاتم الانبیاءؐ آپ کے صدف عصمت وجلالت میں قرار پایا اور تمام زمینوں میں بھی اس مژدۂ مسرّت افزاء کی منادی کی گئی کہ کوئی چلنے والا اور پرواز کرنے والا ایسا نہ تھا جس کو آنحضرتؐ کی ولادت کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔ آنحضرتؐ کی ولادت کی رات ستّر ہزار قصر یاقوت سُرخ کے اور ستّر ہزار قصر مروارید کے بنائے گئے جنکے نام قصورِ ولادت رکھے گئے۔ اور تمام بہشتوں کو آراستہ کیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ خوش ہو اور اپنے مقام پر بالیدہ ہو کہ تمہارے دوستوں کا پیغمبرؐ پیدا ہوا۔ یہ سُنکر ہر بہشت کو ہنسی آئی اور قیامت تک وُہ ہنستی رہیں گی۔ اور میں نے سُنا ہے کہ دریا کی مچھلیوں میں سے ایک طموسا نام کی مچھلی ہے جو سب سے بڑی ہے جس کی ہزار دُمیں ہیں جس کی پیٹھ پر سات لاکھ ایسی گائیں

بیک وقت چلتی ہیں کہ ان میں سے ہر ایک دُنیا سے بڑی ہے اور ہر ایک کے ستّر ہزار سینگیں زمرد سبز کے ہیں اور اس مچھلی کو اُن گایوں کے چلنے کا پتہ بھی نہیں چلتا۔ وُہ حضرتؐ کی ولادت سے خوش و مسرور ہو کر حرکت میں آئی۔ اگر خداوند اس کو ساکن نہ کرتا تو تمام دُنیا پلٹ جاتی۔ اور مَیں نے سُنا کہ اُس روز کوئی پہاڑ ایسا نہ تھا جس نے دُوسرے پہاڑ کو خوشخبری نہ دی ہو۔ اور سب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی آوازیں بلند کر رہے تھے؛ اور تمام پہاڑ آنحضرتؐ کی وجہ سے ابو قبیس کے احترام میں جُھکے ہوئے تھے اور تمام درخت حضرتؐ کی ولادت کی خوشی میں مع اپنی شاخوں اور پھلوں کے خداوند عالم کی تقدیس و تسبیح کر رہے تھے اور آسمان و زمین کے درمیان مختلف نوروں کے ستّر ستون نصب کئے گئے جن میں سے کوئی ایک دُوسرے کے مشابہ نہ تھا اور حضرت آدمؑ کی رُوح کو حضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو حضرتؐ کا حُسن فرطِ مسرّت سے ستّر گنا بڑھ گیا۔ اور موت کی تلخی اس وقت ان کے حلق سے زائل ہو گئی۔ اور حوضِ کوثر میں خوشی سے تلاطم پیدا ہُوا اور اُس نے ستّر ہزار قصر درّ و یاقوت کے آنحضرتؐ پر نثار کرنے کے لئے اپنی تہہ میں سے نکال کر باہر ڈال دیئے اور چالیس روز تک شیطان زنجیروں سے باندھ کر قلعہ میں قید کر دیا گیا اور اُس کا تخت چالیس روز کے لئے پانی میں غرق کر دیا گیا اور بُت سرنگوں ہو گئے اور انکی زبانوں سے فریاد و واویلا کی آوازیں ظاہر ہونے لگیں اور کعبہ سے آواز بلند ہوئی کہ اے آلِ قریش تمہاری طرف ثواب کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا آیا اور اُس کے ساتھ عزّت ابدی اور بے انتہا فائدہ ہے اور وہی خاتم پیغمبران ہے۔ اور ہم نے کتابوں میں پایا ہے کہ اس کی عترت اس کے بعد دُنیا کے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے اور جب تک انمیں سے ایک بھی موجود رہے گا دنیا والے عذاب خدا سے امان میں رہیں گے۔ معاویہ نے پُوچھا اے ابو اسحاق اس کی عترت کون لوگ ہیں۔ کعب نے کہا فرزندانِ فاطمہؑ ہیں۔ یہ سُنکر معاویہ کا چہرہ متغیّر ہو گیا اور اپنے ہونٹ دانتوں سے کاٹنے لگا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ پھر کعب نے کہا کہ ہم نے کتابوں میں پڑھا اور دیکھا ہے اس کے اُن دونوں فرزندوں کے اوصاف میں جنکو ظالمین شہید کریں گے اور وُہ دونوں فاطمہؑ کے فرزند ہیں اُن کو بدترین مخلوقِ خدا شہید کریں گے۔ معاویہ نے پُوچھا ان کو کون لوگ قتل کریں گے؟ اس نے کہا قریش میں سے ایک شخص شہید کرے گا۔ یہ سُنکر معاویہ غصّہ میں بیتاب ہو کر بولا اگر خیریت چاہتے ہو تو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ تو ہم لوگ چلے آئے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ بنت اسد مادرِ امیر المومنینؑ نے حضرت ابو طالبؑ کے پاس آکر آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی اور ولادت سے متعلق تعجب خیز باتیں بیان کیں۔ ابو طالبؑ نے فرمایا تیسؔ سال کے بعد ایک فرزند تمہارے بطن سے بھی پیدا ہو گا۔ جو بجز پیغمبری کے تمام کمالات میں اس کے مانند ہو گا۔

شیخ کلینی نے بسندِ معتبر اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ بوقتِ ولادتِ آنحضرتؐ فاطمہؑ بنت اسد جناب آمنہؑ کے پاس موجود تھیں تو ایک نے دُوسری سے کہا کہ جو کچھ مَیں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھ رہی ہو

وُہ بولیں کیا دیکھ رہی ہو؟ کہا یہ نُور جو چمک رہا ہے اور تمام مشرق و مغرب تک پھیلا ہُوا ہے۔ اسی اثنا میں حضرت ابو طالبؑ آئے اور بولے کیا تعجب کی بات ہے تو فاطمہؑ بنت اسد نے اس نور کا ذکر کیا حضرت ابو طالبؑ نے فرمایا کیا چاہتی ہو کہ تم کو خوشخبری دُوں وُہ بولیں ضرور فرمایئے۔ ابو طالبؑ نے کہا کہ تم سے بھی ایک لڑکا پیدا ہو گا جو اس کا وصی ہو گا۔

دیگر روایت ہے کہ ابو طالبؑ نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا عقیقہ کیا اور اپنے تمام خاندان کو مدعو کیا۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ کیسا کھانا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ احمدؐ کے عقیقہ کا ولیمہ ہے۔ لوگوں نے پُوچھا ان کا نام احمدؐ کیوں رکھا؟ فرمایا اس لیئے کہ اہلِ آسمان انکی مدح کریں گے۔

کلینی اور شیخ طوسی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما نے بسندہائے معتبر امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق صلوات اللّٰہ علیہما سے روایت کی ہے کہ جس رات جناب رسولِ خدا پیدا ہوئے اس کی صبح کو علمائے اہلِ کتاب میں سے ایک شخص قریش کی مجلس میں آیا جس میں اُن کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ ان میں ہشام اور ولید مغیرہ کے بیٹے اور عاص بن ہشام، ابو زجرہ بن ابی عمرو بن اُمیّہ و عتبہ بن ربیعہ بھی تھے اس عالم یہود نے کہا آیا آج رات تمہارے قبیلہ میں کوئی فرزند پیدا ہُوا ہے؟ اُن لوگوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا، ضرور ایک لڑکا پیدا ہونا چاہیئے جس کا نام احمدؐ ہو گا اور اُس میں ایک علامت مثل ایک گھاس کے جو سیاہی مائل ہوتی ہے، ہونا چاہیئے۔ اہلِ کتاب کی خاص طور سے یہودیوں کی ہلاکت اُسی کے ہاتھ سے ہو گی۔ ممکن ہے وُہ لڑکا پیدا ہُوا ہو اور تم لوگوں کو اطلاع نہ ہو۔ وُہ لوگ متفرق ہوئے تو لوگوں سے دریافت کیا۔ معلوم ہُوا کہ عبداللّٰہ بن عبدالمطلب کے فرزند پیدا ہوا ہے۔ پھر ان لوگوں نے اس عالمِ یہود کو بُلایا اور کہا ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اُس نے پُوچھا کہ میرے بیان کرنے سے پہلے یا بعد میں پیدا ہُوا؟ کہا پہلے ہی۔ اُس نے کہا مجھے اُس کے پاس لے چلو میں اس کو دیکھوں گا۔ وُہ لوگ جناب آمنہؑ کے پاس اس کو لے گئے اور کہا اپنے بچّہ کو باہر لاؤ کہ ہم بھی دیکھیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرا بچّہ دُوسرے بچّوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اُس نے پیدا ہوتے ہی اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر جانبِ آسمان بلند کیا تو ایک نُور اُس سے ظاہر ہُوا جس کی روشنی میں مَیں نے بصرہ کے قصرِ شام میں دیکھے اور ایک ہاتف ہوا میں کہہ رہا تھا کہ سیّد اُمّت پیدا ہُوا لہٰذا کہو اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ (مَیں اُس کو تمام حاسدوں کے شر سے خدائے واحد کی پناہ میں دیتی ہوں) اور اس کا نام محمدؐ رکھو۔ یہ سُنکر اُس عالم یہود نے کہا کہ اُس بچّہ کو مجھے دکھاؤ۔ آمنہؑ اس کے سامنے آنحضرتؐ کو لائیں۔ اُس نے آپ کی پُشت اور شانوں کو کھولا اور مُہرِ نبوّت مشاہدہ کی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کو حضرت آمنہؑ کی گود میں دے دیا اور کہا خدا تم کو فرزند مُبارک کرے جب اُس عالم کو ہوش آیا تو لوگوں نے پُوچھا کہ تجھ کو کیا ہُوا اُس نے کہا پیغمبری بنی اسرائیل سے قیامت تک کے لیئے برطرف ہو گئی۔ خدا کی قسم یہی وہ ہے جو ان لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ جب اس نے دیکھا کہ قریش اس کی گفتگو سے بہت خوش ہو رہے ہیں تو بولا کہ خدا کی قسم وہ تم پر ایسی ہیبت طاری کریگا

کہ اہلِ مشرق و مغرب یاد کریں گے۔

ابن شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے جناب آمنہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی ولادت کا وقت آیا مجھ پر ایک قسم کی دہشت طاری ہوئی۔ میں نے ایک طائر سفید کو دیکھا جس نے میرے دل پر اپنے پَر ملے تو وہ خوف مجھ سے زائل ہوگیا۔ پھر میں نے کچھ عورتوں کو دیکھا جو مثل درخت کے قد آور تھیں وہ میرے پاس آئیں اُن سے مشک و عنبر کی خوشبو آ رہی تھی اور وہ نہایت پاکیزہ کپڑے بہشت کے پہنے ہوئے تھیں۔ وہ مجھ سے باتیں کہنے لگیں۔ انکی گفتگو انسانوں سے مشابہ نہ تھی۔ انکے ہاتھوں میں سفید بلور کے پیالے تھے جن میں بہشت کے شربت بھرے ہوئے۔ انہوں نے کہا اے آمنہ اس کو پیو تم کو بہترین اوّلین و آخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبری ہو۔ میں نے اُس میں سے کچھ شربت پیا تو جو نور میرے چہرہ پر تھا مشتعل ہوگیا اور میرے تمام جسم پر چھا گیا۔ اور ایک چیز سفید ریشم کے مانند میں نے دیکھی جو زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھی۔ اور ایک ہاتف کی آواز میں نے سُنی جو کہہ رہا تھا کہ عزیز ترین مردم کو لو۔ اور چند مردوں کو میں نے دیکھا جو ہوا پر تھے اور ہاتھوں میں صراحیاں لئے ہوئے تھے۔ پھر میں نے مشرق و مغرب تک زمین کو دیکھا اور ریشم کے چند عَلَم دیکھے جو یاقوت سُرخ پر بندھے ہوئے کعبہ کی چھت پر نصب تھے اور زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھے۔ جب حضرتؐ پیدا ہوئے تو کعبہ کی جانب رُخ کر کے سجدہ کیا اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دُعا کرنے لگے۔ پھر ایک سفید ابر آسمان سے نیچے آیا اور حضرتؐ کو چھپا لیا۔ پھر ایک ہاتف کی آواز آئی کہ حضرتؐ کو مشرق و مغرب کی سَیر کراؤ اور تمام دریاؤں کو دکھاؤ تاکہ تمام خلائق آپ کے نام اور صورت اور حلیہ سے مطلع ہو جائے۔ پھر ابر برطرف ہوا تو میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ ایک کپڑے میں لپیٹے ہوئے ہیں جو دُودھ سے زیادہ سفید ہے جس کے نیچے سبز ریشم کا گدّا بچھا ہوا ہے۔ اور مروارید کی چند کنجیاں آپ کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کو نصرت و سود مندی اور پیغمبری کی کنجیاں مل گئیں پھر ایک دُوسرا ابر آسمان سے نیچے آیا اور آنحضرتؐ کو پہلے سے زیادہ میری آنکھوں سے پوشیدہ کر دیا۔ پھر دُوسری آواز کان میں آئی کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب کی سَیر کراؤ اور ان کو جن و انس اور پرندوں اور درندوں اور روحانیوں پر پیش کرو اور ان کو صفائے آدمؑ، رقّتِ نوحؑ، خلّتِ ابراہیمؑ، زبانِ اسمٰعیلؑ، جمالِ یوسفؑ، بشارتِ یعقوبؑ و صدائے داؤدؑ و زُہدِ یحییٰؑ اور کرمِ عیسےٰ صلوات اللہ علیہم دو۔ جب وہ ابر زائل ہوا میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے ہاتھ میں ایک ریشمی کپڑا تھا جو بہت مضبوط سے لپیٹا گیا تھا۔ اور کوئی کہہ رہا تھا کہ محمدؐ نے تمام دُنیا اپنے قبضۂ تصرّف میں لے لی۔ پھر میں نے تین آدمیوں کو دیکھا انکے چہرے ایسے نورانی تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ سُورج طلوع ہوا ہے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کی ایک صراحی تھی اور مشک کا نافہ۔ دُوسرے کے ہاتھ میں زمرّد سبز کا ایک طشت تھا جس کے چار سرے تھے۔ وہ ہر طرف مروارید سے مرصّع تھے کوئی کہہ رہا تھا کہ اے خدا کے ولی یہ دُنیا اس کو لے لو تو حضرتؐ نے اس کے درمیان کو اختیار فرمایا کسی نے کہا کہ آپ نے کعبہ کو اختیار فرمایا۔

تیسرے شخص کے ہاتھ میں ایک سفید ریشمی کپڑا لپیٹا ہوا تھا جس کو کھول کر اُس نے ایک انگوٹھی نکالی جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ پھر آنحضرتؐ کو سات مرتبہ اس پانی سے غسل دیا۔ جو صراحی میں تھا۔ پھر اُس انگوٹھی سے آنحضرتؐ کے دونوں شانوں کے درمیان نقش کیا اور آپ سے گفتگو کی حضرتؐ نے اس کا جواب دیا۔ پھر اُن میں سے ہر ایک نے تھوڑی دیر حضرتؐ کو اپنے پروں میں لیا اور وہ جس نے حضرتؐ کے ساتھ یہ امور انجام دیئے رضوانِ خازنِ جنّت تھا۔ پھر وہ حضرتؐ سے یہ کہہ کر چلے گئے کہ اے دنیا و آخرت کی عزّت کے مالک آپ کو خوشخبری ہو۔

دوسری سند سے روایت ہے عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں شبِ ولادت آنحضرتؐ کعبہ کے نزدیک سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ کعبہ اپنی بنیاد سمیت زمین سے اُٹھ کر مقامِ ابراہیمؑ کی جانب سجدہ میں گر پڑا۔ پھر سیدھا ہو کر بولا اللہ اکبر! میرے اور محمدؐ مصطفےٰ کے پروردگار نے مشرکین و کفّار کی نجاست سے اب مجھے پاک کر دیا؛ اور تمام بُت کانپتے ہوئے مُنہ کے بل گر پڑے۔ پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے طائر کعبہ کے پاس جمع ہوئے اور مکّہ کے پہاڑ کعبہ کی طرف جُھکے اور ایک ابرِ سفید آمنہ کے حجرہ کے قریب موجود ہے۔ میں خانۂ آمنہ کی طرف دوڑا اور پوچھا کہ میں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں؟ آمنہ نے کہا آپ بیدار ہیں۔ تو میں نے دریافت کیا کہ وہ نور کیا ہوا جو تمہاری پیشانی میں جلوہ افروز تھا؟ آمنہ نے کہا وہ اس فرزند میں ہے جو مجھ سے پیدا ہوا ہے اس کو چند پرندے لئے ہوئے ہیں مجھے نہیں دیتے۔ اور یہ ابر اس کی ولادت کے وقت سے مجھ پر سایہ فگن ہے۔ میں نے کہا میرے بچّے کو لاؤ میں بھی دیکھوں۔ آمنہ نے کہا کہ تین روز تک وہ طائر بچّہ کو مجھے نہ دیں گے کہ آپ دیکھیں یہ سُنکر میں نے اپنی تلوار نکالی اور کہا میرے بچّہ کو لاؤ ورنہ میں تم کو قتل کر دونگا آمنہ نے کہا وہ حجرہ میں ہے آپ جائیں اور وہ۔ جب میں نے چاہا کہ حجرہ میں داخل ہوں ایک شخص باہر آیا اور بولا آپ واپس جایئے جب تک تمام فرشتے اس کی زیارت نہ کر لیں کوئی انسان اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ یہ سُنکر میں کانپ گیا اور واپس آیا۔

روایت ہے کہ حضرتؐ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلبؓ کہتے تھے کہ میرا یہ فرزند عظیم مرتبہ والا ہے۔ امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے تمام بُت جو کعبہ کے گرد رکھے ہوئے تھے، مُنہ کے بل گر پڑے اور شام ہوتے ہی ایک آواز آسمان سے آئی: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (آیۃ ۸۱، پ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل) (حق آیا اور باطل مِٹ گیا بیشک باطل مِٹ جانے والا ہی تھا)۔ اس رات تمام دُنیا روشن ہوگئی اور ہر پتھر اور درخت بزبانِ حال خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے تسبیح خدا میں محو ہو گئے اور شیطان بھاگا بھاگا پھر رہا تھا۔ کہتا تھا کہ اُمتوں میں سب سے بہتر خلائق میں سب سے اعلیٰ بندوں میں سب سے عزّت والے اور تمام عالم میں سب سے بزرگ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

شیخ طبرسی نے کتاب احتجاج میں امام موسےٰؑ کاظم سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ شکم

مادر سے زمین پر تشریف لائے بایاں ہاتھ زمین پر رکھا اور داہنا ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا اور اپنے لبوں کو توحید کے ذکر میں حرکت دی اور زبان مبارک سے ایک نُور ساطع ہوا جس کی روشنی میں اہل مکّہ نے قصر ہائے بصرہ اور اُس کے چاروں اطراف کو شام میں دیکھا اور یمن کے سُرخ قصر اور اسکے نواحی اور اصطخر فارس کے سفید قصر اور اس کے اطراف و جوانب کو دیکھا اور آنحضرتؐ کی ولادت کی رات دُنیا روشن ہوگئی یہانتک کہ جن و انس و شیاطین خوفزدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ زمین پر کوئی عجیب بات حادث ہوئی ہے اور فرشتوں کو دیکھا کہ فوج در فوج زمین پر آتے ہیں اور آسمان پر جاتے ہیں، اور تسبیح خدا کر رہے ہیں اور تارے حرکت میں ہیں اور ہوا میں تیر رہے ہیں۔ یہ تمام آنحضرتؐ کی ولادت کی علامتیں تھیں۔ ابلیس ملعون نے چاہا کہ آسمان پر جائے اور ان عجیب باتوں کا سبب معلوم کرے۔ اس کے لئے آسمان سوئم پر ایک جگہ تھی جہاں وُہ اور تمام شیاطین جاکر فرشتوں کی باتیں سُنتے تھے۔ جب وُہ سب وہاں پہنچے تو شہاب کے تیروں سے مار کر ان کو بھگا دیا گیا۔

ابن بابویہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت کی رات ایوان کسریٰ کو لرزہ ہوا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ دریائے ساوہ خشک ہوگیا اور آتشکدۂ فارس جس کی وُہ لوگ پرستش کرتے تھے گُل ہوگیا۔ اور فارس کے سب سے بڑے عالم نے خواب میں دیکھا کہ چند فربہ اُونٹ عربی گھوڑوں کو کھینچتے ہوئے دریائے دجلہ کو عبور کرکے بلادِ عجم میں منتشر ہوگئے۔ کسریٰ نے جب یہ عجیب کیفیت دیکھی اپنے سر پر تاج رکھ کر تخت پر بیٹھا اور اپنے امرا و ارکان دولت کو جمع کیا (اور محل کے کنگروں کا گرنا) اور جو کچھ دیکھا تھا اُن سے بیان کیا، اسی اثنا میں آتشکدۂ فارس کے خاموش ہونے کی اطلاع آئی جس سے اس کا غم واندوہ اور بڑھ گیا۔ پھر اس عالم نے بھی کہا اے بادشاہ مَیں نے بھی ایک عجیب خواب دیکھا ہے اور وُہ خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے پوچھا اسکی تعبیر کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کوئی واقعہ مغرب میں ضرور ہوا ہوگا۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کو جو عرب کا بادشاہ تھا خط لکھا، کہ عرب کے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دو کہ اس سے ایک اہم مسئلہ دریافت کروں گا۔ یہ خط دیکھ کر اُس نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیج دیا۔ اس سے وُہ تمام واقعات بیان کئے گئے۔ عبدالمسیح نے کہا مجھے اس خواب اور اس کے رموز کا علم نہیں مگر میرا خالو سُطیح شام میں رہتا ہے وُہ اس کی تعبیر بتا سکتا ہے۔ کسریٰ نے کہا اس سے جاکر دریافت کرو اور مجھے اطلاع دو۔ عبدالمسیح جب اس کے پاس پہنچا وُہ موت سے ہمکنار تھا۔ اس نے سلام کیا مگر کوئی جواب نہ ملا۔ تو چند اشعار پڑھے جن میں ظاہر کیا کہ مَیں دُور سے بہت تکلیف اُٹھا کر ایک بزرگ کے پاس کچھ معلوم کرنے آیا ہوں اور اب ناامید ہوگیا۔ سطیح نے جب یہ سُنا اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا عبدالمسیح ایک شتر پر سوار ہوکر منازل طے کرتا ہوا سطیح کے پاس اس وقت آیا جبکہ وُہ ضریح کے پاس منتقل ہو رہا ہے اس کو بادشاہِ ساسان نے بھیجا ہے تاکہ قصر کے زلزلے، آتشکدہ کے گُل ہوجانے، سب سے بڑے عالم کے خواب اور دریائے ساوہ کے خشک ہوجانے کے بارے میں معلوم کرے۔ اے عبدالمسیح وُہ وقت آگیا ہے جبکہ قرآن کی

تلاوت بہت کی جائے گی اور وُہ پیغمبر مبعوث ہوگا جو ہر وقت ایک چھوٹا عصا اپنے ہاتھ میں رکھے گا اور ساوہ کی نہریں پُرآب ہوجائیں گی اور ساوہ دریا خشک ہوجائے گا، ملک شام و عجم اُن کے بادشاہوں کے قبضہ سے نکل جائے گا اور قیصر کسرای کے کنگروں کی تعداد کے مطابق جو گر گئے ہیں ان کے بادشاہ بادشاہی کریں گے اس کے بعد انکی حکومت زائل ہوجائے گی اور جو کچھ ہونے والا ہے ضرور ہوکر رہے گا۔ یہ کہہ کر وُہ دارِفانی سے رُخصت ہوگیا۔ اس کے بعد عبدالمسیح نہایت سُرعت کے ساتھ بادشاہ کے پاس عجم میں واپس گیا اور سطیح کی تمام گفتگو بیان کی۔ کسرائے نے کہا جب تک ہم میں سے چودہ افراد بادشاہی کریں گے بڑی مدت گذر جائے گی۔ غرض اُن میں سے دس بادشاہوں نے چار سال میں بادشاہی کی اور چار شخصوں نے عثمان کے زمانہ تک حکومت کی اور بیخ و بُنیاد سے مٹ گئے۔ سُطیح سیل[1] عَرِم میں پیدا ہوا تھا اور ذو نواس بادشاہ کے زمانہ تک زندہ رہا جس کی مدت تین[2] قرن سے زیادہ ہوئی اور ہر قرن میں تیس سال ہوتے ہیں۔ ؎

قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ لوگوں نے ابن عباس سے سُطیح کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے کہا کہ خُدا نے اس کو صرف گوشت ہی بنایا تھا جس کو خُرما کی ٹہنیوں پر رکھ کر جہاں چاہتے تھے لے جاتے تھے۔ اس کے جسم میں سوائے سر اور گردن کے کہیں ہڈیاں اور پٹھے نہ تھے۔ اس کو گردن کے حصّہ میں لپیٹ دیا کرتے تھے جس طرح کپڑا لپیٹا جاتا ہے۔ اس کا کوئی عضو سوائے زبان کے حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ وُہ درخت کی چھال سے ٹاٹ کے مانند ایک چیز تیار کرکے اُس پر رکھ کر مکّہ میں لایا گیا تھا۔ قریش کے چار اشخاص اُس کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کی زیارت کو آئے ہیں ہم کو آپ کے کمال علم کی خبر پہنچی ہے۔ لہٰذا ہم کو اُن باتوں سے آگاہ کیجئے جو ہمارے زمانہ میں اور ہمارے بعد ہونے والی ہیں۔ سطیح نے کہا اے عرب والو تم میں علم و فہم نہیں ہے لیکن تمہارے پیچھے ایسا گروہ پیدا ہوگا جو ہر طرح کے علوم حاصل کرے گا۔ بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اہل عجم پر غالب ہوگا اور انکے مال و متاع غنیمت میں حاصل کرے گا۔ ان لوگوں نے پُوچھا وُہ کیسی جماعت ہوگی۔ اُس نے کہا کعبہ کے مالک کی قسم تمہارے بعد وُہ لوگ پیدا ہوں گے۔ جو خدا کی وحدانیت کے ساتھ اسکی عبادت کریں گے اور شیاطین اور بتوں کی عبادت ترک کردیں گے۔ پُوچھا وُہ کس کی نسل سے ہونگے اس نے کہا عبدمناف کے شریف ترین لوگوں کی نسل میں ہوں گے۔ لوگوں نے پُوچھا کس شہر سے خروج کرینگے

---

[1] سَیلِ عَرِم سے اشارہ ہے آیت فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمۡ سَیۡلَ الۡعَرِمِ الخ (سورۃ سبا، آیت ۱۶، پ ۲۲) کی طرف۔ قوم سبا کے لئے جناب سلیمانؑ کے حکم سے یا ملکۂ بلقیس کے اہتمام سے دریا پر بند باندھے گئے تھے جس سے شہر سیلاب سے محفوظ تھا۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد اہل شہر کی سرکشی کے سبب عذاب آیا اور وُہ بند ٹوٹ گیا اور شہر تباہ ہوگیا۔ اسی زمانہ میں سطیح پیدا ہوا تھا۔ ۱۲

[2] یعنی اس کی عمر نو سو ۹۰۰ برس سے زیادہ ہی ہوئی۔ ۱۲ (مترجم)

اُس نے کہا اُسی خدا کی قسم جو ہمیشہ باقی ہے اسی شہر مکہ سے خروج کریں گے اور لوگوں کو رشد و ہدایت اور خدائے واحد کی عبادت کی جانب رہنمائی کریں گے۔

سیّد ابن طاؤس نے اپنی سند سے وہب ابن منبہ سے روایت کی ہے کہ کسریٰ بادشاہ عجم نے ایک دیوار دجلہ پر بنوائی تھی جس میں بہت روپیہ صرف کیا تھا اس میں ایک نشستگاہ بنوائی جس کا مثل کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وُہ اس کا دربارِ عام تھا جس میں تاج پہن کر تخت پر بیٹھتا تھا اُس کی مجلس میں تین سو ساٹھ جادُوگر، کاہن اور منجّم حاضر رہتے تھے۔ ان میں عرب کا ایک منجم سائب نامی بھی تھا جس کو حاکمِ یمن باذان نے اس کے پاس بھیجا تھا۔ اس کے احکام میں غلطیاں بہت کم ہوتی تھیں جب کسریٰ کو کوئی معاملہ درپیش ہوتا تھا انہی لوگوں سے مشورہ کرتا تھا۔ جب آنحضرتؐ پیدا ہوئے یا مبعوث ہوئے کسریٰ صبح کو بیدار ہؤا تو دیکھا کہ محل کا طاق درمیان سے ٹوٹ کر دجلہ میں بہہ گیا ہے اور اُس قصر میں پانی جاری ہو گیا ہے یہ دیکھ کر بولا کہ میری بادشاہی زائل ہو چکی، اور بہت غمگین ہؤا۔ پھر منجموں اور کاہنوں کو بلا کر اُن سے واقعہ بیان کیا؛ اور کہا غور و فکر کر کے اس حادثہ کا سبب مجھ سے بیان کرو۔ سائب بھی اُن میں موجود تھا۔ وُہ سب کے سب باہر آ کر خوب غور و خوض کیا۔ سوچتے رہے مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ اپنی عقل، نجوم اور کہانت سب کچھ بیکار نظر آنے لگی سحر کہانت اور علم نجوم سب باطل ہو گیا تھا۔ سائب اُس رات ایک ٹیلہ پر بیٹھا ہؤا تھا اور حیران تھا کہ ناگہاں اس نے ایک بجلی دیکھی جو حجاز کی طرف سے چمک رہی تھی۔ وُہ بڑھتے بڑھتے تمام مشرق و مغرب پر چھا گئی۔ صبح ہوئی تو اُس نے اپنے پیر کے نیچے ایک باغ سبز دیکھا۔ کہنے لگا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس کا مقتضا یہ ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بادشاہ ظاہر ہوگا جس کی بادشاہی مشرق تک پہنچے گی۔ زمین اس کے سبب بادشاہ کے زمانہ سے زیادہ آباد ہوگی۔ غرض وُہ تمام کاہن اور منجم وغیرہ یکجا ہوئے۔ کہنے لگے کہ ہم کو تو اب سحر و کہانت وغیرہ باطل معلوم ہوتے ہیں ہمارے علم برطرف ہو گئے شاید کوئی آسمانی امر حادث ہؤا ہوگا۔ ممکن ہے کوئی پیغمبر مبعوث ہؤا ہو یا عنقریب ہوگا اور اس بادشاہ کی حکومت اس کے سبب زائل ہو جائے گی۔ لیکن اگر ہم بادشاہ سے بیان کر دیں تو وُہ ہمیں مار ڈالے گا لہٰذا ہم اس سے یہ راز پوشیدہ رکھیں گے؛ دُوسرے طریقوں سے ظاہر ہی ہو جائے گا۔ یہ مشورہ کر کے کسریٰ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے غور و فکر کیا سمجھ میں یہ آیا کہ آپکے قصر اور دجلہ کے دیوار کی بنیادیں نحس ساعتوں میں رکھی گئی تھیں لوگوں نے ساعت دریافت کرنے میں حساب میں غلطی کی تھی، اسی سبب سے یہ خرابی پیدا ہوئی ہے لہٰذا نیک گھڑی اختیار کر کے اس میں اس کی بنیاد رکھنی چاہیئے تاکہ آیندہ ایسا نہ ہو۔ غرض ایک ساعت نیک اختیار کر کے اس میں دجلہ پر دیوار تیار کی گئی اور آٹھ مہینے میں مکمل کر دی گئی جس میں بے دریغ مال صرف کیا گیا۔ پھر ایک نیک ساعت معلوم کر کے بادشاہ اس کے بالاخانہ پر بیٹھا عمدہ فرش بچھایا گیا اور طرح طرح کے پھُول اسکے گرد لگائے۔ جب وُہ اس میں اطمینان سے بیٹھا، قصر کی بنیاد اکھڑ گئی اور وُہ محل سمیت دریا میں ڈوب گیا

لوگوں نے اس کو پانی سے اس وقت نکالا جبکہ اُس میں کچھ جان باقی تھی۔ وُہ صحیح و تندرست ہؤا تو اس نے منجموں اور کاہنوں کو جمع کیا اور کہا مَیں نے تم کو اپنا مقرب بنایا ہے، بے دریغ مال و متاع دیتا ہوں اور تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو اور فریب دیتے ہو۔ پھر تقریباً سو آدمیوں کی گردنیں اُڑا دیں۔ اور لوگوں نے کہا اے بادشاہ جس طرح ہم سے پہلے لوگوں سے حساب میں غلطی ہو گئی تھی ہم سے بھی ہو گئی۔ اب پھر حساب کرتے ہیں اور اُسی کے مطابق قصر کی تعمیر کرائیں گے۔ پھر آٹھ مہینے تک بے حساب مال خرچ کر کے دوبارہ قصر تیار کیا گیا۔ لیکن بادشاہ کو اطمینان سے اس پر بیٹھنا نصیب نہ ہؤا۔ ایک سوار آیا اس کے داخل ہوتے ہی قصر ٹوٹ پھُوٹ کر دریا میں غرق ہو گیا اور کسریٰ بھی ڈوب گیا۔ وُہ سوار پانی پر بیٹھا ہؤا تھا۔ پھر جبکہ تھوڑی جان باقی تھی کسریٰ کو لوگوں نے باہر نکالا۔ آخر بادشاہ نے اُن سے کہا میں تم سب کو مار ڈالوں گا، تمہاری ہڈیوں کو ہاتھیوں کے پیروں تلے روند ڈالوں گا اگر اس کا صحیح صحیح راز مجھ سے نہ بیان کرو گے۔ ان لوگوں نے کہا اے بادشاہ اب سچ سچ بیان کئے دیتے ہیں جب آپ نے پہلے اس واقعہ کا ذکر کیا تھا ہم سب نے اپنی اپنی جگہ غور و فکر کیا ہمارے علوم برطرف ہو گئے ہیں، ہم نے سمجھ لیا کہ یہ عجیب باتیں کسی آسمانی حادثہ کے سبب سے واقع ہوتی ہیں، اور چاہیئے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہؤا ہو یا عنقریب مبعوث ہوگا۔ لیکن خوفِ جان سے ہم یہ سب کچھ آپ سے بیان نہ کر سکے اُس نے کہا تم پر وائے ہو تم کو پہلے ہی کہنا چاہیئے تھا تاکہ مَیں اُس کا کچھ تدارک کرتا۔ آخر وُہ اور قصر کی تعمیر کے ارادہ سے باز آیا۔

شاذان بن جبرئیل علیہ الرحمہ نے کتاب فضائل میں روایت کی ہے کہ جب حضرتؐ کے حمل کو ایک مہینہ گذرا پہاڑ، درخت، آسمان و زمین ایک دوسرے کو آنحضرتؐ کی خوشخبری دیتے تھے اسی اثناء میں جناب عبدالمطلب اور عبداللہ علیہما السّلام مدینہ تشریف لے گئے اور وہاں پندرہ ۱۵ روز قیام کرنا پڑا، اسی جگہ حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ مکان کی چھت پھٹ گئی اور منادی نے ندا دی کہ وُہ بزرگ دنیا سے رُخصت ہو گیا جس کے صلب میں خاتم المرسلینؐ تھے اور کون ہے جو نہ مرے گا۔ جب انعقادِ نطفہ آنحضرتؐ کو دو ۲ مہینے گذرے خدا نے ایک فرشتے کو حُکم دیا کہ آسمانوں اور زمینوں میں ندا کرے کہ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات بھیجو اور ان کی اُمّت کے لئے استغفار کرو۔ تین مہینے گذر رہے تھے کہ ابو قحافہ شام سے واپس آ رہے تھے۔ جب مکہ کے قریب پہنچے اُن کے ناقہ نے سر زمین پر رکھ کر سجدہ کیا۔ ابو قحافہ نے ایک لکڑی اس کے سر پر ماری اُس نے پھر بھی سر نہ اُٹھایا تو وُہ بولے کہ تیرے ایسا ناقہ مَیں نے نہیں دیکھا۔ ناگاہ ایک ہاتف نے اُن کو آواز دی کہ اے ابو قحافہ اس بے جانور کو مت مارو کہ تمہاری اطاعت نہیں کرتا۔ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ پہاڑ، درخت، دریا اور آسمان کے سوا ہر مخلوق اپنے پروردگار کے لئے اس شکر میں سجدہ کر رہے ہیں کہ پیغمبرِ اُمّیؐ کے حمل کو تین ماہ گزر گئے۔ عنقریب تم ان کو دیکھو گے بُت پرستوں کی خرابی ہو ان کی اور ان کے ہمراہیوں کی تلواروں سے واصلِ جہنم ہوں گے۔ حمل کو چار مہینے گذرے تو ایک زاہد جو طائف کے راستہ میں رہتا تھا

اپنے ایک دوست سے ملنے کے لیئے اپنے عبادت خانہ سے مکہ روانہ ہوا اس کا نام حبیب تھا۔ راستہ میں اس نے ایک بچّہ کو دیکھا کہ سجدہ میں پڑا ہوا تھا۔ جب اس کو سجدہ سے لوگ اُٹھاتے تھے وُہ پھر سجدہ میں چلا جاتا تھا۔ حبیب نے اس کو اٹھانا چاہا تو ایک ہاتف کی آواز آئی کہ اس کو رہنے دے کہ وُہ خدا کا شکرادا کر رہا ہے اس سبب سے کہ پیغمبر پسندیدہ اور برگزیدہ کے حمل کو چار ماہ گزر گئے۔ جب پانچ ماہ گذرے اور حبیب اپنے عبادت خانہ میں واپس آیا دیکھا کہ وُہ حرکت میں ہے اور ساکن نہیں ہوتا اس کے اور تمام عبادت خانہ کے محرابوں میں لکھا تھا کہ اے عبادت خانہ والو خدا اور اس کے رسُول محمدؐ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاؤ کہ اُس کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب آگیا۔ کیا کہنا ہے اُس کا جو اُس پر ایمان لاتے اور افسوس ہے اُس پر جو اُس سے انکار کرے یہ سُنکر حبیب نے کہا کہ مَیں نے قبول کیا اور ایمان لایا۔ اس کا مُنکر نہ ہوں گا۔ چھٹے مہینے اہلِ یمن و اہل مدینہ اپنے اپنے عیدگاہ کو روانہ ہوئے وُہ سال میں چند بار عیدگاہ جایا کرتے تھے اور ایک درخت کے پاس جمع ہوتے تھے کھاتے پیتے تھے خوشیاں مناتے تھے اور اس درخت کی پرستش کرتے تھے اس مرتبہ جب اُس درخت کے پاس جمع ہوتے ایک صدائے مہیب اُس سے پیدا ہوئی کہ اے اہلِ یمن دیمامہ اور اے بُت پرستو جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (آیت ۸۱ پ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل) اے اہلِ باطل تمہاری ہلاکت و بربادی کا وقت آگیا۔ یہ سُنکر وُہ خوفزدہ ہوئے اور جلد جلد اپنے گھروں کو واپس چلے آئے۔ ساتویں مہینے سوادبن قارب عبدالمطلب کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کل شب مَیں نے خواب و بیداری کے درمیان دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور فرشتے آسمان سے نیچے آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ زمین کو آراستہ کرو کیونکہ تمام مخلوق کی جانب حضرت محمدؐ مُصطفٰے عبدالمطلب کے فرزندزادے خدا کے رسولؐ کے آنے کا زمانہ قریب آگیا جو صاحبِ شمشیر و تیر ہوں گے۔ مَیں نے پُوچھا کہ وُہ کون ہے تو بتایا کہ وہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہوں گے۔ جناب عبدالمطلب نے کہا اس خواب کو پوشیدہ رکھو۔ آٹھ ماہ مدتِ حمل کے گذرے کہ دریائے اعظم کی ایک مچھلی جس کو طنبوسا کہتے ہیں وُہ سیدھی ہوکر اپنی دُم پر کھڑی ہو گئی اور دریا میں طوفان پیدا ہو گیا اُس وقت ایک فرشتے نے کہا کہ ساکن ہو کہ دریا میں تُونے تلاطم برپا کر دیا۔ اُس مچھلی نے کہا جس روز میرے پروردگار نے مجھے خلق فرمایا تھا ہدایت کی تھی کہ جب میں محمدؐ بن عبداللہ کو دُنیا میں پیدا کروں تو اُن کے اور اُن کی اُمّت کے لیئے دُعا کرنا۔ اب میں نے سُنا کہ بعض فرشتے دوسرے فرشتوں کو حضرتؐ کی خوشخبری دے رہے ہیں اس سبب سے مَیں نے حرکت کی ہے تو فرشتوں نے کہا کہ ساکن ہو کر دُعا کر۔ جب نو مہینے گزر گئے خدا نے ہر آسمان کے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ زمین پر جاؤ۔ تو دس ہزار فرشتے نازل ہوئے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی ایک قندیل تھی جن سے بغیر تیل کے روشنی ظاہر ہوتی تھی اور ہر قندیل پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

محمدؐ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ وُہ فرشتے مکہ معظمہ کے گرد جمع ہوئے اور کہتے تھے کہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔ اور عبدالمطلب کو ان تمام حالات کی اطلاع ہوتی رہی لیکن پوشیدہ رکھتے تھے اور اُس پورے مہینے آسمان کے ستارے حرکت میں تھے اور شہاب ہوا میں دَوڑا کرتے تھے۔ جب نو مہینے پورے ہوگئے آمنہ نے اپنی مادرِ گرامی برہ سے کہا کہ کسی کو میرے پاس نہ آنے دیجئے گا۔ مَیں چاہتی ہوں کہ حجرہ میں جاکر اپنے شوہر کی مصیبت میں گریہ کروں اور آنسوؤں سے اپنے دل کی آگ بجھاؤں۔ برہ نے کہا بیٹی ایسے شوہر پر رونا جائز ہے اور منع کرنا ظلم ہے۔ غرض جناب آمنہ حجرہ میں داخل ہوئیں اور ایک شمع جلائی اور آہ و نالہ سے در و دیوار ہلا دیئے۔ اسی حال میں دردِ زہ شروع ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ دَوڑ کر دروازہ کھول دیں۔ بہت کوشش کی دروازہ نہیں کھلا تو واپس آکر بیٹھ گئیں اور اُن پر دہشت عظیم طاری ہوئی۔ ناگاہ دیکھا کہ چھت شگافتہ ہوئی اور چار حوریں نیچے آئیں جنکے چہرے کے نور سے حجرہ روشن ہوگیا۔ انہوں نے کہا اے آمنہ بی بی خوف نہ کیجئے آپ کو کچھ پریشانی نہ ہوگی۔ ہم تو آپ کی خدمت کے لئے آئے ہیں۔ آمنہ یہ سُنکر مدہوش ہوگئیں۔ ہوش آیا تو دیکھا کہ آنحضرت صلعم سجدہ میں اپنی نورانی پیشانی رکھے ہوئے اور انگشت شہادت اُٹھائے ہوئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ فرما رہے ہیں۔ آنحضرتؐ کی ولادت باسعادت شب جمعہ صبح کے قریب سترھویں ماہِ ربیع الاوّل کو ہوئی جبکہ حضرت آدمؑ کی دفات کو سات ہزار نو سو سال چار مہینے سات روز گزرے تھے اور ایک روایت کے مطابق نو ہزار نو سو سال چار مہینے اور سات روز گذرے تھے۔ آمنہ رضؓ نے حضرتؐ کو طاہر و مطہر پایا۔ آنکھوں میں سُرمہ لگا ہوا تھا۔ آپ کے روئے مبارک سے ایک نور ظاہر ہوا جو چھت کو توڑتا ہوا نکل گیا۔ آمنہ نے اس کی روشنی میں حرم اور اطراف عالم کے ہر بلند مقام اور قصر رفیع دیکھے اور ایک برق چمکی جس کی ضیا نے ہر اس مکان کو روشن کر دیا جس کے رہنے والے خدا کے علم میں ایمان لانے والے تھے۔ اور اطرافِ عالم میں جہاں جہاں بُت تھے سب زمین پر گر پڑے۔ ابلیس لعین نے ان عجیب و غریب باتوں کو عالم میں مشاہدہ کیا تو اپنی ذریت کو جمع کیا۔ اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا جب سے خلق ہوا ہوں اب تک ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوا تھا۔ آج رات ایک بچّہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمدؐ بن عبداللہ ہے۔ وُہ بتوّں کی پرستش دُنیا سے مٹا دیگا اور خدائے یگانہ کی عبادت کی اہلِ دُنیا کو دعوت دے گا۔ یہ سُنکر اس کی ذریت نے ذلت کے ساتھ اپنے سروں پر خاک اُڑائی اور سب کے سب دریائے چہارم میں بھاگ گئے اور چالیس روز تک روتے رہے۔ پھر ان حوروں نے حضرتؐ کو بہشت کے کپڑوں میں لپیٹا اور بہشت کو روانہ ہوگئیں اور فرشتوں کو آنحضرتؐ کی ولادت کی خوشخبری دی۔ یہ سُنکر جبرئیل و میکائیل علیہما السّلام زمین پر آئے اور دو جوانوں کی صورت میں داخل حجرہ ہوتے جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک طلائی دشت تھا اور میکائیلؑ عقیق کی صراحی لئے ہوئے تھے۔ جبرئیلؑ نے حضرتؐ کو ہاتھ پر لیا، میکائیلؑ پانی ڈالنے لگے اور آنحضرتؐ کو غسل دیا اور جناب آمنہ سے کہا کہ ہم حضرتؐ کو پاک کرنے کے لیۓ

غسل نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وُہ تو طاہر و مطہر ہیں بلکہ نور و صفا کی زیادتی کے لئے غسل دے رہے ہیں۔ پھر بہشت کے عطروں سے حضرتؐ کو معطر کیا اسی اثناء میں مختلف آوازیں حجرہ کے دروازہ پر بلند ہوئیں۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے حضرتؐ کو سلام کرنے آئے ہیں۔ اور وُہ حجرہ بقدرتِ خدا وسیع ہوگیا۔ فرشتے فوج فوج اُس میں داخل ہوتے تھے اور کہتے تھے السّلام علیك یا محمّدؐ السلام علیك یا محمودؐ السّلام علیك یا احمدؐ السّلام علیك یا حامدؐ۔ تین رات گزرنے کے بعد بحکم خدا جناب جبرئیلؑ بہشت سے چار علَم لائے۔ سبز علَم کوہِ قاف پر نصب کیا جس پر سفید حرفوں سے دوسطروں میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔ دُوسرے علَم کو کوہِ ابوقبیس پر نصب کیا جس کے دو پھریرے تھے۔ پہلے پر لا الٰہ الا اللّٰہ اور دوسرے پر لَادِیْنَ[1] اِلَّادِیْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ تحریر تھا۔ تیسرا علَم بامِ کعبہ پر کھڑا کیا جس پر طُوْبٰی[2] لِمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَبِمُحَمَّدٍ وَالْوَیْلُ لِمَنْ کَفَرَبِہٖ وَرَدَّ عَلَیْہِ حَرْفًا مِمَّا یَاْتِیْ بِہٖ مِنْ عِنْدِ رَبِّہٖ[3]۔ چوتھے علم کو بیت المقدس پر نصب کیا۔ جس پر لَا غَالِبَ[4] اِلَّا اللّٰہُ وَالنَّصْرُ لِلّٰہِ وَلِمُحَمَّدٍ۔ اور ایک فرشتے نے ابوقبیس سے آواز دی کہ اے اہلِ قریش خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس نور پر جس کو ہم نے بھیجا ہے۔ اور خدا نے ایک ابر کعبہ کے اُوپر بھیجا جس نے مشک و عنبر نثار کیا۔ اور کعبہ سے بُت حجر کی جانب باہر ہوگئے اور مُنہ کے بل گر پڑے۔ پھر جبرئیلؑ ایک قندیل سُرخ لائے اور کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دی جس سے بغیر تیل کے روشنی ہو رہی تھی۔ اور حضرتؐ کی پیشانی مبارک سے ایک تجلی ظاہر ہوئی جو ہوا میں بلند ہوکر آسمان تک پہنچی اور اہلِ ایمان کے ہر گھر میں اس کی روشنی نمایاں ہوگئی۔ اُسی رات ہر توریت و انجیل و زبور میں جہاں جہاں دنیا میں وُہ تھیں حضرتؐ کے نام کے نیچے جہاں ان کتابوں میں تحریر تھا خون کا ایک قطرہ ظاہر ہوا کیونکہ حضرتؐ صاحبِ شمشیر پیغمبر تھے۔ اور اُسی رات ہر دیر و صومعہ کی محرابوں میں لکھا ہوا ملا کہ آگاہ ہو کہ پیغمبر اُمی پیدا ہوا۔ اس کے بعد آمنہ نے دروازہ کھولا اور باہر آئیں، اور جو عجیب باتیں مشاہدہ کی تھیں ماں باپ سے بیان کیں۔ جب عبدالمطلب کو خوشخبری دی۔ آپ آنحضرتؐ کے پاس آئے دیکھا کہ آپ بزبان فصیح تقدیس و تسبیح الٰہی کر رہے تھے۔ پھر خدا نے ایک سفید ریشمی خیمہ بھیجا جس پر لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۙ وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ (آیت ۴۵، ۴۶۔ پ ۲۲ سورۃ احزاب) (اے رسولؐ ہم نے تم کو گواہ اور (بہشت کی) خوشخبری دینے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا اور خدا کی طرف اسی کے حکم سے بلانے والا اور ایمان و ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا) وہ خیمہ چالیس روز

[1] نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اس کے رسولؐ ہیں۔ ۱۲ [2] کوئی سچا دین نہیں سوائے محمدؐ کے دین کے۔ ۱۲ [3] طُوبٰی (جنت) اُس کے لیے ہے جو اللہ اور محمدؐ پر ایمان لایا اور (دوزخ کا) غار اُس کے لئے ہے جس نے اس کے پیغام کو ردّ کر دیا جو وُہ اپنے پروردگار کی طرف سے لائے۔ ۱۲ [4] کوئی غالب نہیں سوائے اللہ کے اور فتح و نصرت اللہ اور محمدؐ کے لئے ہے۔ ۱۲

تک بدستور قائم رہا۔ ایک شخص کا چرب شدہ ہاتھ لگ گیا اس لیئے وُہ خیمہ آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وُہ قیامت تک باقی رہتا۔ غرض جب بنی ہاشم اور رؤسائے قریش نے اس خیمہ کو دیکھا اور زعفران و مشک و عنبر کا نثار ہونا، بجلی کا چمکنا و عجیب آوازوں کا ظاہر ہونا مشاہدہ کیا اور کانوں سے سُنا، حبیب راہب کے پاس گئے اور کچھ تھوڑا سا حال ان امور کا بیان کیا تو حبیب نے کہا جانتے ہو کہ میرا دین تمہارے دین سے مختلف ہے۔ میری بات مانو چاہے مت مانو لیکن جو حق ہے وُہ بیان کرتا ہوں۔ یہ علامتیں اُس پیغمبر کی ہیں جو بہت جلد مبعوث ہونے والا ہے۔ ہم نے تمام آسمانی کتابوں میں اُس کے اوصاف پڑھے ہیں۔ وُہ بتوں کی پرستش مٹائے گا اور خدا کی عبادت کی لوگوں کو دعوت دیگا تمام دنیا کے بادشاہ اور جبّار اس کے سامنے جھکیں گے۔ تف ہے اہلِ کفر و طغیان پر کہ اس کی تلوار و نیزہ و تیر سے برباد ہونگے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے نجات پائیں گے، اور جو اس سے انکار کریں گے ہلاک ہوں گے۔ پھر دوسرے روز حضرت عبدالمطلب جناب پیغمبرؐ خدا کو گود میں لے کر کعبہ میں گئے جب کعبہ میں داخل ہوئے تو آنحضرتؐ نے بسم اللّٰہ و باللّٰہ فرمایا۔ کعبہ بقدرت خدا گویا ہوا اور کہا۔ السّلام علیك یا محمّدؐ و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ۔ اور ایک ہاتف کی آواز آئی جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔ تیسرے روز عبدالمطلب نے بید کا گھوارہ خرید فرمایا جس کو طرح طرح کے جواہرات سے اور ریشمی زرنگار کپڑے سے آراستہ کیا اور موتیوں اور جواہرات کا ایک ہار بنا کر اس میں لٹکا دیا تاکہ جس طرح بچے کھیلتے ہیں حضرتؐ بھی کھیلیں گے۔ لیکن حضرتؐ جب خواب سے بیدار ہوتے تھے اُن موتیوں کے ذریعہ خدا کی تسبیح کیا کرتے تھے۔ چوتھے روز سواد بن قارب حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس آیا جبکہ وُہ کعبہ کے پاس تشریف فرما تھے اور اکابر قریش اور بنی ہاشم حضرتؐ کے گرد احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اس نے کہا میں نے سُنا ہے کہ عبداللہ کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جس سے عجیب عجیب باتیں ظاہر ہوتی ہیں میں بھی اس کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ وُہ عرب میں اپنے علم کی زیادتی کے سبب مشہور تھا اور لوگ اس کی باتوں پر کامل یقین رکھتے تھے۔ یہ سُنکر حضرت عبدالمطلب خانۂ آمنہ میں آئے اور حضرتؐ کو دریافت کیا۔ کہا کہ وُہ اپنے گھوارہ میں آرام کر رہے ہیں۔ عبدالمطلبؓ نے گھوارہ کا پردہ اُٹھایا تو ایک تجلی سی آنکھوں میں چمک گئی جو گھر کی چھت سے باہر نکل گئی۔ یہ دیکھتے ہی عبدالمطلب اور سواد دونوں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیئے۔ پھر سواد بے اختیار حضرتؐ کے تلووں پر آنکھیں مل کر عبدالمطلب سے بولا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ اس بچہ پر ایمان لاتا ہوں اور جو کچھ یہ خدا کی جانب سے لائے گا اُن سب کا اقرار کرتا ہوں۔ اور حضرتؐ کے چہرہ مبارک کو بوسہ د[...] کر باہر آیا۔ جب حضرتؐ ایک مہینے کے ہوتے تو آپ کو جو شخص دیکھتا سمجھتا کہ ایک [...] آپ کے گھوارہ سے برابر تسبیح و تقدیس حق تعالےٰ کی آوازیں آتی رہتی تھ[یں ...] کے ہوگئے تو آمنہ کے والد کی وفات ہوئی۔

مؤلف کتاب انوار نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت سے

جادو گر وغیرہ نے بہت سرکشی دگمراہی پھیلا رکھی تھی اور عجیب عجیب باتیں اُن سے ظاہر ہوتی تھیں شیاطین آسمانوں پر جاکر وہاں کی باتیں سُنتے اور کاہنوں سے بیان کر دیتے تھے۔ یمامہ میں دو کاہن بہت مشہور تھے جو اپنے زمانہ کے تمام کاہنوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ ایک ربیع بن اذن جس کو سطیح کہتے تھے وُہ تمام کاہنوں سے زیادہ جاننے والا تھا۔ دوسرا وشق بن ہائلہ یمنی تھا۔ سطیح عجیب الخلقت تھا خدا نے اسکو گوشت کا لوتھڑا پیدا کیا جس کے جسم میں سوائے سر کے کہیں ہڈی نہ تھی۔ اس کو کپڑے کے مانند لپیٹ دیا جاتا تھا۔ جب اس کے جسم کو کھولتے ایک بوریئے پر ڈال دیتے تھے۔ وُہ رات کو چند لمحہ سوتا تھا اور تمام شب آسمان کو دیکھتا رہتا۔ جب بادشاہان وقت اُس کو طلب کرتے تھے اس کو پٹارے میں رکھ کر لے جاتے تھے وہ ان کو رموز و اسرار سے آگاہ کرتا تھا۔ اور ان کے آیندہ حالات کی خبر دیا کرتا تھا۔ وُہ پُشت کے بَل پڑا رہتا۔ اس کی آنکھ اور زبان کے سوا کوئی عضو حرکت نہ کر سکتا تھا ایک رات اسی طرح پڑا ہؤا آسمان کی جانب نظر کر رہا تھا، ناگاہ اس نے ایک بجلی کو دیکھا جو چمکی اور اسکی روشنی تمام اطرافِ دنیا پر پھیل گئی پھر ستارے ٹوٹنے لگے اور ان سے دھوآں پھیل رہا تھا۔ وُہ نیچے آتے اور آپس میں ٹکرا کر زمین میں غائب ہو جاتے۔ یہ دیکھ کر اس پر بڑی دہشت طاری ہوئی۔ دُوسری رات اُس نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے چلیں۔ وہاں پہنچ کر اُس نے آسمان کے کناروں پر نگاہ کرنا شروع کی۔ ناگاہ اس نے بہت چمکتا ہؤا ایک نور دیکھا جس کی روشنی ہر ایک پر غالب تھی اور تمام آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے تھی۔ یہ دیکھ کر اُس نے غلاموں سے کہا کہ مجھے نیچے لے چلو میری عقل حیران ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت قریب آگئی ہے اور کوئی سخت حادثہ ہونے والا ہے۔ گمان یہ ہے کہ پیغمبر ہاشمی کا خروج ہونے والا ہے۔ اس نے صبح کو اپنے عزیزوں اور قوم کو جمع کیا اور اُن سے کہا کہ عجیب علامتیں اور عظیم کیفیتیں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہر شہر کے کاہنوں سے اس کی حقیقت معلوم کروں۔ پھر ہر شہر میں خط لکھ کر قاصد بھیجے اور وشق کو ایک نامہ لکھا اس نے جواب میں تحریر کیا کہ جو کچھ آپ نے دیکھا میں نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔ عنقریب اس کا اثر ظاہر ہوگا۔ ایک خط زرقاء ملکۂ یمن کو بھی لکھا تھا جو اس طرف کے کاہنوں میں سب سے زیادہ جاننے والی تھی اور اپنے گرد و نواح میں سحر و کہانت میں ہر ایک پر غالب تھی۔ اس کی بینائی بہت تیز تھی کہ تین روز کی راہ سے اُسی طرح دیکھ لیتی تھی جس طرح اپنے قریب سے دیکھا کرتی تھی۔ اگر کوئی دشمن اس سے جنگ کا ارادہ کرتا تو وُہ چند روز پیشتر اپنی قوم کو آگاہ کر دیا کرتی کہ فلاں دشمن تمہاری طرف آنے والا ہے اور لوگ اپنی مدافعت کر لیا کرتے تھے۔ جب سطیح نے اس کو خط لکھا اور قاصد روانہ ہؤا، تین روز کی راہ باقی تھی کہ زرقاء نے اس کو دیکھ لیا اور اپنی قوم سے کہا کہ ایک سوار آرہا ہے جس کی پگڑی میں ایک خط نظر آتا ہے۔ تین روز کے بعد قاصد نے پہنچ کر خط دیا اُس نے کہا کہ بُری خبر لایا ہے سطیح نے نور لامع اور روشنی وغیرہ کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ ربِّ کعبہ کی قسم لوگوں کی موت کا زمانہ اور بچوں کے یتیم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ فرزندانِ عبد مناف میں سے محمدؐ بے اختلاف پیغمبر

ہونگے۔ پھر جواب لکھا کہ یہ پیغمبرؐ ہاشمی کے ظہور کی علامتیں ہیں۔ میرا یہ خط پڑھ کر خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ اور تاخیر مت کرنا بلکہ فوراً مکہ کی جانب روانہ ہو جانا۔ مَیں بھی اُسی طرف آتی ہوں شاید تم سے میری ملاقات ہو جائے اور ہم دونوں اس امر کی حقیقت معلوم کریں گے۔ اگر وُہ پیدا ہو چکا ہے تو اُس کے ہلاک کی تدبیریں کریں گے اور قبل اس کے کہ اس کا نور پھیلے اُس کو بجھا دیں گے۔ جب یہ خط سطیح کو ملا، اور وُہ مضمون سے مطلع ہؤا تو بآواز بلند رویا پھر اُسی وقت مکہ کی جانب روانہ ہو گیا اور اپنے اصحاب سے کہتا گیا کہ مَیں روشن آگ کی جانب جا رہا ہوں۔ اگر اس کو بجھا سکا تو واپس آؤں گا ورنہ تم کو وداع کرتا ہوں۔ پھر وہاں سے شام چلا جاؤں گا۔ جب وُہ مکہ پہنچا ابوجہل، شیبہ، عتبہ اور عاص بن وائل قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے استقبال کے لیئے آتے اور بولے کہ اے سطیح یقیناً تم کسی امرِ عظیم کے سبب آتے ہو اگر تمہاری کوئی حاجت ہے تو پُوری کی جائے گی۔ سطیح نے کہا خدا تم کو برکت دے میری کوئی حاجت نہیں ہے بلکہ تم کو جو کچھ گذر چکا اور جو کچھ آیندہ ہونے والا ہے وہ سب خُدا کے الہام کرنے کے مطابق بتانے آیا ہوں۔ وُہ تمہارے زمانہ کے سربرآوردہ لوگ جو ہمیشہ مستحق مدح و ثنا تھے یعنی فرزندان عبد مناف کہاں ہیں، آیا ہوں کہ ان کو اس بشیر و نذیر کی خوشخبری دوں جس کے انوار عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ عبد المطلب اور ان کی اولاد کے بہادر اور شیر کہاں ہیں قریش کو اُس کی یہ باتیں پسند نہ آئیں اور وُہ لوگ واپس چلے گئے۔ پھر حضرت ابوطالب اور تمام اولاد عبد المطلب اس کے پاس آتے وہ کعبہ کے نزدیک بیٹھا تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں طے کیا کہ ہم پہلے اُس سے اپنا نسب وغیرہ بیان نہ کریں تاکہ اُس کے علم کا اندازہ ہو سکے اور حضرت ابوطالبؑ نے اپنی تلوار اور نیزہ سطیح کے غلام کو ہدیہ کر دیا اور سطیح کے پاس آئے۔ قبل اس کے کہ غلام سطیح سے یہ حال بیان کرے ابوطالبؑ نے سلام کیا۔ سطیح نے کہا آپ پر بھی سلام ہو اور نعمتیں گوارا ہوں۔ عرب کے کس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابوطالبؑ نے مزاحاً فرمایا کہ بنی کمح سے اُس نے کہا اے بزرگ میرے قریب آکر اپنا ہاتھ میرے چہرے پر ملیئے۔ ابوطالبؑ نے اپنا ہاتھ اس کے مُنہ پر رکھا تو اُس نے کہا خدائے دانا و بینا کی قسم آپ ہی صاحبِ اخلاق و عہود بلند ہیں آپ ہی نے میرے غلام کو ہدیۃً نیزہ خطی اور شمشیر ہندی عطا کی۔ بیشک آپ ہی قوم کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔ آپ اور آپ کے بھائی سے شریف ترین خلائق پیدا ہوں گے۔ یقیناً آپ اور آپ کے ہمراہی نسلِ ہاشمی سے ہیں جو اہلِ خیر میں سب سے بہتر تھے، اور آپ ہی پیغمبرؐ مختار کے چچا ہیں جنکی مدح کتب و اخبار میں کی گئی ہے اپنے نسب کو مجھ سے منہ چھپایئے کیونکہ میں آپ کو اور آپ کے نسب کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ یہ سُنکر ابوطالبؑ کو تعجب ہؤا اور فرمایا اے سطیح تم نے سچ کہا اور صحیح خصلتیں بیان کیں۔ اب ہم کو اُن باتوں سے آگاہ کیجیئے جو ہمارے زمانہ میں ہم لوگوں پر واقع ہونگی۔ سطیح نے کہا کہ ہمیشہ باقی رہنے والے اور بغیر ستون کے آسمان کو بلند کرنے والے خدائے یکتا کی قسم عبداللہ کے یہاں بہت جلد ایک فرزند پیدا ہوگا جو لوگوں کو رشد و صلاح و خیر و احسان کی ہدایت کرے گا اور بُت پرستوں کو ہلاک کریگا اور

اور اس کے اُمور میں اُس کا چچازاد بھائی مددگار ہوگا جو صاحب شکوہ و دبدبہ ہوگا اور اپنی تیغ آبدار سے کافروں کے دماغ درُست کر دے گا اور اس میں شک نہیں کہ آپ ہی اے ابو طالبؑ اس کے والد ہوں گے۔ ابو طالبؑ نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ کچھ اُس پیغمبر کی صفتیں بیان کیجئے۔ سطیح نے کہا اچھا مجھ سے صحیح حالات سنیئے۔ بہت جلد ایک بلند مرتبہ پیغمبرؐ ظاہر ہوگا جس کی صفت میں زبان سطیح گنگ ہے۔ وُہ نہ بہت کوتاہ قد ہوگا نہ بہت بلند۔ جس کا سر گول ہوگا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی۔ وُہ سر پر عمامہ باندھے گا۔ اس کی پیغمبری قیامت تک باقی و قائم رہے گی وُہ اہل تہامہ کا سردار ہوگا۔ تاریکی میں اس کے چہرے سے نوُر ساطع ہوگا۔ جب وُہ مُسکرائے گا، اس کے دانتوں کے نوُر سے دُنیا روشن ہو جائے گی۔ اس کے مانند دُنیا میں کوئی خَلق و خُلق میں پیدا نہیں ہوا۔ شیریں زبان اور خوش بیان ہوگا۔ زُہد و تقویٰ، خشوع و عبادت میں اس کا مثل نہ ہوگا۔ تکبر و رعونت کا اس میں نام و نشان نہ ہوگا۔ جب کوئی بات کرے گا صحیح و درست کرے گا اس سے کوئی سوال کیا جائے گا تو صحیح جواب دے گا۔ اس کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔ نسب اس کا طاہر و مطہر ہوگا۔ وُہ عالمین کے لیئے رحمت ہوگا۔ اُس کے نوُر سے عالم روشن ہو جائے گا۔ مومنوں پر مہربان، اپنے ہمراہیوں پر رحیم ہوگا۔ اس کا نام توریت و انجیل میں نمایاں ہے۔ غریبوں کا فریادرس اور کرامتوں سے موصوف ہوگا۔ اس کا نام آسمان میں احمدؐ اور زمین میں محمدؐ ہے۔ ابو طالبؑ نے کہا اس شخص کا وصف بیان کیجیے جس کے بارے میں آپ نے بتایا کہ اس کا معین و مددگار ہوگا۔ اس نے کہا کہ وُہ بزرگ بھی سیّد و سردار ہوگا۔ ضیغم شیر شکار، نیک کرداروں کا پیشوا اور کفار سے انتقام لینے والا ہوگا۔ مشرکوں کو موت کا زہر آلودہ پیالہ پلائے گا۔ شیروں کا پتہ پانی کرے گا۔ ہمیشہ لڑائیوں میں یادِ خدا کرے گا۔ محمدؐ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وزیر ہوگا اور اُن کے بعد ان کی اُمّت میں امیر و پیشوا ہوگا۔ توریت میں اُس کا نام بریا اور انجیل میں الیا اور قوم میں علیؑ ہوگا۔ تھوڑی دیر خاموش ہو کر غور و فکر کرنے لگا۔ پھر ابو طالبؑ کی جانب متوجہ ہو کر بولا اے سیّد و بزرگوار میرے چہرے پر دوبارہ ہاتھ رکھیئے۔ ابو طالبؑ نے اپنا دست مبارک اُس کے مُنہ پر رکھا تو اُس نے ایک آہِ دردناک کھینچی اور کہنے لگا کہ اے ابو طالبؑ اپنے بھائی عبداللہ کا ہاتھ پکڑو کیونکہ تمہاری سعادت ظاہر ہے تم کو خوشخبری ہو بلندیٔ مرتبہ اور رفعت شان کی کیونکہ وُہ دونوں کرامت کی شاخیں تمہارے درخت سے برآمد ہونگی۔ محمدؐ تمہارے بھائی سے ہوں گے اور علیؑ تم سے پیدا ہوں گے۔ غرضکہ ابو طالبؑ یہ تمام باتیں سُنکر بہت خوش ہوئے اور اس کی یہ سب باتیں اہل مکہ میں مشہور ہوئیں تو ابو جہل لعنؔ نے کہا کہ یہ پہلی بلا ہے جو بنی ہاشم کی طرف سے ہم لوگوں پر نازل ہوئی ہے جیسا کہ تم لوگوں نے سطیح کی باتیں عبداللہؑ اور ابو طالبؑ کے فرزند کے بارے میں سُنیں کہ وُہ دونوں ہمارے دین کو فاسد کریں گے۔ یہ سُنکر ابو طالبؑ نے کھڑے ہو کر پکار کر فرمایا کہ اے گروہِ قریش اپنے دلوں سے غم و غصّہ کو دُور کرو اور سطیح سے جو کچھ سُنا ہے اس سے انکار

نہ کرو کیونکہ ہم ہی معدنِ ہر شرف و کرامت ہیں جو مکّہ میں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو کچھ سطیح نے بیان کیا ہے اس کی علامت آشکارا ہے۔ اور وُہ سب اُمور جلد ظاہر ہوں گے اس کے خلاف نہ ہوگا۔ پھر ابو طالبؑ سطیح کو اپنے گھر لے گئے اور اس کا بہت احترام و اکرام کیا۔ ابو جہل کے سینہ میں حسد کی آگ روشن ہوئی اور شر و فتنہ شروع کیا۔ اس کے ساتھ بدمعاشوں کی ایک جماعت بھی اس کی معین و مددگار ہو گئی۔ ابو طالبؑ کو معلوم ہُوا تو ابطح کی جانب گئے اور اہل فساد کے مجمع کو وعدہ اور وعید کے ساتھ منتشر کر دیا اور ان سب کو کعبہ کے قریب جمع کیا۔ اس وقت مبنع بن الحجاج نے کھڑے ہو کر کہا اے ابو طالبؑ ہم کو آپ کی بلندیٔ مرتبہ اور عزّ و شرف میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ کی جلالت و نجابت و ہدایت وغیرہ عالم پر روشن و آشکارا ہے لیکن آپ کی دانائی پر تعجب ہے کہ ایک کاہن کی باتوں پر بھروسہ کرتے ہیں شاید آپ کو نہیں معلوم کہ وُہ شیطانؔ کے فریب و کذب و افترا کا مصدر ہوتے ہیں۔ دوبارہ اس کو مجمع میں لایئے تاکہ ہم بھی امتحان کر لیں۔ شاید اُس کی سچائی اور جھوٹ کی علامتیں ہم پر واضح ہو جائیں جس سے دلوں کے شکوک و اختلاف رفع ہوں۔ ابو طالبؑ نے حکم دیا تو سطیح کو لوگ مجمع میں دوبارہ لائے۔ اُس نے بآواز بلند کہا اے گروہِ قریش یہ کیا انتشار و تکذیب اور اختلاف ہے جو تم سے سُنتا اور دیکھتا ہوں اُس بارے میں جو میں نے صاحبِ بُرہان، بُتوں کو توڑنے والے اور کاہنوں کو ذلیل کرنے والے پیغمبر کے بارے میں بیان کیا ہے واللہ میں اُس کے ظہور سے راضی نہیں ہوں کیونکہ اس کے زمانۂ ولادت کے قریب علم کاہنان باطل ہو جائے گا اور اُس وقت سطیح کی زندگی کی بھی خیر نہیں ہوگی وُہ بھی موت کی تمنّا کرے گا۔ اگر تم کو میرے بیان کی تصدیق ہی منظور ہے تو اپنی ماؤں اور عورتوں کو بلاؤ تاکہ میں عجیب اُمور تم پر ظاہر کروں۔ لوگوں نے کہا شاید تو غیب کے حالات جانتا ہے۔ اس نے کہا نہیں مگر ایک جن میرا مصاحب ہے جو فرشتوں سے خبریں سُنکر مجھے آگاہ کرتا ہے۔ ان لوگوں نے مکّہ کی تمام عورتوں کو مسجد میں جمع کیا سوائے آمنہ اور فاطمہ بنت اسد کے جن کو عبداللہ اور ابو طالبؑ نے اجازت نہ دی۔ جب وُہ عورتیں آگئیں سطیح نے مردوں کو الگ کر دیا اور عورتوں کو اپنے پاس بُلایا اور ان کی جانب غور سے دیکھا اور خاموش ہو گیا۔ عورتوں نے پُوچھا کہ بولتے کیوں نہیں سطیح نے پھر آسمان کو دیکھا اور کہا کہ حرمین کی حُرمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم میں دو عورتیں نہیں ہیں جن میں ایک اُس فرزند سے حاملہ ہے جو لوگوں کی رشد و خیر کی جانب ہدایت کرے گا اور دُوسری خاتون حاملہ ہونے والی ہے مومنوں کے بادشاہ سے جو تمام اوصیائے انبیاء کا سردار اور علوم مرسلین کا وارث ہوگا۔ پھر وُہ دونوں خواتین بھی بلائی گئیں۔ سطیح نے آمنہؓ کی طرف دیکھا اور فریاد کی، رویا اور بولا اے صاحبانِ شرف و عزّت خدا کی قسم یہی خاتون پیغمبرِ برگزیدہ اور رسول پسندیدہ سے حاملہ ہے۔ پھر آمنہؓ کو سامنے بلایا اور کہا کیا آپ حاملہ نہیں ہیں آپ نے فرمایا بے شک ہوں اس نے کہا اب مجھ کو اپنی باتوں پر زیادہ یقین ہو گیا یہی بہترین زنان عرب و عجم ہیں جو بہترین

خلائق اور بتوں کے برباد کرنے والے رسولؐ سے حاملہ ہیں۔ افسوس ہے عرب کے لوگوں پر۔ یقیناً اس کے ظہور کا زمانہ قریب آگیا ہے اُس کا نور ظاہر ہے۔ گویا میں اُس کے مخالفوں کو دیکھ رہا ہوں کہ قتل ہوئے خاک و خون میں آلودہ پڑے ہیں۔ خوشحال اس کا جو اس کی پیغمبری کی تصدیق کرے، اور اس پر ایمان لائے کیونکہ تمام روئے زمین پر اُس کی سلطنت ہوگی۔ پھر جناب فاطمہ بنتِ اسد کی جانب متوجہ ہوا اور ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو باآوازِ بلند کہنے لگا کہ واللہ یہی فاطمہ بنتِ اسد ہیں جو اُس امام کی ماں ہیں جو بتوں کو توڑے گا۔ وُہ ایسا بہادر ہوگا جو شجاعوں کی پیشانیاں زمین پر رگڑ دے گا۔ اس کی عقل میں کسی طرح کی کمی نہ ہوگی۔ کوئی بہادر اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لائے گا۔ وہی شہسوارِ یکتا اور خدا کا شیر ہے۔ اس کا نام علیؑ ہے۔ وُہ خاتم الانبیاءؐ کا چچا زاد بھائی ہے۔ ہائے ہائے میں دیکھ رہا ہوں کہ اُس نے کیسے کیسے دلیروں اور بہادروں کو خاکِ مذلت میں ملا دیا ہے۔ قریش نے یہ باتیں سُنیں تو نیام سے تلواریں نکال کر سطیح پر دوڑے بنی ہاشم نے بھی اس کی حمایت میں تلواریں نکال لیں۔ ابوجہلؔ نے کہا کہ مجھ کو راستہ دو کہ اس کاہن کو قتل کر دوں۔ اور اپنے دل کی آگ اس کے خون سے بجھاؤں۔ ابوطالبؑ نے یہ دیکھ کر اُس پر حملہ کیا اور تلوار سے اُس کا سر زخمی کر دیا کہ خونِ نجس اُس کے چہرہ پر جاری ہوگیا۔ ابوجہل ملعون اُس وقت چلایا کہ اے سردارانِ قبائل اس ذلت کو اپنے لئے پسند نہ کرو۔ سطیح، آمنہ اور فاطمہ کو قتل کر ڈالو تاکہ اس شر سے جو یہ کاہن بیان کرتا ہے محفوظ رہو۔ یہ سنتے ہی تمام قریش سطیح پر حملہ آور ہوئے۔ بنی ہاشم کو اُن سے مقابلہ کی طاقت نہ تھی مختصر یہ کہ فتنہ برپا ہوا، عورتیں کعبہ میں پناہ لے گئیں اور شور و غل برپا ہوا۔

آمنہ علیہا السلام سے روایت ہے وُہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے تلواریں دیکھیں تو بہت خوفزدہ ہوئی، ناگاہ جو بچہ میرے شکم میں تھا حرکت میں آیا اور اُس سے آواز ظاہر ہوئی، اسی کے ساتھ ہوا میں گرج کی سی آواز پیدا ہوئی جس سے عقلیں زائل ہوگئیں اور عورتیں اور مرد سب بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر میں نے آسمان کی جانب نگاہ کی تو آسمان کے دروازے کھلے ہوئے دیکھے اور دیکھا کہ ایک سوار آگ کا ایک ہتھیار ہاتھ میں لیئے ہوئے بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ تم کو رسولؐ خدا کو ضرر پہنچانے کی طاقت نہیں ہے۔ میں ان کا بھائی جبرئیل ہوں اسی وقت میرا خوف اطمینان سے بدل گیا اور ہم سب اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ ابوطالبؑ نے اپنے بھائی عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور کعبہ میں جاکر بیٹھے۔ اس وقت اُن کے پاس منبع بن الحجاج آیا اور بولا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی عزت و فضیلت اور غلبہ دُنیا والوں پر ظاہر ہوگیا۔ لیکن آپ سے التماس یہ ہے کہ سطیح کو قریش سے دُور ہٹا دیجئے اور فتنہ و فساد کی آگ بجھا دیجئے۔ ابوطالبؑ نے قبول فرمایا اور سطیح کے پاس آئے۔ حقیقت حال اس سے بیان کرکے معذرت چاہی۔ سطیح نے کہا اے ابوطالبؑ میں جاتا ہوں۔ لیکن جب وُہ پیغمبر بشیرؐ و نذیرؐ ظاہر ہو تو میرا بہت بہت سلام ان کو پہنچایئے اور

کہہ دیجئے گا کہ اُس نے آپؐ کے آنے کی بشارت دی تھی مگر آپ کی قوم نے اس کو جھٹلایا اور آپ کی ہمسائگی سے اس کو دُور کر دیا۔ عنقریب ایک عورت بھی آنے والی ہے جو میری تمام پیشینگوئیوں کی تصدیق کرے گی، اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس بارہ میں اس سے زیادہ بیان کرے گی۔ غرض سطیح کو ایک شتر پر باندھ دیا اور وُہ روانہ ہوگیا۔ بنی ہاشم بھی اس کو کچھ دُور پہنچانے کے لیئے مکہ سے باہر آئے۔ اسی اثنا میں ایک سواری نمایاں ہوئی جس پر ایک عورت سوار تھی اور بہت تیزی کے ساتھ آ رہی تھی۔ سطیح نے کہا اے سردارانِ مکہ آپ کے پاس زرقاء یمنی آگئی۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ زرقاء قریب آگئی اور پکار کر بولی کہ اے گروہِ قریش آپ پر میرا بہت بہت سلام ہو اور آپ سے ہر شہر آباد رہے ہیں۔ اپنا وطن ترک کرکے آپ کی جائے پناہ کی طرف آرہی ہوں تاکہ آپ کو اُن چند اُمور سے آگاہ کروں جو بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور آپ کے شہر میں بہت ہی عجیب باتیں رونما ہونے والی ہیں۔ اور چند اشعار پڑھے جو سطیح کی تصدیق کر رہے تھے اور کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ کو خوشخبری دوں اور لوگوں کے شر سے پرہیز رکھنے کی ہدایت کروں۔ اور جس بات کی آپ کو خوشخبری دینا چاہتی ہوں وُہ میرے واسطے وبال ہے۔ عتبہ بھی موجود تھا اس نے کہا یہ باتیں وحشت انگیز ہیں جو تجھ سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ ہم کو اور خود اپنے کو ہلاکت و بربادی کی خبر دے رہی ہے۔ زرقاء نے کہا اے ابوالولید اُسی خدا کی قسم جو لوگوں کے راستہ پر تاک میں ہے کہ اسی وادی سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جو لوگوں کو نیکی و صلاح کی دعوت دے گا اور فساد و خونریزی سے روکے گا۔ اُس کے چہرہ سے نور ساطع ہوگا۔ اس کا نام محمدؐ ہوگا۔ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ اس کی ولادت کے بعد ایک فرزند پیدا ہوگا جو اس کا معین و مددگار ہوگا اور حسب و نسب میں اُس کے نزدیک ہوگا۔ وُہ اپنے زمانہ کے لوگوں کو ہلاک کرے گا اور شجاعانِ جہاں کو زمین کا پیوند بنائے گا۔ معرکوں میں دلیر اور میدانوں میں شیر ہوگا اس کے بازو قوی ہوں گے۔ وُہ جری خدا کا ولی ہوگا۔ اس کا نام امیر المومنین علیؑ ہے۔ آہ آہ میں اس کو جس روز دیکھوں گی اور سخت مصیبت ہوگی مجھ پر جبکہ میں یک سُو ہوکر اُس کے ساتھ بیٹھوں گی۔ پھر چند اشعار حسرت و افسوس کے پڑھے اور بولی افسوس ہے نالہ و فریاد کرنے سے کیا فائدہ اس امر میں جو یقیناً ہونے والا ہے۔ شمس و قمر کے خالق کی قسم جس کی طرف تمام انسانوں کی بازگشت ہوگی سطیح نے جو کچھ تم سے کہا ہے سچ ہے۔ وُہ نصیح کی خبروں سے ہے۔ پھر عبداللہ اور ابوطالب کی جانب سخت نگاہوں سے دیکھا۔ عبداللہ کو تو پہلے دیکھ چکی تھی اور پہچانتی تھی کیونکہ عبداللہ جس سال یمن تشریف لے گئے قبل اس کے کہ آمنہ سے عقد کریں اور نورِ رسالت ان کی پیشانی سے منتقل ہو وُہ یمن میں ایک محل میں قیام فرما تھے اس وقت زرقاء کی نگاہ جو حضرتؑ پر پڑی تو آپ سے عقد کی متمنی ہوئی اور ایک تھیلی اشرفیوں کی لے کر اپنے محل سے نکلی اور عبداللہ کی جانب دوڑی۔ آپ کو سلام کیا اور پوچھا آپ عرب کے کس قبیلہ سے ہیں کہ آپ سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میں عبداللہ بن مطلب ہوں جو ہاشم بن عبدمناف سردار شرفاء اور مہمانوں کی ضیافت کرنیوالے

کے فرزند ہیں۔ زرقائنے کہا اے میرے سردار کیا یہ ممکن ہے کہ ایک بار آپ مجھ سے مقاربت کریں۔ یہ تھیلی آپ کو نذر کرتی ہوں اس کے ساتھ ہی سو اونٹ خرموں سے لدے ہوئے دوں گی۔ جناب عبداللہ نے فرمایا کہ دُور ہو میرے سامنے سے۔ تیری صورت کس قدر قبیح ہے شائد تجھ کو معلوم نہیں کہ ہم اس گروہ میں ہیں جو گناہ نہیں کرتے اور اپنی تلوار نیام سے نکال کر اس پر حملہ کرنا چاہا۔ زرقا بھاگی اور ذلت کے ساتھ واپس ہوئی۔ اسی وقت عبدالمطلب محل میں داخل ہوئے اور برہنہ تلوار عبداللہ کے ہاتھ میں دیکھ کر واقعہ دریافت کیا، جناب عبداللہ نے بیان کیا۔ عبدالمطلب نے فرمایا وہ عورت زرقاء یمنی ہے چونکہ تمہاری پیشانی سے نور نبوت جلوہ گر دیکھا پہچان گئی، اور چاہتی تھی وہ نور خود حاصل کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ مکہ میں جب زرقائنے عبداللہ کو دیکھا پہچان لیا اور سمجھ گئی کہ انہوں نے عقد کر لیا ہے اور وہ نور منتقل ہو چکا ہے۔ بولی کیا آپ وہی نہیں ہیں جن کو میں نے یمن میں دیکھا تھا؟ فرمایا ہاں وہی ہوں۔ پوچھا وہ نور کیا ہوا جو آپ کی پیشانی میں درخشاں تھا آپنے کہا میری زوجہ آمنہ کے طاہر شکم میں ہے۔ اس نے کہا بیشک ایسا ہی شخص ایسے نور کا حامل ہو سکتا ہے پھر باآواز بلند کہنے لگی اے صاحبانِ عزت و مراتب وقت ظہور پیغمبرؐ آخر الزمان جیسا کہ میں کہہ رہی ہوں نزدیک ہے اور امر شدنی کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ آج تو دن ختم ہو چکا اب کل میرے پاس آپ لوگ آیئے گا۔ تاکہ میں آپ لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کردوں۔ یہ سُنکر وہ لوگ متفرق ہو گئے رات ہوئی تو نصف شب کے بعد زرقاء سطیح کے پاس آئی اور کہا کہ آثار و علامات اُس نور کے ظہور کے مشاہدہ کر رہی ہوں۔ وقت قریب آگیا ہے۔ اب اس بارہ میں آپ کیا مصلحت دیکھتے ہیں سطیح نے کہا میری عمر آخر ہو چکی ہے میں شام کی جانب جا رہا ہوں وہیں تا وقتِ وفات قیام کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ اُس نور کے بجھانے کی جو شخص بھی کوشش کرے گا وہ منکوب و مقہور ہو گا۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آمنہؑ کو ہلاک کرنے کی درپے نہ ہونا کیونکہ پروردگار آسمان و زمین اس کا محافظ ہے۔ اگر تو میری بات نہیں مانتی ہے تو مجھ سے دست بردار ہو جا کیونکہ میں اس معاملہ میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

دوسرے روز صبح کو زرقا بنی ہاشم کے پاس آئی، سلام کیا اور کہا کہ آپ لوگوں کے دل روشن ہوں گے جبکہ آپ کے درمیان وہ ظاہر ہو گا جس کے فضائل توریت، انجیل، زبور اور فرقان میں موجود ہیں۔ وائے ہو اُس پر جو اس سے دشمنی کرے، اور خوشحال اُس کا جو اس کی اطاعت کرے۔ یہ سُنکر بنی ہاشم خوش ہوئے اور ابو طالبؑ نے فرمایا اے زرقاء اگر ہم سے تیری کوئی حاجت ہو تو بیان کر کہ پوری کی جائے گی۔ اس نے کہا آپ سے میں مال چاہتی نہیں، اور عزت افزائی کی آپ سے اُمید نہیں رکھتی۔ لیکن اتنا چاہتی ہوں کہ آمنہ سے ملاقات کرا دیجیے کہ میں اُن سے ان اُمور کی تصدیق کروں جو میں نے بیان کئے ہیں۔ ابو طالبؑ اس کو گھر لے گئے۔ جب اس کی نظر جناب آمنہ پر پڑی اسکے پیروں میں لرزش ہوئی۔ اس کی زبان بند ہو گئی۔ بظاہر خوشی کا اظہار کیا اور اس مولود کے بارے میں پھر کچھ خبریں بیان کیں اور واپس چلی گئی۔ لیکن دل میں آمنہ کے ہلاک کرنے کی ترکیبیں سوچ رہی تھی۔ آخر

قبیلہ خزرج کی ایک عورت سے دوستی شروع کی جس کا نام تکنا تھا۔ وہ جناب آمنہ اور تمام زنان ہاشمی کی مشاطہ تھی۔ زرقاء اُس کے ساتھ شب و روز رہنے لگی۔ ایک روز تکنا رات کو بیدار ہوئی تو دیکھا کہ زرقاء کے سر کے قریب ایک شخص بیٹھا ہوا اُس سے باتیں کر رہا ہے اس کی ایک بات یہ سُنی کہ یمامہ کی کاہنہ تہامہ میں آئی ہے وہ اپنے ارادہ سے بہت جلد پشیمان ہو گی۔ زرقاء یہ سُنتے ہی اُچھل پڑی اور بولی تو میرا یار وفادار ہے تو اب تک میرے پاس کیوں نہ آیا۔ اُس نے کہا تیری خرابی ہو ہم پر سخت مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہم آسمانوں پر جاکر فرشتوں کی باتیں سُنا کرتے تھے۔ ان دنوں ہم کو آسمانوں سے بھگا دیا گیا۔ ہم نے آسمانوں پر ایک منادی کو ندا دیتے ہوئے سُنا وہ کہہ رہا تھا کہ خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ بتوں کو توڑنے والے اور عبادت ظاہر کرنے والے کو پیدا کرے۔ فرشتوں کی فوج نے ہم کو تیر ہائے شہاب سے مار کر بھگا دیا اور اب آسمانوں کے راستے ہمارے واسطے بند ہو گئے ہم اس لیئے آئے ہیں کہ تجھ کو آگاہ کر دیں تاکہ تو پرہیز کرے۔ زرقاء نے کہا دُور ہو میرے پاس سے۔ اس فرزند کی ہلاکت میں مجھ سے جس قدر کوشش ہو سکتی ہے ضرور کروں گی۔ یہ سُنکر اُس شخص نے چند اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں نے جو شرطِ خیر خواہی تھی پوری کر دی۔ اور میں جانتا ہوں کہ تیری کوشش بے کار ہے، وبالِ دُنیا و عقبےٰ کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ بیشک خداوند عالم اپنے پیغمبر کی مدد کرے گا، اور ہر ایک کاہن و ساحر کے شر سے اُس کو محفوظ رکھے گا۔ اسی قسم کی بہت سی باتیں کر کے وہ شخص غائب ہو گیا۔ تکنا نے یہ تمام باتیں سُن لیں۔ صبح کو زرقاء کے پاس آئی اور پوچھا تم رنجیدہ و غمگین کیوں ہو؟ اس نے کہا بہن میں تم سے اپنا راز پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتی جس غم نے مجھ کو میرے وطن سے آوارہ کیا اسی عورت کے بارے میں ہے جو اُس فرزند سے حاملہ ہے جو بتوں کو توڑے گا اور ساحروں اور کاہنوں کو ذلیل کریگا اور مکانوں کو ویران کرے گا۔ تو نہیں جانتی کہ آتش سوزاں میں جلنے پر صبر کرنا دشمنوں سے ذلت و خواری اُٹھانے سے زیادہ آسان ہے۔ اگر آمنہؑ کے مار ڈالنے میں کوئی میرا مددگار ہو جائے تو یقیناً اس کی جو آرزو اور خواہش ہو گی میں پوری کروں گی اور اس کو مالدار بنا دونگی۔ پھر ایک تھیلی اشرفیوں کی نکال کر تکنا کے سامنے ڈال دی۔ تکنا نے جو اشرفیوں کو دیکھا پگھل گئی۔ اور بولی بہن تو نے بڑے سخت کام اور امرِ عظیم کا ذکر کیا چونکہ بنی ہاشم کی عورتوں کی مشاطہ ہوں شائد تیری کچھ مدد کر سکوں۔ زرقاء نے کہا کہ ایسا کر کہ جب آمنہ کی آرائش کے لیئے اُس کے پاس جائے اور اس کو مشاطگی میں مشغول کر لے، اُس وقت یہ زہر آلود خنجر گھونپ دے۔ زہر اس کے بدن میں پہنچ جائے گا تو یقیناً اس کو ختم کر دیگا۔ چونکہ تجھ پر خونبہا لازم ہو گا میں تیری طرف سے دس خونبہا دے دُونگی، اور جتنی مجھ میں طاقت ہے تیرے چھوڑانے اور بچانے میں کوشش کروں گی۔ تکنا نے کہا مجھے منظور ہے لیکن تو اس وقت تمام بنی ہاشم کے مردوں اور اہل مکہ کو اپنی باتوں میں لگائے رکھنا تاکہ میں بے خوف ہو کر تیری خواہش پوری کر سکوں۔ زرقائنے کہا ایسا ہی ہو گا۔

دوسرے روز زرقاء نے تمام اہل مکہ کی دعوت کی اور کافی شراب کا انتظام کیا۔ بہت سے اُونٹوں کو نحر کرایا اور لوگوں کو کھانے پینے میں مشغول کر دیا۔ اور تکنا سے کہا اب وقت ہے فرصت کو غنیمت

میرے کام کے پُورا کرنے میں پُوری کوشش سے کام لو۔ تکنا وُہ زہرآلود خنجر لے کر آمنہؓ کے پاس پہنچی۔ آمنہ نے اس کو انعام واکرام سے نوازش کی اور کہا آج تجھ کو دیر کیوں ہوئی، تیری ایسی عادت تو نہ تھی کہ تُو اتنی دیر مجھ سے جُدا رہے۔ تکنا نے کہا اے خاتون پریشانیوں نے گھیر رکھا ہے اگر آپ کی مہربانیاں مجھ پر نہ ہوتیں تو میری حالت بد سے بدتر ہوگئی ہوتی۔ آیئے میں اب آپ کو آراستہ کردوں آمنہ اس کے پاس آکر بیٹھیں۔ تکنا نے آپ کے بالوں میں کنگھی کی۔ پھر وہی زہرآلود خنجر نکالا کہ اُن کو ہلاک کرے، باعجاز آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کو ایسا معلوم ہُوا کہ کسی نے اس کا دل پکڑ لیا اور ایک پردہ اُس کی آنکھوں کے سامنے پڑ گیا اور کسی نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ خنجر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا اور اس خنجر سے وا حسرتاہ کی آواز بلند ہوئی۔ جناب آمنہ نے پلٹ کر دیکھا تو خنجر نظر آیا۔ چیخ اٹھیں۔ عورتیں اُن کی آواز سُنکر ہر طرف سے دوڑ آئیں اور تکنا کو پکڑ لیا۔ پُوچھا اے ملعونہ! آمنہ کو کس خطا پر ہلاک کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا میں ان کو مار ڈالنا چاہتی تھی لیکن خدا کا شکر ہے جس نے اس بلا کو ان سے دفع کر دیا۔ آمنہ تو سجدہ میں جُھک گئیں؛ عورتوں نے اس سے اس فعل شنیع کا سبب دریافت کیا تو اس نے زرقاء کا پورا قصّہ بیان کیا۔ اور کہا زرقاء کو پکڑو قبل اس کے کہ تمہارے قابُو سے نکل جائے۔ یہ کہتے ہی اس کی جان نکل گئی۔ یہ بات فوراً ہی مشہور ہوگئی اور بنی ہاشم کے چھوٹے بڑے سب آن پہنچے۔ زرقا کی حرکت معلوم کر کے اس کی تلاش میں ہر طرف دوڑ پڑے۔ ابوطالبؑ نے مکّہ میں منادی کرادی کہ زرقاء منحوس کو گرفتار کرو وُہ باہر نہ جانے پائے۔ اس ملعونہ کو بھی یہ خبر مل گئی۔ اور وُہ مکّہ سے بھاگ کر نکل گئی۔ اہل مکہ ہر طرف اس کی تلاش میں پھرتے رہے، مگر کہیں سُراغ نہ ملا۔ سطیح کو جب یہ حال معلوم ہوا اپنے غلاموں کو حکم دیا تو وُہ اس کو لے کر آئے۔ سطیح اس کو اپنے ساتھ لے کر شام کی طرف چلا گیا۔ جناب آمنہ برابر بشارت آمیز آوازیں ارض وسما سے سُنا کرتی تھیں اور جناب عبداللہ سے بیان کیا کرتی تھیں۔ عبداللہ ان کو تمام باتیں پوشیدہ رکھنے کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ آمنہ کو حمل کی گرانی بالکل معلوم نہ ہوتی تھی۔ جب ساتواں مہینہ شروع ہُوا جناب عبدالمطلبؑ نے عبداللہ کو بُلایا اور فرمایا آمنہ کے یہاں ولادت کا زمانہ قریب ہے اور ہمارے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اُس نومولود کا عقیقہ و ولیمہ شایانِ شان ہوسکے۔ لہٰذا مدینہ جاکر تمام چیزیں خرید لاؤ۔ جناب عبداللہ حسب الحکم مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں رحمتِ الٰہی سے ملحق ہوئے۔ اہل مکہ کو معلوم ہُوا تو تمام مکّہ والے ان کے غم میں روئے۔

اس کے بعد قطب راوندی نے اور بہت سے معجزات جن میں بیشتر ذکر کیئے جاچکے ہیں تحریر کیئے ہیں۔ اگرچہ کتاب انوار اور کتاب شاذان دُوسری حدیثوں کی تمام کتابوں کے مقابلہ میں اعتبار و وثوق میں ہم پلہ وہم درجہ نہیں ہیں تاہم چونکہ یہ حالات ومعجزات معتبر حدیثوں کی تائید میں تھے اس لیئے لکھے گئے، اور اکثر بخوفِ طوالت وتکرار ساقط کر دیئے گئے۔

چوتھا باب

آنحضرتؐ کے ایّام رضاعت ونشوونما سے لیکر بعثت کے زمانہ تک کے حالات اور وُہ معجزات جو آنحضرتؐ سے ظاہر ہوئے

حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ پیدا ہوئے تو چند روز تک آپ کی والدہ کے دُودھ نہ اُترا کہ حضرتؐ نوش فرماتے۔ حضرت ابوطالبؑ نے اُن کا منہ اپنے پستان سے لگا دیا تو حق تعالیٰ نے اُس میں دُودھ پیدا کر دیا۔ جبتک کہ حلیمہؓ سعدیہ کا انتظام نہ ہوُا اور آنحضرتؐ اُن کے سپُرد نہ کیئے گئے حضرتؐ اسی طرح دُودھ پیتے رہے۔

دُوسری صحیح حدیث میں فرمایا کہ جناب امیر علی علیہ السّلام نے فرمایا کہ دُختر حمزہؓ سے آنحضرتؐ کا عقد کرنے کا مشورہ کیا گیا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ شاید تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ وُہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ آنحضرتؐ اور جناب حمزہؓ نے ایک عورت کا دُودھ پیا تھا۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ پہلی مرتبہ کنیز ابولہب کا جو آزاد کر دی گئی تھی حضرتؐ نے دُودھ پیا اس کے بعد حلیمہؓ سعدیہ کا۔ آنحضرتؐ حلیمہؓ سعدیہ کے پاس پانچ سال تک رہے۔ حلیمہؓ نے پہلے حمزہؓ کو بھی دُودھ پلایا تھا۔ جب حضرتؐ کی عمر نو سال کی ہوئی ابوطالبؑ کے ہمراہ شام کی جانب تشریف لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ اس وقت بارہ برس کے تھے۔ اور حضرتؐ جب جناب خدیجہؓ کی طرف سے بغرض تجارت شام گئے تھے، تو پچیس برس کے تھے۔

نہج البلاغہ میں جناب امیر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو مقرر کیا جو ہر وقت آنحضرتؐ کے ساتھ رہتا تھا اور آپ کو مکارم آداب ومحاسن اخلاق پر قائم رکھتا تھا[1] اور میں ہمیشہ آنحضرتؐ کے ساتھ ہوتا تھا جس طرح کوئی بچّہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے گھومتا رہتا ہے۔ حضرتؐ ہر روز میرے واسطے اپنے اخلاق کا ایک عَلَم بلند فرماتے اور مجھ سے ارشاد فرماتے کہ اس کی پیروی کرو اور ہر سال ایک عرصہ تک حضرت حرا کے پہاڑ میں قیام فرماتے میرے سوا کوئی ان کو نہیں دیکھتا تھا جب

---

[1] یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک فرشتہ آنحضرتؐ کو اخلاق کی تعلیم دے جبکہ آنحضرتؐ کی تسبیح وتقدیس سے فرشتوں نے تسبیح وتقدیس کرنا سیکھا تھا جیسا کہ اسی کتاب کے شروع میں آنحضرتؐ کے نوُر کی خلقت کے تذکرہ میں بیان ہوا ہے ممکن ہے اسکا یہ مطلب ہو کہ وُہ فرشتہ ہر وقت آنحضرتؐ کی حفاظت کرتا رہتا تھا۔ ۱۲ (مترجم)

حضرتؐ مبعوث ہوئے میرے اور جناب خدیجہ کے سوا ابتداء میں کوئی ایمان نہیں لایا۔ ہم نورِ رسالت کو دیکھتے اور بُوئے نبوّت کو سُونگھتے تھے۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا۔ (آیت ۲۷ سورۃ الجن پ ۲۹) "خدا جس رسول کو پسند فرماتا ہے اس کے آگے اور پیچھے نگہبان (فرشتے) مقرر کر دیتا ہے" کی تفسیر دریافت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم اپنے پیغمبروں کے ساتھ چند فرشتوں کو مؤکل کرتا ہے۔ جو ان کی محافظت کرتے ہیں اور ان کی طرف ان کی تبلیغ رسالت ادا کرتے رہتے ہیں۔ اور جنابِ رسولِ خداؐ پر ایک بلند مرتبہ فرشتہ کو مؤکل فرمایا جس روز سے کہ آنحضرتؐ کا دُودھ چھڑایا گیا۔ وُہ فرشتہ آنحضرتؐ کو مکارمِ اخلاق اور نیکیوں پر قائم رکھتا تھا اور مساوی اخلاق میں بُرائیوں سے محفوظ رکھتا تھا اور اُس وقت جبکہ آپ سنِ شباب کو پہنچے آپ کو ندا دیتا تھا السلام علیك یا محمّدؐ یا رسُول اللّٰہ۔ حالانکہ حضرتؐ ابھی مرتبۂ رسالت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ حضرتؐ گمان کرتے تھے کہ یہ آواز پتھر اور زمین سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ حضرت کو کوئی نظر نہ آتا تھا۔

دوسری روایت میں حضرت امیر المؤمنینؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ میں نے اہلِ جاہلیت کے ساتھ اُن کے کاموں میں بعثت سے پہلے دو مرتبہ کے سوا کبھی موافقت نہیں کی۔ ایک مرتبہ رات کے وقت اُٹھا تاکہ ان کے کھیل کود کو دیکھوں اور سُنوں؛ لیکن خدا نے مجھ پر نیند غالب کر دی تاکہ ان کے کاموں کو نہ دیکھوں نہ سُنوں۔ تو میں نے سمجھا کہ یہ بات خدا کو پسند نہیں؛ پھر کبھی میں نے ان کے افعال کی جانب توجہ نہ کی۔ دُوسری روایت میں دُوسری بات یہ کہ جب حضرتؐ ساتویں برس میں تھے تو بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص کے لیئے مکان تعمیر کیا جا رہا تھا جس میں میں بھی مدد کر رہا تھا۔ میں نے اپنے دامن میں مٹی بھرنا چاہا کہ اُٹھاؤں اس صورت میں میری شرمگاہ کھُل جاتی کیونکہ کوئی زیرجامہ نہیں پہنے ہوئے تھا۔ ناگاہ میں نے اپنے بالائے سر سے ایک آواز سُنی کہ اپنے دامن کو گرا دو۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ میں نے اپنے دامن کو گرا دیا اور واپس چلا آیا۔

ابن شہر آشوب اور قطب راوندی رحمۃ اللہ علیہما نے حلیمہ بنت ابی ذویب سے روایت کی ہے جس کا نام عبداللہ بن حارث تھا۔ وُہ قبیلہ مضر سے تھا اور حلیمہ حارث بن عبدالعزّیٰ کی زوجہ تھیں وُہ کہتی ہیں کہ جس سال آنحضرتؐ کی ولادت ہوئی ہمارے شہروں میں خشک سالی اور قحط کا دَور دَورہ تھا۔ میں بنی سعد بن بکر کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکّہ آئی تاکہ ہم عورتیں بچّوں کو دُودھ پلانے کے لیئے لے جائیں۔ میں ایک مادہ خچر پر سوار تھی جو بہت آہستہ چلتا تھا اور میرے ساتھ اُونٹنی تھی جس کے ایک قطرہ دُودھ نہ ہوتا۔ میری گود میں ایک لڑکا تھا جس کے لیئے میرے اتنا دُودھ نہ ہوتا کہ وُہ شکم سیر ہو جایا کرتا۔ رات کو بھُوک کے سبب سے اس کو نیند نہ آیا کرتی تھی۔ جب ہم عورتیں مکّہ میں پہنچیں آنحضرتؐ کو دُودھ پلانے کے لیئے کسی نے لینا پسند نہ کیا اس لیئے کہ آپ یتیم تھے اور اُن کے سرپرستوں سے مال و زر

کی چنداں اُمید نہ تھی۔ جب مجھے کوئی دُوسرا بچّہ نہ ملا تو میں حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آئی اور اُس دُرِّ یتیمؐ کو اُن سے حاصل کیا۔ جب حضرتؐ کو گود میں لیا اور آپؐ نے میری جانب نظر کی، آپؐ کی آنکھوں سے ایک نُور ساطع ہُوا۔ اس اصحابِ یمین کی آنکھوں کی ٹھنڈک نے میرے داہنے دودھ کی طرف رغبت کی، اور کچھ دیر دُودھ پیا۔ لیکن بائیں پستان کی طرف توجّہ نہ کی۔ اس کو میرے بچّہ کے لیئے چھوڑ دیا۔ حضرتؐ کی برکت سے میرے دونوں پستان دُودھ سے پُر ہو گئے جو دونوں کے لیئے کافی ہو جاتے۔ جب میں آنحضرتؐ کو اپنے شوہر کے پاس لائی تو اس اونٹنی کے دُودھ اس قدر جاری ہُوا کہ ہمارے اور ہمارے بچّوں کے لیئے کافی ہو جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر میرے شوہر نے کہا ایسا مبارک فرزند مجھ کو ملا ہے جس کی برکت سے نعمتوں کا رُخ ہماری طرف ہو گیا۔ دُوسرے روز صبح کو آنحضرتؐ کو میں نے اپنے خچر پر سوار کیا۔ وُہ کعبہ کی طرف چلا اور وہاں پہنچ کر باعجاز آنحضرتؐ تین مرتبہ اُس نے سجدہ کیا اور گویا ہُوا کہ مجھے بیماری سے شفا حاصل ہوئی اور تکلیفوں سے نجات ملی اس سبب سے کہ سیّد الانبیاءؐ اور خاتم المرسلینؐ اور بہترین اوّلین و آخرین میری پُشت پر سوار ہوئے۔ اس کی کمزوری رفع ہو گئی۔ وُہ اس قدر چُست و تیز ہو گیا کہ ہمارے ہمراہیوں کے تمام چوپائے اس کے مقابلہ پر نہ آسکتے تھے۔ اور میرے ساتھ والوں کو میرے اور میرے جانوروں کے تغیّرِ حالات پر بہت تعجّب ہوتا تھا۔ غرض ہر روز نعمتیں اور برکتیں ہم پر بڑھتی رہیں اور لوگوں کے اُونٹ اور گوسفند چراگاہ سے بھُوکے واپس آتے تھے لیکن ہمارے جانور سیر اور دُودھ سے بھرے ہوئے آتے تھے۔ اثنائے راہ میں ہم ایک غار کے پاس سے گزرے اس میں سے ایک مردِ پیر باہر آیا جس کی پیشانی کا نُور آسمان تک پہنچ رہا تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کو سلام کیا اور کہا خداوند کریم نے مجھے حضرت کی رعایت امُور کے لیئے مقرر فرمایا ہے۔ اسی وقت ہرنوں کا ایک گلہ اُدھر سے گزرا۔ اُن سب نے بزبانِ فصیح مجھ سے کہا کہ اے حلیمہ تم نہیں جانتی ہو کہ کس کو تربیت کے لیئے لائی ہو۔ وُہ پاکیزہ لوگوں میں پاک ترین ہے۔ غرض میں جس پہاڑ اور صحرا کی طرف سے گزرتی تھی سب آنحضرتؐ کو سلام کرتے تھے۔ پھر تو ہماری معیشت و مال میں برکت و زیادتی اتنی ہوئی کہ ہم امیر ہو گئے، آنحضرتؐ کی برکت سے جانور بہت ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے اپنے کپڑوں میں پاخانہ پیشاب کبھی نہ کیا اور کبھی کپڑا نہ ہٹا یا کہ آپ کی شرمگاہیں ظاہر ہوتیں۔ میں عموماً آپ کے ساتھ ایک نوجوان کو دیکھتی جو کپڑوں سے آپکی شرمگاہیں چھپاتا اور محافظت کرتا رہتا۔ میں نے آنحضرتؐ کی پانچ سال دو مہینے تربیت کی۔ اسی اثناء میں ایک روز حضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بھائی روزانہ کہاں جاتے ہیں میں نے بتایا کہ گوسفند چرانے۔ حضرتؐ نے فرمایا آج میں بھی اُن کے ساتھ جاؤں گا۔ غرض حضرتؐ بھی اُن کے ساتھ جنگل تشریف لے گئے وہاں فرشتوں کے ایک گروہ نے حضرتؐ کو ساتھ لیا اور ایک ٹیلہ پر لے گئے۔ ان کو نہلایا پاک کیا۔ یہ دیکھ کر میرا لڑکا میرے پاس دَوڑا ہُوا آیا کہ محمدؐ کو جلدی دیکھو کہ اُن کو کچھ لوگ اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ میں دَوڑتی ہوئی آئی دیکھا کہ آپ کے جسمِ اقدس سے ایک نور آسمان تک ساطع ہے۔ میں نے ان کو گود میں لیا اور پیار کیا۔ پُوچھا کہ تم کو کیا ہُوا۔ فرمایا امّاں ڈرو نہیں خدا میرے ساتھ ہے۔ اُن کے جسم سے مشک سے

بہتر خوشبو آرہی تھی۔ ایک روز ان کو ایک کاہن نے دیکھا تو نعرہ مارا اور کہا یہ وُہ ہے جو بادشاہوں کو مقہور کریگا اور عرب کو متفرق کرے گا۔

ابن شہر آشوب نے حلیمہؓ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ تین۳ مہینے کے ہوئے تو بیٹھنے لگے جب نو مہینے کے ہوئے تو لڑکوں کے ساتھ دوڑنے لگے۔ دس مہینے کے ہوئے تو اپنے بھائیوں کے ساتھ گوسفند چرانے جانے لگے۔ جب پندرہ مہینے کے ہوئے قبیلہ کے جوانوں کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔ جب حضرتؐ تیس۳۰ مہینے کے ہو گئے کشتی لڑنے لگے اور جوانوں کو پچھاڑا کرتے تھے، پھر ان کو ان کے جد کے پاس پہنچا دیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب صبح کو بچوں کے لیئے کھانا لایا جاتا تھا وُہ ایک دُوسرے کے ساتھ لُوٹ مار کیا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرتؐ اپنا ہاتھ تک نہ بڑھاتے تھے۔ لڑکے جب سو کر اٹھا کرتے تھے تو انکی آنکھوں میں کیچڑ بھرے رہتے۔ لیکن آنحضرتؐ کا مُنہ دُھلا ہُوا ہوتا اور آپکے جسم سے خوشبو آتی رہتی تھی۔

بسند معتبر روایت ہے کہ ایک روز عبد المطلبؑ کعبہ کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ کسی نے پکار کر ندا دی کہ محمدؐ نامی بچہ حلیمہ کے پاس سے گُم ہو گیا۔ عبد المطلبؑ یہ سنکر بے چین ہو گئے اور آواز دی کہ اے بنی ہاشم اور بنی غالب سوار ہو کر تلاش کرو کہ محمدؐ گُم ہو گئے ہیں۔ اور قسم کھائی کہ جب تک وُہ ملیں گے نہیں، گھوڑے سے اُتروں گا نہیں۔ اور ہزار اعرابی اور سو قریشیوں کو قتل کر دوں گا۔ اور کعبہ کے گرد پھر رہے تھے اور چند اشعار پڑھتے جاتے تھے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ اے پالنے والے میرے شہسوار محمدؐ کو میرے پاس واپس بھیجدے اور اپنی نعمت دوبارہ مجھ پر انعام فرما۔ پالنے والے اگر محمدؐ نہ ملیں گے تو تمام قریش کو پراگندہ کر دوں گا۔ اسی اثناء میں ایک آواز ہوا میں پیدا ہوئی کہ خداوند عالم محمدؐ کو ضائع نہ کرے گا۔ عبد المطلبؑ نے پُوچھا وُہ کہاں ہیں؟ آواز آئی فلاں وادی میں ایک ببول کے درخت کے نیچے عبد المطلب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ آنحضرتؐ باعجاز اُس درختِ خار سے رطب تازہ توڑ کر کھا رہے ہیں اور دو جوان اُن کے قریب کھڑے ہیں۔ جب حضرتؐ قریب پہنچے وُہ دونوں جوان جو جبریلؑ و میکائیل تھے الگ ہو گئے۔ آپ نے آنحضرتؐ سے پُوچھا کہ تم کون ہو؟ فرمایا مَیں عبد اللہ بن عبد المطلبؑ کا فرزند ہوں۔ حضرت عبد المطلب نے آپ کو اپنی گردن پر سوار کیا اور واپس ہوتے اور کعبہ کے پاس آکر سات مرتبہ طواف کیا۔ اُدھر بہت سی عورتیں جناب آمنہ کے پاس جمع ہو کر اُن کی تسکین و تشفی میں مشغول تھیں جب حضرتؐ کو جناب آمنہ کے پاس لائے آپ خود حضرت آمنہ کے پاس چلے گئے دوسری عورتوں کی جانب بالکل متوجہ نہ ہوئے۔ اسی طرح ایک مرتبہ جناب عبد المطلبؓ نے اپنے اُونٹوں کو ہنکا لانے کے لئے بھیجا جب آنحضرتؐ کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو عبد المطلبؓ نے لوگوں کی جماعت ہر طرف تلاش کے لئے دوڑا دی اور کعبہ کے دروازہ کی زنجیروں کو پکڑ کر کہتے تھے پالنے والے کیا اپنے برگزیدہ کو ہلاک کرے گا؟ یا اُس کی پیغمبری کے بارے میں جو تُو نے خبر دی تھی اُس میں کچھ تغیر فرما دیا۔ جب آنحضرتؐ واپس آ گئے تو حضرت عبد المطلبؑ نے ان کو گود میں لیا پیار کیا اور فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں آئندہ میں

تجھ کو کسی کام کے لیئے نہ بھیجوں گا۔ ڈرتا ہوں کہ دُشمن تجھے ہلاک نہ کر دیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ابو طالبؑ نے اُن سے بیان کیا کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ایک لمحہ کے لیئے اُن کو جُدا نہ کرتا تھا اور نہ کسی کا ان کے بارے میں اعتبار کرتا تھا یہانتک کہ ان کو اپنے بستر پر سُلاتا۔ ایک رات مَیں نے اُن سے کہا کہ اپنے کپڑے اُتار کر میرے بستر پر آکر سو رہو لیکن اُن کو دیکھا کہ کپڑے اُتارنے میں کراہت ہو رہی ہے مجھ سے کہا اے پدر اپنا مُنہ پھیر لیجیے کسی کو مناسب نہیں کہ میرے ستر کو دیکھے۔ جب وُہ میرے پاس لحاف میں آ گئے۔ مَیں نے اپنے اور ان کے درمیان ایک کپڑا دیکھا جو مَیں لحاف میں نہیں لے گیا تھا۔ ویسا کپڑا نرم اور خوشبو دار مَیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ مشک میں غوطہ دیا ہُوا ہے۔ صبح ہوئی تو وُہ کپڑا غائب ہو گیا۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا کہ رات کو مَیں ان کو بستر پر نہ پاتا۔ جب مَیں اُن کی تلاش میں اُٹھتا تو وُہ لحاف میں سے آواز دیتے کہ چچا جان مَیں یہاں ہوں واپس آجایئے۔ اور راتوں کو دُعائیں اور عجیب باتیں سُنتا تھا۔ ایک روز ایک بھیڑیئے کو مَیں نے دیکھا کہ انکے پاس آیا۔ ان کو سُونگھا پھر آنحضرتؐ کے گِرد گھوما اور ذلت کے ساتھ اپنی دُم زمین پر ملنے لگا۔ اکثر دیکھتا کہ ایک نہایت حسین شخص آکر آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتا، دُعا دیتا اور غائب ہو جاتا۔ اکثر خواب میں دیکھتا کہ تمام دُنیا ان کی مسخر ہو گئی ہے۔ وُہ بلند ہوتے ہوتے آسمان پر پہنچے ہیں۔ ایک روز وُہ غائب ہو گئے مَیں اُن کی تلاش میں بہت سرگرداں رہا۔ ناگاہ دیکھا کہ چلے آرہے ہیں اور ایک شخص ان کے ساتھ ہے جس کے مثل مَیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مَیں نے کہا اے فرزند کیا مَیں نے تم کو تاکید نہیں کی ہے کہ مجھ سے جُدا نہ ہُوا کرو۔ اُس شخص نے کہا گھبراؤ نہیں وُہ جب تمہارے پاس سے الگ ہوتے ہیں تو مَیں اُن کے ساتھ رہتا ہوں اور انکی حفاظت کرتا ہوں۔ وُہ ہمیشہ آبِ زمزم پیتے تھے۔ اکثر ابو طالبؑ صبح کو ان کے لیئے کھانا لاتے تو وُہ فرماتے کہ چچا جان مَیں سیر ہوں۔ جب دوپہر یا شام کو ابو طالبؑ اپنے بچوں کے لیے کھانا لاتے تو فرماتے کہ ابھی ہاتھ کھانے میں نہ ڈالو جبتک کہ آنحضرتؐ نہ آجائیں اور تناول نہ کرلیں۔ جب آنحضرتؐ ابتدا کرتے تو سب لڑکے آپ کی برکت سے سَیر ہو جاتے اور کھانا اُسی قدر موجود رہتا۔ پھر ابو طالبؑ سے ہی منقول ہے کہ مَیں راتوں کو آنحضرتؐ سے دُعائیں اور مناجات اور ایسی باتیں سُنا کرتا تھا کہ مجھے تعجب ہوتا اہل عرب کی عادت نہ تھی کہ کھانے کے وقت بسم اللہ کہیں، لیکن بچپن میں آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب تک بسم اللہ نہ کہتے کھانا نوش نہ فرماتے نہ پانی پیتے؛ اور فارغ ہو کر الحمد للہ کہتے تھے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ابتدا میں بسم اللہ الاحد اور فارغ ہو کر الحمد للہ کثیراً فرماتے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ جب مَیں آپ کے پاس جاتا آپ تنہا ہوتے اور ایک نُور آپ کے سر سے آسمان تک کھنچا ہوتا۔ مَیں نے کبھی جھُوٹ اور مہمل باتیں آپ سے نہیں سُنیں نہ کبھی بلند آواز سے آپ ہنسے۔ کبھی لڑکوں کے ساتھ کھیل میں شریک نہ ہوتے نہ کبھی اُن کے کھیل کی طرف نگاہ کی۔ تنہائی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ جب آپ سات برس کے تھے یہودیوں کا ایک گروہ آیا اور کہا ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ حق تعالیٰ محمدؐ کو حرام و شبہہ سے محفوظ رکھے گا۔ ہم اس کا تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ایک فربہ مُرغ کو پکا کر اس مجمع میں لاتے جہاں قریش کی ایک جماعت اور

آنحضرتؐ موجود تھے۔ اور سب کے سامنے رکھ دیا۔ قریش نے مل کر کھایا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھایا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کیوں نہیں کھاتے فرمایا یہ حرام ہے اور خدا مجھے حرام سے محفوظ رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا حلال ہے اگر آپ پسند کریں ہم ایک لقمہ آپ کے مُنہ میں کھلا دیں۔ فرمایا اگر تم سے ممکن ہو تو کھلاؤ۔ اُن لوگوں نے ہرچند کوشش کی کہ لقمہ آنحضرتؐ کے دہن تک پہنچائیں لیکن نہ ہوسکا۔ اُن کے ہاتھ دائیں اور بائیں مڑ جایا کرتے تھے اور حضرتؐ کے دہن تک نہیں پہنچ سکے۔ پھر دوسرا مرغ بریاں لایا گیا جو ہمسایہ کے گھر سے غائب ہوگیا تھا۔ اس کو پکڑا اس نیت سے کہ اگر وُہ آئے گا تو اس کی قیمت اس کو دے دیں گے۔ جب حضرتؐ نے اس میں سے لُقمہ اُٹھایا وُہ لقمہ گر گیا۔ تو حضرتؐ نے فرمایا یہ مال شبہ سے ہے میرا خدا مجھے اس سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ دوسروں نے پھر کوشش کی کہ لُقمہ حضرتؐ کے دہن اقدس تک پہنچائیں مگر نہ پہنچا سکے اس وقت یہودیوں نے اقرار کیا کہ یہی وُہ صفتیں ہیں جنکو ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے۔

حضرت فاطمہؓ بنت اسد سے منقول ہے کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک درخت تھا جو مدتوں سے خشک ہوچکا تھا۔ ایک روز آنحضرتؐ اس کے پاس تشریف لاتے اور اپنا ہاتھ اُس پر ملا وُہ درخت اسی وقت سبز و شاداب ہوگیا اور اس میں رطب پیدا ہوگئے۔ وُہ فرماتی ہیں کہ میں ہر روز آنحضرتؐ کے لیئے رطب جمع کرتی اور محفوظ رکھتی تھی۔ جب حضرت تشریف لاتے آپؐ کے سامنے حاضر کردیتی تھی۔ وُہ اس کو باہر لے جاکر بنی ہاشم کے بچوں پر تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرتؐ تشریف لاتے تو میں نے عذر کیا کہ آج درختوں میں رطب نہیں پھلے تھے۔ فاطمہؓ کہتی ہیں حضرتؐ کے نورِ مبارک کی قسم جب آپ نے یہ سُنا ان درختوں کے پاس تشریف لے گئے اور چند کلمات کہے۔ میں نے دیکھا کہ اُن درختوں میں ایک درخت اسقدر خم ہوا کہ حضرتؐ کا ہاتھ اُس کے اُوپر کے سرے تک پہنچ گیا۔ اور آپ نے جس قدر رطب چاہے توڑ لیئے۔ پھر وُہ درخت اسی طرح بلند ہوگیا۔ اس وقت میں نے درگاہِ باری میں تضرع و الحاح کے ساتھ دُعا کی کہ اے پروردگارِ آسمان! مجھے بھی ایک فرزند عطا فرما جو اس کا بھائی اور اس کے مثل ہو۔ اسی رات امیرالمومنین علیؑ کا نطفہ منعقد ہوا اور وُہ آنحضرتؐ کی برکت سے کبھی بتوں کی پرستش کے قریب نہ گئے اور کبھی غیر خدا کی عبادت نہ کی۔

شاذان رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ چار مہینے کے ہوئے کہ آپؐ کی والدہ جناب آمنہؓ برحمتِ الٰہی واصل ہوئیں اور آنحضرتؐ بغیر ماں باپ کے ہوگئے اور مادرِ مہربان کے غم میں تین روز تک کچھ نہ کھایا، اور ہر وقت رویا کرتے تھے اور جناب عبدالمطلبؑ بہت بے چین و بے قرار تھے۔ اور صفیہ اور عاتکہ اپنی بیٹیوں کو بُلا کر فرمایا کہ میرے اس فرزند کو چُپ کراؤ اور اس کے لئے دایہ کی تلاش کرو۔ عاتکہ نے آنحضرتؐ کو شہد کھلانا شروع کیا اور بنی ہاشم کی تمام دودھ والی عورتوں کو بُلا کر چاہا کہ حضرتؐ کسی کا دودھ قبول فرمالیں لیکن حضرتؐ نے کسی کا دُودھ نہ پیا۔ پھر قریش کی عورتیں آئیں، جنکی تعداد چار سو ساٹھ تک پہنچ گئی مگر آپ نے کسی کا دُودھ نہ قبول فرمایا اور ہر وقت رویا کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر عبدالمطلبؑ نہایت غمگین ہوئے اور کعبہ کے پاس جاکر بیٹھ گئے۔ اتفاقاً قریش کا ایک بوڑھا آدمی عقیل بن وقاص کا اُس طرف گزر ہوا۔ حضرت عبدالمطلبؑ کو غمگین و رنجیدہ دیکھ سبب دریافت کیا

آپؑ نے فرمایا کہ میرا بچہ جس روز سے اس کی ماں کا انتقال ہوا ہے نہایت بیقرار و بے چین ہے اور کسی عورت کا دوُدھ نہیں پیتا ہے اس سبب سے مجھے کھانا پینا گوارا نہیں۔ اور اس کے معاملہ میں سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ عقیل نے کہا اے ابوالحارث قریش کے قبیلوں میں ایک عورت کو میں جانتا ہوں جو حسب و نسب، عقل و دانائی اور فصاحت و بلاغت و صباحت میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اس کا نام حلیمہ بنت عبداللہ ابن حارث ہے۔ عبدالمطلب نے جب اُس کی تعریف سماعت کی اس کو بہت پسند کیا اور اپنے ایک غلام شمردل نامی کو ایک تیز رفتار ناقہ پر سوار کر کے بعجلت تمام قبیلہ بنی سعد بن بکر کی طرف روانہ کیا جو مکّہ سے چھ فرسخ کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ اور کہا کہ بہت جلد عبداللہ بن الحرث کو میرے پاس بلا کر لا۔ غرض وُہ جلد تر اس کو لے آیا جبکہ عبدالمطلب کے پاس اکابر قریش جمع تھے، لیکن وُہ سب کو چھوڑ کر حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے دیکھا تو اس کے استقبال کے لیئے کھڑے ہوگئے اور اس کو گلے لگایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور فرمایا کہ اے عبداللہ میں نے تم کو اس واسطے تکلیف دی ہے کہ محمدؐ میرا فرزند زادہ چار مہینے کا ہے اس کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے اور وُہ نہایت بے چین ہے اور کسی عورت کا دُودھ مُنہ سے نہیں لگاتا۔ سُنا ہے کہ تمہاری بیٹی حالتِ زچگی میں ہے۔ اگر کوئی حرج نہ ہو تو محمدؐ کو دُودھ پلانے کے لیئے اس کو بھیج دو اگر بچہ نے اس کا دُودھ قبول کرلیا تو تم کو اور تمہارے قبیلہ کو تونگر کردوں گا۔ عبداللہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور واپس آکر اپنی بیٹی حلیمہ کو خوشخبری دی۔ حلیمہ بھی خوش ہوئیں۔ غسل کیا اور طرح طرح کی خوشبوؤں سے اپنے تیئں معطّر کیا اور لباس فاخرہ پہن کر اپنے والد عبداللہ اور اپنے شوہر بکر بن سعد کو لے کر حضرت عبدالمطلبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وُہ ان کو لے کر عاتکہ کے پاس آئے انہوں نے آنحضرتؐ کو حلیمہ کی گود میں دے دیا۔ حلیمہ نے بایاں پستان حضرتؐ کو پلانا چاہا حضرتؐ نے مُنہ نہ لگایا بلکہ داہنے پستان کی جانب توجہ فرمائی۔ وُہ خشک ہوچکا تھا اور کبھی کسی بچّہ نے اس کو مُنہ سے نہ لگایا تھا۔ حلیمہ نے تامّل کیا اور اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ حضرتؐ کو اس پستان سے دوُدھ نہ ملے تو بائیں پستان کو بھی نہ مُنہ لگائیں اور کوشش کی کہ بائیں پستان ہی سے حضرتؐ دُودھ پیئں؛ لیکن حضرتؐ داہنے ہی کی طرف میل فرماتے رہے۔ آخر حلیمہ نے کہا اے فرزند لے داہنے پستان سے پی تاکہ تجھ کو معلوم ہوجائے کہ وُہ خشک ہو چکا ہے اور اس میں دوُدھ نہیں ہے۔ جب آنحضرتؐ نے داہنے پستان کو مُنہ میں لے کر پینا شروع کیا حضرتؐ کی برکت سے اس قدر دوُدھ جاری ہوا کہ آپؐ کے دہن مُبارک کے دونوں طرف سے بہنے لگا۔ حلیمہ کو تعجب ہوا اور بولیں اے فرزند تیرا معاملہ تو بہت عجیب ہے۔ میں بحق خداوند آسمان قسم کھاتی ہوں کہ میں نے بارہ بچوں کو بائیں پستان سے دوُدھ پلایا ہے لیکن داہنے پستان سے دُودھ کا ایک قطرہ بھی کسی کو میسر نہ ہوا اور اب تیری برکت سے دُودھ اس سے بہہ رہا ہے۔ حضرت عبدالمطلبؑ یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے حلیمہ اگر تم ہمارے پاس رہنا چاہو تو میں اپنے مکان کے پہلو میں ایک مکان خالی کردوں تم اس میں رہو ہر مہینے تم کو ہزار درہم چاندی کے اور ایک جامۂ رومی اور ہر روز دس من سفید روٹی اور پاکیزہ گوشت دوُں گا؛ لیکن ان کو منظور نہ ہوا۔ تو حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا کہ اے حلیمہ میں دو شرطوں کے ساتھ

اپنے فرزند کو تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ اس کی تعظیم واکرام میں مطلق کمی نہ کرنا۔ ہمیشہ اس کو اپنے پہلو میں سُلانا۔ داہنا ہاتھ اس کے سر کے نیچے رکھنا اور بایاں ہاتھ اس کی گردن میں۔ اور اس سے غافل نہ ہونا۔ حلیمہؓ نے کہا بحق پروردگارِ آسمان کہتی ہوں کہ جب سے مَیں نے اس کو دیکھا ہے اسکی محبت اس قدر میرے دل میں پیدا ہوگئی ہے کہ اس کی نگہداشت میں مجھے کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں ہے عبدالمطلب نے فرمایا دوسری شرط یہ ہے کہ ہر روزِ جمعہ اس کو میرے پاس لایا کرو کیونکہ مجھ کو اس کی جُدائی کی طاقت نہیں ہے۔ حلیمہؓ نے کہا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ پھر عبدالمطلبؑ نے فرمایا تو آنحضرتؐ کا سر مبارک دھویا گیا اور آپ کو لباس فاخرہ پہنایا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے حضرتؐ کو گود میں لیا اور حلیمہؓ سے فرمایا کہ میرے ساتھ کعبہ کے پاس چلو تاکہ میں اسے تمہارے سپرد کروں۔ غرض کعبہ کے پاس آتے اور آنحضرتؐ کو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کرایا اور خدا کو حلیمہ پر گواہ بنایا اور حضرتؐ کو ان کے سپُرد فرمایا اور چاندی کے چودہ درم ان کو عطا فرمائے۔ اپنے دس لباس فاخرہ اور چار کنیزیں بخشیں اور جامہ ہائے یمنی کے خلعت دیئے۔ اور کعبہ کے باہر تک ان کی مشایعت کی۔ جب حلیمہؓ اپنے قبیلہ میں پہنچیں اور آنحضرتؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی آپؐ کے چہرۂ انور سے ایک نورُ ساطع ہوا جس نے زمین و آسمان کو روشن کر دیا۔ اہل قبیلہ نے جو حلیمہ کا حال مشاہدہ کیا تمام چھوٹے بڑے عورت و مرد اُن کے پاس آئے اور ان کو اس سعادتِ عظیم پر مبارکباد دی اور حضرتؐ کی محبت ہر ایک کے دل میں اس طرح پیدا ہوئی کہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے حضرتؐ کو چھینتا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ مَیں نے کبھی آنحضرتؐ کا پاخانہ پیشاب نہیں دھویا۔ نہ کبھی آپ کے جسم سے بدبُو آئی۔ اگر کبھی آپؐ نے پاخانہ کیا تو اُس سے بوئے مشک دکافور آتی تھی، اور زمین پوشیدہ کر لیتی کوئی اس کو دیکھنے نہ پاتا۔ جب آپؐ دس مہینے کے ہوئے جمعرات کے دن حلیمہ آپ کے مخصوص خیمہ کے دروازہ پر اس انتظار میں کھڑی ہوئیں تاکہ آنحضرتؐ سو کر اُٹھیں، تو آپ کے ہاتھ مُنہ دُھلائیں اور کنگھی کریں اور حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس لائیں۔ لیکن حضرتؐ کے انتظار میں بہت دیر ہوگئی اور جرأت نہ ہوئی کہ خیمہ کے اندر جائیں۔ چار گھڑی کے بعد آنحضرتؐ خیمہ سے باہر آئے۔ حلیمہؓ نے جب حضرتؐ کو دیکھا تو آپ کا سرِ اقدس دُھلا ہوُا اور کنگھی کی ہوئی تھی۔ اور سندس و استبرق کے مختلف رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حلیمہؓ کو نہایت تعجب ہوُا۔ انہوں نے پوچھا اے فرزند یہ لباس اور زینتیں کہاں سے حاصل ہوئیں؟ فرمایا اے مادرِ گرامی یہ لباس بہشت سے آیا ہے اور فرشتوں نے میری آرائش کی ہے۔ غرض حلیمہؓ اُن کو لے کر اُن کے جدِّ بزرگوار کے پاس لائیں اور تمام قصہ بیان کیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا اے حلیمہ یہ حالات کسی سے بیان نہ کرنا۔ اور حلیمہؓ کو ہزار درم اور دس لباس اور ایک کنیز رومیہ عطا کی۔ جب حضرتؐ کی عُمر پندرہ مہینے کی ہوئی لوگ دیکھ کر سمجھتے تھے کہ آپ پانچ سال کے ہیں۔ اور جب حلیمہ ان کو اپنے قبیلہ میں لیکر آئیں ان کے پاس صرف بائیس بھیڑیں تھیں۔ اور جب آنحضرتؐ کو واپس آپ کے جد کے سپُرد کیا آپ کی برکت سے ایک ہزار تیس اُونٹ دو گوسفندیں موجود تھیں۔ جب حضرتؐ کی عمر دوسال کے قریب پہنچی

تو ایک رات حلیمہؓ کے لڑکے محزون و مغموم چراگاہ سے واپس آئے اور کہا اماں آج ایک بھیڑیا دو گوسفند پکڑ لے گیا۔ حلیمہؓ نے کہا خدا ان کے بدلے اور دے گا۔ آنحضرتؐ نے جو سُنا تو فرمایا آپ لوگ آزردہ نہ ہوں کل آپ کی دونوں گوسفندیں بھیڑیئے سے بفضلِ خدا واپس لے لوُں گا۔ ضمرہ نے کہا جو حلیمہؓ کے سب سے بڑے فرزند تھے کہ عجیب ہے تمہاری بات اے بھائی گزشتہ روز تو بھیڑیا گوسفندوں کو لے گیا اور آپ کل اُس سے واپس لے لیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا خدا کی قدرت سے سب کچھ سہل ہے جب صبح ہوئی تو ضمرہ نے آنحضرتؐ کو اپنے کاندھے پر سوار کیا اور جنگل میں اس مقام پر لے گئے جہاں سے بھیڑیا لے گیا تھا اور حضرت کو بتایا۔ آنحضرتؐ کاندھے سے اُترے اور سجدہ میں گئے اور کہا میرے سردار میرے مالک اور مولا مجھ پر حلیمہؓ کا جو حق ہے تو جانتا ہے۔ ایک بھیڑیئے نے اُس کی بھیڑوں پر زیادتی کی ہے۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اُس بھیڑیئے کو حکم دے کہ اس کی گوسفندوں کو واپس لائے۔ اُسی وقت بھیڑیا دونوں گوسفندوں کو واپس لایا۔ ہوُا یہ کہ جب بھیڑیا گوسفندوں کو لے کے چلا تو ایک ہاتف نے اس کو آواز دی کہ اے بھیڑیئے عذابِ الٰہی سے خوف کر، اور ان دونوں بھیڑوں کی حفاظت کر۔ تاکہ بہترین پیغمبران محمدؐ بن عبداللہ کو واپس دینا۔ پھر وُہ بھیڑیا آنحضرتؐ کے قدموں پر گرا اور بحکم خدا گویا ہوُا کہ اے پیغمبروں کے سردار معاف فرمایئے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ گوسفندیں آپ کی ہیں۔ اس وقت ضمرہ نے کہا اے محمدؐ کس قدر عجیب باتیں آپ کی ہیں۔ جب دوسال کے حضرت پُورے ہوگئے تو ایک روز آپنے حلیمہؓ سے کہا اے مادرِ مہربان مَیں بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ جنگل جاؤں گا اور گوسفند چرانے میں ان کی مدد کروں گا، اور کوہ و صحرا میں خدا کی صناعیوں کو دیکھوں گا اور عبرت حاصل کروں گا اور چیزوں کے نفع و نقصان کو سمجھوں گا۔ حلیمہؓ نے کہا اے فرزند تم کو بہت شوق ہے؟ فرمایا ہاں۔ جناب حلیمہؓ نے دیکھا کہ حضرتؐ جنگل کی طرف جانے پر بہت مائل ہیں تو آنحضرتؐ کو اچھے کپڑے پہنائے نعلین پیروں میں پہنائی، اور اچھے اور عُمدہ کھانے ہمراہ کیئے اور اپنے لڑکوں کو آنحضرتؐ کی حفاظت و رعایت کی تاکید کرکے روانہ کیا۔ جب آنحضرتؐ نے قدم مبارک صحرا میں رکھے پہاڑ و میدان آپ کے نورِ جمال سے روشن و منور ہو گئے جس پتھر اور ڈھیلے کی طرف حضرتؐ کا گزر ہوتا باآوازِ بلند وُہ ندا دیتا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَحْمَدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَامِدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَحْمُوْدُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْقَوْلِ الْحَقِّ الْعَدْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ خوشحال اُس کا جو آپؐ پر ایمان لائے، اور عذابِ الٰہی اُس کے لیئے ہے جو آپؐ کا منکر ہو یا آپؐ کے کسی حرف کی تردید کرے جو آپ خدا کی طرف سے بیان فرمائیں۔ آنحضرتؐ ان کے سلام کا جواب دیتے اور آگے گزر جاتے۔ حلیمہؓ کے لڑکے ہر لحظہ آنحضرتؐ سے عجائب و غرائب مشاہدہ کرتے کہ ان کی حیرت زیادہ سے زیادہ بڑھتی جاتی تھی یہانتک کہ آفتاب بلند ہوُا اور حضرتؐ کو دھوپ سے اذیت ہوئی تو خدا نے ایک فرشتے کو مؤکل کیا جس کا نام استحیائیل تھا کہ ایک ابرِ سفید کو آنحضرتؐ کے سر پر پھیلائے جس سے سایہ ہو۔ اُسی وقت ایک ابر حضرت کے سر پر نمایاں ہوُا اور مشک کے مانند اسمیں سے پانی گرنا شروع

ہوا۔ لیکن حضرتؐ کے سر پر ایک قطرہ بھی نہیں پڑتا تھا۔ پرنالے جاری ہو گئے لیکن آنحضرتؐ کے راستہ میں کیچڑ کا نام و نشان نہ تھا۔ اس بادل سے مُشک و زعفران برس رہے تھے اور آنحضرتؐ کے لیے کوہ و دشت کو معطر کر رہے تھے۔ اس صحرا میں کھجور کا ایک درخت بالکل خشک تھا اس کی پتیاں گر چکی تھیں جب آنحضرتؐ اس کے پاس پہنچے اپنی پُشت مبارک اُس درخت سے لگا کر آرام کرنا چاہا ناگاہ وُہ درخت سبز ہونا شروع ہوا۔ اُس میں پتیاں نکل آئیں، ٹہنیاں سبز ہوئیں، اور زرد و سُرخ رطب حضرتؐ کی ضیافت کے لئے گرنے لگے۔ حضرتؐ تھوڑی دیر اُس درخت کے سایہ میں لیٹے پھر اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگے ناگاہ حضرتؐ کی نگاہ ایک سبزہ زار پر پڑی جو طرح طرح کے گل و ریاحین سے آراستہ تھا۔ فرمایا چاہتا ہوں کہ اس چمن کی سیر کروں اور اپنے خالق کی کاریگری مُشاہدہ کروں بھائیوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔ فرمایا نہیں تم اپنے کاموں میں مشغول رہو مَیں تنہا جاتا ہوں اور انشاء اللہ بہت جلد واپس آجاؤں گا۔ بھائیوں نے کہا جائیے لیکن ہمارے دل آپ ہی میں لگے رہیں گے۔ غرض حضرتؐ اس چمن دلکشا کی سیر اور بدائع و صنائع الٰہی میں غور و فکر کرتے ہوئے ایک بلند پہاڑ تک پہنچے جس پر چڑھنے کے لیے راستہ نہ تھا اور کوئی اس پر نہ جا سکتا تھا چونکہ آنحضرتؐ چاہتے تھے کہ پہاڑ کے اُوپر بھی سیر کریں، لہٰذا استحیائیل نے پہاڑ کو آواز دی جس سے اس کو لرزہ ہوا۔ اور کہا اے کوہ! بہترین پیغمبراں اپنی شکوہ نبوت کے ساتھ تجھ پر آنا چاہتا ہے اس کے لیے فروتنی اختیار کر۔ یہ سُنکر وُہ پہاڑ اُس معدن شکوہ و وقار کے لیے اس قدر پست ہوا کہ آنحضرتؐ نے اپنا پیر بڑھا کر رکھ دیا اور چڑھ گئے۔ اور آخری سرے پر نگاہ کی تو اس طرف سے اور بہتر فضا نظر آئی۔ چاہا کہ اُس طرف تشریف لے جائیں اُس طرف بکثرت سانپ بچھو تھے اور بہت عظیم الجثہ کہ جنکے خوف سے کسی کو اُس وادی میں قدم رکھنے کی جرأت نہ تھی۔ استحیائیل نے انکو ڈانٹ کر کہا کہ اے اژدہوں اور سانپ بچھوؤں کے گروہ اپنے اپنے سُوراخوں میں چھُپ جاؤ تاکہ سیّد الاوّلین والآخرین تم کو نہ دیکھیں۔ وُہ سب یہ سُنکر پوشیدہ ہو گئے۔ حضرتؐ پہاڑ سے نیچے آئے، ایک چشمہ نظر آیا اس کا پانی نہایت سرد اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ آپؐ نے اس میں سے نوش فرمایا اور تھوڑی دیر اُس چشمہ کے کنارے آرام فرمایا۔ اس وقت جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و دردائیل علیہم السّلام آسمان سے آئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا السّلام علیك یا محمّدؐ السّلام علیك یا احمدؐ السّلام علیك یا حامدؐ السّلام علیك یا محمُودؐ السّلام علیك یا طٰہٰؐ السّلام علیك یا ایّھا المدثرؐ السّلام علیك یا ایّھا المزمّلؐ السّلام علیك یا طاب طابؐ السّلام علیك یا سیّدؐ السّلام علیك یا فار قلیطؐ السّلام علیك یا طٰسٓؐ السّلام علیك یا طٰسٓمٓؐ السّلام علیك یا شمسؐ الدّنیا السّلام علیك یا قمرؐ الاٰخرۃ السّلام علیك یا نُورالدّنیا والاٰخرۃ السّلام علیك یا شمسؐ القیٰمۃ السّلام علیك یا خاتمؐ النبیّین السّلام علیك یا شفیعؐ المذنبین۔ غرض بہت سلام کیا

اور آپ کی بیحد مدح و ثنا کی اور کہا کیا کہنا اُس کا جو آپؐ پر ایمان لائے اور افسوس ہے اُس پر جو آپؐ کا انکار کرے یا آپؐ کے اُن اقوال میں سے ایک حرف کی بھی تکذیب کرے جو آپؐ خدا کی جانب سے بیان فرمائیں۔ آنحضرتؐ نے ان کے سلاموں کا جواب دیا اور پُوچھا تم لوگ کون ہو؟ اُنہوں نے کہا ہم خدا کے بندے ہیں اور آنحضرتؐ کے گرد بیٹھ گئے۔ حضرتؐ نے جبرئیلؑ سے پُوچھا تمہارا نام کیا ہے کہا عبداللہ۔ میکائیل سے اُن کا نام پُوچھا تو عبیداللہ، اسرافیلؑ نے اپنا نام عبدالجبّار اور دردائیلؑ نے اپنا نام عبدالرحمٰن بتایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہم سب بندگانِ خدا ہیں۔ جبرئیلؑ کے ساتھ یاقوتِ سُرخ کا ایک طشت تھا، میکائیلؑ کے پاس یاقوت سبز کی ایک صراحی تھی جس میں بہشت کا پانی بھرا ہوا تھا۔ پھر جبرئیلؑ آگے بڑھے اور اپنا مُنہ آنحضرتؐ کے مُنہ سے ملا کر تین گھڑی تک اسرار الٰہی اُن کے دہن اقدس میں پھونکتے رہے۔ پھر کہا اے محمدؐ جو کچھ مَیں نے بیان کیا سب سمجھو اور سیکھ لو۔ فرمایا ہاں انشاء اللہ تعالےٰ اور آنحضرتؐ کو علم و بیان اور حکمت و بُرہان سے بھر دیا۔ خداوند عالم نے آپ کے نور اقدس کو ستّر گُنا زیادہ کر دیا یہانتک کہ کسی میں طاقت نہ تھی کہ آنحضرتؐ کے چہرہ اقدس کی طرف پُورے طور سے نظر کر سکے۔ پھر جبرئیلؑ نے کہا اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے خوف مت کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور سے ڈروں تو گویا اپنے خالق کی عظمت و جلال کو مَیں نے سمجھا ہی نہیں اسوقت جبرئیلؑ نے میکائیلؑ کو دیکھا اور کہا سزاوار ہے کہ خدا نے ایسے بندے کو اپنا حبیب بنایا اور اس کو بہترین انسان قرار دیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کو چت لٹایا۔ حضرتؐ نے پُوچھا اے جبرئیلؑ کیا کرنا چاہتے ہو عرض کی آپؐ کے لیے کوئی امر تکلیف دِہ نہیں عمل میں لا سکتا وہی کروں گا جو بہتر ہوگا۔ پھر اپنے پروں سے آپؐ کے شکم مبارک کو چاک کیا اور قلبِ اقدس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکالا اور دِل کو بہشت کے پانی سے دھویا، میکائیلؑ پانی ڈال رہے تھے۔ منقول ہے کہ ایک روز لوگوں نے آنحضرتؐ سے پُوچھا کہ جبرئیلؑ نے آپؐ کے دل کی کس چیز کو دھویا فرمایا شک و شبہ اور فتنوں کو پاک کیا، لیکن میرے دِل میں کبھی نہ تھا اور مَیں تو پیغمبر اس وقت تھا جبکہ آدمؑ کی رُوح اُن کے بدن میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ پھر اسرافیلؑ نے ایک مُہر نکالی جس پر دو سطروں میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ لکھا ہوا تھا، اور آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان نقش کیا۔ دُوسری روایت کے مطابق دِل پر وُہ مُہر لگائی۔ جس سے دِل نُور سے بھر گیا اور اس نُور سے دُنیا روشن ہو گئی۔ پھر دردائیلؑ نے آنحضرتؐ کے سر انور کو اپنی آغوش میں لے لیا اور حضرتؐ سو گئے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر سے ایک درختِ عظیم روئیدہ ہوا اور آسمان کی جانب بلند ہوا۔ اس کی شاخیں موٹی ہوئیں پھر ہر شاخ سے اور شاخیں پیدا ہوئیں اور درخت کے نیچے بہت سی گھاس دیکھی جس کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک منادی نے ندا دی کہ اے محمدؐ وُہ درخت آپؐ ہیں، اس کی شاخیں آپ کے اہلبیتؑ ہیں اور وُہ گھاس جو زیرِ درخت اُگی ہوئی ہے وُہ آپؐ کے اور آپؐ کے اہلبیتؑ کے محب و دوست ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؐ کو عظیم پیغمبری اور ریاست بزرگ کی خوشخبری ہو۔ پھر دردائیلؑ نے

ایک ترازو نکالی جس کے ہر پلڑے وُسعت میں زمین و آسمان کے درمیان کی کشادگی کے مانند تھے اور ایک پلڑے میں آنحضرتؐ کو رکھا اور دُوسرے میں آپ کے سو صحابیوں کو رکھا؛ مگر آنحضرتؐ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپؐ کے اصحاب خاص میں سے ہزار اشخاص کو دوسرے پلڑے میں رکھا پھر بھی آنحضرتؐ کا وزن زیادہ رہا۔ پھر آپؐ کی آدھی اُمت کو اُس پلڑے میں رکھا، پھر بھی حضرتؐ ہی زیادہ رہے پھر تو تمام اُمت، تمام انبیاء اور ملائکہ اور پہاڑ، دریا، بیابان، تمام درخت اور تمام مخلوقاتِ الٰہی کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا، لیکن یہ سب کچھ آنحضرتؐ کے برابر نہ ہوسکے، حضرتؐ ہی کا وزن زیادہ رہا۔ اس وقت سمجھا کہ آنحضرتؐ بہترین مخلوق ہیں۔ دردائیلؑ نے کہا خوشحال آپؐ کے اور آپ کی اُمت کے۔ آپ لوگوں کی بازگشت بہتر اور نیکوتر ہے۔ ولئے ہوائس پر جو آپؐ کا مُنکر ہو۔ اس کے بعد وہ فرشتے آسمان پر چلے گئے۔

جب بہت دیر ہوگئی اور آپؐ واپس نہ آئے تو حلیمہؓ کے لڑکے تلاش میں پھرنے لگے مگر کہیں نہ پایا تو حلیمہؓ سے آکر بیان کیا۔ وُہ اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس روتی چلاتی اور فریاد کرتی ہوئی پہنچیں اور اپنے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا، سر کے بالوں کو پریشان کردیا۔ پھر سروپا برہنہ جنگل کی طرف دوڑیں اُنکے تلووں سے خُون جاری تھا اور ہر طرف چلاتی اور فریاد کرتی پھرتی تھیں کہ اے میرے فرزند دلبند اور میری آنکھوں کے نوُر اور دل کی راحت تو کہاں ہے۔ اپنی مادرِ غمزدہ کی طرف کیوں رُخ نہیں کرتا۔ قبیلہ کی عورتیں بھی اُن کے ساتھ دَوڑ رہی تھیں۔ اپنے بالوں کو نوچتیں اور اپنے مُنہ پر طمانچے مارتی جاتی تھیں اور ان کے قبیلہ کے پیر و جوان، آزاد و غلام سب سراسیمہ آنحضرتؐ کی تلاش میں ہر طرف دوڑ رہے تھے۔ عبداللہ بن حارث بنی سعد کے سرآوردہ لوگوں کے ساتھ سوار ہوتے اور قسم کھائی کہ اگر محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ملے تو قبیلہ بنی سعد و غطفان کے ایک شخص کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ جب حلیمہؓ کو اس بیابان میں حضرتؐ کا مطلق پتہ نہ چلا روتی پیٹتی مکّہ میں آئیں اور عبدالمطلبؑ کے پاس اُس وقت پہنچیں جبکہ وُہ رؤسائے قریش و اکابر بنی ہاشم کے ساتھ کعبہ کے قریب بیٹھے تھے عبدالمطلبؑ نے جب حلیمہؓ کو اس حال سے مشاہدہ فرمایا کانپ گئے اور حقیقت دریافت کی۔ جب وُہ وحشت انگیز خبر سُنی بے ہوش ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آتے تو فرمایا لاحول ولا قوّۃ الّا باللہ العلی العظیم اور اپنے غلام کو آواز دی کہ گھوڑا، تلوار اور زرہ حاضر کرے اور کعبہ کی چھت پر چڑھ کر نعرہ مارا کہ اے آلِ غالب و عدنان و فہر و نزار و کنانہ و مضر و مالک جمع ہوجاؤ۔ یہ آواز سُنتے ہی تمام قریش و بنی ہاشم آپ کے پاس آگئے اور پوچھا کیا بات ہے اے ہمارے سردار بیان فرمایئے۔ کہا کہ دو روز سے محمدؐ کا پتہ نہیں، سوار ہو۔ یہ معلوم کرکے دس ہزار اشخاص عبدالمطلب کے ساتھ سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر چلے اور . . . . گریہ و نالہ کی صدائیں عرش تک بلند ہوئیں۔ سوار ہر طرف دوڑ رہے۔ ایک گروہ کے ساتھ عبدالمطلب بنی سعد کے قبیلہ کی طرف متوجہ ہوتے اور قسم کھائی کہ اگر محمدؐ نہ ملے تو مکّہ واپس آکر یہودیوں کے ہر مرد اور عورتوں کو اور جس پر اس نورِ دیدہ و میوۂ دل کی عداوت کا شبہ بھی ہوگا

قتل کر ڈالوں گا۔ اُدھر ابو مسعود ثقفی، ورقہ بن نوفل اور عقیل ابن ابی وقاص یمن سے مکّہ آرہے تھے اور اُسی وادی سے ہوکر گزرے جہاں سرورِ کائنات تشریف فرما تھے۔ ان کی نظر ایک درخت پر پڑی۔ ورقہ نے کہا کہ مَیں تین مرتبہ اس وادی سے گذرا ہوں لیکن یہاں کبھی کوئی درخت مَیں نے نہیں دیکھا تھا عقیل نے کہا سچ کہتے ہو۔ آؤ درخت کے پاس چلیں شاید اس عجیب امر کی حقیقت معلوم ہو۔ جب درخت کے نزدیک پہنچے اُس کے نیچے ایک طفل کو دیکھا جس کے نوُرِ رُخ سے آفتاب کی روشنی ماند تھی۔ اُن میں سے کسی نے کہا یہ جن ہوگا؛ کسی نے کہا یہ نوُر و روشنی جنوں کو کہاں میسّر ہوسکتی ہے یقیناً کوئی فرشتہ ہوگا جو انسان کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ آخر ابو مسعود نے پوچھا صاحبزادے تم کون ہو تمہارے حسن و جمال سے ہم سب کو حیرت ہے۔ آیا جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے؟ فرمایا جن نہیں ہوں بلکہ آدمؑ کی اولاد میں سے ہوں۔ پُوچھا تمہارا نام؟ فرمایا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف۔ ابو مسعود نے کہا تم یہاں کیسے آگئے؟ فرمایا معبود کی رہبری سے اس صحرا میں پہنچا۔ پھر ابو مسعود اپنی سواری سے اُترے اور کہا نورِ چشم کیا تم کو تمہارے جدّ عبدالمطلبؑ کے پاس پہنچا دُوں؟ فرمایا ہاں۔ غرض ابن مسعود نے آنحضرتؐ کو اپنی سواری پر آگے بٹھایا اور مکّہ کی سمت روانہ ہوتے۔ جب اِدھر سے وہ قبیلہ بنی سعد کے پاس پہنچے اُدھر سے عبدالمطلب بھی اسی وقت وہاں آئے تھے۔ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ عبدالمطلب بھی میری تلاش میں آتے ہیں۔ اُن لوگوں نے کہا ہم تو کسی کو نہیں دیکھتے ہیں۔ فرمایا عنقریب دیکھ لوگے۔ جب نزدیک پہنچے اور حضرت عبدالمطلب کی نظر آنحضرتؐ پر پڑی اپنے تئیں گھوڑے سے گرادیا، اور دوڑ کر آنحضرتؐ کو گود میں لے لیا۔ اور کہا اے فرزند تم کہاں تھے؟ اے میری آنکھوں کے نوُر اگر تم کو نہ پاتا، تو واللہ مکّہ میں کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑتا۔ پھر آنحضرتؐ نے بالطاف ربّانی جو کچھ گزرا تھا بیان فرمایا۔ جناب عبدالمطلبؑ یہ سُنکر بہت مسرور ہوتے اور ابو مسعود کو پچاس ناقہ اور ورقہ اور عقیل کو ساٹھ ساٹھ ناقے عطا فرمائے اور حلیمہؓ کو بُلا کر بہت نوازشیں کیں اور حلیمہ کے والد کو ہزار مثقال طلا اور دس ہزار مثقال نقرہ عطا فرمایا، اور اُن کے شوہر کو کافی مال دیا اور فرزندانِ حلیمہ کو دو سو ناقے بخشے۔ اور معذرت کی کہ آئندہ اپنے نورِ دیدہ کو اپنی آنکھوں سے اُوجھل نہ کروں گا۔

مؤلف کتاب انوار روایت کرتے ہیں کہ اہل مکّہ میں یہ رواج تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوتا تھا، سات روز کے بعد دائی کو سپُرد کردیا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ پیدا ہوتے تو عورتوں نے آرزو کی کہ حضرتؐ کی دایہ بنیں۔ ایک روز جناب آمنہؓ حضرتؐ کو اپنے پہلو میں لیتے لیٹی ہوتی تھیں کہ ان کو کسی نے ندا کی کہ اگر اپنے فرزند کے لیئے دایہ چاہتی ہو تو قبیلہ بنی سعد کی خاتون حلیمہؓ کو مقرر کرو وہ ابی ذویب کی بیٹی ہیں۔ اس کے بعد جو عورت بھی آپ کی دایہ کی حیثیت سے آتی پہلے جناب آمنہؓ اس کا نام پوچھتیں اور حلیمہ کی بجاتے دُوسرا نام سُنکر انکار کر دیتی تھیں۔ چونکہ تمام شہروں میں قحط عظیم رونما تھا سوائے مکّہ کے جو آنحضرتؐ کی برکت سے محفوظ و معمور تھا اسلیئے قبیلہ

بنی سعد کی عورتیں اہل مکہ کے بچوں کی دائیگی کے لئے مکہ آتی تھیں۔ جناب حلیمہؓ بیان کرتی ہیں ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ دو دو روز کھانے کو نصیب نہ ہوتا تھا اور جنگلوں میں جاکر جانوروں کے کھانے کی گھاس کھایا کرتے تھے۔ ایک رات غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ ایک مرد آیا اور اُس نے مجھے ایک نہر میں ڈال دیا جس کا پانی دُودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ اور کہا کہ اس میں سے پانی پیو۔ میں نے خُوب سیر ہوکر پیا۔ پھر ہم کو ہمارے مقام پر واپس پہنچا دیا اور کہا مکہ کی طرف جاؤ۔ وہاں تمہارے واسطے روزی کشادہ ملے گی اُس فرزند کی برکت سے جو وہاں پیدا ہوا ہے۔ پھر اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا اور کہا خدا نے تمہارے دُودھ میں زیادتی اور تمہارے حُسن و جمال میں ترقی عطا فرمائی۔ جب میں بیدار ہوئی اپنے قبیلہ کی طرف گئی۔ لوگوں نے کہا اے حلیمہؓ ہم کو تمہاری حالت پر بہت تعجب ہے ایسا حُسن و جمال تم کو کہاں سے حاصل ہوگیا۔ میں نے اُن سے اپنا راز پوشیدہ رکھا۔ پھر دو روز کے بعد تمام قبیلہ والوں کو ایک ہاتف کی آواز سُنائی دی کہ اے زنانِ بنی سعد خوش ہوکہ تم پر برکتیں نازل ہوئیں اور تکلیفیں زائل ہوئیں اُس مولودؐ کو دُودھ پلانے کے سبب جو مکہ میں پیدا ہوا ہے خوشا حال اُس کا جو اُس کو دُودھ پلانے کے لیئے حاصل کرے۔ یہ آواز سُنکر تمام اہل قبیلہ مکہ کی سمت روانہ ہوئے۔ ہم لوگ سب سے زیادہ پریشان حال تھے ہمارے تمام مویشی ہلاک ہوچکے تھے کوئی جانور بار برداری کے لیئے بھی نہ تھا، لہٰذا دوسرے لوگ مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔ اور جو عورت جناب آمنہؓ کے پاس گئی پہلے انہوں نے اس کا نام دریافت کیا اور وُہ نام جو خواب میں معلوم کیا تھا نہ سُنکر انکار کردیا۔ جب حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا داخل مکہ ہوئیں خُدا نے ان کو ہدایت فرمائی اور سیدھی جناب عبدالمطلبؑ کے پاس پہنچیں جبکہ وُہ حضرتؑ کعبہ کے نزدیک کرسی پر بیٹھے تھے۔ اور سلام کے بعد عرض کیا کہ میں قبیلۂ سعد کی ایک عورت ہوں اور بچوں کو دُودھ پلانے کے لیئے آئی ہوں۔ اگر آپ کے کوئی فرزند ہو تو مجھے اُس کی خدمت کے لیئے مقرر کر لیجئے۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا میرے بیٹے کا لڑکا ہے جو یتیمؐ ہے۔ اگر تم پسند کرو میں اُس کو تمہیں دے دوں اور تمہارے اُمور میں تمہاری مدد کروں۔ حلیمہؓ نے کہا میں اپنے شوہر سے مشورہ کرلوں اگر وُہ راضی ہوئے تو آپ کے پاس آؤنگی۔ شوہر نے انکو مشورہ دیا کہ اگرچہ فرزند یتیم سے کوئی خاص نفع متصوّر نہیں ہوتا پھر بھی اس کو لے لو شاید خدا اس کے سبب ہم کو کافی برکت عطا فرمائے کیونکہ اس کا عبدِ کرم و احسان میں مشہور ہے۔ غرض حلیمہؓ یہ مشورہ کرکے پھر عبدالمطلبؑ کے پاس آئیں، وُہ ان کو آمنہؓ کے پاس لے گئے۔ آمنہؓ نے ان کا نام پُوچھا۔ کہا حلیمہؓ بنت ابی ذویب۔ آمنہؓ نے کہا یہی وُہ عورت ہے جس کو آنحضرتؐ کے سپُرد کرنے پر مامور ہوئی ہوں۔ اور کہا اے حلیمہؓ تم کو خوشخبری ہو کہ یہ وُہ بچہ ہے جس کی برکت سے مکہ میں فراوانی و فارغ البالی حاصل ہوئی ہے اور دُوسرے تمام شہر والے ہمارے شہر کی طرف احتیاج رکھتے ہیں۔ پھر انکو حُجرہ میں لائیں جہاں آنحضرتؐ تھے۔ حلیمہؓ نے کہا کیا دن میں آپ نے چراغ روشن کر رکھا ہے؟ آمنہؓ نے کہا نہیں خدا کی قسم جس روز سے یہ بچّہ پیدا ہوا ہے اس وقت تک رات میں بھی اس کے پاس میں نے چراغ نہیں جلایا کیونکہ اس کے نورِ جمال نے

چراغ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ جب حلیمہؓ کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی ایک آفتاب کو دیکھا کہ سفید کپڑوں میں ملبوس ہے اور اُن کے جسم سے مشک و عنبر کی خوشبو آرہی ہے۔ پس حلیمہؓ کے دل میں آنحضرتؐ کی محبت جاگزیں ہوئی اور اس نعمت کے حاصل ہونے کے سبب شاد و مسرور ہوئیں۔ جب آنحضرتؐ کو ان کی گود میں دیا اور حضرتؐ نے حلیمہؓ کو دیکھا بہت خوش ہوئے اور مسکرائے تو آپؐ کے دہن اقدس سے ایک نُور ساطع ہوا جس سے تمام مکان روشن ہوگیا۔ حضرتؐ نے ان کے داہنے پستان سے دُودھ نوش فرمایا، بائیں طرف فرزندِ حلیمہؓ کی رعایت کے سبب توجہ نہ کی۔ غرض حلیمہؓ نے حضرتؐ کو لیا اور خوش خوش روانہ ہوئیں۔ عبدالمطلبؑ نے فرمایا ذرا ٹھہرو میں تمہیں زادِ سفر تو دے دوں۔ حلیمہؓ نے کہا یہ مبارک بچہ ہی میرے لئے کافی ہے اور تمام دُنیا کے خزانوں سے بہتر ہے۔ لیکن عبدالمطلبؑ اور آمنہؓ نے روپیہ کپڑے اور کچھ کھانے کی چیزیں دیں جنکو دیکھ کر دُوسروں کو حسد ہوا۔ پھر جناب آمنہؓ نے آنحضرتؐ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور آپؐ کی مفارقت پر اشکبار ہوئیں۔ پھر حلیمہؓ کے سپُرد کر دیا اور فرمایا اے حلیمہؓ میرے نورِ چشم کی پوُری پوُری حفاظت کرنا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب میں آنحضرتؐ کو لے کر چلی تو راستہ میں ہر سنگریزہ، پتھر اور درخت جس کی طرف سے میرا گذر ہوتا تھا سب مجھ کو مبارکباد دیتے تھے۔ جب میرے شوہر نے ان کو دیکھا اُن کے نورِ پیشانی سے متعجب ہوتے اور کہا اے حلیمہؓ خدا نے ہم کو اس فرزند کے سبب تمام اہل قبیلہ پر ترجیح عطا فرمائی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بادشاہوں کی اولاد سے ہے۔ غرض جب ہم اپنے قبیلہ کی طرف واپس چلے راستہ میں چالیسؑ عیسائی راہبوں سے ملاقات ہوئی اُن میں سے ایک پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بیان کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ وُہ ظاہر ہو چکے ہیں یا عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ ناگاہ ابلیس لعین انسانی شکل میں ظاہر ہوکر ان کے پاس آیا اور بولا کہ جس کے اوصاف تم بیان کرتے ہو اس کو یہ عورت لیئے جارہی ہے جو ابھی تمہارے پاس سے گزری ہے۔ یہ سُنتے ہی وُہ لوگ میری طرف دوڑے اور اُس نُور کا مشاہدہ کیا جو آنحضرت کی جبین اقدس سے ظاہر ہو رہا تھا۔ شیطان چلّایا کہ اس کو مار ڈالو قبل اس کے کہ تم پر مسلط ہو۔ وُہ سب تلواریں کھینچے ہوتے میرے سامنے آگئے۔ اس وقت آنحضرتؐ نے اپنا سر آسمان کی جانب بلند کیا۔ ناگاہ میں نے ایک مہیب آواز رعد کے مانند سُنی اور ایک آگ کو دیکھا جو آسمان سے نازل ہوکر آنحضرتؐ اور اُن سب کے درمیان حائل ہوگئی اور وُہ سب جل کر راکھ ہوگئے۔ پھر ایک آواز آئی کہ کاہن اپنی کوششوں میں ناکام اور ذلیل ہوتے۔ جب حضرتؐ کو لے کر میں قبیلۂ بنی سعد میں آئی وہاں کے صحرا سبز و شاداب ہوگئے۔ درخت میووں سے بھر گئے اور قحط زائل ہوگیا اور آنحضرتؐ کی برکت ظاہر ہوئی۔ ان میں جو بیمار ہوتا حضرتؐ کے پاس اس کو لاتے اور وُہ شفایاب ہوجاتا۔ حضرتؐ سے روزانہ اُن میں معجزات ظاہر ہوتے رہتے تھے۔ اور وُہ لوگ کہا کرتے تھے اے حلیمہؓ تمہارے اس بچہ کے سبب خدا نے ہم کو سعادت مند بنا دیا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ میں ہمیشہ آنحضرتؐ سے

دُودھ پیتے وقت سُنا کرتی تھی کہ فرماتے تھے کہ ہر طرح کی تعریف اُسی خُدا کے لیئے زیبا ہے جس نے مجھے اُس درخت سے قرار دیا جس سے اپنے پیغمبروں کو ظاہر فرمایا ہے۔ حضرت ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے جتنا دُوسرے بچّے ایک مہینہ میں بڑے ہوتے اور ایک مہینہ میں اتنا بڑے ہوتے جس قدر دُوسرے ایک سال میں بڑے ہوتے۔ جب ہم اپنے لیئے کھانا لاتے تو حضرتؐ کا ہاتھ اُس سے مس کر دیتے پھر اُس میں ایسی برکت ہوتی کہ ہم سب سیر ہو جاتے اور وُہ کھانا اتنا ہی باقی رہتا۔

جب حضرت سات برس کے ہوئے ایک روز حلیمہؓ سے فرمایا کہ مادر گرامی میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان آپ انصاف نہیں کرتی ہیں۔ مجھ کو تو سایہ میں رکھتی ہیں اور وُہ دن بھر دُھوپ میں گوسفندیں چراتے رہتے تھے اور میں اُن گوسفندوں کا دُودھ پیا کرتا ہوں لیکن زحمت و تکلیف میں بھائیوں کا ساتھ نہیں دیتا۔ حلیمہؓ نے کہا اے فرزند تمہارے حاسدوں سے مجھے خوف ہے کہ کہیں تم کو کوئی آزار نہ پہنچائیں پھر تمہارے جدّ کو کیا جواب دُوں گی۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ میرے متعلق کچھ خوف نہ کیجیئے کیونکہ میرا پروردگار میرا محافظ ہے۔ دُوسرے روز صبح کو بہت اصرار کیا اور اپنے بھائیوں کے ساتھ صحرا کی جانب روانہ ہو گئے۔ رات کو مثل بدر کے صحرا کی اُفق سے طالع ہوتے۔ حلیمہؓ استقبال کو دَوڑیں اور ان کو گود میں لے کر کہا اے فرزند تمام دن تمہاری طرف سے مجھے اندیشہ تھا۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ ایک گوسفند کو میرے فرزند ضمرہ نے مار دیا تھا جس سے اس کا پَیر ٹوٹ گیا تھا میں نے دیکھا کہ وُہ گوسفند آنحضرتؐ کے پاس آئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے درد کی شکایت کر رہی ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک اُس کے پَیر پر ملا اور چند کلمے اپنی زبان معجز بیان پر جاری کیئے بس اُس کا پاؤں دُرست ہو گیا اور وُہ اپنے گلہ میں چلی آئی۔ تمام جانور آنحضرتؐ کے مطیع تھے جب آپؐ چلنے کو کہتے تو چلنے لگتے اور جب رُک جانے کو فرماتے وُہ سب رُک جاتے تھے ایک روز ان کے بھائی گوسفندوں کو چراتے ہوئے ایسے جنگل میں پہنچے جس میں شیر اور دُوسرے درندے بہت تھے۔ ناگاہ ایک شیر ایک گوسفند پر جھپٹا۔ آنحضرتؐ آگے بڑھے اور شیر سے کچھ فرمایا اس نے سر جُھکا لیا اور بھاگ گیا۔ ان کے بھائی ڈرے اور آنحضرتؐ کی طرف دوڑے اور بولے کہ ہم کو تو تمہارے لیئے شیر کا خوف ہوا اور تم کو اس کی پرواہ ہی نہیں شاید اُس سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا ہاں میں نے اُس سے کہہ دیا کہ اس جنگل کے قریب بھی آئندہ مت جانا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں گوسفندیں چریں۔

ایک رات حلیمہؓ نے ایک ہولناک خواب دیکھا اور اپنے شوہر سے کہا کہ چلو محمدؐ کو ان کے جدّ کے پاس پہنچا دیں ہم کو اندیشہ ہے کہ کوئی تکلیف ان کو نہ پہنچے اور اُن کے جد سے ہم کو شرمندگی ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ وُہ صحرا میں گئے ہیں ناگاہ دو مرد قوی ظاہر ہوئے جو ریشمی لباس پہنے ہوئے تھے دونوں آنحضرتؐ کی طرف بڑھے ایک کے ہاتھ میں خنجر تھا جس نے

ان کے سینے کو چاک کیا۔ میں خوفزدہ خواب سے بیدار ہوئی۔ حلیمہؓ کے شوہر نے کہا جو کچھ تم کہتی ہو ایسا ہونا محال ہے اس لیئے، کہ خدا اُن کا محافظ ہے اور لوگوں نے ان کی نسبت بڑی بڑی باتیں بیان کی ہیں، اور اُمید ہے کہ وُہ سب ظاہر ہوں گی؛ اور جو معجزے ہم نے اُن سے مشاہدہ کیئے ہیں وُہ سب اُن خبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔ صُبح کو ہر چند حلیمہؓ نے چاہا کہ آنحضرتؐ کو کسی حیلہ سے اپنے پاس روک لیں وُہ صحرا میں نہ جائیں مگر وُہ راضی نہ ہوئے اور حسب معمول اپنے بھائیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آدھا دن گزرا تھا کہ حلیمہؓ کے لڑکے روتے پیٹتے اپنے قبیلہ کی طرف آئے حلیمہؓ نے جب ان کی آواز سُنی اپنے گھر سے نکلیں خاک سر پر ڈالتی ہوئی اپنے بالوں کو نوچتی ہوئی ان کے پاس آئیں اور پُوچھا کہ تم کو کیا ہوا اور مُحمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کہاں چھوڑا؟ وُہ بولے ہم جس وقت صحرا میں پہنچے ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے ناگاہ دو قوی الجثہ مرد آئے جن کے ایسے ہم نے کبھی نہ دیکھے تھے۔ اور مُحمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے ساتھ پہاڑ کی ایک چوٹی پر لے گئے ایک نے اُن کو لٹایا اور دُوسرے نے چُھری لے کر ان کا پیٹ چاک کیا اور دل اور آنتیں سب نکالیں یہ دیکھتے ہی ہم تمہارے پاس بھاگے ہوئے آئے ہیں۔ یہ سُنتے ہی حلیمہؓ نے اپنے مُنہ پر طمانچے مارے اور کہا یہ ہے میرے خواب کی تعبیر۔ اور واولداہ و وامحمداہ چلاتی ہوئی صحرا کی جانب دوڑیں۔ اُن کے شوہر اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ حربے اور ہتھیار لے کے اُن کے ہمراہ روانہ ہوئے جب اُس مقام پر پہنچے دیکھا کہ آنحضرتؐ بیٹھے ہیں اور سب گوسفندیں اُن کے گرد جمع ہیں۔ حلیمہؓ نے ان کو گود میں لیا پیار کیا اور پیٹ کھول کر دیکھا تو کوئی اثر ظاہر نہ پایا اور نہ اُن کے کپڑوں میں خون کا کوئی نشان تھا۔ اپنے فرزندوں سے بولیں کہ کیوں محمدؐ پر جھُوٹ باندھتے ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا اے مادر مہربان انکو ملامت مت کرو جو کچھ انہوں نے میرے بارے میں بیان کیا سچ تھا۔ ان دونوں شخصوں نے مجھے لٹایا اور میرا شکم چاک کیا بغیر اس کے کہ مجھے کچھ تکلیف ہو اور میرے دل کو چیرا اس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا کہ اب شیطان لعؑ کا آپؐ کے دل پر کوئی قابو نہ چلے گا۔ پھر میرے دل کو آب بہشت سے دھویا اور اس کو اپنی جگہ پر رکھا۔ پھر ایک مُہر نکالی جس سے نور ساطع تھا اور میری پُشت پر لگائی اور کہا اے محمدؐ اگر آپ کو معلوم ہو کہ کس قدر پیش خدا آپ کی قدر و منزلت ہے، تو بیشک آپ کی آنکھیں روشن و شاد رہیں گی۔ پھر مجھے تمام مخلوق کے مقابلہ میں وزن کیا اور میں سب سے وزنی ٹھہرا۔ پھر وُہ دونوں آسمان پر چلے گئے اور میں پہاڑ سے نیچے اُتر آیا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرتؐ نے فرمایا کہ جب حلیمہؓ فریاد کرتی ہوئی دکھائی دیں ملائکہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حلیمہؓ کہہ رہی تھیں واضعیفاہ اے فرزند تجھ کو تیرے ساتھیوں میں کمزور پا کر مار ڈالا۔ اُس وقت فرشتوں نے مجھے گود میں لیا، پیار کیا، اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے کمزور کا۔ پھر حلیمہؓ نے کہا واوحیدہ (ہائے تنہائی) پھر فرشتوں نے مجھے گود میں لے کر پیار کیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے تنہا کا، آپؐ تنہا نہیں ہیں۔ آپ کے ساتھ خدا، فرشتے اور تمام مومنین ہیں۔ پھر جب حلیمہؓ نے کہا وایتیماہ پھر

فرشتوں نے مجھے بوسہ دیا اور کہا کیا کہنا ہے آپ کے ایسے یتیم کا جس سے زیادہ کوئی خدا کے نزدیک بلند مرتبہ نہیں اور خدا نے آپؐ کے لیئے بے انتہا بھلائیاں مہیا کر رکھی ہیں۔ جب حلیمہؓ میرے نزدیک پہنچیں اور مجھ کو اپنی گود میں لیا اُس وقت میرا ہاتھ فرشتوں کے ہاتھ میں تھا لیکن حلیمہؓ ان کو نہیں دیکھتی تھیں۔ مؤلف کتاب انوار کہتے ہیں کہ حلیمہ نے جب یہ واقعہ سُنا تو ان کو وقوع حوادث کا خوف ہوا آنحضرتؐ کو لے کر مکہ کی جانب چلیں کہ اُن کے جد کے سپُرد کر دیں راستہ میں عرب کے ایک قبیلہ کی طرف سے گزریں جن میں ایک بوڑھا کاہن بھی تھا جس کی پلکیں آنکھوں پر جھکی ہوئی تھیں لوگ اس کے گرد جمع تھے۔ حلیمہؓ جب اُس کے قریب سے گذریں وُہ کاہن مدہوش ہوگیا ہوش آیا، تو بولا وائے ہو تم پر اُس عورت کو پکڑو جو اُونٹ پر سوار جا رہی ہے اور اُس سے اُس لڑکے کو چھین کر مار ڈالو قبل اس کے کہ وُہ تمہارے شہروں کو برباد و ویران کرے۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ یہ سُنتے ہی لوگ تلواریں کھینچے ہوئے میری طرف دَوڑے۔ جب میرے پاس پہنچے ایک سخت و تیز ہوا چلی، جس نے اُن سب کو زمین پر پٹک دیا اور مَیں بچ کر نکل آئی اور مجھے کچھ پرواہ نہ ہوئی یہاں تک کہ مکہ میں پہنچ گئی اور آنحضرتؐ کو ایک جماعت کے پاس چھوڑ کر ایک کام کو چلی گئی۔ جب واپس آئی تو حضرتؐ کو نہ پایا۔ ان لوگوں سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔ حلیمہؓ نے طے کیا کہ اگر مجھے حضرتؐ نہ ملے تو خدا کی قسم اسی پہاڑ سے اپنے تئیں گرا دوں گی۔ پھر اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور روتی پیٹتی ہر طرف دوڑنے لگیں۔ ناگاہ ایک بُوڑھے شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ اُس نے میرے اضطراب و بیقراری کا سبب پُوچھا؛ مَیں نے پُورا حال بیان کیا۔ اُس نے کہا گھبراؤ نہیں میں تم کو اس کے پاس پہنچائے دیتا ہوں جو تم کو اُس کا پتہ بتا دے گا۔ غرض وُہ مجھے ایک بُت کے پاس لے گیا جس کو ہبل کہتے تھے۔ اور اُس سے کہا اے ہُبل محمدؐ کہاں گئے ہیں؟ جب اُس نے حضرتؐ کا نام سُنا مُنہ کے بل گر پڑا۔ یہ دیکھ کر وُہ مرد ڈرا اور بھاگ گیا۔ آخر میں عبدالمطلبؑ کے پاس گئی اور حال بیان کیا۔ عبدالمطلبؑ نے اہلِ مکہ کو بُلا کر ہر طرف حضرتؐ کی تلاش میں روانہ کیا اور خود کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر بارگاہِ ایزدی میں تضرع و زاری شروع کی اسی اثنا میں ایک آواز سُنائی دی کہ اے عبدالمطلبؑ اپنے فرزند کے بارے میں خوف نہ کرو اس کو فلاں وادی میں کیلے کے درخت کے قریب دیکھو۔ وُہ اس طرف دوڑے وہاں دیکھا کہ حضرتؐ اس درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں۔ عبدالمطلبؑ نے ان کو گود میں لیا، پیار کیا اور کہا اے فرزند تجھ کو یہاں کون لایا؟ فرمایا کہ ایک طائرِ سفید۔ مَیں بھُوکا بھی تھا اور پیاسا بھی۔ مَیں نے اس درخت کا پھل کھایا اور اس چشمہ کا پانی پیا؛ اور وُہ طائر جبرئیلؑ تھے۔

عبدالمطلبؑ نے اس کے بعد سے حضرتؐ کو اپنے ساتھ رکھا اور حضرتؐ کی خدمت و حفاظت کرتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد حضرتؐ کی آنکھیں آشوب کر آئیں۔ عبدالمطلبؑ آپؐ کو ایک طبیب کے پاس لے گئے جو جحفہ میں رہتا تھا۔ مَیں نے حضرتؐ کے چہرے سے چادر ہٹائی صومعہ حضرتؐ کی تعظیم

کے لیئے جُھکا اور پُوری عمارت کو لرزہ ہوا۔ اُس طبیب راہب نے جو یہ حال دیکھا، حضرتؐ کی پیغمبری کی شہادت دی اور اقرار کیا اور کہا اس کی آنکھیں میرے علاج کی محتاج نہیں ہیں۔ اس کی برکت سے نابینا آنکھوں والے ہو جائیں گے۔ اے شیخ جان لو کہ یہ بزرگ عرب اور اوّلین و آخرین کا سردار اور شفیع روزِ جزا ہے۔ ملائکۂ مقربین اس کی مدد کریں گے اور خدا اس کو کافروں سے جدال و قتال کا حکم دے گا۔ وُہ خدا کی مدد سے ہمیشہ مظفر و منصور ہو گا اور سب سے زیادہ دشمن خود اس کی قوم کے لوگ ہوں گے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اس کی نصرت کروں گا۔

جب عبدالمطلبؑ کی وفات کا وقت آیا آپ نے حضرت ابو طالبؑ سے آنحضرتؐ کے بارے میں وصیت کی اور ان کی حفاظت و دلجوئی و اکرام کے لیئے بہت تاکید فرمائی اور برحمت الٰہی واصل ہوئے۔ حضرت ابو طالبؑ اور جناب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا اپنی اولاد پر حضرتؐ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور جو حقِ خدمت تھا بجا لاتے تھے [1]

بعض کتابوں میں حلیمہؓ سے روایت ہے کہ وُہ کہتی ہیں کہ پہلی مرتبہ جب آنحضرتؐ کو میری گود میں دیا اور میں نے چاہا کہ حضرت کو دُودھ پلاؤں حضرتؐ نے اپنی آنکھیں کھولیں کہ مجھے دیکھیں آپ کی آنکھوں سے ایک نور ساطع ہوا جس سے تمام گھر روشن ہوگیا۔ آپ کے حیرت انگیز حالات میں سے یہ بھی ہے کہ میرا بچہ حضرتؐ کا احترام کرتا تھا۔ جب تک حضرتؐ دُودھ نہیں پی لیتے تھے وُہ بھی دُودھ سے مُنہ نہیں لگاتا تھا۔ راتوں کو جب بیدار ہوتی تو آنحضرتؐ کے جسم سے نور ساطع دیکھتی جس سے آسمان تک روشنی ہوتی اور ایک شخص کو دیکھتی جو سبز لباس پہنے ہوئے آنحضرتؐ کے سر کے پاس بیٹھا ہوتا، اور حضرتؐ کو پیار کرتا اور شفقت سے پیش آتا۔ جب میں اپنے شوہر سے بیان کرتی تو وُہ کہتے کہ ان کے حیرت انگیز حالات پوشیدہ رکھو۔ جب سے وُہ پیدا ہوئے ہیں تمام راہب اور کاہن بیقرار اور متعجب ہیں اور ان کے لیئے خواب و خور حرام ہے۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب میں ان کو مکّہ سے لے کر چلی جس شے کے پاس سے گزرتی وُہ مجھ کو خوشخبری دیتی اور جس زمین پر سے گزرتی وُہ سبز و شاداب ہو جاتی اور درخت پھلوں سے بھر جاتے۔ مَیں نے آپ کے جسم اور لباس کو کبھی نجس نہ دیکھا گویا کہ ان کو کوئی دوسرا صاف سُتھرا رکھا کرتا ہے۔ جب کبھی میں چاہتی کہ ان کا لباس اُتاروں وُہ رونے لگتے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کی شرمگاہیں ظاہر ہوں۔ راتوں کو مَیں حضرتؐ کو ذکرِ خدا کرتے ہوئے سُنا کرتی؛ فرمایا کرتے تھے:- لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے شکم کے چاک کیئے جانے سے بعض علماء نے انکار کیا ہے اگرچہ احادیث معتبرۂ شیعہ میں صریحاً وارد نہیں ہُوا لیکن اس کی نفی بھی نظر سے نہیں گزری۔ اور بعض حدیثیں جلد اوّل میں بیان ہو چکی ہیں جو اس قِصّہ کی حقیقت پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا نہ اس پر اعتماد ہی کرنا چاہیئے، نہ انکار ہی مناسب ہے بلکہ احتمال کی حالت میں چھوڑ دینا چاہیئے۔

وَقَدْ نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَاتَاخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَانَوْمٌ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وُہ پاک ہے وُہ پاک ہے ساری آنکھیں سو رہی ہیں اور رحمٰن کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند) میں حضرتؐ کے رُعب و جلالت کے سبب اپنے شوہر کے پاس نہ سوتی تھی۔ وُہ کبھی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز نہیں اُٹھاتے تھے۔ جو چیز اُٹھاتے بسم اللہ کہہ کے اُٹھاتے۔ جو شخص حضرت کو دیکھتا آپ کی محبت سے بیتاب ہو جاتا ایک روز میری گود میں بیٹھے تھے اور ہماری گوسفندوں کا گلہ گزر رہا تھا۔ اُن میں سے ایک گوسفند گلہ سے علیحدہ ہو کر حضرتؐ کے پاس آئی اور سجدہ کیا اور آپ کے سر کو چُوما پھر دُوسری گوسفندوں میں جا کر مل گئی۔ ہر روز ایک نُور آفتاب سے زیادہ روشن ایک مرتبہ آسمان سے نیچے آتا اور حضرتؐ کو گھیر لیتا، اور ایک گھڑی کے بعد روشن ہو جاتا۔ جب لڑکے کھیلتے میرے لڑکوں کا ہاتھ پکڑ کر لڑکوں کے درمیان سے نکال لاتے۔ اور فرماتے آؤ ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوتے ہیں۔ جب فرشتوں نے آنحضرتؐ کے سینۂ اقدس کو برائے انوارِ ربّانی کھولا جیسا کہ بیان ہوا اور ہم کو اس کی اطلاع ہوئی میرے قبیلہ والوں نے سمجھا کہ یہ کسی جن کی حرکت ہے۔ اور کہا کہ اس کو کسی کاہن کے پاس لے جاؤ جو ہمارے گرد و نواح میں رہتا ہو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جیسا تم لوگوں کا گمان ہے وُہ بات مجھ میں نہیں ہے۔ بحمد اللہ میرا نفس سلیم اور عقل صحیح ہے۔ جب لوگوں کا زیادہ اصرار ہوا میں ایک کاہن کے پاس لے گئی اور ان کا حال بیان کیا۔ کاہن نے کہا ٹھہرو میں اُس سے خود اس کے حالات معلوم کرتا ہوں کیونکہ وُہ تم سے زیادہ سمجھدار ہے۔ جب حضرتؐ نے اپنے حالات بیان کیئے کاہن نے جست کی اور ان کو گود میں لے لیا اور باآواز بلند پُکارا کہ اے اہل عرب اُس مصیبت سے بچنے کی کوشش کرو جو تم پر آنے والی ہے اور اس لڑکے کو مجھ سمیت مار ڈالو۔ اگر اس کو چھوڑ دو گے بے شبہ تمہاری عقلوں کو حماقت سے نسبت دے گا، تمہارے دین کو بدل دے گا اور تم کو ایسے خدا کی طرف بلائے گا جس کو تم نہیں پہچان سکتے اور ایسے دین کی دعوت دے گا جو تم نہیں جانتے۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب میں نے اس کی یہ باتیں سُنیں تو آنحضرتؐ کو اس کی گود سے لے لیا اور کہا تو دیوانہ ہے۔ اور حضرتؐ کو لے کر جلدی سے اپنے خیمہ میں چلی آئی۔ اُس روز تمام اہل قبیلہ کے خیموں سے بُوئے مُشک آتی رہی۔ ہر روز دو طیور آسمان سے آتے اور آپؐ کے کپڑوں میں پوشیدہ ہو جاتے۔

کتاب عدد میں حلیمہؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی سعد میں ایک درخت تھا جو خشک ہو گیا تھا جس میں کبھی پھل نہیں لگتے تھے۔ ہم لوگ اس کے سایہ میں ٹھہرے تھے آنحضرتؐ میری گود میں تھے۔ وُہ درخت حضرتؐ کے اعجاز سے اسی وقت سبز و شاداب ہو گیا اور اس میں پھل لگ گئے۔ میں نے جس زمین پر آنحضرتؐ کو بٹھایا آپ کی برکت سے اُس میں سبزہ پیدا ہو گیا اور وُہ آباد ہو گئی۔ بنی سعد میں ایک عورت تھی جس کو ام مسکین کہتے تھے۔ وُہ نہایت پریشان حال تھی۔ وُہ عورت ایک روز آنحضرتؐ کو گود میں لے کر اپنے خیمہ میں لے گئی اس کے بعد اس کی حالت درست ہونے لگی۔ وُہ ہر روز آتی تھی اور حضرتؐ کا سر مبارک چُومتی اور شکر کا اظہار کیا کرتی۔ حلیمہؓ کہتی ہیں کہ جب تک حضرتؐ سوتے تو میں حضرتؐ کے

جمال مبارک کو دیکھا کرتی تھی۔ آپؐ کی آنکھیں کُھلی رہتیں اور آپؐ اکثر مسکرایا کرتے۔ آپؐ کو ہرگز گرمی و سردی کا اثر نہ ہوتا تھا۔ جب تک حضرتؐ ہمارے ساتھ تھے ہماری کوئی آرزو ایسی نہ تھی جو پیدا ہوئی ہو، اور دوسرے روز پُوری نہ ہو گئی ہو۔ ایک روز ایک بھیڑیا بکری کا ایک بچہ پکڑ لے گیا۔ میں بہت رنجیدہ ہوئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرتؐ نے اپنا مُنہ آسمان کی جانب بلند کیا ناگاہ وُہ بھیڑیا اُس بچہ کو لا کر میرے پاس ڈال گیا۔ ہمیشہ ایک ابر حضرتؐ کے سر پر دُھوپ میں سایہ کیئے رہتا؛ اور سخت بارش میں ایک قطرہ پانی کا آپ پر نہ گرتا۔ جب تک وُہ ہمارے ساتھ تھے ہم پر سردی و گرمی کا اثر نہ ہوا۔ ہمیشہ ہمارے خیمہ سے آسمان تک ایک نور بلند رہتا تھا۔ جب کبھی میں چاہتی کہ آپؐ کا سر دھوؤں تو دیکھتی کہ کسی نے پہلے سے دھو رکھا ہے۔ اور جب چاہتی کہ آپ کا لباس بدلوں تو آپؐ کے کپڑے تبدیل کیئے ہوتے ملتے اور حضرتؐ نئے کپڑے پہنے ہوتے ہوتے۔ جب میں چاہتی کہ دُودھ آپؐ کے مُنہ میں دُوں ذکر کرنے کی آواز آپؐ سے سُنتی۔ اور جب آپؐ دُودھ پینا شروع کرتے پہلے بسم اللہ ربّ محمّدؐ کہتے اور فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ ربّ محمّدؐ فرماتے۔

حضرت امام محمّد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب آنحضرتؐ بائیس ۲۲ مہینے کے ہوتے آپ کی آنکھیں آشوب کر آئیں۔ عبدالمطلبؑ نے ابو طالبؑ سے کہا کہ ایک راہب طبیب کے پاس لے جائیں جو جحفہ میں رہتا ہے۔ حضرت ابو طالب آپؐ کو اُس کے صومعہ تک لائے اور اس کے دروازہ پر پہنچ کر آواز دی۔ راہب نے دیکھا کہ اُس کا صومعہ نُور سے معمور ہو گیا اور فرشتوں کے پروں کی آواز اُس کے کانوں میں سُنائی دینے لگی۔ اُس نے سر اپنے صومعہ سے باہر نکالا اور پُوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں ابو طالب پسر عبدالمطلب ہوں اپنے بھتیجا کو لایا ہوں کہ اُس کی آنکھ کا علاج کرو راہب نے پُوچھا وُہ کہاں ہے فرمایا اس گہوارہ میں دھوپ سے حفاظت کے لیئے بٹھا رکھا ہے۔ راہب نے کہا کھولو کہ میں دیکھوں جب گہوارہ سے پردہ اُٹھایا ایک نُور چمکا راہب ڈر گیا اور کہا پردہ گرا دو اور اپنے صومعہ میں اپنا سر داخل کر لیا اور کہا میں خُدا کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ واللہ تو پیغمبرِ خدا ہے۔ تو ہی وُہ ہے جس کی خدا نے توریت و انجیل میں موسیٰؑ و عیسےٰؑ کی زبانی خوشخبری دی ہے۔ پھر دوبارہ کلمۂ شہادتین پڑھ کر اپنا سر صومعہ سے باہر نکالا اور کہا تمہارے برادر زادہ کی شان بہت بلند ہے جیسا کہ تم نے سُنا اور تم اس کی مدد کرو گے اور ان کے دشمنوں کا ضرر اُن سے دفع کرو گے۔ جناب ابو طالب واپس آئے اور عبدالمطلب سے راہب کی گفتگو بیان کی۔ جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا اے فرزند خاموش رہو کہیں کوئی یہ باتیں سُن نہ لے۔ خُدا کی قسم محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) بادشاہِ عرب و عجم ہو گا۔

بسندِ دیگر روایت ہے کہ حضرت ابو طالبؑ بتوں کے پاس نہیں جاتے تھے اور قریش اس بارے میں اُن سے تکرار کرتے اور بتوں کی پرستش پر اصرار کرتے۔ تو وُہ فرماتے کہ میں اپنے برادر زادہ (محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم) سے جُدا نہیں ہو سکتا اور اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ وُہ نہ بُتوں کو

دیکھنا پسند کرتا ہے نہ اُن کا نام سُننا چاہتا ہے۔ قریش نے کہا اس کو فہمائش کرو اور بتوں کی تعظیم کی عادت ڈالو۔ ابو طالبؑ نے کہا لاحول ولا قوۃ الاّ باللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس لیئے کہ شام کے تمام راہبوں سے مَیں نے سُنا ہے کہ بتوں کی بربادی اسی بچّہ کے ہاتھ سے ہوگی۔ قریش نے پُوچھا کیا تم نے بھی اس سے کوئی خاص بات مشاہدہ کی جس سے اُن کی باتوں کی تصدیق ہوتی ہو؟ فرمایا ہاں شام کے راستہ میں ایک خشک درخت کے نیچے ہم لوگ ٹھہرے تھے وُہ اُسی وقت اس کے اعجاز سے شاداب ہوگیا۔ اور اُس میں پھل لگ گئے۔ جب ہم لوگ وہاں سے روانہ ہوئے تو اُس درخت نے اپنے تمام پھل اُس پر نثار کر دیتے۔ اور بحکمِ خدا گویا ہوا کہ اے شجرۂ طیبۂ نبوّت اور درختِ عظیم رسالت اپنے دستہائے مُبارک کو مجھ پر پھیرتے جاؤ تاکہ قیامت تک سرسبز و شاداب رہوں۔ یہ سُنکر محمدؐ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو سبزی و شادابی میں اضافہ ہوگیا۔ پھر واپسی میں جب ہم لوگ اُس درخت کے پاس آئے تو دیکھا کہ ہر طرح کے پرندے جو دُنیا میں ہیں اُس درخت کی شاخوں پر اپنے اپنے گھونسلے بناتے ہوتے ہیں اور ہر طائر کی تعداد کے مطابق اُس میں شاخیں پیدا ہوگئی ہیں۔ اور اس قدر لمبا اور قدآور ہے کہ اس کے ایسا کوئی درخت کبھی نظر سے نہیں گزرا۔ اور تمام طیور نے حضرتؐ کے سر پر اپنے پروں سے سایہ کر لیا اور گویا ہوتے کہ ہم کو آپ کے دستِ مبارک کی برکت سے اس درخت پر اپنے پناہ کی جگہ میسّر آئی ہے۔

بعض معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرتؐ کے بچپن میں ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا اور کئی سال تک بارش نہیں ہوئی۔ آخر رفیقہ دخترِ صیفی نے خواب میں دیکھا کہ ایک ہاتف کہہ رہا ہے کہ اے گروہِ قریش ایک پیغمبر تم میں مبعوث ہوگا وُہ پیدا ہو چکا ہے جس کی برکت و رحمت سے فراوانی تم کو حاصل ہے عبدالمطلبؑ کو بلاؤ وُہ اپنے فرزند زادہ کو شفیع قرار دیں وُہ دُعا کریں تو خدا تم پر بارش کرے گا۔ غرض عبدالمطلبؑ حضرتؐ کو اپنے کاندھے پر سوار کر کے کوہِ ابوقبیس پر تشریف لے گئے۔ اکابرِ قریش آپ کے گرد جمع ہوئے۔ حضرتؐ نے بارش کی دُعا کی اُسی وقت آنحضرتؐ کی برکت سے بارش شروع ہوئی یہاں تک کہ سیلاب مکّہ کی پہاڑیوں سے جاری ہوا۔

ابن بابویہ رحمہ اللہ نے اپنی سند سے حضرت ابو طالبؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ آٹھ سال کے تھے کہ مَیں نے شام کی جانب تجارت کے لیئے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت ہوا بہت گرم تھی۔ جب مَیں نے سفر کا قصد کیا میرے عزیزوں نے کہا کہ محمدؐ کو کس کے پاس چھوڑو گے مَیں نے کہا اپنے ساتھ لے چلوں گا کیونکہ مجھے کسی کا اعتبار نہیں جس کے سپُرد کروں۔ وُہ بولے کہ اس گرم موسم میں اس پروردۂ حرم و بطحا کو سفر میں لے چلنا مناسب نہیں ہے۔ مَیں نے کہا واللہ میں اس کو جُدا نہیں کر سکتا۔ مَیں اُس کے لیئے ایک محمل تیار کروں گا۔ غرض مَیں نے حضرتؐ کو اونٹ پر بٹھایا اور اُن کے اُونٹ کو ہر وقت اپنے سامنے رکھتا تھا تاکہ وُہ میری نگاہوں سے اُوجھل نہ ہوں۔ جب دھوپ تیز ہوتی تو ایک ابرِ سفید برف کے مانند آتا اور حضرتؐ کو سلام کر کے آپؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا۔ وُہ جہاں جہاں

جاتے وُہ ابر آپؐ کے ساتھ رہتا اور اکثر عُمدہ پھل اُس سے گرتے۔ ایک روز اثنائے راہ میں پانی کی قلت ہوگئی۔ ہمارے قافلہ والے ایک مشک پانی کی ایک اشرفی کے عوض خرید کیا کرتے۔ لیکن ہمارے پاس آنحضرتؐ کی برکت سے پانی بہت کافی تھا اور کسی وقت کم نہ ہوا۔ ہم جس منزل پر ٹھہرتے آپؐ کی برکت سے حوض بھر جاتے اور وہاں کی زمین سبزہ سے پُر ہو جاتی اور ہر وقت ہم پر فراوانی اور فراخی حاصل تھی راستہ میں جو اُونٹ تھک کر بیٹھ جاتا حضرتؐ اپنا دستِ مبارک اُس پر پھیر دیتے وُہ پھر چلنے لگتا۔ جب ہم شہر بصرہ کے نزدیک پہنچے ایک راہب کا صومعہ نظر آیا ناگاہ ہم نے دیکھا وُہ صومعہ حضرتؐ کے استقبال کے لیئے گھوڑے کی مانند تیز رواں ہوا اور ہمارے قریب پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اُس میں ایک نصرانی راہب تھا جس کو بحیرا کہتے تھے جو کبھی شک و شبہ کرنے والوں سے آشنا نہ تھا اور نہ کسی سے گفتگو کرتا تھا جو قافلہ بھی اُس کی طرف سے گزرتا وُہ کسی کا حال دریافت نہ کرتا۔ جب اُس نے صومعہ کو حرکت میں دیکھا اور قافلہ پر نگاہ پڑی تو حضرتؐ کو پہچانا اور کہا جو کچھ مَیں نے پڑھا اور سُنا ہے اگر سچ ہے تو وُہ آپ ہی ہیں آپ کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ پھر ہم لوگ ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے جو اس کے صومعہ کے نزدیک تھا۔ اُس درخت کی شاخیں خشک ہو چکی تھیں اُس میں پھل نہیں لگتے تھے۔ ہمیشہ قافلے اُسی درخت کے نیچے ٹھہرا کرتے تھے۔ جب آنحضرتؐ اُس درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے وُہ درخت لہلہا اُٹھا اُس میں بہت سی شاخیں پیدا ہو کر آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہوگئیں اور تین قسم کے پھل اُس میں لگ گئے دو گرمیوں کے موسم کے اور ایک جاڑے کی فصل کا۔ اہلِ قافلہ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوتے بحیرا کو بھی حیرت ہوئی۔ اُس نے اپنے ساتھ اتنا کھانا لیا جو صرف آنحضرتؐ کے لیئے کافی تھا اور اپنے صومعہ سے باہر آیا اور حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ اس بچّہ کا متکفل کون ہے حضرت ابو طالبؑ کہتے ہیں مَیں نے کہا مَیں ان کی خدمت میں رہتا ہوں۔ پُوچھا آپ کا اس سے کیا رشتہ ہے؟ مَیں نے کہا مَیں اس کا چچا ہوں۔ اُس نے کہا اس کے تو بہت سے چچا ہیں تم اس کے کون سے چچا ہو مَیں نے کہا وُہ میرے حقیقی بھائی کا لڑکا ہے۔ پھر تو وُہ بول اُٹھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ لڑکا وہی ہے جس کو مَیں جانتا ہوں۔ اگر وہی نہ ہوا تو میں بحیرا نہیں۔ پھر بولا کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ مَیں یہ کھانا اُن کے لیئے لے جاؤں مَیں نے کہا ہاں لے چلو اور مَیں نے آنحضرتؐ سے جا کر کہا کہ ایک شخص آیا ہے اور تمہاری ضیافت کے لیئے کھانا لایا ہے کھا لو۔ فرمایا کیا تنہا میرے لیئے کھانا لایا ہے، میرے ہمراہی نہ کھائیں گے؟ بحیرا نے کہا حضور! اس سے زیادہ میرے پاس نہ تھا۔ فرمایا کیا تم اجازت دیتے ہو کہ مَیں سب کو اس میں شریک کر لوں؟ اس نے کہا ہاں ہاں۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا بسم اللہ کھاؤ۔ ابو طالبؑ کہتے ہیں کہ ہم ایک سو ستر آدمی تھے اور سب نے مل کر وُہ کھانا کھایا اور سیر ہوگئے، پھر بھی وُہ اُتنا ہی باقی رہا۔ بحیرا آنحضرتؐ کی خدمت میں کھڑا پنکھا جھل رہا تھا اور حیرت میں غرق تھا رہ رہ کے جھکتا اور حضرتؐ کا سرِ اقدس چُوم لیتا تھا۔ اور کہتا تھا بحق پروردگارِ مسیح یہ وہی ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے تھے کہ وُہ کیا کہتا ہے۔ آخر قافلہ میں سے ایک

شخص نے کہا اے راہب تیری باتیں عجیب ہیں ہم اکثر تیرے صومعہ کی طرف سے گذرے ہیں تو کبھی ہماری طرف متوجہ نہ ہوا۔ بحیرا نے کہا ہاں لیکن اس مرتبہ میرا حال عجیب ہے۔ میں وُہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو؛ اور وُہ چند اُمور جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ یہ لڑکا جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے اگر تم اس کو پہچان لیتے جس طرح میں پہچانتا ہوں تو بے شبہ اپنی گردنوں پر سوار کر کے شہر میں پھراتے۔ خدا کی قسم اس مرتبہ جو کچھ تمہارا اکرام کر رہا ہوں تو صرف اسی لڑکے کی وجہ سے۔ جب وُہ میرے صومعہ کے قریب آیا تو مَیں نے اس کے آگے ایک نُور دیکھا جو زمین سے آسمان تک ساطع تھا اور کچھ مردوں کو دیکھا جو یاقوت و زبرجد کے پنکھے ہاتھوں میں لئے ہوئے حضرتؐ کو جھل رہے تھے۔ اور ایک دوسری جماعت طرح طرح کے میوے لیئے ہوتے اُس پر نثار کر رہی تھی اور یہ ابر اُس کے سر پر سایہ کیئے ہوئے رہتا ہے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ میرا عبادت خانہ اُس کے استقبال کے لیئے تیز رفتار گھوڑے کی طرح دوڑا۔ یہ درخت مدتوں سے خشک تھا؛ اس میں شاخیں بہت کم تھیں؛ اس کے اعجاز سے شاداب ہوگیا اور حرکت میں آیا۔ دوسری اور شاخیں نکل آیئں اور تین طرح کے پھل اُس میں پیدا ہوگئے۔ اور یہ تمام حوض اُس زمانہ سے خشک ہوگئے تھے جب سے بنی اسرائیل کے حواریوں کے بعد ان میں اختلاف و فساد پیدا ہوا۔ ہم نے کتاب شمعونؑ میں پڑھا ہے کہ شمعون نے اُن پر لعنت کی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تم دیکھو کہ ان حوضوں میں پانی نکل آیا ہے تو سمجھ لینا کہ اُس پیغمبر کی برکت کے سبب سے ہے جو شہر تہامہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی جانب ہجرت کرے گا۔ اس کی قوم میں اس کا نام امین اور آسمان میں احمدؐ ہوگا۔ وُہ نسل اسمٰعیلؑ ابن ابراہیمؑ سے ہوگا، خدا کی قسم یہ وہی ہے۔ پھر بحیرا آنحضرتؐ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا مَیں آپ سے تین خصلتوں کے بارے میں دریافت کرتا ہوں اور لات وعُزّیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ جواب دیجیئے۔ حضرتؐ نے لات وعُزّیٰ کا نام سُنا تو غضبناک ہوئے اور فرمایا ان کے واسطے کچھ نہ پُوچھنا۔ خدا کی قسم کسی چیز کو ان دونوں سے زیادہ دشمن نہیں رکھتا ہوں۔ یہ دونوں بُت پتھر کے ہیں اور میری قوم ان کو اپنی حماقت سے پُوجتی ہے۔ یہ سُنکر بحیرا نے کہا یہ پہلی علامت ہے پھر کہا اچھا آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ بتایئے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں اب جو پُوچھنا چاہو پُوچھو اس لیئے کہ تم نے مجھے اُس خُدا کی قسم دی ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ بحیرا نے کہا آپ کی خواب و بیداری کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ پھر آپ کے اکثر حالات دریافت کیئے آپ نے سب کے جوابات دیئے۔ اُس نے تمام جوابات دائُور کتابوں میں لکھے ہوئے مضمون سے مطابق پائے جو پڑھ چکا تھا۔ پھر بحیرا آنحضرتؐ کے قدموں پر گر پڑا۔ تلووں کو چُومتا اور کہتا کس قدر خوشگوار ہے آپؐ کی خوشبو اے وُہ کہ تمام پیغمبروں سے آپ کی پیروی بہتر ہے اور دُنیا میں جو کچھ روشنی ہے آپ کے سبب سے ہے۔ مسجدیں آپؐ کے نام سے آباد ہونگی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ لشکر کشی کر رہے ہیں، عربی گھوڑوں پر سوار ہیں، اور عرب و عجم جبراً قہراً آپؐ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔ اور گویا مَیں دیکھ رہا ہوں کہ لات وعزیٰ کو آپ نے توڑ ڈالا ہے اور خانہ کعبہ کو اپنے

قبضہ میں لے لیا ہے اور اُس کی کنجی جس کو چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ اور کتنے عرب و عجم کے بہادروں اور سورماؤں کو ہلاک کر دیا ہے۔ جنت و دوزخ کی کنجیاں آپؐ کے پاس ہیں اور فائدہ عظیم آپ کے ساتھ ہے۔ آپؐ ہی ہیں جو بتوں کو توڑیں گے، آپؐ ہی وُہ ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تمام بادشاہانِ عالم ذلت و خواری کے ساتھ آپؐ کے دین میں داخل ہوں گے۔ پھر دوبارہ آپؐ کے دست و پائے اقدس کو بوسہ دیا اور کہا اگر میں آپؐ کے زمانہ تک زندہ رہا۔ تو آپؐ کے سامنے آپؐ کے دشمنوں سے شمشیر زنی کروں گا اور جہاد کروں گا۔ آپ ہی بہترین بنی آدمؑ اور پرہیزگاروں کے پیشوا اور خاتم المرسلینؐ ہیں۔ خدا کی قسم آپؐ کی ولادت باسعادت کے روز زمین خنداں ہوئی اور تا قیامت خنداں رہے گی۔ خُدا کی قسم گرجے، بُت اور شیاطین آپؐ کے ظہور سے گریاں ہیں اور تا قیامت گریاں رہیں گے۔ آپؐ ہی ابراہیمؑ کی دُعا اور عیسےٰؑ کی بشارت ہیں۔ آپؐ اہلِ جاہلیت کی نجاستوں سے ہمیشہ پاک و مطہر رہے ہیں پھر ابو طالبؑ کی طرف رُخ کیا اور پوچھا آپ[1] اُن سے کیا نسبت رکھتے ہیں؟ ابوطالبؑ نے کہا وُہ میرا فرزند ہے۔ بحیرا نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا ان کے ماں باپ اس وقت تک زندہ نہیں ہوسکتے؛ ابو طالبؑ نے کہا تم نے سچ کہا میں اُس کا چچا ہوں، اُن کے باپ کا انتقال اسوقت ہوچکا جبکہ وُہ رحمِ مادر میں تھے اور جب ماں کا انتقال ہوا تو وُہ چھ برس کے تھے۔ بحیرا نے کہا اب آپ نے سچ کہا۔ مَیں تو یہ مصلحت سمجھتا ہوں کہ آپ اس کو اپنے شہر واپس لے جائیں کیونکہ رُوئے زمین پر کوئی ایسا یہودی، عیسائی اور صاحبِ کتاب نہیں ہے جو نہ جانتا ہو کہ وُہ پیدا ہوچکے ہیں۔ اور ہر ایک ان کو ان علامتوں کے ساتھ دیکھتا ہے اور پہچانتا ہے اُسی طرح جس طرح مَیں پہچانتا ہوں۔ وُہ ان کے ساتھ انکو ہلاک کرنے کے لیئے مکر و حیلہ کریں گے اور یہودی تو اس میں سب سے زیادہ پیش پیش رہیں گے۔ ابوطالبؑ نے پُوچھا ان کی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بحیرا نے کہا یہ کہ وُہ پیغمبرؐ ہوگا اور جبریلؑ اُس پر نازل ہوں گے اور ان کے دینوں کو منسوخ کریگا۔ ابوطالبؑ نے کہا نہیں انشاء اللہ۔ خدا اس کو نہیں چھوڑے گا کہ کوئی ضرر پہنچے۔ پھر بحیرا نے چاہا کہ آنحضرتؐ کو وداع کرے تو بہت رویا۔ اور کہا اے فرزند آمنہؑ گویا مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمام عرب آپؐ کے ساتھ دشمنی اور جدال و قتال کریں گے اور آپؐ کے اعزا آپؐ سے قطع تعلق کرلیں گے۔ اگر آپؐ کی قدر جانتے تو اپنے لڑکوں سے زیادہ عزیز رکھتے۔ پھر میری جانب متوجہ ہوا۔ اور کہا اے عم محترم اس کی قرابت کی رعایت کیجئے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت کا دھیان رکھیئے۔ بہت جلد تمام قریش آپ سے کنارہ کشی کریں گے، آپ پرواہ نہ کیجئے گا۔ آپ کے بھی ایک فرزند ہوگا جو ہر حال میں اس کا معین و مددگار رہے گا۔ آسمانوں میں اس کی شجاعت کی مدح ہوگی۔ اس سے دو فرزند ہونگے جو شہادت کے درجہ پر فائز ہوں گے۔ وُہ سیدؑ و بزرگِ عرب اور اس اُمّت کا ذوالقرنین ہوگا۔ اور وُہ خدا کی کتابوں میں عیسےٰؑ کے اصحاب سے زیادہ مشہور و معروف ہے۔

جناب ابوطالبؑ کہتے ہیں کہ جب ہم شام کے نزدیک پہنچے واللہ شام کے قصر حرکت میں آئے اور اُن سے ایک نُور آفتاب کے نُور سے زیادہ روشن بلند ہوا۔ جب ہم لوگ شام میں داخل ہوئے

[1] ابتدائے ملاقات میں بحیرا نے حضرت ابوطالبؑ سے دریافت کر لیا تھا کہ آپ اس فرزند کے کون ہیں اور آپ نے بتا دیا تھا کہ ...

تماشائیوں کی کثرت سے بازار میں داخل ہونا ممکن نہ ہوسکا۔ ہر طرف سے لوگ حضرتؐ کے جمال عدیم المثال کے نظارہ کے لیئے دوڑ پڑے اور حضرتؐ کے حسن وجمال اور فضل وکمال کا شہرہ تمام اطراف شام میں پہنچا۔ جس جس جگہ راہب اور عالم تھے آنحضرتؐ کے گرد آآکر جمع ہوئے۔ علمائے اہل کتاب کا ایک سب سے بڑا عالم نسطورا تین روز تک آیا اور آنحضرتؐ کے برابر بیٹھا کیا لیکن کوئی گفتگو نہیں کی۔ جب تیسرا روز ختم کے قریب پہنچا وُہ بیتابانہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے گرد گھومنے لگا۔ میں نے پوچھا اے راہب تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا ان کا کیا نام ہے میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام ہے یہ سنتے ہی اُس کا رنگ متغیر ہوگیا۔ اس نے کہا آپ اُن سے التماس کیجیئے کہ اپنی پُشت و شانہ کھولیں آنحضرتؐ نے اپنے شانے پر سے پیراہن ہٹایا تو راہب کی نگاہ مُہر نبوت پر پڑی دیکھتے ہی وُہ بیتاب ہوکر گر پڑا اور اس کو چُومنے لگا اور مجھ سے کہا کہ بہت جلد اس خورشید نبوت کو واپس لے جایئے۔ اگر آپ جانتے کہ اس سرزمین پر ان کے کس قدر دشمن ہیں تو ہرگز ان کو اپنے ہمراہ نہ لاتے۔ پھر وُہ روزانہ حضرتؐ کی خدمت میں آتا اور مراسم خدمت بجالایا کرتا۔ لذیذ کھانے حضرتؐ کے لیئے لاتا۔ جب ہم لوگ شام سے واپس چلے تو حضرتؐ کے لیئے وُہ ایک پیراہن لایا اور عرض کی کہ حضرت اس کو پہن لیں شاید اس کے سبب سے کبھی کبھی مجھے یاد فرمالیں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار کراہت ظاہر ہو رہے ہیں تو میں نے پیراہن لے کر رکھ لیا اور کہا میں ان کو پہنا دوں گا اور نہایت عجلت کے ساتھ حضرتؐ کو لے کر بیت اللہ الحرام کی جانب واپس آگیا۔ جب اہل مکہ کو ہمارے آنے کی خبر معلوم ہوئی ابوجہل کے سوا تمام چھوٹے بڑے حضرتؐ کے استقبال کو آئے۔

دوسری معتبر سند سے روایت ہے کہ جب ابوطالبؑ نے شام کا ارادہ کیا حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مہار ناقہ سے لپٹ گئے اور کہا اے عم محترم مجھ کو کس پر چھوڑے جاتے ہیں نہ میرے باپ ہیں نہ ماں ہیں۔ یہ سُنکر ابوطالب رونے لگے اور حضرتؐ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ جب کبھی راستہ میں ہوا گرم ہوتی ایک ابر ظاہر ہوتا جو آنحضرتؐ کے سر پر سایہ کرتا یہاں تک کہ اثنائے راہ میں ایک راہب کے صومعہ کے پاس جس کو بحیرا کہتے تھے ہم پہنچے۔ اُس نے دیکھا کہ ابر ہمارے ساتھ حرکت میں ہے وُہ اپنے صومعہ سے باہر آیا اور ہمارے لیئے چند خادم حاضر کیئے اور ہماری دعوت کی۔ ہم قافلہ کے تمام لوگ راہب کے صومعہ میں پہنچے اور آنحضرتؐ کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا۔ جب بحیرا نے دیکھا کہ ابر ہماری قیام گاہ ہی پر ٹھہرا ہوا ہے تو اس نے پوچھا کیا اہل قافلہ میں سے کوئی نہیں آیا لوگوں نے کہا سب آگئے ہیں سوائے ایک لڑکے کے جس کو ہم نے مال و سامان کے پاس چھوڑ دیا ہے۔ بحیرا نے کہا مناسب نہیں ہے کہ ہماری دعوت میں شرکت سے کوئی بچ جائے۔ اس لڑکے کو بھی بلاؤ۔ اور کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا۔ جب حضرتؐ روانہ ہوئے تو ابر بھی ساتھ ساتھ چلا۔ بحیرا نے کہا یہ کس کا لڑکا ہے کہا گیا ابوطالبؑ کا۔ بحیرا نے ابوطالبؑ سے پوچھا کیا یہ آپ کا لڑکا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ پوچھا بھائی کہاں ہے؟ فرمایا وُہ جب

شکم مادر میں تھے اُسی وقت اُن کا انتقال ہوگیا تھا۔ بحیرا نے کہا ان کو اپنے شہر واپس لے جایئے کیونکہ اگر یہودیوں نے پہچان لیا جس طرح میں ان کو پہچانتا ہوں، یقیناً ان کو قتل کر ڈالیں گے۔ سمجھ لیجئے کہ ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ وُہ اِس اُمت کے پیغمبر ہیں اور شمشیر و جہاد کے ساتھ خروج کریں گے۔

دوسری سند کے ساتھ یعلی نسابہ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ جس سال بغرض تجارت شام تشریف لے گئے خالد بن اسید وطلیق بن ابی سفیان حضرتؐ کے ساتھ قافلہ میں تھے۔ واپس آکر آنحضرتؐ کے تعجب انگیز حالات مثل آنحضرتؐ کی رفتار اور سواری اور جانوروں کی اطاعت وغیرہ سے متعلق بیان کیئے۔ اور کہا کہ جب ہم شہر بصرہ کے بازار میں پہنچے راہبوں کے ایک گروہ کو دیکھا جنکے چہرے زرد تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان کے رخساروں پر زعفران مل دیا گیا ہے۔ ان کے اعضا کانپ رہے تھے۔ وُہ ہمارے پاس آئے اور بولے کہ ہمارے بزرگ کے پاس چلیئے جو کلیسائے اعظم میں رہتے ہیں جو یہاں سے قریب ہے۔ ہم نے کہا کہ ہمیں تم سے کیا واسطہ وُہ بولے کہ اگر آپ ہمارے عبادت خانہ تک چلیں تو کیا حرج ہے ہم آپ کا احترام کرتے ہیں۔ وُہ سمجھتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ہیں۔ غرض ہم لوگ اُن کے ساتھ ایک بہت بڑے عبادت خانہ میں داخل ہوئے وہاں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ درمیان میں بیٹھا ہے اور اس کے شاگرد اس کے گرد جمع ہیں۔ اسکے ہاتھ میں ایک کتاب ہے وُہ کبھی اُس کتاب میں نظر کرتا ہے کبھی ہم لوگوں کو دیکھتا ہے۔ آخر اپنے مصاحبین سے بولا تم نے کوئی کام نہ کیا۔ میں جس کو چاہتا ہوں تم اس کو نہیں لائے ہو پھر اس نے ہم لوگوں سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ ہم نے کہا ہم قریش میں سے ایک گروہ ہیں۔ پوچھا کس قبیلہ سے ہو ہم نے کہا ہم فرزندان عبدالشمس میں سے ہیں۔ اُس نے پوچھا کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے؟ ہم نے جواب دیا کیوں نہیں ایک جوان بنی ہاشم میں سے ہے جس کو ہم یتیم فرزند عبدالمطلب کہتے ہیں۔ یہ سُنتے ہی ایک نعرہ مارا اور قریب تھا کہ وہ بیہوش ہوجائے اور اپنی جگہ سے اُچھل پڑا اور کہا آہ آہ دین نصرانیت برباد ہوگیا۔ پھر اپنے ایک صلیب پر تھوڑی دیر تکیہ کرکے غور وخوض کرتا رہا اسی ۸۰ راہب اور اُس کے شاگرد اس کے گرد حلقہ کیئے ہوتے تھے۔ پھر اُس نے ہم سے کہا کیا ممکن ہے کہ اس جوان کو مجھے دکھاؤ۔ ہم نے کہا ہاں ہاں چلو تو وُہ ہمارے ساتھ بازار بصرہ میں آیا۔ آنحضرتؐ بازار میں خورشید تاباں کے مانند کھڑے تھے اور چہرۂ اقدس سے نور چمک رہا تھا اور دیکھنے والے چاروں طرف سے آپؐ کے جمال مبارک کے نظارہ میں محو تھے۔ اور خریدار مثل خریداران یوسفؑ روپئے لیئے ہوئے آپؐ کے جمال کی دید کے شوق میں آپ سے سودا کر رہے تھے اور آپ کا مال تجارت زیادہ قیمتیں دے دے کر خرید رہے تھے اور اپنے اموال بہت کم درم پر حضرتؐ کے ہاتھ فروخت کر رہے تھے۔ ہم نے چاہا کہ راہب کو کسی دوسرے شخص کو دکھائیں تاکہ اس کا امتحان ہوجائے۔ اُس نے کہا بس بس میں نے پہچان لیا اور بیقرار ہو کر آپ کے قریب دوڑا ہوا گیا اور سر مبارک کو چومنے لگا اور کہا آپ ہی وُہ مقدس ہیں اور آنحضرتؐ

کی نشانیوں سے متعلق بہت سے سوالات کیئے حضرتؐ نے سب کے جوابات دیئے پھر اُس نے کہا اگر میں آپ کے زمانہ تک موجود رہا تو آپؐ کی خدمت میں رہ کر ایسا جہاد کروں گا جو حق جہاد ہے۔ پھر ہم لوگوں سے کہا کہ بہتر زندگی اور موت اسی کے ساتھ ہے۔ جو شخص اس کی پیروی کرے گا وُہ زندۂ جاوید ہوگا۔ جو شخص اس کے طریقہ سے منحرف ہوگا اس طرح مرے گا کہ کبھی زندہ نہ ہوگا۔ تمام نفع اور فائدۂ عظیم اُسی کے ساتھ ہے یہ کہا اور اپنے کلیسہ میں واپس چلا گیا۔

دوسری حدیث میں روایت ہے کہ جس سال حضرت سرورِ کائنات خدیجہؓ کا مال لے کر بغرض تجارت شام کی جانب تشریف لے گئے تھے آپؐ کے ہمراہ عبدمناۃ بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ بھی قافلہ میں تھے۔ جب شام میں پہنچے ابوالمویہب راہب نے ان کو دیکھا اور پُوچھا آپ لوگ کون ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم کعبہ کے رہنے والے اہلِ قریش میں سے چند تاجر ہیں۔ اُس نے پُوچھا کہ قریش میں سے کوئی اور بھی آپ کے ساتھ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں فرزندانِ ہاشم میں سے ایک جوان ہے جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ ابوالمویہب نے کہا مَیں اُسی کو چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا قریش میں اُس سے کم شہرت کا کوئی نہیں اُس کو یتیم قریش کہتے ہیں۔ وُہ قریش کی ایک خاتون خدیجہ کا مال اُجرت پر فروخت کرنے آیا ہے۔ تم کو اس سے کیا کام ہے۔ ابوالمویہب نے اپنا سر ہلایا اور کہا وُہی ہے مجھے اُس کو دکھاؤ۔ لوگوں نے کہا ہم نے اس کو بازارِ بصرہ میں چھوڑا تھا۔ یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ آنحضرتؐ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جب اُس کی نگاہ آنحضرتؐ پر پڑی قبل اس کے کہ لوگ آنحضرتؐ کو بتائیں اُس نے کہا یہی ہے اور آنحضرتؐ کو تنہائی میں لے گیا اور بہت دیر تک حضرتؐ سے راز کی باتیں کیں پھر حضرتؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کوئی چیز اپنی آستین سے نکالی اور چاہا کہ حضرتؐ کو دے، آپؐ نے قبول نہ فرمایا۔ غرض وُہ حضرت سے علیحدہ ہو کر ان لوگوں کے پاس آیا اور کہا مجھ سے یہ نصیحت سُن لو اور اس کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ، اور اس کی فرمانبرداری کرو۔ کیونکہ یہ جوان واللہ پیغمبرؐ آخر الزمان ہے، اور بہت جلد ظاہر ہوگا اور لوگوں کو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی دعوت دے گا۔ جب وُہ پیغمبری کا اعلان کرے بلا تامل اس کی پیروی کرو۔ پھر پُوچھا کہ کیا اس کے چچا ابوطالبؑ کے کوئی فرزند پیدا ہوا ہے جس کا نام علیؑ ہو؟ ان لوگوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا یا تو پیدا ہو چکا ہے یا عنقریب پیدا ہوگا سب سے پہلے جو اس پیغمبر پر ایمان لائے گا وہی ہوگا۔ اُس کے وصی ہونے کے متعلق میں نے کتابوں میں پڑھا ہے جس طرح محمدؐ کی پیغمبری کے بارے میں پڑھا ہے۔ وُہ سیدِ عرب اور اس اُمت کا عالمِ ربانی اور آخر الزمان کا ذوالقرنین ہوگا اور شمشیر زنی کا حق جہادوں میں ادا کرے گا۔ ملاء اعلےٰ میں اُس کا نام علیؑ ہے۔ قیامت کے روز پیغمبرِ آخر الزمان کے بعد اُس کا رُتبہ سب سے بلند ہوگا۔ فرشتے اُس کو بطل ازہر مفلح (فلاح یافتہ روشن شجاع) کہتے ہیں جس طرف رُخ کرے گا یقیناً فتح پائے گا۔ وُہ تمہارے پیغمبرؐ کے اصحابؓ میں آسمان پر آفتاب سے زیادہ مشہور ہے۔

کلینی نے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب قریش نے جاہلیت میں کعبہ کو

منہدم کر کے چاہا کہ پھر سے بنائیں لیکن نہ بنا سکے۔ آخر اُن کے دل میں گزرا کہ کسی نے اُن سے کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنے پاکیزہ مال لائے ایسا مال نہ ہو جو قطعِ رحم یا دُوسرے حرام طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو وُہ مشکل دُور ہوگئی اور کعبہ کو بنانا شروع کیا۔ آخر حجرِ اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو آپس میں اختلاف پیدا ہوا کہ کون نصب کرے یہاں تک کہ اُن میں باہم جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ آخر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ جو سب سے پہلے مسجد الحرام میں آئے اس کو حکم قرار دینا چاہیئے؛ تو سب سے پہلے آنحضرتؐ داخلِ کعبہ ہوئے۔ ان لوگوں نے حضرت سے حال بیان کیا۔ آنحضرتؐ نے ایک چادر بچھائی اور خود حجرِ اسود کو اُٹھا کر اُس پر رکھا اور رؤسائے قبیلہ سے کہا ہر طرف سے چادر کو پکڑ کر اُٹھائیں۔ اس طرح لوگ حجر کو اُس کے مقام تک لائے۔ پھر آنحضرتؐ نے خود اُٹھا کر اُس کے مقام پر نصب کر دیا۔ خداوندِ عالم نے ان کو اس شرف سے مخصوص فرمایا۔

بسندِ معتبر دیگر منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی بعثت سے تیس سال پہلے مکہ میں سیلاب آیا اور کعبہ کی دیواریں شکستہ اور پھوٹی ہوگئیں اور چور سونے کے ہرن چُرا لے گئے جنکے پَیر جواہرات کے تھے۔ تو قریش نے ارادہ کیا کہ دیواریں بالکل توڑ کر از سرِ نو تعمیر کریں اور کعبہ کی چوڑائی اور زیادہ کریں۔ لیکن یہ خوف ہوا کہ پھاوڑا اُس پر مارتے ہی کوئی بلا اُن پر نازل نہ ہو جائے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ مَیں کھودنے کی ابتدا کرتا ہوں اگر خدا ہمارے اس ارادہ سے خوش ہے تو کوئی بلا نہ آئے گی اور اگر وُہ ہمارے اس فعل سے راضی نہیں اور کسی بلا کی علامت ظاہر ہوئی تو ہم کعبہ کو موجودہ حالت پر چھوڑ دیں گے۔ غرض وُہ کعبہ کی چھت پر گیا اور ایک پتھر کو حرکت دی تھی کہ ایک سانپ نکل کر حملہ آور ہوا اور سُورج کو گہن لگ گیا۔ جب اُن لوگوں نے یہ حال مشاہدہ کیا بارگاہِ رب العزت میں تضرع و زاری شروع کی اور کہا پالنے والے ہماری نیت فساد کی نہیں ہے بلکہ ہم تو کعبہ کی اصلاح چاہتے ہیں۔ اس کے بعد سانپ غائب ہوگیا۔ انہوں نے دیواریں گرائیں اور جناب ابراہیمؑ کی رکھی ہوئی بنیاد تک کھودتے ہوئے پہنچے۔ جب اس کو بھی کھود کر کعبہ کو وسیع کرنا چاہا تو ایک عظیم زلزلہ پیدا ہوا اور تاریکی چھا گئی۔ بنائے ابراہیمؑ تیس ۳۰ گز لمبی اور چوبیس ۲۴ گز چوڑی تھی اس کی اونچائی نو ۹ گز تھی۔ قریش نے مشورہ کیا کہ طول و عرض کو اُسی طور رہنے دو؛ اُونچائی زیادہ کر دو۔ حجرِ اسود نصب کرنے پر آپس میں نزاع ہوگئی۔ ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ہم نصب کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ آخر معاملہ حکم پر طے ہوا کہ جو شخص باب بنی شیبہ سے پہلے داخل ہو وہی فیصلہ کر دے تو سب سے پہلے جو اُس دروازہ سے آیا وُہ سرورِ کائناتؐ تھے۔ لوگوں نے آپؐ کو دیکھ کر کہا امین آگیا جو یہ فیصلہ کرے گا ہم کو منظور ہے۔ غرض آنحضرتؐ نے اپنی ردائے مبارک اور بروایتے اپنی عبا بچھا دی اور حجرِ اسود اُس پر رکھ دیا اور فرمایا کہ اس کے چاروں سروں کو قریش کے ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی پکڑے۔ بنی عبد الشمس سے عتبہ بن ربیعہ نے اور اسود بن عبد المطلب نے بنی اسد بن عبد العزیٰ سے۔ اور ابوحذیفہ بن المغیرہ نے بنی مخزوم سے اور قیس بن عدی نے بنی سہم سے چادر کے گوشوں کو پکڑ کر اُٹھایا۔ پھر آنحضرتؐ نے حجرِ اسود کو خود

اُٹھا کر اُس کی جگہ پر رکھ دیا۔ بادشاہ رُوم نے ایک کشتی میں چھت کے لیئے لکڑیاں وغیرہ جو ضرورت تھی بھر کر بھیجی تھیں. اس لیئے کہ حبشہ میں اُس کے واسطے ایک عبادت خانہ تیار کیا جائے. لیکن ہوا نے اُس کشتی کو مکہ کے ساحل پر پہنچا دیا جو وہاں پہنچ کر کیچڑ میں پھنس گئی اور کسی طرح نہ نکلی۔ قریش کو یہ خبر معلوم ہوئی تو دریا کے کنارے آئے دیکھا کہ جو کچھ ان کو کعبہ کی چھت اور اس کی آرائش کیلیے ضرورت ہے سب کچھ اُس کشتی میں موجود ہے۔ اُنھوں نے وہ سب خرید لیا اور مکہ میں اُٹھا لائے۔ لکڑیوں کی پیمائش کی تو وہ کعبہ کی چھت کی چوڑائی کے مطابق تھیں۔ غرض کعبہ کی تعمیر مکمل کر کے اُس پر یمنی کپڑے کے پردے ڈال دیئے۔

حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت سرورِ عالم نے کعبہ کی تعمیر میں اپنے اور قریش کے درمیان قرعہ ڈالا تو کعبہ کے دروازہ سے رکن یمانی اور حجر کے درمیان تک حضرتؐ کے حصہ میں آئی۔ اور دوسری روایت کے موافق حجر اسود سے رکن شامی تک بنی ہاشم سے مخصوص ہوئی۔

بسندِ صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے قریش سے پوشیدہ بیس [20] حج کیئے۔ بعثت سے پہلے دس [10] اور بروایتے سات [7] حج کیئے۔ اور چار [4] برس کی عمر میں نماز پڑھی جبکہ جناب ابو طالبؑ شہر بصرہ تشریف لے گئے تھے۔

دلائل النبوۃ میں عباس سے روایت ہے کہ آپ نے ایک روز آنحضرتؐ سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ میرا آپؐ کے دین میں داخل ہونا اس سبب سے ہوا کہ میں نے آپؐ کو گہوارہ میں دیکھا کہ آپؐ چاند سے گفتگو کرتے اور اس کو اشارہ کرتے تھے اور وہ آپؐ کے اشارہ پر ہر طرف گھومتا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ میں چاند سے کلام کرتا اور وہ مجھ سے۔ وہ مجھے رونے سے روکے رکھتا تھا۔ اور میں اس کے سجدہ کی آواز سُنتا تھا جبکہ وہ کرسی کے نیچے سجدہ کیا کرتا تھا۔

بعض کتابوں میں مرقوم ہے کہ ولادت کے تیسرے یا چوتھے سال آنحضرتؐ کا شق صدر ہوا۔ حضرتؐ پانچ سال حلیمہؓ کے پاس رہے۔ چھٹے سال جناب آمنہؓ کا انتقال ہوا۔ اور ساتویں سال اہل مکہ کو بہت سے کاہنوں نے آنحضرتؐ کی نبوت کی خبر دی اور اسی سال راہب جحفہ کا واقعہ درپیش ہوا۔ اسی سال آنحضرتؐ کی برکت اور عبدالمطلبؑ کی دُعا سے بارش ہوئی۔ اُسی سال عبدالمطلب سیف بن ذی یزن کی تہنیت کو گئے اور اُس نے اُن کو آنحضرتؐ کی نبوت کی خوشخبری دی۔ اور آٹھویں سال جناب عبدالمطلبؑ برحمتِ الٰہی واصل ہوئے جبکہ اُن کی عمر بیاسی [82] سال اور بروایتے ایک سو بیس [120] سال کی تھی اور ابو طالبؓ کو آنحضرتؐ کی حفاظت کے بارے میں وصیت فرمائی اور وہ آنحضرتؐ کی کفالت و حفاظت میں مشغول ہوئے۔ بیان کرتے ہیں کہ اسی سال حاتم اور نوشیرواں نے وفات پائی اور ہرمز پسر نوشیرواں بادشاہ ہوا اور سال نہم ابو طالب آنحضرتؐ کو شام کے سفر میں ہمراہ لے گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ کا شق صدر دسویں سال ہوا اور بعض نے روایت کی ہے نویں سال آنحضرتؐ ابو طالبؓ کے ساتھ بصرہ گئے اور بارہویں سال شام گئے۔ اور بحیرا کا قصہ دوسری مرتبہ کے سفر میں پیش آیا۔ آپکی ولادت کے سترھویں

سال ہرمز معزول کیا گیا اور لشکر کے بڑے لوگوں نے اس کو اندھا کر دیا اور انیسویں [19] سال اس کو مار ڈالا. اور اس کے لڑکے پرویز کو بادشاہ بنایا۔ اور تیئیسویں [23] سال کعبہ از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ اور بعضوں کے قول کے مطابق پچیسویں [25] برس جناب خدیجہ سے عقد ہوا اور سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق پینتیسویں [35] سال کعبہ کی از سرِ نو تعمیر ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ اسی سال جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا پیدا ہوئیں اور اڑتیسویں [38] سال روشنیوں کے دیکھنے اور فرشتوں کی آوازیں سُننے سے آثارِ نبوت ظاہر ہوئے۔ اور چالیسویں [40] سال آنحضرتؐ مبعوث برسالت کُبریٰ ہوئے۔ اسی سال پرویز بادشاہِ عجم ہوا اور اس نے بادشاہِ عرب نعمان بن منذر کو قتل کیا۔ آنحضرتؐ کی تجارت سے متعلق شام کی جانب سفر کا حال آیندہ باب میں انشاء اللہ ذکر کیا جائے گا۔

پانچواں باب

حضرت خدیجہؓ کے فضائل اور آنحضرتؐ کے ساتھ آپ کے عقد کا تذکرہ

احادیث متواترہ میں عامہ و خاصہ کے طریقوں سے منقول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ علی بن ابی طالبؑ تھے، اور عورتوں میں جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔ دوسری متواتر خبروں میں وارد ہوا ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ بہترین زنانِ بہشت چار عورتیں ہیں. خدیجہؓ بنت خویلد فاطمہؑ بنت محمدؐ صلوات اللہ علیہم، مریمؑ دختر عمران اور آسیہؑ دختر مزاحم زوجۂ فرعونِ لعین۔

امام جعفر صادقؑ سے حدیث معتبر میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسولؐ خدا گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ عائشہؓ جناب فاطمہؑ کو ڈانٹ رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اے خدیجہؓ کی بیٹی تو یہ سمجھتی ہے کہ تیری ماں کو ہم پر کوئی فضیلت ہے ہم پر اُس کو کیا فوقیت ہو سکتی ہے۔ وہ بھی ہماری طرح ایک عورت تھی۔ جناب فاطمہؑ نے آنحضرتؐ کو دیکھا تو رونے لگیں. حضرتؐ نے شفقت سے فرمایا پارۂ جگر تیرے رونے کا کیا سبب ہے. عرض کی عائشہؓ نے میری مادر گرامی کا نام حقارت سے لیا ہے اور مجھے سرزنش کی ہے. یہ سُنکر آنحضرتؐ کو غصہ آگیا اور فرمایا اے حمیرا خاموش ہو خدا اس عورت کو برکت دیتا ہے جو اپنے شوہر کو بہت دوست رکھتی ہے اور اس کے اولاد بہت ہوتی ہے۔ اور خدیجہؓ خدا اس پر رحمت نازل کرے اس کے بطن سے خدا نے مجھے طاہر و مطہر عبد اللہ و قاسم سے دو فرزند عطا فرمائے اور اُن کے شکم سے رقیہ، فاطمہ، زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ لیکن تیرے رحم کو خدا نے بانجھ

ف: معلوم ہوا کہ یہ چار [illegible] بیٹیاں جناب خدیجہؓ کے شکم سے تھیں لیکن رقیہ و زینب و ام [illegible] کلثوم کے متعلق حضرتؐ کے بیان سے یہ تصدیق نہیں ہوتی کہ

قرار دیا کہ کوئی بچہ تجھ سے پیدا نہ ہؤا۔

دوسری حدیث موثق میں انہی حضرتؑ سے منقول ہے کہ جب جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے گرد گھومتی تھیں اور پوچھتی تھیں کہ باباجان میری ماں کہاں ہیں اُس وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور عرض کی آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ فاطمہ کو میرا سلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ تمہاری ماں ایسے مکان میں ہے جس کی چھت سونے کی ہے اس کی بنیادوں کی جگہ پر یاقوت سُرخ کے کھمبے ہیں اور وہ مکان آسیۂ و مریمؑ کے مکانوں کے درمیان ہے۔ حضرتؐ نے یہ پیغام جناب فاطمہؑ سے بیان فرمایا تو معصومہؑ نے فرمایا کہ خدا تمام عیبوں سے پاک و منزہ ہے سلامتی اُسی کی طرف سے ہے اور برکتیں اُسی کی طرف پلٹتی ہیں۔

بسند معتبر حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب مجھ کو جبریلؑ معراج میں آسمانوں پر لے گئے اور میں واپس آیا تو جبریلؑ سے پوچھا کہ تمہاری کوئی حاجت ہے عرض کی یہ ہے کہ خدیجہؓ کو خدا کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے گا۔ آنحضرتؐ نے جب ان کو جبریلؑ کا سلام پہنچا دیا تو وہ بولیں کہ خدا سلامتی کا مالک ہے سلامتی اُسی کے سبب سے اور اُسی کی طرف سے ہے اور جبریلؑ پر سلامتی ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب کبھی جبریلؑ نازل ہوتے اور خدیجہؓ وہاں موجود نہ ہوتیں تو اُن کو سلام کہلاتے تھے۔ دوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک روز جناب جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا یا حضرتؐ خدیجہؓ آپؐ کے واسطے آب وطعام لے کر آ رہی ہیں ان کو خداوند عالم کی جانب سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیجئے۔ اور ان کو خوشخبری دیجئے کہ خدا نے اُن کے لیئے بہشت میں ایک مکان جواہرات سے تیار کیا ہے جس میں رنج و تکلیف کا نام و نشان نہیں۔ دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسالتمآبؐ اپنی بیویوں کے درمیان بیٹھے ہوتے جناب خدیجہؓ کا ذکر کر رہے تھے اور رو رہے تھے کہ عائشہؓ نے کہا کیا آپ بنی اسد کی ایک بوڑھی عورت پر گریہ کرتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا خاموش! اُس نے میری تصدیق اُس وقت کی جبکہ تم سب نے تکذیب کی اور وُہ ایمان لائیں اُس وقت جبکہ تم سب کافرہ تھیں۔ اس کے شکم سے میرے لیئے اولادیں ہوئیں اور تم سب بانجھ ہو۔ جناب عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم چاہتے کہ آنحضرتؐ ہم سے خوش ہوں تو خدیجہؓ کا تذکرہ نیکی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ جناب خدیجہؓ آنحضرتؐ کی رسالت کی قابل وزیر اور مددگار تھیں۔ جب لوگ آنحضرتؐ سے علیحدہ ہو گئے تھے تو وُہ آپؐ کی مونس و غمخوار تھیں۔ جب اہلِ مکہ حضرتؐ کو آزار و تکلیف پہنچا رہے تھے تو وُہ آنحضرتؐ کی مدد اور تسلّی و تشفی کرتی تھیں اور اپنے حسنِ اخلاق سے آنحضرتؐ کو دلاسا و تسکین دیتی تھیں اور اپنے مال سے آپ کی مدد کرتی تھیں۔

قطب راوندی ابن شہر آشوب اور صاحب عدد رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے ساتھ جناب خدیجہؓ کی تزویج کا یہ سبب تھا کہ ایک مرتبہ عید کے دن زنانِ قریش مسجد الحرام میں جمع ہوئیں ناگاہ ایک یہودی اُن کے سامنے سے گزرا اور کہنے لگا کہ بہت جلد تم میں ایک پیغمبر مبعوث ہو گا۔ لہٰذا

تم ہر ایک اُس سے نکاح کر لینے کی کوشش کرو۔ یہ سُنکر عورتوں نے اس کو ڈھیلے مارنا شروع کیئے۔ لیکن اس کی یہ بات خدیجہؓ کے دل میں جم گئی۔ اُس کے بعد ایک روز جناب ابوطالبؑ نے پیغمبرؐ خدا سے کہا کہ اے فرزند میں چاہتا ہوں کہ تمہارے لیئے زوجہ کا انتظام کروں مگر میرے پاس مال نہیں ہے۔ خدیجہؓ میری رشتہ دار ہیں اور مالدار۔ اور ہر سال ایک جماعت کو اپنے غلاموں کے ساتھ تجارت کیلئے بھیجتی ہیں۔ تم کو منظور ہو تو تمہارے واسطے کچھ اُن سے سامان تجارت حاصل کروں تاکہ تم بھی تجارت کرو اور خداوند عالم تم کو نفع کرامت فرمائے۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے۔ غرض جناب ابوطالبؑ خدیجہؓ کے پاس گئے اور کہا کہ محمدؐ چاہتے ہیں کہ تمہارے مال سے تجارت کریں۔ خدیجہؓ نے کہا بہت خوب۔ بسر و چشم منظور ہے اور بہت خوش ہوئیں۔ اپنے غلام میسرہ سے کہا کہ جس قدر مال تیری تحویل میں ہے محمدؐ کے سپرد کر دے اور ان کی خدمت میں حاضر رہ ہرگز ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ غرض وُہ تمام مال لے کر آنحضرتؐ میسرہ کے ساتھ تجارت کے لیئے شام کی جانب روانہ ہوئے۔ اور بروایتے خزیمہ بن حکیم بھی جو جناب خدیجہؓ کے رشتہ دار تھے اُس سفر میں آنحضرتؐ کے ساتھ تھے۔ اور اس ہمراہی میں آنحضرتؐ کی محبت اُنکے دل میں بہت زیادہ پیدا ہو گئی۔ اثنائے راہ میں خدیجہؓ کے دو اُونٹ تھک کر گر پڑے میسرہ حیران ہؤا (اور ڈرا) کہ ان کا بار زمین پر گر جائے گا۔ وُہ دَوڑا ہؤا آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور صورت واقعہ بیان کی۔ آنحضرتؐ اُن اُونٹوں کے پاس آئے اور اپنا دستِ مبارک ان کے پَیروں پر پھیرا وُہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دُوسرے اُونٹوں سے زیادہ تیز چلنے لگے۔ خزیمہ نے یہ حال دیکھا تو حضرتؐ سے اُس کی محبت اور اعتقاد میں اور ترقی ہو گئی اور حضرتؐ کی خدمت و اطاعت میں پہلے سے زیادہ اہتمام کرنے لگا۔ جب یہ قافلہ شام کے نزدیک پہنچا تو ایک راہب کے دیر کے قریب قیام پذیر ہؤا۔ آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے رونق افروز ہوئے۔ قافلہ کے تمام لوگ ہر طرف متفرق ہو گئے۔ وُہ درخت مدّتوں سے خشک پڑا تھا لیکن اُسی دم سرسبز و شاداب ہو گیا اس میں شاخیں اور پتّیاں نکل آئیں اور پھل لگ کر لٹک گئے اور درخت کے چاروں طرف سبزہ روئیدہ ہو گیا۔ راہب نے یہ حال دیکھا تو اپنے صومعہ سے تیزی کے ساتھ باہر آیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں دوڑا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ وُہ کبھی کتاب میں کچھ پڑھتا اور آنحضرتؐ کے جمال مبارک کو دیکھتا اور کہتا کہ یہ وہی ہے اُس خدا کی قسم جس نے انجیل کو بھیجا ہے۔ خزیمہ نے راہب سے یہ کلمات سُنے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو کہ وُہ آنحضرتؐ کو کوئی گزند پہنچائے، اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور پُکار کر کہا اے آلِ غالب خبر لو۔ یہ سُنتے ہی تمام اہل قافلہ ہر طرف سے دَوڑ پڑے۔ راہب اپنے صومعہ میں بھاگ گیا اور دروازوں کو بند کر لیا اور چھت پر سے پکار کر بولا کہ لوگو کس سبب سے میری اذیت پر تم لوگ آمادہ ہو رہے ہو۔ اُسی خدا کی قسم جس نے آسمان کو بے ستون قائم فرمایا ہے کہ کوئی قافلہ اس مقام پر قیام پذیر نہیں ہؤا جو تم سے زیادہ مجھ کو محبوب ہو اور اس کتاب میں جو میرے ہاتھ میں ہے لکھا ہے کہ یہ جوان جو اس درخت کے نیچے بیٹھا ہے خدائے ارض و سما کا رسول ہے جو شمشیر و جہاد کے ساتھ

مبعوث ہوگا اور بیشمار کافروں کو ہلاک کرے گا، اور وُہ خاتم المرسلینؐ ہے۔ جو شخص اس کی اطاعت کرے گا نجات پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا گمراہ ہوگا۔ پھر خزیمہ سے پُوچھا کہ آیا تم اس کی قوم سے ہو؟ کہا نہیں بلکہ اُس کا خادم ہوں اور درمیان راہ میں آنحضرتؐ سے جو معجزات اُس نے دیکھے تھے راہب سے بیان کیئے۔ راہب نے کہا اے شخص وُہ پیغمبرؐ آخرالزمان ہے ایک راز میں تم سے بیان کرتا ہوں جس کو پوشیدہ رکھنا۔ مَیں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ وُہ دُنیا پر غالب ہوگا اور قوموں پر مسلط ہوگا اُس کا عَلَم کسی جنگ سے بغیر فتح واپس نہ آئے گا۔ اُس کے دشمن بہت ہیں اور زیادہ تر یہودیوں میں سے اُس کے دشمن ہیں لہٰذا ان سے اس کی حفاظت کرنا۔ پھر وُہ قافلہ وہاں سے شام میں پہنچا۔ اُن کو تجارت میں بہت فائدہ ہوا۔ پھر وُہ لوگ واپس آئے اور مکّہ کے قریب پہنچے تو میسرہ نے حضرتؐ سے کہا اے صاحبِ اوصاف پسندیدہ ہم نے آپ سے اس سفر میں بہت معجزات دیکھے جس پتھر اور درخت کے پاس سے ہمارا گذر ہوا اُن سب نے آپ پر سلام کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ اور اس سفر میں گھاٹیاں تھیں جو ہر مرتبہ مدّتوں میں طے ہوا کرتی تھیں۔ اس مرتبہ آپ کی برکت سے ایک رات میں طے ہوگئیں۔ اور اس مرتبہ جس قدر نفع تجارت میں ہوا چالیس سال کی مدّت میں اب تک نہ ہوا تھا۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آپ خود جاکر خدیجہؓ کو اس سفر کی خوشگواری اور سُودمندی کی خوشخبری دیجیئے تاکہ وُہ خوش ہوجائیں۔ آنحضرتؐ یہ سُنکر اہلِ قافلہ سے پہلے رَوانہ ہوئے اور خدیجہؓ کے مکان کی جانب رُخ فرمایا۔ اس وقت وُہ اپنی چند عورتوں کے ساتھ بالا خانہ پر بیٹھی تھیں، اور راستہ پر نگاہ تھی۔ ناگاہ اُن کی نظر ایک سوار پر پڑی جو دُور سے آرہا تھا اور ایک بادل کا ٹکڑا اُسکے سر پر سایہ کیئے ہوئے تیزی سے اُس کے ساتھ آرہا تھا اور دوؑ فرشتے اُس کے دائیں اور بائیں ہوا پر اس کے ساتھ چلے آرہے تھے جنکے ہاتھوں میں برہنہ تلواریں تھیں۔ اور بادل میں سے زبرجد کی ایک قندیل بالائے سر لٹکی ہوئی تھی۔ اور اس ابر کے چاروں طرف یاقوت کا ایک خیمہ ہوا پر ساتھ ساتھ تھا۔ جناب خدیجہؓ یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئیں اور دل میں کہا خداوندا ایسا کر کہ یہ تیری بارگاہ کا مقرب بندہ میرے حقیر کاشانہ میں آتے۔ جب آنحضرتؐ اور قریب آئے تو پہچانا کہ یہ محمدؐ ہیں، بس ننگے پیر آنحضرتؐ کی طرف دوڑیں اور جاکر آپ کے پائے اقدس کو چُوم لیا۔ حضرتؐ نے ان کو بخیر وعافیت اور کامیابی کے ساتھ واپسی کی خوشخبری دی۔ خدیجہؓ نے کہا یا حضرتؐ میسرہ آپ کے ہمرکاب کیوں نہ آیا؟ فرمایا پیچھے آرہا ہے۔ خدیجہؓ نے کہا اے سیدِ حرم وبطحا واپس تشریف لے جایئے اور میسرہ کے ساتھ واپس آیئے اس سے مقصد یہ تھا کہ جو کچھ از قسم ابر و نُور وغیرہ دیکھا ہے دوبارہ عین الیقین کے ساتھ مشاہدہ کرلیں آنحضرتؐ واپس چلے تو ابر بھی ساتھ ہی سایہ فگن واپس ہوا، اور پھر واپسی میں اسی طرح ساتھ ساتھ رہا۔ پھر تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرتؐ کی عظمت وجلالت کا یقین ہوگیا۔ غرض میسرہ نے خدیجہؓ سے کہا اے خاتون اس سفر میں اس معدن فضل وکمال سے ایسے حیرت انگیز واقعات ظاہر ہوتے کہ برسوں میں بیان نہیں ہوسکتے۔ تھوڑے سے تھوڑا کھانا حضرتؐ کے سامنے لایا جاتا اور اُس پر اپنا دست مبارک

رکھ دیتے تو بہت سی جماعتیں سیر ہوجاتیں، اور کھانا کم نہ ہوتا۔ جب دُھوپ تیز ہوتی تو دوؑ فرشتے آپؐ پر سایہ کیا کرتے تھے۔ جس درخت اور پتھر وکنکر کی طرف سے آپؐ گزرتے سب آپؐ کو سلام کیا کرتے، پھر راہبوں کے اور دُوسرے حالات بیان کیئے۔ یہ تمام حالات سُنکر خدیجہؓ نے اپنے مزید اطمینان کیلئے ایک طبق رطب آنحضرتؐ کے لیئے منگایا اور چند اشخاص کو بُلاکر آنحضرتؐ کے ساتھ کھانے میں شریک کردیا۔ سب کے سب سیر ہوگئے اور رطب بدستور باقی رہا۔ یہ دیکھ کر خدیجہؓ نے خوشی میں اس خوشخبری دینے کے سبب میسرہ اور اُس کے لڑکوں کو آزاد کردیا اور دس ہزار درہم عطا فرماکر کہا کہ حضرتؐ کے ساتھ جائے اور آنحضرتؐ سے عرض کی کہ اپنے چچا ابوطالبؑ سے کہیں کہ میرے چچا عمرو بن اسد سے اپنے واسطے میری خواستگاری کریں۔ اور اپنے چچا کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھ کو محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ تزویج کردیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خدیجہؓ کے باپ خویلد بن اسد سے خواستگاری کی گئی لیکن زیادہ مشہور یہ ہے خویلد اُس وقت وفات پا چکے تھے اُن کے چچا ہی سے اُن کی خواستگاری کی گئی۔ اُس وقت آنحضرتؐ کی عمر پچیس ۲۵ سال اور جناب خدیجہؓ کی عمر چالیس ۴۰ سال کی تھی۔ لیکن ابن عباس سے منقول ہے کہ اُس وقت خدیجہؓ کی عمر اٹھائیس ۲۸ سال کی تھی اور مشہور یہ ہے کہ انتقال کے وقت جناب خدیجہؓ پینسٹھ ۶۵ سال کی تھیں اور حجونِ مکّہ میں دفن کی گئیں۔ جناب رسولِ خدا نے خود ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا۔ بیان کرتے ہیں کہ خدیجہؓ کی وفات شعب ابی طالب سے رہائی کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے واقع ہوئی۔ اور کہتے ہیں کہ ان کی وفات ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ہوئی۔ اور آنحضرتؐ کی جو اولاد ہوئی وُہ سب خدیجہؓ کے بطن سے ہوئی سوائے ابراہیمؑ کے جو ماریہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔

کشف الغمہ میں روایت ہے کہ خدیجہؓ کا پہلا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے ہوا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اُس کے بعد ابوہالہ ہند ابن زرارہ تیمی سے نکاح ہوا اُس سے ہند ابن ہند پیدا ہوا اُس کے بعد جناب رسولؐ خدا اُن کو اپنے نکاح میں لائے اور مہر بارہ اوقیہ طلا قرار دیا۔

بسندِ معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب سرورِ عالم نے خدیجہؓ سے نکاح کرنا چاہا۔ جناب ابوطالبؑ اپنے عزیزوں اور قریش کے چند اشخاص کو لے کر خدیجہؓ کے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس آئے اور خود کلام کی ابتدا کی اور خطبہ پڑھا جس کا مضمون یہ ہے: "حمد وثنا اُس خدا کے لیئے زیبا ہے جو خانہ کعبہ کا پروردگار ہے۔ اور اُس نے ہم کو آلِ ابراہیمؑ اور ذریت اسمٰعیلؑ سے قرار دیا اور ہم کو امن وامان کی جگہ حرم کا ساکن اور تمام لوگوں پر سردار بنایا اور اپنے گھر سے ہم کو خصوصیت عطا فرمائی جس کی طرف اطرافِ عالم سے لوگ آتے ہیں۔ وُہ ایسا مقام ہے جہاں ہر طرف کے میوے لوگ لاتے ہیں۔ اور خدا نے ہم کو اس شہر میں برکت عطا فرمائی ہے جس میں ہم ساکن ہیں۔ امّا بعد واضح ہو کہ میرے بھتیجے محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو قریش کے تمام لوگوں پر فضیلت وفوقیت حاصل ہے کوئی شخص اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ وُہ سب سے بلند مرتبہ ہے خلق میں اُس کا مثل ومانند نہیں اگر وُہ مال ودولت میں کم ہے تو مال تغیّر پذیر ہے سایہ کے مانند جو بہت جلد زائل ہوجاتا ہے۔ اس کو خدیجہؓ

کی جانب رغبت ہے اور خدیجہؓ کو بھی اُس سے محبت ہے اس لیئے ہم آئے ہیں کہ آپ سے اُس کے واسطے اس کی خواہش کے مطابق خدیجہؓ کی خواستگاری کریں۔ اور جس قدر مہر آپ چاہیں میں اپنے مال سے دینے کو تیار ہوں جس قدر ابھی چاہیں لے لیں اور جس قدر چاہیں موجل قرار دیں۔ اور ربّ کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اُس کی شان و منزلت بہت بلند ہے۔ اس کی عقل و رائے کامل ہے۔ اُس کا دین شائع اور اس کی زبان شافع ہے۔ اتنا کہہ کر جناب ابوطالبؑ خاموش ہو گئے۔ پھر خدیجہؓ کے چچا نے جو علمائے نصاریٰ میں سب سے زیادہ دانشمند اور عظیم الشان تھے جواب دینا چاہا مگر چونکہ ابوطالبؑ کی باتوں کے جواب سے قاصر تھے اس لیئے ان کی زبان لکنت کرنے لگی اور اُن کے نفس میں اضطراب پیدا ہو گیا اور صحیح جواب دینا ممکن نہ ہو سکا۔ خدیجہؓ نے جو یہ حال دیکھا انتہائی شوق کے سبب پردۂ حیا کو ذرا سا اُٹھا کر نہایت فصاحت کے ساتھ بولیں چچا جان اگرچہ اس موقع پر آپ ہی گفتگو کے لیئے مجھ سے زیادہ مناسب اور سزاوار ہیں لیکن آپ کو میرے نفس پر مجھ سے زیادہ اختیار نہیں ہے۔ اے محمدؐ میں نے اپنے نفس کو آپؐ کے ساتھ تزویج کیا، اور میرا مہر خود میرے مال سے ہے۔ اپنے چچا سے کہیئے کہ ولیمۂ زفاف کے لیئے اُونٹ ذبح کریں۔ آپ جس وقت چاہیں اپنی زوجہ کے (میرے) پاس تشریف لائیں۔ اُس وقت ابوطالبؑ نے فرمایا اے گروہِ مردم گواہ رہنا کہ اُس نے خود اپنے تئیں محمدؐ سے تزویج کیا اور اپنے مہر کی ضامن خود ہی ہو گئی۔ یہ سُنکر قریش کے ایک شخص نے کہا طرفہ ماجرا ہے کہ عورتیں مردوں کے مہر کی ضامن ہوتی ہیں یہ سُنتے ہی جناب ابوطالب کو غصہ آ گیا اور جب کبھی ان حضرت کو غصہ آتا تھا، تمام قریش اُن سے ڈر جاتے تھے اور آپ کی ہیبت سے پناہ مانگتے تھے۔ ابوطالبؑ نے فرمایا اگر دُوسرے شوہر میرے بھتیجے کے مانند ہوں گے عورتیں بہت زیادہ مال اور زیادہ سے زیادہ مہر اُن سے طلب نہ کریں گی۔ اور اگر تمہاری طرح ہونگے تو مہر گراں اُن سے لیں گے۔ پھر ابوطالبؑ نے ایک اُونٹ نحر کیا اور آنحضرتؐ کا زفاف حضرت خدیجہؓ خیر النساء کے ساتھ منعقد ہوا۔ اس موقع پر ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن غنم تھا، چند شعر نظم کیئے جن کا مضمون یہ ہے: "اے خدیجہؓ تم کو مبارک ہو کہ تمہارے ہمائے سعادت نے عزّت و شرف کے عرش کے کنگرہ کی جانب پرواز کیا" اور تم بہترین اوّلین و آخرین کی شریکِ زندگی بن گئیں۔ دُنیا میں محمدؐ کے مثل کوئی کہاں ممکن ہے۔ یہ وُہ ہیں جن کی پیغمبری کی بشارت مُوسےٰؑ و عیسےٰؑ نے دی ہے۔ اور بہت جلد اُن کی بشارت کا اثر ظاہر ہونے والا ہے۔ برسوں سے کتابہائے آسمانی کے پڑھنے اور لکھنے والوں نے اقرار کیا ہے کہ وُہ رسولِ بطحا اور اہلِ ارض و سما کے ہدایت کرنے والے ہیں۔

دُوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ جب ابوطالبؑ نے اپنا خطبہ تمام کیا قبل اس کے کہ عمرو بن اسد خدیجہؓ کے چچا جواب دیں ورقہ بن نوفل نے کہا کہ میں حمد کرتا ہوں اُس خدا کی جس نے ہم کو ایسا ہی بنایا جیسا کہ آپ نے اے ابوطالب بیان فرمایا۔ اور اُس نے ہم کو ان لوگوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے جن کا آپ نے ذکر کیا۔ لہٰذا ہم بزرگان و پیشوایانِ عرب ہیں اور آپ کی شرافت و کرامت جیسا کہ آپ نے ذکر کیا مسلم ہے ہم آپ سے رشتہ کرنے میں فخر و عزّت محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا اے گروہِ قریش گواہ رہنا کہ میں نے

خدیجہؓ دخترِ خویلد کو محمدؐ بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ساتھ چار سو اشرفی مہر پر تزویج کیا۔ ورقہ خاموش ہوئے تو ابوطالب نے فرمایا، چاہتا ہوں کہ اُن کے چچا بھی کچھ کہیں۔ یہ سُنکر عمرو نے صیغہ کے کلمات کا اعادہ کیا اور قریش کے قبیلے گواہ ہوئے۔ اس کے بعد خدیجہؓ کی کنیزیں دف بجا کر گانے اور ناچنے لگیں۔ اُسی روز جناب ابوطالبؑ نے ایک اُونٹ ذبح کیا اور ولیمہ زفاف قرار پایا۔ ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ خدیجہؓ کے بطن سے آنحضرتؐ سے سب سے پہلے عبداللہ پیدا ہوئے۔

حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب جنابِ رسولِ خدا کے فرزند حضرت قاسمؑ نے اور بروایتے طاہرؑ نے رحلت کی ایک روز آنحضرتؐ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور اُن کو روتے ہوئے دیکھا۔ پُوچھا کیوں روتی ہو؟ عرض کی یا رسولؐ اللہ میرے پستانوں سے دُودھ جاری ہوا تو میرا بچہ یاد آ گیا اس کی جُدائی سے بے چین ہو کر رونے لگی۔ حضرتؐ نے فرمایا اے خدیجہ مت رو۔ کیا تم راضی نہیں ہو کہ جب بہشت کے دروازہ پر پہنچو تو اس کو وہاں کھڑا ہوا دیکھو گی۔ وُہ تمہارا ہاتھ پکڑ کر بہشت کے بہترین مکان میں لے جا کر ساکن کرے گا۔ خدیجہؓ نے پُوچھا کیا یہ ثواب ہر مومن کے لیئے ہے جس کا فرزند مر جائے؟ فرمایا خدا اُس سے زیادہ کریم ہے کہ کسی بندہ سے اس کا میوۂ دل لے لے، اور وُہ صبر کرے اور خدا کی حمد اور اُس کا شکر بجا لائے تو خدا اس پر عذاب کرے۔

صاحب کتاب الانوار نے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب خدیجہؓ اپنے بالاخانہ پر چند عورتوں اور کنیزوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں اور یہودیوں کا ایک عالم بھی اُن کے پاس موجود تھا۔ ناگاہ جناب رسُولِ خدا ان کے بالاخانے کے نیچے سے گزرے۔ اُس عالم نے کہا کہ ابھی ایک جوان یہاں سے گزرا ہے کیا ممکن ہے کہ تم اس کو یہاں بلاؤ؟ جناب خدیجہؓ نے اپنی ایک کنیز کو بھیجکر آنحضرتؐ کو بُلایا۔ اُس عالم نے حضرتؐ سے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اپنے شانے کو کھول کر دکھایئے۔ حضرتؐ نے اپنے شانوں سے کپڑے ہٹا دیئے۔ جب اُس کی نگاہ مُہرِ نبوّت پر پڑی بولا خدا کی قسم یہ مُہرِ پیغمبری ہے۔ خدیجہؓ نے کہا اگر اُن کے چچا موجود ہوتے تو کس کی مجال تھی جو اُن کے کسی حصّۂ جسم پر نگاہ ڈالتا۔ اس لیئے کہ اُن کے چچا سب کے سب یہودی عالموں سے بہت پرہیز کرتے ہیں۔ اُس عالم نے کہا کہ کس کی طاقت ہے جو اُن کو کوئی گزند پہنچا سکے۔ بحق کلیم قسم کھاتا ہوں کہ یہی پیغمبرِ آخر الزمان ہے۔ غرض جنابِ رسُولِ خدا بالاخانہ سے نیچے آئے، اور آنحضرتؐ کی محبت جناب خدیجہؓ کے دل میں مستحکم ہو گئی۔ وُہ مکّہ کی ملکہ تھیں بیشمار دولت اور مویشیوں کی مالک تھیں۔ اُنہوں نے اس عالم سے پُوچھا تم نے کیونکر جانا کہ وُہ پیغمبر ہیں؟ اُس نے کہا ان کے اوصاف میں نے توریت میں پڑھے کہ اُن کے ماں باپ ان کی طفلی ہی میں مر جائیں گے اور ان کے دادا اور چچا اُن کی پرورش کریں گے۔ وُہ قریش کی ایک ایسی عورت سے نکاح کریں گے جو اپنی قوم میں سب سے بلند اور اپنے خاندان کی ملکہ اور صاحبِ تدبیر ہو گی۔ اور اپنے ہاتھ سے خدیجہؓ کی طرف اشارہ کر کے کہا میری یہ بات یاد رکھنا اور چند اشعار پڑھے جو آنحضرتؐ کی عظمت اور خدیجہؓ کے عقد پر مشتمل تھے جنکو سُنکر آنحضرتؐ کی محبت خدیجہؓ کے دل میں اور بڑھ گئی مگر پوشیدہ رکھتی تھیں۔ جب وُہ عالم

رخصت ہونے لگا تو کہا اے خدیجہؓ کوشش کرو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے ہاتھ سے نہ جانے پائیں کیونکہ اُن کے ساتھ مزاوجت دُنیا وآخرت کی سعادت ہے۔ خدیجہؓ کے ایک چچا ورقہ تھے جو بہت بڑے عالم اور آسمانی کتابیں پڑھے ہوتے تھے۔ اُنہوں نے آنحضرتؐ کے صفات کتابوں میں دیکھے تھے کہ وُہ قریش کی اُس عورت سے نکاح کریں گے جو قوم میں بزرگ وبلند مرتبہ ہوگی، اور آنحضرتؐ پر بے شمار دولت صرف کر دے گی۔ اور ان کے تمام اُمور میں اُن کی معین ومددگار ہوگی۔ ورقہ کو معلوم تھا کہ وہ عورت اپنے مال کی زیادتی اور بلند کرداری کے سبب خدیجہؓ ہیں۔ وُہ ان سے اکثر کہا کرتے تھے تم ایسے شخصؐ کی زوجہ بننے والی ہو جو تمام اہلِ آسمان وزمین سے افضل وبہتر ہوگا۔ خدیجہؓ کے ہر شہر وآبادی میں غلام ومویشی تھے۔ یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ اسیؓ ہزار اُونٹ تھے جو متفرق مقامات پر تھے، اور ہر ملک وشہر میں اُن کے ملازمین ومنیبین تجارت کیا کرتے تھے جیسے مصروشام وحبشہ وغیرہ۔ جناب ابوطالبؑ پیر وضعیف ہو گئے تھے اور آنحضرتؐ کی حفاظت کے خیال سے ترکِ سفر کر چکے تھے۔ ایک روز آنحضرتؐ آپ کے پاس آئے تو آپ کو مغموم ومحزون دیکھا۔ پُوچھا آپ کے رنج واندوہ کا کیا سبب ہے ابوطالبؑ نے کہا اے فرزند مفلس ہوں، زمانہ ہم پر تنگ ہوگیا ہے ضعیف وکمزور ہوں اور میری وفات نزدیک ہے۔ میری دلی تمنا تھی کہ تمہاری شادی کر دیتا جس سے مجھ کو چین وخوشی ہوتی؛ لیکن اس کا انتظام میسر نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چچا جان آپ نے اس کی کیا تدبیر سوچی ہے؟ ابوطالبؑ نے کہا اے فرزند برادر خدیجہؓ بنتِ خویلد بہت مالدار ہیں اور اکثر اہلِ مکہ اُن کے مال سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اُن سے کچھ مال حاصل کروں جس سے تم تجارت کرو۔ شاید خدا ہم کو نفع بخشے جس سے ہمارا مطلب اور آرزو پوری ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا بہت مناسب ہے جو آپ کے نزدیک بہتر ہو کیجیے۔ پھر ابوطالبؑ اپنے بھائیوں کو لے کر خدیجہؓ کے گھر گئے۔ ان کا مکان بہت وسیع وکشادہ تھا۔ اُس کی چھت پر ریشم کا ایک خیمہ نصب تھا جس میں طرح طرح کے نقش ونگار بنے ہوئے تھے جس کی طنابیں ریشم کی تھیں جو فولاد کی میخوں سے بندھی ہوئی تھیں۔ اس سے پہلے اُن سے دو شخصوں نے نکاح کیا تھا۔ ایک عمر وکندی تھے اور دُوسرے عتیق بن عائذ۔ اُن کے انتقال کے بعد عقیقہ بن ابی معیط اور صلت ابن ابی شہاب نے ان کی خواستگاری کی تھی یہ دونوں چارسو غلام اور بیشتر کنیزیں رکھتے تھے۔ ابوجہل اور ابوسفیان نے بھی نکاح کا پیغام بھیجا تھا؛ خدیجہؓ نے سب سے انکار کر دیا تھا۔ ان کا دل آنحضرتؐ کی طرف مائل تھا کیونکہ راہبوں، کاہنوں اور عالموں سے آنحضرتؐ کے بہت سے اوصاف سُن چکی تھیں اور آپؐ کے بہت سے معجزے جو قریش نے دیکھے تھے اُن سے بیان کیے تھے۔ غرض انہوں نے اپنے چچا ورقہ بن نوفل کو بُلا کر کہا چچا جان میں اپنا نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ بہت سے لوگوں نے میری خواستگاری کی، لیکن میرا دل کسی کو قبول نہیں کرتا ہے۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہ چاہتی ہو کہ ایک عجیب بات اور حیرت انگیز امر کا ذکر تم سے کردوں۔ میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں بہت سے طلسم اور کلمات بلند تحریر ہیں میں پانی پر ایک کلمہ پڑھتا ہوں تم اُسی سے غسل کرو اور انجیل وزبور سے ایک دُعا لکھتا ہوں اس کو

اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو رہو یقیناً جو تمہارا شوہر ہونے والا ہے اس کو خواب میں دیکھ لو گی۔ خدیجہؓ نے اُسی طرح عمل کیا اور سوئیں تو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا ہے جو درمیانہ قد ہے جس کی آنکھیں کشادہ، ابرو نازک سیاہ چشم اور لب سُرخ ہیں اس کا رنگ گل کے مانند نہایت ملیح؛ نورانی اور صبیح؛ ابر اُس پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشان ہے۔ وُہ ایک نور کے گھوڑے پر سوار ہے جس کی لگام سونے کی ہے اور زین مختلف قیمتی جواہرات سے مرصع ہے۔ اُس گھوڑے کی صورت آدمیوں کی صورت سے مشابہ ہے۔ اُس کے پَیر گائے کے پَیروں کے مانند ہیں وُہ حدِ نگاہ تک قدم رکھتا ہے۔ وُہ سوار ابوطالب کے گھر سے برآمد ہوا۔ خدیجہ نے اس کو دیکھا تو اس کو گود میں لے کر بٹھا لیا۔ یہ خواب دیکھ کر وُہ بیدار ہوئیں۔ پھر تمام رات نیند نہ آئی۔ صبح ہوتے ہی اپنے چچا کے گھر گئیں اور اپنا خواب بیان کیا۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہ اگر تمہارا خواب صحیح ہے تو تم رستگار وکامیاب ہوگی۔ تم نے جس کو خواب میں دیکھا ہے اُسی کے سر تاجِ کرامت ہے، وہی روزِ قیامت گنہگاروں کا شفیع دونوں جہان میں عرب وعجم کے لوگوں میں بزرگ وبلند ہے۔ وُہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ جناب خدیجہ نے یہ باتیں سُنیں تو آنحضرتؐ کی محبت کی آگ سینہ میں مشتعل ہوگئی۔ اپنے گھر واپس آئیں اور تنہائی میں بیٹھ کر رونا شروع کیا اور چند درد انگیز اشعار نظم کیے لیکن اپنا راز کسی سے بیان نہیں کیا اسی خیال میں محو تھیں ناگاہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا۔ خدیجہ کی اُمید بندھی۔ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی اور بولی مخدومہ! بزرگانِ عرب یعنی فرزندانِ عبدالمطلب آتے ہیں۔ خدیجہ ان کے نام سنتے ہی بیتاب ہو گئیں اور فرمایا دروازہ کھول دے اور میسرہ سے کہہ دے اُن کے لیے فرش ہائے دیباوحریر بچھائے اور ہر ایک کو ان کے مرتبہ کے موافق بٹھائے اور میوہ جات اور کھانے حاضر کرے۔ اور خود پسِ پردہ آکر بیٹھ گئیں۔ وُہ لوگ جب کھانے پینے سے فارغ ہوئے تو اُن سے نہایت لطیف وظریف گفتگو شروع کی۔ خدیجہؓ نے پسِ پردہ سے انکی باتوں کا جواب دیا کہ اے بزرگوارانِ مکہ وحرم اپنے قدوم سے آپ نے میرے خانۂ ظلمت کو نورانی فرمایا۔ آپ کی جو حاجت ہو وُہ پُوری کی جائے گی۔ جناب ابوطالبؑ نے فرمایا کہ ایک حاجت رکھتے ہیں جس کا نفع تم کو بھی پہنچے گا اور اس کی برکتیں تم پر زیادہ ہونگی۔ ہم اپنے برادرزادے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک ضرورت کے لیے آئے ہیں۔ خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کا نام سُنا تو بیتاب ہو بولیں کہ وُہ خود کہاں ہیں۔ میں اُن کی حاجت اُنہی کی زبانی سُننا چاہتی ہوں۔ انکی جو خواہش ہوگی دل وجان سے پُوری کروں گی۔ عباس نے کہا میں جاکر ان کو بلا لاتا ہوں۔ جناب عباس آئے لیکن حضرتؐ کو نہ پایا۔ ان کی تلاش میں ہر طرف دوڑے یہاں تک کہ کوہِ حرا پر پہنچے۔ وہاں حضرتؐ کو خوابگاہِ ابراہیم خلیلؑ میں سوتے ہوئے پایا۔ وُہ اپنی ردائے مُبارک لپیٹے ہوتے تھے اور ایک بہت بڑا اژدہا آپ کے سرہانے بیٹھا تھا جس کے دہن میں پھُول کی ایک پنکھڑی تھی جس سے آنحضرتؐ کو پنکھا جھل رہا تھا۔ جناب عباس کہتے ہیں کہ میں نے اژدھے کو دیکھا تو آنحضرتؐ کے لیے خوفزدہ ہوا۔ اپنی تلوار نکال کر اُس پر حملہ کیا اُس نے میری طرف رُخ کیا تو میں چیخ اُٹھا کہ بھتیجے میری خبر لو۔ آنحضرتؐ نے آنکھ کھولی اور وُہ اژدہا غائب

ہوگیا۔ مجھ سے پُوچھا کہ کیوں تلوار کھینچے ہوئے ہیں۔ مَیں نے صورتِ واقعہ بیان کیا تو آپؐ نے تبسّم فرمایا اور کہا وُہ اژدہا نہیں بلکہ ایک فرشتہ تھا جس کو خداوندِ عالم میری حفاظت کے لئے بھیجا کرتا ہے مَیں نے اس کو اکثر دیکھا ہے اور اُس سے گفتگو کی ہے۔ اُس نے مجھ کو بتایا ہے کہ میں خُدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں خدا نے مجھے آپ پر موکل فرمایا ہے کہ شب و روز دشمنوں کے مکر و فریب سے آپ کی حفاظت کروں۔ جناب عباس نے کہا اے فرزندِ برادر کوئی تمہارے فضل و شرف سے انکار نہیں کرسکتا، اور یہ تمام امُور تمہارے لئے بعید نہیں ہیں۔ اس وقت آؤ خدیجہ کے مکان پر چلیں۔ وُہ چاہتی ہیں کہ تم کو اپنے اموال پر امین قرار دیں۔ تاکہ تم جس شہر کی طرف تجارت کے لئے جانا چاہو جاؤ۔ حضرتؐ نے فرمایا مَیں تو شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ عباس نے کہا تم کو اختیار ہے۔ غرض خدیجہؓ کے مکان کی طرف چلے اور آنحضرتؐ کا نُور پہلے سے پہنچ کر خدیجہؓ کے مکان کو روشن و منوّر کر رہا تھا۔ جس کو دیکھ کر خدیجہؓ نے میسرہ پر اعتراض کیا کہ روزنِ خیمہ کیوں بند نہیں کیا کہ دھوپ آرہی ہے۔ میسرہ نے خیمہ کو اچھی طرح دیکھ کر کہا اے خاتون کوئی سوراخ تو ہے نہیں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ روشنی کیسی ہے۔ میسرہ خیمہ سے باہر آیا تو دیکھا کہ جناب رسولِؐ خدا حضرت عباس کے ساتھ چلے آرہے ہیں اور ایک نورِ آفتاب کے نُور سے بہت زیادہ روشن آپ کی پیشانیٔ مبارک سے چمک رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وُہ حضرت خدیجہؓ کے پاس دوڑا اور ان کو خوشخبری دی کہ یہ نورِ آفتابِ رسالت ہے جس نے ہمارے خیمہ کو روشن کر رکھا ہے۔ جب حضرتؐ داخل ہوئے آپ کے چچا سب کے استقبال کے لئے آئے اور آپ کو لے جاکر بدرِ کامل کی طرح ستاروں کے گرد صدرِ مجلس میں بٹھایا۔ خدیجہؓ نے حضرتؐ کیلئے طعام بھیجا، حضرتؐ نے تناول فرمایا۔ پھر خدیجہؓ پسِ پردہ آکر بولیں اے میرے سردار میرے تاریک گھر کو اپنے نورِ جمال سے منوّر فرمایا اور میری وحشت کو اپنی موانست سے تبدیل کیا کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میرے اموال پر امین ہو کر جس شہر چاہیں تجارت کے لئے تشریف لے جائیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہاں میں آمادہ ہوں اور شام کی جانب جانا چاہتا ہوں۔ خدیجہؓ نے کہا آپ کو اختیار ہے اور میرے مال پر آپ کو پُورا پُورا حق ہے جس طرح چاہیں تجارت کریں میں آپ کے لئے اس سفر کے عوض سَو اوقیہ سونا اور سَو اوقیہ چاندی اور دو خردار بار اور دو اُونٹ مقرر کرتی ہوں۔ آپ کو منظور ہے؟ ابوطالبؑ نے کہا کہ وُہ بھی راضی ہیں اور ہم بھی راضی ہیں۔ اور اے خدیجہ تم کو ایک ایسے امین کی ضرورت تھی جس کی امانت و دیانت اور تقویٰ و طہارت پر تمام عرب کا اتفاق ہو۔ خدیجہؓ نے کہا ہاں۔ پھر آنحضرتؐ سے کہا اے میرے سردار کیا آپ اُونٹ پر مال بار کرسکتے ہیں فرمایا ہاں۔ خدیجہؓ نے میسرہ سے کہا ایک اُونٹ لاؤ۔ میں دیکھوں کہ یہ بزرگوار کس طرح بار کرتے ہیں۔ میسرہ ایک نہایت مست و فربہ اُونٹ لایا تاکہ آزمائش ہو۔ اُس سے کسی راعی کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ جب وُہ نزدیک لایا گیا اس کے مُنہ سے کف جاری تھا۔ اس کی آنکھیں سُرخ ہو رہی تھیں، اُس سے ڈراؤنی آواز نکل رہی تھی۔ جناب عباسؓ نے کہا اے میسرہ کیا اس سے نرم مزاج کوئی اُونٹ نہ تھا جس کے

ذریعہ سے میرے بھتیجے کا امتحان لیتا؟ حضرتؐ نے فرمایا اے چچا اس کو میرے پاس آنے تو دیجئے۔ جب وُہ اُونٹ سیّدِ بشیر و نذیر کے قریب آیا اپنے زانو زمین پر پھیلا دیئے اور اپنا منہ حضرتؐ کے قدموں پر ملنے لگا۔ جب حضرتؐ نے اپنا دستِ مبارک اُس کی پُشت پر پھیرا تو وُہ بزبانِ فصیح گویا ہوا کہ کون ہے میرے مثل کہ سیّدُ المرسلین میری پُشت پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ یہ سُنکر وہ عورتیں جو جناب خدیجہؓ کے پاس موجود تھیں کہنے لگیں کہ یہ تو بڑا سخت جادُو ہے جو اس یتیمؐ سے ظاہر ہوا۔ جناب خدیجہؓ نے فرمایا کہ یہ سب جادُو نہیں ہیں بلکہ واضح نشانیاں اور روشن معجزات ہیں۔ پھر جناب خدیجہؓ نے چند جوڑے کپڑے منگائے اور حضرتؐ سے عرض کی اے میرے سردار آپ کا لباس سفر کے لئے مناسب نہیں ہے میری خواہش ہے کہ آپ ان کپڑوں کو زیبِ جسم فرمائیں یہ کپڑے آپ کے تنِ اقدس سے بڑے اور کشادہ ہیں مگر ان کو چھوٹا کئے دیتی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا ہر لباس میرے بدن پر ٹھیک ہوتا ہے اور یہ بھی حضرتؐ کا ایک معجزہ تھا کہ چھوٹا بڑا کیسا ہی لباس جسے آپ پہن لیتے وُہ آپ کے جسمِ نورانی پر بالکل صحیح ہوجاتا۔ چھوٹا ہوتا تو بڑا ہوجاتا اور بڑا ہوتا تو چھوٹا ہوجاتا۔ وُہ دو جوڑے کپڑے تھے۔ قباطیٔ مصر کے، اور دو جُبّے تھے عدنی یمن کے، دو چادریں تھیں، ایک عراقی عمامہ، دو چمڑے کے موزے اور ایک عصائے خیزران۔ حضرتؐ نے ان کپڑوں کو پہنا اور مثلِ ماہِ شبِ چہاردہ خدیجہؓ کے مکان سے طالع ہوئے۔ خدیجہؓ نے اپنے ناقہ صہبا کو طلب کیا جو مکّہ میں بہترین رفتار میں مشہور تھا اور آنحضرتؐ کی سواری کے لئے بھیجا اور اپنے دو غلام میسرہ اور ناصح کو بلاکر کہا کہ یاد رکھو کہ یہ مرد بزرگ جس کو میں نے اپنے اموال پر امین قرار دیا ہے بادشاہِ قریش اور سیّدِ اہلِ حرم ہے کسی کو اُس سے زیادہ طاقت و اختیار نہیں میرے مال میں وُہ جو کچھ چاہے کرے اس کو اختیار ہے۔ تم کو حق نہیں کہ کسی معاملہ میں اُس سے بازپُرس کرو۔ اس سے ہمیشہ ادب و عاجزی سے کلام کرنا۔ تمہاری آواز اس کی آواز پر بلند نہ ہونے پائے۔ میسرہ نے کہا برسوں سے میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت جاگزین ہے اور اب اور بڑھ گئی اس لئے کہ آپ بھی ان کو دوست رکھتی ہیں۔

غرض آنحضرتؐ خدیجہؓ سے رخصت ہوکر سفرِ شام کی جانب متوجہ ہوئے۔ میسرہ اور ناصح ہمراہِ رکاب چلے اور تمام اہلِ مکہ ابطح میں جمع ہوئے تاکہ آنحضرتؐ کو رخصت کریں۔ جب حضرتؐ ابطح میں پہنچے، نورِ آفتابِ جمال کوہ و دشت پر چمکا۔ جمع شدہ مرد و زن آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر متعجب ہوتے، حضرتؐ نے دیکھا کہ خدیجہؓ کے اموال اُونٹوں پر بار نہیں ہوئے ہیں سب زمین پر پڑے ہیں۔ غلاموں سے پُوچھا کہ اُونٹوں پر یہ سامان کیوں نہیں باندھے گئے؟ انہوں نے کہا اے سرورِ عالم ہم کام کرنے والے کم ہیں اور مال زیادہ ہے۔ یہ سُنکر اُس معدنِ رحم و کرم کو ان پر رحم آگیا اور آپ روانگی ملتوی کر کے اُترے اور آنِ واحد میں بقدرتِ یداللّٰہی ہر اُونٹ پر نہایت مضبوطی سے سامان باندھا۔ اُونٹوں کو جو اشارہ کرتے وُہ بحکمِ خدا عمل میں لاتے اور اپنے مُنہ حضرتؐ کے قدموں پر ملتے۔ جب دھوپ تیز ہوئی آپ کے چہرۂ اقدس سے پسینے کے قطرے ٹپکے جنکو دیکھ کر حاضرین کے دلوں کو تکلیف ہوئی۔

جناب عباس نے چاہا کہ آپ کے سر پر سایہ کریں، ناگاہ ساکنین ملکوت نے شور مچایا اور دریائے رحمت سبحانی جوش میں آیا۔ جبریلؑ کو حکم ہوا کہ رضوان اور خزینہ دارِ بہشت سے کہے کہ اس ابر کو باہر لائے جس کو میں نے اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال قبل خلق فرمایا ہے وہ آنحضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہو تاکہ حرارتِ آفتاب اثر نہ کرے۔ جب حاضرین نے اس ابرِ رحمت کو دیکھا ان کی آنکھیں حیرت سے بند گئیں۔ عباس نے کہا کہ یہ بندہ اپنے پروردگار کے نزدیک اس قدر گرامی ہے کہ میرے چتر کی اس کے لیئے ضرورت نہیں۔ غرض قافلہ روانہ ہوا اور جب وہ لوگ جحفۃ الوداع تک پہنچے مطعم بن عدی نے کہا اے گروہِ قریش آپ لوگ اُس سفر پر رواں ہیں جس میں جنگلات اور خوفناک درّے راہ میں ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ اپنے گروہ میں ایسے شریف ترین شخص کو قافلہ سے آگے رکھو جس پر سب کو اعتماد و بھروسہ ہو جس سے کسی کو اختلاف نہ ہو۔ اُس کی اس رائے پر سب نے تعریف کی۔ بنو مخزوم نے کہا ہم ابو جہل کو اپنا سربراہ بناتے ہیں۔ بنی عدی نے مطعم کو پیش کیا، بنو النظیر نے حارث کو اپنا سرگروہ بنانا چاہا، بنو زہرہ نے کہا ہم اجنحہ بن الجلاح کو امیر قرار دیتے ہیں۔ بنو لوی بولے کہ ہم ابوسفیان کو پیش رو بناتے ہیں۔ میسرہ نے کہا ہم سوائے محمدؐ بن عبداللہ کے کسی کو قافلہ پر مقدم نہیں کر سکتے اور بنو ہاشم نے بھی یہی کہا۔ ابوجہل علیہ اللعنۃ نے کہا اگر ایسا کرو گے تو ہم اپنی تلواریں اپنے سینوں میں گھونپ لیں گے۔ یہ سُنکر جناب حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کھینچ کر کہا اے خبیث ترین مردم اور بدترین کردار تو رئیس بننے کا دعویٰ کرتا ہے خدا کی قسم ہم گوارا نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ خدا تیرے ہاتھوں اور پیروں کو قطع کرے اور تیری آنکھوں کو اندھا کرے تو اپنے مرنے سے ہم کو ڈراتا ہے۔ یہ دیکھ کر جناب رسولِ خدا نے فرمایا چچا جان اپنی تلوار نیام میں رکھیئے نزاع و مخالفت سے پرہیز کیجئے اور سفر کا آغاز فتنہ و فساد سے نہ ہونے دیجئے۔ دن کے اوّل حصّہ میں یہ آگے چلیں، آخری حصّہ میں ہم چلیں۔ غرض قریش آگے ہوئے۔ پھر اسی قرار داد کے مطابق چند منزل طے کرتے ہوئے ایک وادی میں پہنچے جس کو وادی الامواہ کہتے تھے۔ وہ سیلابوں کا محل اجتماع تھا ناگاہ ایک ابر ظاہر ہوا۔ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ اس وادی میں سیلاب کا بہت خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ ہم دامنِ کوہ میں قیام کریں۔ عباس نے کہا اے بھتیجے جو تمہاری رائے ہوگی ہم اس پر بسر و چشم عمل کریں گے۔ غرض آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق اہلِ قافلہ میں منادی کی گئی کہ اپنے بار پہاڑ کے دامن میں کھولیں اور وہاں منزل کریں۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا سوائے ایک شخص کے جو بنی جمح میں سے تھا۔ اُس کے ساتھ بہت سا مال تھا۔ اس نے وہیں قیام کیا اور کہا لوگو تمہارے دل کس قدر کمزور ہو گئے ہیں۔ تم ایسی چیز سے بھاگتے ہو جس کا کوئی اثر و نشان تک نہیں۔ یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ آسمان سے پانی برسنا شروع ہوا۔ اور اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے پایا تھا کہ سیلاب نے اس کو اس کے تمام مال سمیت عذابِ الٰہی کی آگ میں جھونک دیا؛ اور دوسرے تمام لوگ آنحضرتؐ کی برکت سے صحیح و سالم بچ گئے۔ چار روز تک اُس مقام پر سب ٹھہرے رہے اور ہر روز سیلاب بڑھتا رہا۔ میسرہ نے کہا میرے سردار

یہ سیلاب ایک مہینے تک ختم نہ ہوگا اور کوئی اس پانی سے عبور نہیں کر سکتا۔ اور اس مقام پر زیادہ دنوں قیام کرنا مناسب نہیں ہے۔ زیادہ بہتر ہے ہم مکہ واپس چلیں۔ حضرتؐ نے اُس کا کچھ جواب نہ دیا اور سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اُن سے کہتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کچھ فکر و تردّد نہ کیجئے۔ صبح کو قافلہ کی روانگی کا حکم دے دیجئے اور پانی کے کنارے جا کر کھڑے ہو جایئے ایک سفید پرندہ آئے گا وہ اپنے پروں سے پانی پر ایک خط کھینچے گا۔ اُسی نشان پر آپ بسم اللہ و باللہ کہہ کر روانہ ہو جایئے اور اپنے ہمراہیوں سے بھی فرمایئں کہ یہی کلمات کہتے ہوئے چلیں۔ جو ان کلمات کو زبان پر جاری کرے گا وہ صحیح و سالم عبور کر جائے گا جو نہیں کہے گا وہ ڈوب جائے گا۔ حضرتؐ خواب سے شاد و خرّم بیدار ہوئے اور میسرہ سے فرمایا کہ قافلہ میں ندا کرے کہ روانگی کے لیئے تیار ہو جائیں۔ میسرہ نے اپنا سامان بار کیا، لوگوں نے کہا اس سیلاب سے کیونکر گذر سکتے ہیں اس پر سے تو کشتی پر بھی گذرنا مشکل ہے۔ میسرہ نے کہا میں محمدؐ کی مخالفت نہیں کر سکتا تم کو اختیار ہے۔ غرض آنحضرتؐ وادی کے کنارے آکر کھڑے ہوئے ناگاہ ایک طائر سفید پہاڑ کی چوٹی سے اُڑتا ہوا آیا اپنے مبارک بازوؤں سے پانی کی سطح پر ایک خط کھینچا جو پورے طور پر نمایاں ہو گیا۔ حضرتؐ نے زبان مبارک سے کہا بسم اللہ و باللہ اور روانہ ہوئے۔ پانی آپ کی نصف پنڈلی تک بھی نہ تھا۔ اور حضرتؐ نے پکار کر کہا سب بسم اللہ و باللہ کہتے ہوئے میرے پیچھے چلے آؤ۔ جو شخص یہ کلمہ کہے گا نجات پائے گا، جو شخص نہ کہے گا وہ غرق ہو جائے گا۔ یہ سُنکر سب یہ کلمہ زبان پر جاری کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور سلامتی کے ساتھ اُس پانی سے گذر گئے سوائے دو شخصوں کے ایک بنی جمح سے اور دوسرا بنی عدی سے۔ ان میں سے ایک نے تو بسم اللہ کہا اور صحیح و سالم گذر گیا مگر دوسرے نے بسم اللّات والعزّیٰ کہا وہ ڈوب گیا۔ ابوجہل نے کہا یہ سحرِ عظیم تھا۔ دوسروں نے کہا کہ نہیں یہ جادو نہیں ہے بلکہ محمدؐ اپنے پروردگار کے نزدیک گرامی ترین خلق ہیں۔ لیکن ابوجہل کے دل میں حسد کی آگ زیادہ بھڑک اُٹھی۔ اثنائے راہ میں وہ ملعون ایک کنوئیں پر پہنچا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنی مشکیں بھر لو اور چھپا لو پھر کنوئیں کو پاٹ دو۔ جب بنی ہاشم اس جگہ پہنچیں گے پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے اور میرے دل کو محمدؐ کی ہلاکت سے تسکین ہو جائے گی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر محمدؐ اس سفر میں مکہ صحیح و سالم پہنچیں گے تو اُن کو ہم لوگوں پر بہت فوقیت ہو جائے گی جو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ غرض مشکیں پانی سے بھر لیں اور کنوئیں کو پاٹ دیا اور اپنے ہمراہیوں کو لے کر روانہ ہو گیا۔ اور اپنے ایک غلام کو پانی کی ایک مشک دے کر کہا کہ اس پہاڑ کے پیچھے پوشیدہ ہو جا۔ جب محمدؐ اور اُن کے اصحاب یہاں پہنچیں اور تشنگی کے سبب ہلاک ہو جائیں تو مجھ کو آکر خوشخبری دینا میں تجھ کو آزاد کر دوں گا اور جو کچھ تو چاہے گا تجھ کو عطا کر دوں گا۔ غرض آنحضرتؐ مع اپنے ہمراہیوں کے وہاں پہنچے اور کنوئیں کو پٹا ہوا پایا تو لوگ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آنحضرتؐ کے پاس ڈرتے ہوئے آئے اور واقعہ بیان کیا۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیئے اور دُعا کی ساتھ ہی آپ کے پیروں کے نیچے سے آبِ شیریں کا صاف و شفاف چشمہ جاری ہوا جس میں سے سب لوگوں نے پانی پیا اور جانوروں کو

بھی سیراب کیا اور مشکیں پانی سے بھرلیں، پھر وہاں سے روانہ ہوئے۔ ابوجہل لعنہ کا غلام یہ سب دیکھ رہا تھا وُہ آگے بڑھ کے اُس ملعون کے پاس آیا۔ اُس نے دیکھتے ہی پُوچھا اے غلام کیا خبر ہے اس نے کہا واللہ جو شخص محمدؐ سے دُشمنی کرے گا نجات نہیں پاسکتا۔ پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ ابوجہل ملعون بہت غضبناک ہوا اور اُس کو گالیاں دیں۔ غرض وُہ قافلہ شام کی ایک وادی میں پہنچا جس کو ذیبان کہتے تھے اس میں جھاڑیاں اور بیشمار درخت تھے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا اژدھا درخت خرما کے برابر جھاڑیوں سے نکلا اور اپنا دہن کھولا جس سے نہایت ہیبت ناک آواز نکل رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی ابوجہل لعنہ کا اُونٹ اس کو دیکھتے ہی بھڑکا اور اس ملعون کو اپنی پیٹھ سے گرا کر بھاگا۔ اس کے پہلو کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وُہ لعین بے ہوش ہوگیا۔ ہوش آیا تو اپنے غلاموں سے کہا ایک کنارے چل کر ٹھہرو۔ محمدؐ کا قافلہ بھی آتا ہوگا۔ ممکن ہے اُن کا اُونٹ بھی اسی طرح بھڑکے اور ان کو ہلاک کردے۔ غرض وُہ لوگ وہاں ٹھہر گئے تھوڑی دیر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا۔ آنحضرتؐ نے اسکو دیکھ کر فرمایا اے پسرِ حشام یہاں تم لوگوں نے کیوں قیام کیا یہ جگہ تو ٹھہرنے کی نہیں ہے۔ اُس نے کہا مجھے آپ سے آگے چلتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ آپ سیّدِ عرب ہیں۔ میں نے چاہا کہ آپؐ آگے چلیں ہم لوگ آپ کے پیچھے رہیں گے۔ خدا کی لعنت ہے اُس پر جو آپ سے مقدم ہونا چاہے۔ یہ سُنکر جناب عباس خوش ہوگئے۔ اور چاہا کہ آگے بڑھیں حضرتؐ نے فرمایا چچا جان ٹھہریئے ان کا ہمکو آگے بڑھانا مکر و فریب سے خالی نہیں ہے۔ پھر حضرتؐ خود آگے آگے روانہ ہوئے۔ جب درّے میں داخل ہوئے تو اژدھا نکلا اور آنحضرتؐ کا ناقہ بھاگنا چاہتا تھا کہ آپؐ نے فرمایا کس چیز سے ڈرتا ہے تجھ پر تو خاتمؐ المرسلین سوار ہے۔ پھر اژدہے سے خطاب فرمایا کہ جس راہ سے آیا ہے اُسی راہ سے پلٹ جا اور ہمارے قافلہ میں کسی سے متعرض نہ ہونا۔ اژدہا بقدرتِ الٰہی گویا ہوا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُؐ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَدُؐ۔ حضرتؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ اژدہے نے عرض کی اے محمدؐ میں جانوروں میں سے نہیں ہوں بلکہ جنّوں کے بادشاہوں میں سے ہوں میرا نام ہام بن الیم ہے۔ مَیں آپؐ کے جدّ ابراہیمؑ خلیل کے ہاتھ پر ایمان لایا ہوں۔ مَیں نے اُن سے التماس کیا تھا کہ میری شفاعت فرمائیں اُن حضرتؑ نے بتایا کہ شفاعت میرے ایک فرزند سے مخصوص ہے جس کا نام محمدؐ ہوگا۔ اور مجھے آگاہ کیا تھا کہ اِس مقام پر آپؐ کی خدمت میں مشرف ہوں گا۔ مَیں مدّت سے حضورؐ کا انتظار کر رہا تھا آج باریابی حاصل ہوئی۔ میری التجا یہ ہے کہ حضورؐ مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ رکھیں گے۔ حضرتؐ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا اب غائب ہوجا اور ہمارے قافلہ میں کسی سے تعرض نہ کرنا۔ یہ سُنتے ہی وُہ اژدہا غائب ہوگیا۔ اس واقعہ سے حضرتؐ کے معتقدین شاد و مسرور ہوئے، اور حسد کرنے والے اور جلنے لگے۔ حضرتؐ کے چچاؤں نے آنحضرتؐ کی مدح میں اشعار پڑھے۔ پھر وہاں سے روانہ ہوکر ایک ایسی وادی میں پہنچے جہاں اُمید تھی کہ پانی ہوگا، لیکن وہاں کہیں پانی کا نشان نہ تھا۔ اہلِ قافلہ پیاس سے بیتاب ہوئے تو آنحضرتؐ نے اپنی آستین کہنی

تک چڑھائی اور بالو کے اندر دستِ مبارک لے گئے اور سر آسمان کی جانب اُٹھا کر دُعا کی۔ ناگاہ آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی پھُوٹ نکلا کہ نہریں رواں ہوگئیں۔ آخر جناب عباس نے عرض کی اے برادرزادے بس کرو۔ خوف ہے کہ ہمارے اموال و سامان غرق ہوجائیں۔ غرض لوگوں نے وُہ پانی پیا۔ جانوروں کو پلایا اور مشکیں بھریں۔ پھر حضرتؐ نے میسرہ سے فرمایا کہ اگر کچھ خرما ہو تو لاؤ میسرہ ایک طبق خرما لایا، حضرتؐ نے خرموں کو کھایا اور اُن کے بیج زمین میں چھپاتے گئے۔ عباس نے پُوچھا یہ کس لیئے کر رہے ہیں؟ فرمایا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک نخلستان ہوجائے۔ عباسؓ نے پوچھا کیا اس میں پھل بھی آجائیں گے؟ فرمایا ہاں اسی وقت آپ میرے پروردگار کی قدرت دیکھیں گے۔ اس کے بعد قافلہ چلا۔ تھوڑی دُور جانے کے بعد حضرتؐ نے فرمایا اے چچا جان واپس جایئے اور درختوں کو دیکھیئے اور میرے لیئے اُن میں سے خرما لے آیئے۔ جناب عباس واپس آئے تو دیکھا کہ درخت آسمان سے باتیں کر رہے ہیں رطب کے خوشے اور خرمے لٹکے ہوئے ہیں۔ اُنھوں نے تین اُونٹوں پر خرمے بار کیئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے جن کو قافلہ کے تمام لوگوں نے کھایا اور شکرِ الٰہی بجا لائے اور آنحضرتؐ کی مدح و ثنا کرنے لگے۔ ابوجہل نے کہا اے قوم ان خرموں کو مت کھانا جن کو اس جادُوگر نے تیار کیا ہے۔ پھر قافلہ چلتے چلتے گردن گاہ ایلہ تک پہنچا جہاں ایک دیر تھا جس میں بہت سے راہب تھے ان میں ایک راہب سب سے زیادہ عقلمند تھا جس کو فلیق بن یونان بن عبدالصلیب کہتے تھے اس کی کنیت ابوجبیر تھی اس نے تمام آسمانی کتابوں میں آنحضرتؐ کے اوصاف پڑھے تھے جب انجیل پڑھتا اور آنحضرتؐ کے صفات پر نظر پڑتی تو رونے لگتا اور کہتا کہ فرزند کون ہوگا جو مجھے اس بشیر و نذیر کی خوشخبری دے گا جو تہامہ سے تاجِ کرامت پہنے ہوئے مبعوث ہوگا اس پر ابر سایہ کریگا اور وُہ روزِ قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ دُوسرے راہب اُس سے کہتے تھے رو رو کر اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو شاید اس پیغمبرِ جلیل کی بعثت قریب ہے۔ اُس نے کہا خدا کی قسم ممکن ہے کہ وُہ مکّہ میں ظاہر ہوا ہو۔ اور خدا کے نزدیک اس کا دین اسلام ہے۔ تم میں سے کون یہ خوشخبری مجھ کو دے گا کہ وُہ زمینِ حجاز سے اس مقام پر آیا ہے اُس کے سر پر ابر سایہ فگن ہے۔ غرض وُہ باربار حضرتؐ کو یاد کرتا اور روتا تھا یہاں تک کہ اس کی بینائی کمزور ہوگئی۔ ایک روز راہبان صومعہ راستہ کی جانب دیکھ رہے تھے کہ دامنِ صحرا سے ایک قافلہ کا نشان ظاہر ہوا قافلہ کے آگے آگے ایک آفتاب تھا جس پر ابر سایہ کیئے ہوئے تھا اور اس کی روشن پیشانی سے نورِ نبوّت اس طرح چمک رہا تھا کہ آنکھیں نہ ٹھہرتی تھیں یہ دیکھ کر وُہ راہب چلّا اُٹھے کہ اے پدر یہ قافلہ حجاز کی جانب آرہا ہے۔ راہب نے کہا اے فرزندانِ روحانی بہت سے قافلے اُس سرزمین سے آئے لیکن اُن میں میرا یوسف نہ تھا اور میری آنکھیں اس کی جُدائی میں پتھرا گئیں۔ ان لوگوں نے کہا اے پدر اس قافلہ سے ایک نور آسمان تک چمک رہا ہے اُس نے کہا غالباً وُہ وقت آگیا کہ مفارقت کی تاریک رات مواصلت کی صبحِ صادق سے تبدیل ہوگئی پھر اُس نے آسمان کی جانب رُخ کرکے کہا اے معبود اے میرے آقا و مولا اُسی محبوبؐ کے صدقہ میں

جس کا اشتیاق ہر وقت میرے دل میں زیادہ ہوتا جاتا ہے میری آنکھیں مجھے پھر عطا کر دے تاکہ اُس کے آفتابِ جمال کو دیکھوں۔ ابھی اس کی دُعا تمام نہیں ہوئی تھی کہ اُس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پھر تو اُس نے دوسرے راہبوں سے خطاب کیا کہ دیکھا تم نے میرے محبوب کی قدر و منزلت میرے معبود کے نزدیک کس قدر ہے۔ پھر بولا اے فرزند و اگر وُہ پیغمبرِ مبعوث اس گروہ کے درمیان ہے تو اس درخت کے نیچے قیام کرے گا، اور یہ درخت خشک اس کی برکت سے سرسبز ہو جائے گا اور اس میں پھل لگ جائیں گے کیونکہ بہت سے انبیاء اس درخت کے نیچے ٹھہرے ہیں اور وُہ عیسےٰؑ کے زمانہ سے اسوقت تک خشک پڑا ہے اور اس کنویں میں مدتوں سے پانی نہیں ہے مگر وُہ اسی میں سے پانی پیتے گا۔ تھوڑی دیر بعد وُہ قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا اور کنویں کے گرد قیام پذیر ہوا۔ اُونٹوں سے سامان کھول کر رکھا۔ چونکہ جناب رسولِ خُدا ہمیشہ اہلِ قافلہ سے علیحدہ تنہائی پسند فرمایا کرتے تھے اور ذکرِ خدا کیا کرتے تھے اس لیئے اُسی درخت کی جانب چلے۔ جب آپؐ نے اُس کے نیچے قیام فرمایا وُہ اُسی وقت سرسبز ہو گیا اور اُس میں پھل پیدا ہو گئے۔ پھر حضرتؐ وہاں سے اُٹھے اور کنویں پر آتے اُس میں پانی نہ تھا آپؐ نے اُس میں اپنا لعابِ دہن ڈالا بس فوراً چاروں طرف سے اُس میں چشمے اُبل پڑے اور کنواں آبِ شیریں سے بھر گیا۔ راہب نے یہ حالات جو دیکھے بولا کہ اے فرزند و میرا مطلوب یہی ہے۔ دوڑو اور جلد بہترین کھانا تیار کرو تاکہ مَیں اُس کی خدمت میں حاضر ہوں کیونکہ وُہ سیدِ انام ہے مَیں اُس سے تمام راہبوں کے لیئے امان طلب کروں۔ یہ سُنکر وُہ کھانے کی تیاری میں مشغول ہو گئے پھر اُسنے کہا جاؤ اور اُس گروہ کے سردار سے ملو اور کہو ہمارے باپ آپ لوگوں کو سلام کہتے ہیں، اور آپ کیلیئے طعام کا انتظام کیا ہے۔ التماس ہے کہ آپ لوگ کھانے کے لیئے صومعہ میں تشریف لے چلیں قاصد کی ملاقات ابوجہل ملعون سے ہو گئی۔ اُس نے راہب کا پیغام پہنچایا۔ ابوجہل لعینؔ نے قافلہ کے درمیان ندا کی کہ اس راہب نے ہماری دعوت کی ہے سب کھانے کے لیئے دیر میں چلو۔ لوگوں نے کہا ہم اپنے مال و اسباب کے پاس کس کو چھوڑیں؟ ابوجہل نے کہا محمدؐ کو کیونکہ وُہ سچے اور امین ہیں اہلِ قافلہ نے آنحضرتؐ سے التجا کی کہ اُن کے اموال کے پاس بیٹھ جائیں اور ابوجہل آگے آگے اور اہلِ قافلہ اُس کے پیچھے پیچھے صومعہ میں داخل ہوئے۔ راہبوں نے ان کو عزت و احترام سے بٹھایا اور کھانا اُن کے سامنے حاضر کیا۔ وُہ کھانے میں مشغول ہوئے تو راہب نے اپنی ٹوپی سر سے اُتاری اور ایک ایک کے پاس جا جا کر ان کے چہرے دیکھنا شروع کیا، لیکن کسی میں صفات پیغمبرِ آخرالزمانؐ نظر نہ آئے تو اُس نے اپنی کلاہ پھینک دی اور چیخ اُٹھا کہ وائے ناکامی مجھے اپنا مطلوب نظر نہیں آتا۔ پھر پُوچھا کہ اے گروہِ قریش تم میں سے کوئی باقی رہ گیا ہے جو یہاں نہیں آیا؟ ابوجہل نے کہا ہاں ایک طفل نوخیز جو ایک عورت کا اجیر ہے اور اس کی طرف سے تجارت کے لیئے آیا ہے۔ ابھی اس کا کلام ختم نہ ہوا تھا کہ جناب حمزہؓ نے اپنی جگہ سے جست کی اور پہنچ کر اس کے مُنہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے وہ پیٹھ کے بل گر پڑا۔ اور فرمایا یہ کیوں نہیں کہتا کہ بشیر و نذیر اور سراجِ منیر باقی ہے اور ہم نے اس کو اس کی امانت و جلالت اور دیانت کے سبب

اپنے مال و متاع کے پاس چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان صفات میں ہم میں کوئی اس سے بہتر نہیں ہے۔ پھر حمزہؓ نے اس سے کہا کہ یہ کتاب جو تمہارے ہاتھ میں ہے مجھے دکھاؤ کہ اس میں کیا لکھا ہے تاکہ میں مشکل حل کر دوں اور تم جس کو چاہتے ہو اُس سے مُلاقات کراؤں۔ راہب نے کہا اے میرے سردار یہ وُہ نسخہ ہے جس میں پیغمبر آخرالزمانؐ کے اوصاف لکھے ہیں۔ کہ وُہ نہ قد میں لمبا ہوگا اور نہ چھوٹا بلکہ درمیانہ قد ہوگا۔ اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہوگی اس کے سر پر ابر سایہ فگن ہوگا۔ وُہ زمینِ تہامہ سے مبعوث ہوگا۔ روز قیامت گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔ جناب عباس نے کہا اے راہب اگر تو اُس کو دیکھے تو پہچان لے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا اچھا میرے ساتھ آؤ تاکہ اس درخت کے نیچے ان صفات والے بزرگ کو دکھاؤں۔ یہ سُنکر راہب نہایت عجلت کے ساتھ ان کے ہمراہ روانہ ہوا اور حضرتؐ کی طرف دوڑا۔ جب وُہ قریب پہنچا تو حضرتؐ نے اس کی تعظیم کی راہب نے سلام کیا حضرتؐ نے فرمایا علیک السّلام اے راہبوں کے عالم اور اے قلیق بن یونان بن عبدالصلیب۔ راہب نے پوچھا آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا اور آپ کو میرے باپ دادا کا نام کس نے بتایا؟ فرمایا اس نے بتایا جس نے تجھ کو خبر دی ہے کہ میں آخر زمانہ میں مبعوث ہوں گا۔ یہ سُنتے ہی راہب آنحضرتؐ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنا مُنہ پائے اقدس پر ملنے لگا اور بوسہ دینے لگا۔ کہتا تھا اے میرے سردار اُمیدوار ہوں کہ میرے منعقد کردہ ولیمہ میں شرکت فرمایئے اور میری عزت افزائی کیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا اس گروہ نے اپنے سامان و اسباب میرے سپرد کیئے ہیں راہب نے کہا کہ مَیں ان کے سامان کا ضامن ہوں اگر کسی کے اُونٹ کی نکیل گم ہو جائے گی تو اس کے عوض میں اُونٹ دُوں گا۔ غرض آنحضرتؐ اُس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اُس کے صومعہ کے دو حصّے تھے ایک بڑا حصّہ تھا دُوسرا چھوٹا۔ ان کے سامنے ایک چھوٹا سا کلیسا بنا ہوا تھا جس میں تصویریں لٹکی ہوئی تھیں۔ دروازہ چھوٹا بنایا گیا تھا اس لیئے کہ جو اُس میں داخل ہو سمٹ کر داخل ہو تاکہ ان تصویروں کی تعظیم ہو جائے۔ راہب دانستہ آنحضرتؐ کو اُس دروازہ سے لے گیا تاکہ آپ کے معجزات مشاہدہ کرے اور اُس کے یقین میں اضافہ ہو۔ راہب سمٹ کر جھکتا ہوا دروازہ میں داخل ہو گیا تو بقدرتِ الٰہی وُہ دروازہ بلند ہو گیا اور حضرتؐ پورے قد سے داخل ہوئے۔ اور حضرتؐ جب داخلِ مجلس ہوئے تو سب تعظیم کے لیئے کھڑے ہو گئے اور آپؐ کو صدرِ مجلس میں جگہ دی۔ وُہ راہب حضرتؐ کے سامنے کھڑا ہوا اور دُوسرے سب راہب بھی کھڑے رہے اور شام کے لطیف میوے حضرتؐ کے سامنے لائے گئے۔ پھر راہب نے آسمان کی جانب سر بلند کر کے کہا خُدا وندا مُہرِ نبوت دیکھنا چاہتا ہوں اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کے شانوں سے لباس ہٹایا اور مُہرِ نبوت نمایاں ہو گئی جس سے ایک ایسا نُور چمکا کہ تمام مکان روشن ہو گیا۔ راہب اُس نُور کی دہشت سے سجدہ میں گر پڑا جب سر اُٹھایا تو بولا کہ آپ وہی ہیں جس کی مجھے جستجو تھی۔ غرض سب لوگ تو وہاں سے چلے گئے آنحضرتؐ اُس راہب کے پاس رہ گئے۔ ابوجہل بھی ذلیل و حقیر ہو کر واپس گیا جب تنہائی ہو گئی تو راہب نے کہا

اے میرے سیّد و سردار آپ کو خوشخبری ہو کہ حق تعالیٰ آپ کے واسطے سرکشان عرب کی گردنیں خاک پر جھکا دے گا، آپ تمام عرب کے مالک ہوں گے، قرآن آپ پر نازل ہوگا، آپ ہی لوگوں کے سردار ہوں گے، آپ کا دین اسلام ہوگا آپ بتوں کو توڑیں گے اور باطل دینوں کو مٹائیں گے آتشکدوں کو گل کریں گے صلیبوں کو توڑیں گے۔ آپ کا نام آخر زمانہ تک باقی رہے گا۔ میرے سردار میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ ہم سب کو اپنے صدقہ میں امان دیجئے اور تمام راہبوں سے اپنے زمانۂ تسلط میں جزیہ لے لیجیے گا۔ پھر میسرہ سے کہا کہ اپنی مالکہ کو میری جانب سے سلام کہنا اور خوشخبری دینا کہ سیّد انام کو تم نے پالیا ہے خداوندِ عالم اس پیغمبرؐ کی نسل اُس کی اولاد میں قرار دے گا، اور اس کا نام قیامت تک باقی رہے گا، اور تمام اہل کیں اُس سے حسد کریں گے۔ اور بتا دینا کہ کوئی شخص داخل بہشت نہ ہوگا سوائے اس کے جو اس پر ایمان لائے گا اور اسکی رسالت کی تصدیق کرے گا۔ بے شبہ وُہ تمام پیغمبروں میں افضل و برتر ہے۔ اور اے میسرہ شام کے یہودیوں سے اُن کے بارے میں ہوشیار رہنا کہ وُہ سب اُن کے دشمن ہیں۔ غرض آنحضرتؐ نے راہب کو رخصت کیا اور قافلہ میں واپس آئے۔ اور شام کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شام میں پہنچے وہاں کے لوگ قافلہ کے پاس جمع ہوئے اور سب نے مال تجارت اچھی قیمتوں میں خرید کیا۔ لیکن آنحضرتؐ نے اپنا مال فروخت نہ کیا۔ اُس وقت ابو جہل ملعون نے کہا کہ خدیجہ نے کبھی (معاذ اللہ) ان سے زیادہ منحوس تاجر تجارت کے لیئے نہیں بھیجا۔ دوسروں کے تمام اموال فروخت ہوگئے اور اس کا تمام مال زمین پر پڑا ہوا ہے۔ غرض اطرافِ شام کے رہنے والوں کو قافلہ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو سب جوق جوق آنے لگے اور وہاں اموالِ خدیجہ کے سوا کسی کا مال باقی نہ تھا۔ جناب رسولِ خدا نے تمام مال دوگنی قیمت پر فروخت کیا۔ یہ دیکھ کر ابو جہل بہت مغموم ہوا۔ اور خدیجہ کے اموال میں سے ایک بوجھ مال باقی رہ گیا تھا کہ یہودیوں کا ایک عالم حضرتؐ کے پاس آیا جس کا نام سعید بن قطمود تھا اس نے حضرتؐ کو پہچان لیا اس لیئے کہ اس نے کتابوں میں آپؐ کے اوصاف پڑھے تھے۔ اُس نے کہا یہی وُہ ہے جو ہمارے دینوں کو باطل کرے گا، ہماری عورتوں کو بیوہ بنائے گا۔ پھر حضرتؐ سے پوچھا کہ یہ مال کتنے میں فروخت کیجئے گا؟ فرمایا پانچ سو درہم میں۔ اُس نے کہا میں خریدتا ہوں اس شرط سے کہ میرے ساتھ میرے گھر چلیئے اور دعوت قبول کیجئے تاکہ میرے گھر میں آپؐ کے سبب برکت ہو۔ حضرتؐ نے منظور فرمایا۔ یہودی نے خرید شدہ سامان اُٹھایا، حضرتؐ اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ یہودی حضرتؐ سے پہلے اپنے مکان میں داخل ہوا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ ایک ایسے شخص کو اپنے ساتھ لایا ہوں جو ہمارے دینوں کو مٹاتے گا۔ چاہتا ہوں کہ اُس کے قتل میں میری مدد کرو۔ عورت نے پوچھا کس طرح مدد کروں اُس نے کہا چکی کا پاٹ لے کر کوٹھے پر چلی جاؤ۔ جب وُہ اپنے مال کی قیمت لے کر مکان سے باہر نکلے اُس کے سر پر وُہ پتھر گرا دے۔ وُہ چکی کا پاٹ لے کر اُوپر چلی گئی۔ جب حضرتؐ قیمت لے کر اس کے مکان سے باہر نکلے اور اُس عورت کی نظر حضرتؐ کے جمالِ مبارک پر پڑی، تمام جسم کانپنے لگا۔ وُہ پتھر نہ پھینک سکی اور

حضرتؐ باہر چلے گئے۔ پھر جب اُس نے اس پاٹ کو پھینکا تو یہودی کے دو لڑکے جو نیچے موجود تھے ان کے سروں پر وُہ پتھر گرا اور وُہ اسی وقت مر گئے۔ یہودی نے یہ حال دیکھا تو گھر سے نکل کر دوڑا اور اپنی قوم کو پکارا کہ لوگو یہ وُہ شخص ہے جو تمہارے دینوں کو باطل کرے گا۔ اس وقت میرے گھر آیا میں نے اس کو کھانا کھلایا اس نے میرے دو لڑکوں کو مار ڈالا اور واپس جا رہا ہے۔ یہودیوں نے یہ سُنتے ہی تلواریں کھینچ لیں، گھوڑوں پر سوار ہوکر حضرتؐ کے پیچھے دوڑے۔ جب حضرتؐ کے چچاؤں نے یہودیوں کو دیکھا شیروں کے مانند عربی گھوڑوں پر سوار ہوکر اُن کے مقابلہ پر آگئے اور حضرت حمزہؓ شیرِ خدا نے اُن پر حملہ کیا اور ان میں سے بہتوں کو مار ڈالا۔ پھر اُن میں سے ایک جماعت ہتھیار ہاتھوں سے پھینک کر اُن کے پاس آئی اور کہا اے گروہِ عرب یہ شخص جس کی حمایت میں تم لوگ ہم کو قتل کرتے ہو جب ظاہر ہوگا تو پہلے تمہارے شہروں کو برباد کرے گا، تمہارے مردوں کو قتل کرے گا، بتوں کو توڑے گا۔ اس کو چھوڑ دو تاکہ اس کو قتل کرکے ہم تم لوگوں سے اور اپنے لوگوں سے اس کے شر کو دفع کردیں۔ جناب حمزہؓ نے یہ سُنا تو دوبارہ اُن پر حملہ کیا اور فرمایا اے کافرو محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) جہالت و ضلالت میں ہمارا نور اور چراغ ہے۔ اگر ہماری جانیں بھی چلی جائیں پھر بھی ہم اس کی حمایت سے باز نہ آئیں گے۔ غرض وُہ سب مایوس ہوکر واپس گئے اور قریش کو اُن کے بہت اموالِ غنیمت میں حاصل ہوئے اور فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے سامان اُونٹوں پر بار کیئے اور مکہ کی جانب واپس چلے۔ اثنائے راہ میں میسرہ نے قریش کو جمع کیا اور کہا تم میں سے ہر ایک کتنی مرتبہ سفر کرچکا ہے بتاؤ کبھی سفر میں اس قدر نفع اور غنیمت تم کو حاصل ہوا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میسرہ نے کہا سمجھ لو یہ تمام برکتیں محمدؐ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے فیض قدم سے ہیں۔ لہٰذا مناسب ہے کہ تم میں ہر ایک ان کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کرے کیونکہ وُہ صدقہ نہیں قبول کرتے بلکہ ہدیہ لیتے ہیں۔ یہ سُنکر ہر ایک نے تھوڑا تھوڑا مال آنحضرتؐ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا یہاں تک کہ بہت سامال جمع ہوگیا حضرتؐ نے ان کو نہ رد کیا نہ کوئی جواب دیا۔ تو میسرہ نے تمام مال حضرتؐ کے لیئے محفوظ کرلیا جب وُہ قافلہ مکہ کے قریب پہنچا ہر ایک قبیلہ نے اپنا اپنا ایک ایک آدمی خوشخبری دینے کے لیئے مکہ میں بھیجا۔ میسرہ نے حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا میرے سردار اگر آپ پہلے جا کر خدیجہ کو آنے کی خوشخبری دیں تو ان کی زیادہ خوشی کا باعث ہوگا۔ غرض حضرتؐ روانہ ہوئے تو زمین کی طنابیں کھنچ گئیں اور آپ جلد سے جلد مکہ کی پہاڑیوں تک پہنچ گئے۔ اُس وقت حضرتؐ پر نیند غالب ہوگئی۔ خداوندِ عالم نے جبرئیلؑ کو وحی فرمائی کہ جنات عدن سے اُس قبہ کو لے کر زمین پر جاؤ جس کو میں نے اپنے برگزیدہ بندہ محمدؐ کے لیئے آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے خلق کیا ہے، اور اس کے سر پر رکھو لو۔ وُہ قبہ یاقوت سرخ کا تھا جس میں مروارید سفید کی جھالریں لٹکی ہوئی تھیں۔ باہر سے اس کے اندر کی چیزیں نظر آرہی تھیں جس کے چار رُکن اور چار دروازے تھے۔ اُس کے کھمبے بہشت کے یاقوت و زبرجد، سونے اور مروارید کے تھے۔ جب جبرئیلؑ نے وُہ قبہ بہشت سے نکالا، حوریں خوشیاں منانے لگیں اور اپنے غرفوں سے

جھانکنے لگیں۔ خدا کی حمد کرتی اور کہتی تھیں کہ گویا اس صاحبؐ قبہ کے مبعوث ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ عرش کی جانب نسیمِ رحمت چلنے لگی۔ بہشت کے دروازوں سے خوشی کی آوازیں بلند ہوئیں۔ غرض جبرئیلؑ اس قبہ کو زمین پر لائے اور آنحضرتؐ کے سر پر قائم کیا۔ فرشتوں نے اس کے کھمبوں کو پکڑا اور تسبیح و تقدیس کی صدائیں بلند کیں۔ جبرئیلؑ متینؑ عَلَم آنحضرتؐ کے سامنے لے کر چلے۔ پہاڑ مسرت میں بالیدہ ہوئے درخت، طیور اور فرشتے سب نے آوازیں بلند کیں اور کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ گوارا ہو اے بندۂ بزرگ آپ کو اپنے پروردگار کے نزدیک آپ کس قدر صاحب مرتبہ ہیں! اُس وقت خدیجہؓ اپنے مکان کے سب سے بلند بالاخانہ پر بیٹھی تھیں۔ ان کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بھی موجود تھیں۔ ناگاہ ان کی نظر مکہ کی پہاڑیوں پر پڑی۔ خداوندِ عالم نے پردے ان کی آنکھوں سے ہٹا دیئے۔ انہوں نے ایک چمکتا ہوا نور اور ایک روشن شعاع معلّے کی جانب دیکھی۔ جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ خیمۂ نور آ رہا ہے! ایک گروہ بالائے ہوا اُس قبہ کے گرد چلا آ رہا ہے جس کے آگے کچھ چمکتے ہوئے عَلَم ہیں اور ایک شخص اس قبہ کے اندر آرام کر رہا ہے اور نورُ اُس کے تنِ اقدس سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے۔ اس عجیب و غریب حال کو دیکھ کر ان کو سخت حیرت ہوئی۔ ان عورتوں نے کہا اے سیّدۂ عرب یہ کیا حال ہے جو ہم آپ میں مشاہدہ کر رہے ہیں؟ جناب خدیجہؓ نے کہا اے محترم بیبیو بتاؤ کہ مَیں خواب میں ہوں یا بیدار ہوں۔ انہوں نے کہا خدا نہ کرے کہ آپ کی ایسی حالت ہو۔ خدیجہ نے کہا معلّے کی جانب دیکھو اور بتاؤ کیا نظر آتا ہے۔ اُن عورتوں نے دیکھ کر کہا ہم کو تو ایک نورُ دکھائی دیتا ہے جو آسمان تک بلند ہے۔ پوچھا وُہ نُورانی قبہ اور اُس کے اندر جو آرام کر رہا ہے اور وُہ لوگ جو قبہ کے گرد ہیں تم کو نہیں دکھائی دیتے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ خدیجہ نے کہا کہ مَیں قبہ کے اندر ایک سوار کو دیکھ رہی ہوں جو آفتاب سے زیادہ نورانی ہے مَیں نے کبھی ایسا قبہ نہیں دیکھا تھا۔ وُہ قبہ ایک ناقہ پر نصب ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وُہ ناقہ میرا ناقہ صہبا ہے اور وُہ سوار محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ ان عورتوں نے کہا ایسا قبہ جس کی آپ تعریف کر رہی ہیں محمدؐ کو کہاں سے ملا؟ ایسا قبہ تو بادشاہانِ عجم و رُوم کو بھی میسّر نہیں۔ خدیجہ نے کہا محمدؐ کی شان اُن سب سے بلند ہے۔ غرض جناب خدیجہؓ اسی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے دیکھ رہی تھیں یہاں تک کہ جناب رسولِ خدا درگاہ معلّے سے برآمد ہوئے۔ اور فرشتے وُہ قبہ لے کر آسمان پر چلے گئے اور آنحضرتؐ مکانِ خدیجہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت دروازہ پر پہنچے خدیجہ کو کنیزوں نے آپؐ کے تشریف لانے کی خوشخبری دی۔ خدیجہ ننگے پیر صحن خانہ کی طرف دوڑیں۔ دروازہ کھولا تو حضرتؐ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ۔ خدیجہؓ نے کہا آپؐ کو بھی اے میری آنکھوں کی روشنی سلامتی گوارا ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کا تمام مال سلامتی کے ساتھ فروخت ہو گیا۔ وُہ بولیں آپ کی سلامتی میری خوشخبری کے لیئے کافی ہے خدا کی قسم میرے نزدیک دُنیا اور جو کچھ دُنیا میں ہے سب سے زیادہ آپ بلند مرتبہ ہیں۔ پھر چند اشعار حضرتؐ کی تشریف آوری کی خوشی میں پڑھے۔ پھر پُوچھا کہ میرے سردار قافلہ کو آپؐ نے کہاں چھوڑا؟ فرمایا جحفہ میں۔ پُوچھا آپؐ کو وہاں سے روانہ ہوئے کتنی دیر ہوئی؟ فرمایا ایک گھڑی سے

زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ خدیجہؓ نے کہا اس قدر جلد آپ یہاں پہنچ گئے؟ فرمایا خدا نے میرے واسطے زمین کو لپیٹ دیا اور منزلِ مقصود نزدیک کر دیا۔ یہ سُنکر خدیجہؓ کی حیرت زیادہ ہوئی اور اُن کی خوشی کی بھی انتہا نہ رہی۔ اور کہا اے میری آنکھوں کی روشنی میری التجا ہے کہ آپ واپس جائیں اور قافلہ کے ہمراہ واپس آئیں تاکہ آپ کی بلندیٔ مرتبہ میری اور مسرت کا باعث ہو۔ غرض یہ تھی کہ دوبارہ دیکھیں کہ وُہ قبہ پھر اُسی طرح حضرتؐ کے سر پر سایہ فگن ہوتا ہے یا نہیں۔ پھر حضرتؐ کے لیئے نہایت لذیذ و لطیف ناشتہ منگایا اور آبِ زمزم سے بھری ہوئی ایک مشک ہمراہ کی۔ جب حضرتؐ روانہ ہوئے تو آپ کو دیکھتی رہیں۔ ناگاہ وہی قبہ آسمان سے نیچے آیا۔ اور فرشتے بدستور سابق آنحضرتؐ کے گرد چلے۔ جب آنحضرتؐ قافلہ میں پہنچے تو میسرہ نے کہا میرے سردارؐ کیا مکہ جانے کا ارادہ ترک کر دیا؟ فرمایا نہیں مَیں تو ہو آیا۔ میسرہ یہ سُنکر ہنسا اور کہا حضور مزاح فرماتے ہیں۔ پہاڑ کے نیچے گئے اور واپس آ گئے فرمایا نہیں۔ مَیں خانہ کعبہ کے پاس گیا، اُس کا طواف کیا، پھر خدیجہ سے ملاقات کی اور واپس آیا۔ میسرہ نے کہا کبھی کوئی غلط بات آپ سے نہیں سُنی ہے نہایت تعجب ہے کہ دو گھڑی میں کیونکر آپ مکہ گئے اور واپس تشریف لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا اگر تم کو شک ہے تو دیکھو یہ روٹی ناشتہ وغیرہ خدیجہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے اور آبِ زمزم یہ ہے۔ یہ سُنکر میسرہ نے لوگوں سے کہا کیا محمدؐ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہاں سے روانہ ہوئے دو ساعت سے زیادہ گزرے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ تب اُس نے کہا کہ وُہ اتنی دیر میں مکہ گئے اور واپس آئے اور خدیجہ کا ہمراہ کیا ہوا کھانا بھی لائے ہیں۔ یہ سُنکر لوگوں کو تعجب ہوا۔ ابوجہل لعن۔ نے کہا ساحروں سے ایسے اُمور کا اظہار تعجب نہیں ہے۔ پھر دُوسرے روز قافلہ وہاں سے روانہ ہوا۔ اہلِ مکہ استقبال کے لیئے آئے اور خدیجہ نے اپنے غلاموں اور عزیزوں کو حضرتؐ کی پیشوائی کو بھیجا تھا کہ درمیان راہ میں مجلس آراستہ کریں اور آنحضرتؐ کی واپسی کی خوشی میں قربانیاں کریں اور خود انتظار میں راستہ کی طرف نظر جمائے دیکھنے لگیں۔ اہلِ مکہ کو خدیجہؓ کے مال میں اضافہ اور نفع کی زیادتی کے سبب تعجب تھا جو آنحضرتؐ ہمراہ لائے تھے۔ غرض آفتابِ نبوت خدیجہؓ کے دروازہ سے طالع ہوا۔ حضرتؐ نے تمام مال و سامان خدیجہؓ کے سپُرد کیا۔ وُہ پس پردہ بیٹھی تھیں اور حضرتؐ کے حسن و جمال اور کثرتِ مال پر تعجب کر رہی تھیں جو حضرتؐ اُن کے لیئے لائے تھے۔ خدیجہؓ نے کسی کو بھیج کر اپنے والد خویلد کو بلایا اور کہا اس بابرکت ذات نے اس سفر میں میرے لیئے اس قدر منافع حاصل کیا ہے کہ اب تک میری تمام تجارت میں کسی نے اتنا نفع حاصل نہ کیا تھا۔ پھر میسرہ سے مخاطب ہوئیں اور سفر کے حالات دریافت کیئے کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوصاف اور کرامتوں میں سے کیا کیا تُو نے دیکھے میسرہ نے کہا مجھ میں کہاں طاقت ہے کہ آپؐ کے صفاتِ حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کا کچھ حال بیان کر سکوں یا آپؐ کے معجزات و کرامات کا کچھ بھی ذکر کر سکوں۔ پھر سیلاب اور خشک کنوئیں اور اژدھے اور خشک درخت وغیرہ اور جو کچھ راہب نے حضرتؐ کے بارے میں کہا تھا، اور جو پیغام خدیجہؓ کو بھیجا تھا خدیجہؓ سے بیان کیا۔ خدیجہؓ نے فرمایا اے میسرہ بس کر۔ تُو نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں

میرے اشتیاق کو زیادہ کر دیا جائیں نے تجھ کو تیری زوجہ اور فرزندوں کو آزاد کیا۔ اور دو سو درہم اور دو اونٹ اس کو عطا کیئے اور خلعت فاخرہ پہنایا۔ پھر حضرت رسالتمآبؐ پر نوازشیں کیں اور بہت کچھ مال و متاع کا وعدہ کیا۔ حضرتؐ اُن سے رُخصت ہو کر جناب ابوطالبؑ کے پاس آئے اور فوائد و حالات سفر آپ سے بیان کیئے اور کہا اے عمِ محترم یہ سب کچھ جو اس سفر میں حاصل ہوا ہے آپ کے سبب سے حاصل ہوا جناب ابوطالبؑ نے ان کو سینہ سے لگا لیا اور پیار کیا اور کہا اے میری آنکھوں کے نور میری تمنّا ہے کہ تمہارے لیئے ایسی زوجہ کا انتظام ہو جائے جو تمہارے درجہ اور مرتبہ کے موافق ہو۔ دُوسرے روز آنحضرتؐ نے غسل کیا، لباس فاخرہ زیبِ جسم کیئے، خوشبو لگائی اور خدیجہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے خدیجہؓ نے حضرتؐ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور کہا میرے سردار آپ کی جو حاجت ہو بیان فرمائیے آپ کی تمام حاجتیں پُوری کردوں گی۔ آپ نے جو زر و مال مجھ سے حاصل کیا کس مصرف میں خرچ کرنے کا ارادہ ہے فرمایا میرے چچا کی خواہش ہے کہ وُہ سب میری شادی میں صرف کریں اور میرے لیئے زوجہ کی خواستگاری فرمائیں۔ یہ سُنکر خدیجہؓ مسکرائیں اور کہا میرے سردارؐ کیا میں آپؐ کے لیئے زوجہ کا انتظام کردوں۔ جو مجھے بھی پسند ہو؟ فرمایا بہتر ہے۔ خدیجہؓ نے کہا میں نے آپؐ کے لیئے زوجہ کا انتظام کیا ہے۔ جو آپ ہی کی قوم سے ہے اور مال و حسن و جمال اور عفت و کمال اور سخاوت و طہارت میں مکّہ کی تمام عورتوں سے بہتر ہے۔ وُہ آپ کے تمام اُمور میں آپ کی مددگار ہوگی۔ اور بہت ہی تھوڑے میں راضی ہو جائے گی۔ اور نسب میں آپ سے قریب ہے۔ اگر آپ اس کی خواستگاری کریں تو تمام عرب بلکہ بادشاہان زمین آپ پر رشک کریں گے۔ لیکن اس میں دو عیوب ہیں۔ اوّل یہ کہ اس سے پہلے اس کے دو شوہر گزر چکے ہیں اور دوسرا عیب یہ ہے کہ وُہ آپ سے عمر میں زیادہ ہے۔ حضرتؐ نے یہ سُنا تو شرم سے آپ کی پیشانی مُبارک عرق عرق ہوگئی اور خاموش ہو گئے۔ پھر دُوسری مرتبہ خدیجہؓ نے انہی باتوں کا اعادہ کیا اور کہا آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اُس وقت حضرتؐ نے کہا اے دُخترِ عم تم بہت مالدار ہو اور میں پریشان حال ہوں۔ میں تو ایسی عورت چاہتا ہوں جو مجھ سے مال وغیرہ میں برابر ہو۔ خدیجہؓ نے کہا خدا کی قسم اے محمدؐ میں اپنے تئیں آپ کی کنیز سمجھتی ہوں۔ اور میرا مال، غلام اور کنیزیں سب کچھ آپ ہی کے ہیں۔ اور جو اپنی جان آپ سے عزیز نہ رکھے وُہ مال کیا عزیز رکھے گی۔ میں آپ کو اُس خدا کی قسم دیتی ہوں جو دُنیا والوں کی آنکھوں سے حقائق و اسرار کے ساتھ اوجھل ہے اور کعبہ و استارِ کعبہ کا واسطہ میرے سر پر ہاتھ رکھیئے اور اسی وقت اپنے چچاؤں کو میرے والد کے پاس بھیجیئے کہ میری آپ کے واسطے خواستگاری کریں۔ اور مہر کی زیادتی کی پرواہ نہ کیجیئے۔ میں اپنے مال سے دُوں گی اور میری جانب سے نیک گمان رکھیئے جسطرح میں آپ کی طرف سے نیک گمان رکھتی ہوں۔ غرض جناب رسولِ خدا وہاں سے اُٹھ کر جناب ابوطالبؑ کے پاس آئے اُسوقت آپؐ کے سب چچا وہاں موجود تھے۔ حضرتؐ نے کہا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ خویلد کے پاس تشریف لے جائیں اور میرے لیئے خدیجہؓ کی اُن سے خواستگاری کریں۔ چونکہ وُہ لوگ حقیقتِ حال سے آگاہ نہ تھے اس لیئے ان کو تامل ہوا اور صفیہؓ دخترِ عبدالمطلبؑ کو دریافتِ حال کے لیئے خدیجہ کے گھر بھیجا

جب وُہ وہاں پہنچیں خدیجہؓ نے ان کا استقبال کیا اور نہایت عزت و احترام سے پیش آئیں۔ صفیہؓ نے در پردہ گفتگو کرنا شروع کیا۔ جناب خدیجہؓ نے کُھل کر کہا کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ محمدؐ خدا کی جانب سے تائید یافتہ ہیں۔ میں ان کی زوجیت عزتِ دُنیا اور شرفِ عقبٰے کا سبب سمجھتی ہوں بس کچھ اور نہیں چاہتی۔ اور صفیہؓ کو خلعت فاخرہ پہنایا۔ صفیہؓ نہایت خوش و خرم اپنے بھائیوں کے پاس آئیں اور کہا بسم اللہ آپ لوگ جائیے خدیجہؓ کو محمدؐ کا شرف خدا کے نزدیک معلوم ہو چکا ہے اور وُہ ان کی محبت میں بے چین ہیں۔ یہ سُنکر حضرتؐ کے سب چچا مسرور ہوئے سوائے ابولہب کے جو حسد کے سبب رنجیدہ و مغموم ہوا۔ پھر عباسؓ نے اُٹھ کر کہا اب کیا بیٹھے ہو چلو کہ اُمورِ خیر میں جلدی کرنا چاہیئے۔ جناب ابوطالبؑ نے حضرت رسولِ خدا کو لباس فاخرہ پہنایا، شمشیرِ ہندی حضرتؐ کی کمر میں باندھی اور ایک عربی نجیب گھوڑے پر سوار کیا۔ آپ کے چچاؤں نے ستاروں کی طرح اُس ماہِ تابان کو بیچ میں لیا اور روانہ ہوئے۔ جب خویلد کے گھر پہنچے اُنہوں نے بنی ہاشم کی بے حد تعظیم کی۔ ان لوگوں نے پیغامِ نسبت دیا۔ خویلد نے کہا خدیجہؓ اپنے معاملہ کی خود مالک ہے اس کی عقل میری عقل سے زیادہ ہے۔ بہت سے بادشاہوں اور عرب کے اکابر نے اس کی خواستگاری کی لیکن وُہ راضی نہیں ہوئی۔ یہ جواب اُن لوگوں کو ناگوار ہوا اور وہاں سے اُٹھ کر چلے خدیجہؓ کو معلوم ہوا تو بہت بے چین ہوئیں اور اپنے چچا ورقہ کو بلایا۔ وُہ ایک راہب اور عالم تھے اور بہت سی کتابیں انبیائے سابقین کی پڑھے ہوئے تھے۔ وُہ آئے تو خدیجہ کو محزون و مغموم دیکھا۔ سبب پُوچھا۔ کہا اے چچا اُس کا حال اور کیا ہوگا جس کا کوئی مونس و مددگار نہ ہو۔ ورقہ نے کہا شائد شوہر کرنے کا ارادہ ہے۔ تمام بادشاہوں اور اکابر عرب نے تمہاری خواستگاری کی مگر تم نے قبول نہ کیا۔ خدیجہؓ نے کہا چچا جان نہیں چاہتی ہوں کہ مکّہ سے باہر جاؤں۔ ورقہ نے کہا اہل مکّہ میں سے بھی بہت لوگوں نے تمہاری خواہش کی مثل شیبہ و عتبہ اور ابوجہل کے مگر تم نے سب کو جواب دے دیا۔ خدیجہ نے کہا کہ یہ سب اہلِ ضلالت و جہالت ہیں۔ کسی اور کے متعلق آپ کا گمان ہے کہ ان کے برعکس اوصاف کا مالک ہو۔ ورقہ نے کہا کہ میں نے سُنا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ نے تمہاری خواستگاری کی ہے۔ خدیجہ نے کہا چچا جان ان میں کوئی عیب بھی آپ کو نظر آیا؟ ورقہ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر بولے ان کا عیب یہ ہے کہ نجابت و کرامت کی جڑ اور شرف و عزت کی شاخ ہیں اور خَلق و خُلق میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور فضل و کرم اور علم وجود میں مشہورِ آفاق ہیں۔ خدیجہ نے کہا جس طرح آپ نے اُن کے اوصاف بیان کیئے عیوب بھی بیان کیجیئے ورقہ نے کہا اُن کا عیب یہ ہے کہ وُہ عالم کے چاند اور زمین و آسمان کے آفتاب ہیں اُن کی گفتار شہد سے زیادہ شیریں ہے اور افعال و کردار کا حُسن دُنیا میں بے مثل ہے۔ خدیجہ نے کہا اے چچا اگر ان کا کوئی عیب آپ کو معلوم ہو تو بتائیے۔ ورقہ نے کہا وُہ حسن میں یکتا اور نسب میں بلند ہیں حسنِ سیرت اور صفائیِ باطن میں سارے عالم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ خوشخوئی، خوش مزاجی اور شیریں کلامی میں اُن کا کوئی مثل نہیں ہے۔ خدیجہ نے کہا میں جس قدر اُن کے عیب پُوچھتی ہوں آپ ان کے فضل و شرف بیان کرتے ہیں۔ ورقہ نے کہا میری کیا حقیقت ہے کہ اُن کے اوصاف کا احصا کر سکوں لاکھ میں ایک

فضیلت بھی بیان نہیں کر سکتا۔ خدیجہؓ نے کہا میں نے اُنہی کو پسند کیا ہے اور ان کی عظمت سمجھ چکی ہوں۔
اُن کے طور و طریقے کو بہتر جانتی ہوں اُن کے سوا کسی اور کا خیال نہیں کر سکتی۔ ورقہ نے کہا اگر ایسا ہے
تو تم کو خوشخبری ہو کہ ان کو بہت جلد خدا مرتبۂ رسالت پر پہنچائے گا اور وہ مشرق و مغرب کے بادشاہ
ہوں گے۔ اے خدیجہ مجھ کو کیا دو گی اگر آج شب تم کو اُن کے ساتھ تزویج کر دوں۔ خدیجہ نے کہا میرا تمام
مال آپ کے سامنے موجود ہے جو کچھ چاہیے لے لیجئے۔ ورقہ نے کہا میں مالِ دنیا نہیں چاہتا۔ بلکہ
چاہتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میری شفاعت کرا دو۔ اے خدیجہ سمجھ لو کہ ہم کو عظیم حساب
و کتاب درپیش ہے اور اُس روز کوئی شخص نجات نہ پائے گا سوائے اس کے جس نے محمدؐ کی پیروی اور
اطاعت کی ہو گی اور ان کی رسالت کی گواہی دی ہو گی۔ وائے ہو اس پر جو اُس بہشت سے دُور ہو گا،
اور جہنم میں جائے گا۔ خدیجہ نے کہا میں آپ کی شفاعت کی ضامن ہوتی ہوں۔ غرض ورقہ وہاں سے
خویلد کے پاس گئے اور کہا اپنے واسطے کیا کرنا چاہتے ہو اُنہوں نے پوچھا میں نے کیا کیا؟ ورقہ نے کہا
فرزندانِ عبدالمطلب کے دلوں کو تم نے رنجیدہ کیا وہ تم پر غضبناک ہیں حمزہ کی تلوار سے تم ڈرتے نہیں ہو کہ
ناگہاں تمہارے سر پر آ پڑے اور تم کو ہلاک کر دے۔ کہا میں نے اُن کے ساتھ کیا بُرائی کی ہے ورقہ نے کہا
انکی خواہش کو تم نے رد کر دیا اور ان کے برادرزادے محمدؐ کو حقیر سمجھا۔ خویلد نے کہا میں محمدؐ کے بارے میں کیا
کہہ سکتا ہوں جبکہ تمام علما ان کی نیکی کی شہادت دیتے ہیں۔ لیکن دو باتیں مانع ہوئیں اوّل یہ کہ تمام
اکابرِ عرب کو میں نے جواب دے دیا اگر خدیجہ کی نسبت محمدؐ سے کرتا ہوں تو وہ سب مجھ سے خلاف ہو
جائیں گے۔ دُوسرے یہ کہ خدیجہ محمدؐ سے نسبت پر راضی نہ ہو گی۔ ورقہ نے کہا کوئی ایسا نہیں ہے جو محمدؐ
کے اوصاف نہ جانتا ہو اور آرزو نہ رکھتا ہو کہ اپنی بیٹی اس کو دے۔ اور خدیجہ نے چونکہ ان کے فضائل
اور کرامتیں بہت کچھ مشاہدہ کی ہیں اس لیئے ان کے ساتھ تزویج پر راضی ہے۔ پھر بہت سے وعدے
وعید کر کے خویلد کو راضی کر لیا اور ان کو لے کر حضرت ابوطالبؑ کے گھر آئے۔ وہاں تمام فرزندانِ عبدالمطلبؑ
موجود تھے۔ ورقہ نے اپنے بھائی کی طرف سے بہت معذرت کی اور دونوں بھائیوں نے وعدہ کیا کہ کل
صبح اکابرِ قریش کے مجمع میں اس مبارک نکاح کا انعقاد کریں گے۔ پھر ورقہ اپنے بھائی کو اور تمام اولادِ
عبدالمطلب کو اپنے ہمراہ کعبہ کے پاس لائے اور مجمع قریش میں خویلد کی جانب سے وکالت کرتے ہوئے
خدیجہؓ کے نکاح میں شرکت کی دعوت دی کہ کل صبح کو آپ سب لوگ خدیجہ کے مکان پر آئیں کیونکہ
میں اپنے بھائی کی جانب سے وکیل ہو کر خدیجہؓ کا عقد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کروں گا اور اس پر
تمام اکابرِ قریش کو گواہ کیا۔ وہاں سے خوش و خرم خدیجہؓ کے پاس آئے اور ان کو خوشخبری دی۔ خدیجہؓ
نے ایک خلعتِ فاخرہ ان کو عطا کیا جس کی قیمت پانچ سو اشرفیاں تھیں۔ ورقہ نے کہا مجھے اس مالِ
دُنیا کی طرف رغبت نہیں۔ میں اس معاملہ میں جو کوشش کر رہا ہوں اس سے بجز حصولِ شفاعتِ محمدؐ
کوئی غرض نہیں ہے۔ پھر کہا اپنے مکان کو آراستہ کرو اور ولیمہ کا انتظام کرو کیونکہ تمام اکابرِ قریش
تمہارے یہاں آئیں گے۔ غرض خدیجہ نے غلاموں اور کنیزوں کو حکم دیا۔ انہوں نے بہترین فرش، پردے وغیرہ

13 جو کچھ موجود تھے نکالے اور مکان کو ہر طرح آراستہ کیا اور بہت سے جانوروں کو ذبح کیا اور طرح طرح کے
لذیذ کھانے، حلوے وغیرہ تیار کیئے اور ہر قسم کے میوے اور پھل مہیّا کیئے۔ پھر ورقہ حضرت ابوطالبؑ کے
مکان پر آئے اور جنابِ سرورِ کائنات کی خدمت میں اپنی کوششوں کا تذکرہ کیا حضرتؐ نے شفاعت
و کرامت کی خوشخبری دی۔ ابوطالبؑ بھی انتظامِ عقد میں مشغول ہوئے۔

روایت ہے کہ اُس وقت عرش و کرسی وجد میں آئے اور فرشتوں نے سجدۂ شکر میں قیام کیا
حق سُبحانہ و تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ لوائے حمد کو کعبہ پر نصب کریں۔ مکّہ کے پہاڑوں نے فخر سے سر بلند
کیئے اور تقدیس و تسبیحِ الٰہی میں مشغول ہوئے۔ زمین شادی سے بالیدہ ہوئی کہ شرف میں عرشِ اعظم سے
برتر ہوا۔ دوسرے روز صبح کو اکابرِ عرب اور صنادیدِ قریش مثل ستاروں کے خدیجہ کے محل میں جمع ہوئے
خدیجہ نے بیشمار کُرسیاں مہیا کی تھیں اور صدرِ مجلس میں ایک بڑی کُرسی آراستہ کی تھی جو تمام کُرسیوں سے
ممتاز تھی۔ جب ابوجہل ملعون مجلس میں داخل ہوا نہایت غرور و نخوت کے ساتھ اُسی کُرسی کی طرف چلا۔
میسرہ نے پکار کر کہا کہ اپنی قدر و منزلت پہچان اور اپنے درجہ سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کر۔
دُوسری کسی کُرسی پر بیٹھ کیونکہ وہ تیری جگہ نہیں ہے؛ ناگہاں آوازیں بلند ہوئیں اور اہلِ مجلس اُٹھ اُٹھ
کر استقبال کے لیئے دوڑے۔ لوگوں نے دیکھا کہ عباس و حمزہ اور ابوطالب خراماں خراماں آ رہے ہیں،
حمزہ اپنی تلوار کھینچے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ اے اہلِ عرب دائرۂ ادب سے باہر نہ ہو سیّدِ عرب و
عجم کے استقبال کو چلو کہ تمہاری طرف حبیبِؐ خداوندِ جبار احمدِ مختار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آ رہا ہے جو تاجِ
انوار مزین اور صاحبِ عز و وقار ہے۔ ناگاہ سیّدِ بشر خورشیدِ انور کے مانند نمودار ہوئے۔ سیاہ عمامہ سر
پر باندھے ہوئے تھے، پیشانی اقدس سے نور ساطع تھا۔ عبدالمطلب کا پیراہن جسم میں الیاس کی چادر دوش
پر عبدالمطلب کی نعلین پیروں میں عصائے ابراہیمؑ خلیل ہاتھ میں لیئے ہوئے عقیقِ سُرخ کی انگوٹھی انگشت
مبارک میں پہنے ہوئے آ رہے ہیں۔ اُن کے گرد تماشائیوں کا ہجوم ہے جو حضرت کے حسن و جمال کے دیکھنے
میں محو ہیں۔ حضرتؐ کے سب چچا اور رشتہ دار آپ کو درمیان میں لیئے ہوئے آ رہے ہیں۔ تمام اشراف و
اکابرِ قریش استقبال کے لیئے حاضر ہیں۔ جب مجلس میں پہنچے اُس زینت بخشِ عرش کو اُسی کُرسی بلند
پر بٹھایا اور تمام بنی ہاشم اُن کے گرد بیٹھے۔ جناب حمزہ نے دیکھا کہ ابوجہل ملعون اپنی جگہ سے پیشوائی کے
لیئے نہیں اُٹھا شیر کے مانند اُس معدنِ حسد و عداوت پر جھپٹے اور کہا اُٹھ ورنہ صحیح و سالم نہ رہے گا۔ یہ
دیکھ کر اُس نابکار نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر رکھا۔ جناب حمزہؓ نے سبقت کر کے اس کا پنجہ پکڑ لیا اور اس طرح
دبایا کہ اُس کے ناخنوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اکابرِ قریش نے جناب حمزہؓ سے التماس کیا تو آپ نے اس کو
چھوڑا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھے۔ پھر جناب ابوطالب نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ خطبہ پڑھا
اور ورقہ نے خدیجہ کو آنحضرتؐ کی زوجیت میں دیا۔ چھ مہینے کے بعد اس خاتونِ عظیم المرتبت کا زفاف
حضرتؐ کے ساتھ واقع ہوا۔ خدیجہ نے اپنے تمام اموال، غلام اور کنیزیں آنحضرتؐ کو ہبہ کر دیا جب
آنحضرتؐ رسالت پر مبعوث ہوئے سب سے پہلے عورتوں میں آپ ایمان لائیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں

آنحضرتؐ نے کسی دُوسری عورت کی طرف توجہ نہ کی۔ جناب خدیجہؓ حسن وجمال اور حسن وسیرت وکردار میں مکہ کی تمام عورتوں میں اپنی مثال نہ رکھتی تھیں۔ یہاں تک کتاب الانوار کا مضمون تھا جو اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا۔

صاحب عدد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ بعثت کے پانچ سال بعد جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی ولادت ہوئی۔ آپؑ کی ولادت کی کیفیت یوں تحریر ہے کہ ایک روز جناب رسُول خدا ابطح میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب امیرالمومنینؑ، عمار یاسر، منذر بن ضحضاح، حمزہ، عباس، ابوبکر و عمر بھی موجود تھے۔ ناگاہ جبرئیلؑ اپنی اصلی صورت میں نازل ہوئے اور اپنے پروں کو پھیلایا جس نے تمام مشرق ومغرب کو گھیر لیا اور آنحضرتؐ کو آواز دی کہ خداوندعلی اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ چالیس روز خدیجہ سے علیحدہ رہیں۔ حضرتؐ بموجب حکم چالیس روز تک خدیجہ کے پاس نہیں گئے۔ تمام دن روزہ رکھتے اور راتوں کو عبادت کرتے۔ عمار کو خدیجہ کے پاس بھیجا اور کہلا دیا کہ میرا نہ آنا کسی کراہت کے سبب نہیں ہے بلکہ خدا کا یہی حکم ہے تاکہ اپنی تقدیر جاری کرے اپنے متعلق سوائے نیکی کے کچھ اور خیال نہ کرنا کیونکہ خداوندعالم ہر روز چند بار اپنے فرشتوں سے تمہارے متعلق مباہات کرتا ہے۔ مناسب ہے کہ ہر شب اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے لباس شب میں آرام کیا کرنا۔ میں اپنی چچی فاطمہ بنت اسد کے یہاں رہوں گا یہاں تک کہ وعدۂ الٰہی کی مدت ختم ہو۔ غرض جناب خدیجہ آنحضرتؐ کی جُدائی میں ہر روز کئی بار رویا کرتی تھیں۔ جب چالیس روز ختم ہوگئے جبرئیلؑ آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور کہا خداوند رحیم وکریم آپ کو سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میری طرف سے تحفہ وکرامت کے لئے تیار ہوجاؤ۔ اُسی وقت میکائیلؑ نازل ہوئے اور ایک طبق لائے جس پر ایک رومال سندس بہشت کا ڈھکا ہوا تھا۔ اور کہا خُداوندعالم ارشاد فرماتا ہے کہ آج اس طبق کے کھانے سے افطار کیجئے جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر شب افطار کے وقت آنحضرتؐ مجھ سے فرماتے تھے کہ دروازہ کھول دو جس کا جی چاہے آکر میرے ساتھ کھانا کھائے۔ لیکن آج حضرتؐ نے فرمایا کہ جاکر دروازہ پر بیٹھو اور کسی کو اندر مت آنے دو کیونکہ میرے سوا ہر ایک پر یہ طعام حرام ہے۔ غرض افطار کے وقت حضرتؐ نے طبق کو کھولا اُس میں بہشت کے میووں میں سے ایک خوشہ انگور اور ایک خوشہ خرما کے تھے اور بہشت کے پانی کا ایک گلاس۔ حضرتؐ نے اُن میووں کو سیر ہوکر کھایا اور وُہ پانی پیا۔ جبرئیل نے بہشت کی صراحی سے پانی ڈالا اور میکائیلؑ نے حضرتؐ کا ہاتھ دُھلایا اور اسرافیل نے بہشت کے رومال سے حضرتؐ کے ہاتھ پُونچھے اور باقی ماندہ کھانا مع برتنوں کے آسمان پر واپس لے گئے۔ پھر حضرتؐ نماز کے لئے اُٹھے جبرئیلؑ نے کہا اس وقت نماز جائز نہیں ہے ابھی خدیجہؓ کے گھر جائیے اور اُن سے مقاربت کیجئے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ اس رات آپ کی نسل سے ذریت طاہرہ خلق فرمائے۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ خانہ خدیجہ کی طرف چلے جناب خدیجہ کہتی ہیں کہ مجھے تنہائی سے انس ہوگیا تھا۔ رات ہوتی تو میں دروازوں کو بند کرلیتی پردے گرادیتی اور نماز میں مشغول ہوجاتی۔ پھر لباس شب پہن کر چراغ کو گل کردیتی اور سوجاتی تھی۔ اس رات کچھ غنودگی میں

تھی کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز کان میں آئی۔ میں نے پُوچھا کون ہے۔ سوائے محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہیں ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا میں محمدؐ ہی ہوں۔ یہ سُنتے ہی میں نے دَوڑ کر دروازہ کھول دیا۔ آنحضرتؐ کی یہ عادت تھی کہ جب سونے کا ارادہ کرتے پانی منگاتے اور تجدید وضو فرماتے اور دو رکعت نماز بجالاتے پھر بستر پر آکر لیٹتے تھے۔ لیکن آج رات یہ سب کچھ نہ کیا میرا ہاتھ پکڑ کر بستر پر لے گئے۔ جب مقاربت سے فارغ ہوئے میں نے نورِ فاطمہؑ اپنے شکم میں پایا۔ جناب معصومہؑ کی ولادت اور اس وقت کے معجزات ان کے احوال معجزات کے ابواب میں بیان ہوں گے انشاء اللہ۔ اور جناب خدیجہؓ کی تمام اولاد کا حضرتؐ رسالت پناہ کی اولاد امجاد کے ذکر میں تذکرہ کیا جائے گا۔

چھٹا باب

آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی، انگشتری کے نقوش اور آپ کے اسلحے وغیرہ کا تذکرہ جو آنحضرتؐ سے منسوب تھے۔

فصل اوّل
حضرتؐ کے اسمائے گرامی کا تذکرہ۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں جناب آدمؑ سے سب سے زیادہ مشابہ اور جناب ابراہیمؑ سب سے زیادہ صورت وسیرت میں مجھ سے مشابہ تھے۔ خدا نے بالائے عرش سے میرے دس نام اپنے عظمت وجلال کے رکھے، اور میرے اوصاف بیان فرمائے اور ہر پیغمبر کی زبانی ان کی قوم کو میری خوشخبری پہنچائی، اور توریت وانجیل میں میرا بہت تذکرہ کیا ہے۔ اپنے کلام کی مجھے تعلیم دی۔ مجھ کو آسمان پر بلند کیا اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے اشتقاق فرمایا۔ اُس کا ایک نام محمود ہے اس لئے اُس نے میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رکھا، اور مجھ کو بہترین زمانہ اور بہترین اُمت میں پیدا کیا۔ توریت میں میرا نام احید رکھا کیونکہ توحید و یگانہ پرستی خدا کے سبب میری اُمت کے اجسام آتش جہنم پر حرام قرار دیئے۔ انجیل میں میرا نام احمدؐ ہے کیونکہ میں آسمان میں محمود ہوں اور میری اُمت حمد کرنے والی ہے۔ زبور میں مجھ کو ماحی کہا گیا ہے اس لئے کہ خدا میرے سبب سے زمین پر بتوں کی پرستش مٹائے گا۔ اور قرآن میں میرا نام محمد رکھا ہے کیونکہ قیامت میں تمام اُمتیں میری مدح کریں گی اس سبب سے کہ سوائے میرے کوئی شفاعت نہ کرے گا مگر میری اجازت سے کرے گا اور قیامت میں مجھ کو حاشر کے نام سے پکاریں گے کیونکہ میری اُمت کا زمانہ قیامت کے زمانہ سے

متصل ہوگا۔ پھر مجھ کو موقف کے نام سے یاد کیا جائے گا کیونکہ مَیں لوگوں کو خدا کے نزدیک حساب کے لیے کھڑا کرونگا اور خدا نے میرا نام عقب رکھا ہے کیونکہ تمام پیغمبروں کے عقب میں آیا ہوں اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ مَیں رسولؐ رحمت و رسولؐ توبہ اور رسولؐ ملاحم ہوں یعنی جنگ کرنے والا ہوں اور مَیں رسولؐ مقفے ہوں کہ تمام انبیا کے قفا میں یعنی بعد میں مبعوث ہوا ہوں۔ اور مَیں قثم ہوں یعنی کامل تمام کمالات کا جامع۔ اور میرے پروردگار نے مجھ پر احسان کیا ہے اور کہا ہے کہ ہر پیغمبر کو اس کی اُمّت کی زبان میں یعنی ایک زبان کے ساتھ مبعوث کیا ہے، اور تم کو ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اُس خوف کے ساتھ جو تمہاری طرف سے تمہارے دشمنوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کسی دُوسرے پیغمبر کے بارے میں ایسا نہیں کیا۔ اور کافروں کا مالِ غنیمت تمہارے لیے حلال کر دیا ہے لیکن تم سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُن کو یہ حکم دیا ہے کہ کافروں سے جو مالِ غنیمت میں حاصل ہو اس کو جلا دو۔ اور تم کو اور تمہاری اُمّت کو عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا ہے اور وُہ سورۃ فاتحۃ الکتاب کے سورتوں میں سے اور سورۃ بقرہ کی آیتیں ہیں۔ اور تمہارے اور تمہاری اُمّت کے لیے تمام رُوئے زمین کو محل سجدہ قرار دیا ہے برخلاف اُمّتہائے گزشتہ کے کہ ان کو عبادت خانوں کے سوا کہیں سجدہ کا حکم نہ تھا۔ اور زمین کی خاک کو تمہارے لیے پاک کرنے والی بنایا اور کلمۂ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کو تمہیں اور تمہاری اُمّت کو بخشا۔ اور اپنا ذکر تمہارے ذکر سے متصل کر دیا کہ جب تمہاری اُمّت مجھ کو وحدانیت کے ساتھ یاد کرے تو تم کو رسالت کے ساتھ یاد کرے۔ لہٰذا اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم کو اور تمہاری اُمّت کو خوشخبری ہو۔

دوسری حدیث معتبر میں ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ حضرتؐ کی خدمت میں آیا اور سوال کیا کہ کس سبب سے آپؐ کو احمدؐ، محمدؐ، ابوالقاسم اور بشیر و نذیر اور داعی کہتے ہیں؟ فرمایا کہ مجھ کو محمدؐ اس لیے کہتے ہیں کہ زمین میں مدح کیا گیا ہوں، احمدؐ اس وجہ سے کہ اہل آسمان نے میری ثنا کی ہے، اور ابوالقاسم اس سبب سے میرا نام ہے کہ روزِ قیامت خدا بہشت و دوزخ میرے سبب سے تقسیم کریگا لہٰذا جو شخص گزشتہ وآئندہ لوگوں میں سے کافر ہوگیا ہے اور مجھ پر ایمان نہیں لایا ہوگا اس کو جہنم میں ڈالے گا اور جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہوگا اور جس نے میری رسالت کا اقرار کیا ہوگا اس کو بہشت میں داخل کرے گا۔ مجھ کو داعی اس سبب سے کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو اپنے پروردگار کے دین کی دعوت دیتا ہوں۔ نذیر اس لیے کہتے ہیں کہ جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے اس کو آتشِ جہنم سے ڈراتا ہوں بشیر اس لیے نام ہوا کہ اپنے فرمانبرداروں کو بہشت کی بشارت دیتا ہوں۔

حدیث موثق میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے امام رضاؑ سے پوچھا کس لیے حضرت رسالتمآبؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی؟ فرمایا اس لیے کہ حضرتؐ کے ایک فرزند کا نام قاسم تھا۔ حسن نے کہا کیا حضورؑ مجھے اس سے زیادہ آگاہ کرنے کے قابل نہیں سمجھتے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ شاید تم نہیں جانتے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ مَیں اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں جانتا ہوں۔ تو فرمایا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ آنحضرتؐ تمام اُمّت کے باپ ہیں۔ مَیں نے کہا ہاں۔ پھر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ علی علیہ السلام

بہشت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہیں۔ مَیں نے عرض کی ہاں۔ تو فرمایا کہ پیغمبرؐ بہشت و دوزخ تقسیم کرنے والے کے باپ ہیں۔ اسی سبب سے خدا نے ان کی کنیت ابوالقاسم قرار دی۔ مَیں نے عرض کی کہ ان کا باپ ہونا کس معنی سے ہے؟ فرمایا مطلب یہ ہے کہ جناب سرورِ کائنات کی شفقت تمام اُمّت کے لیے شفقتِ پدر کے مانند ہے۔ اور علیؑ آنحضرتؐ کی اُمّت کے بہترین فرد ہیں اسی طرح بعد آنحضرتؐ کے حضرت علیؑ کی شفقت اُمّت پر آنحضرتؐ کی شفقت کے برابر ہے کیونکہ وُہ ان کے وصی اور جانشین اور اس اُمّت کے امام و پیشوا ہیں۔ اس سبب سے فرمایا کہ مَیں اور علیؑ اس اُمّت کے دو باپ ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک روز جناب سرورِ عالم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو شخص کچھ قرض اور اہل وعیال چھوڑ کر مر جائے اُس کے قرض کی ادائی اور عیال کے اخراجات میرے ذمہ ہیں اور جو شخص کچھ مال چھوڑے اور اس کے وارث موجود ہوں تو مال اس کے وارثوں کا ہے۔ اسی سبب سے آنحضرتؐ اپنی اُمّت پر خود اُن کی جانوں سے زیادہ تصرّف کا حق رکھتے تھے۔ اسی طرح حضرت علیؑ آنحضرتؐ کے بعد اُمّت کی جانوں سے اُن پر زیادہ تصرّف کا حق رکھتے تھے۔

دُوسری حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب سرورِ کائنات کے دس نام تھے۔ پانچ نام قرآن میں مذکور ہیں اور پانچ نام اس سے علیحدہ ہیں۔ قرآن میں مذکورہ نام محمدؐ، احمدؐ، عبدؐاللہ، یٰسٓینؐ اور نونؐ ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں ہیں وُہ فاتح، خاتم، کافی، مقفی اور حاشر ہیں۔ اور علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ خدا نے حضرتؐ کا مزملؐ نام رکھا کیونکہ جس وقت آنحضرتؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ کمبل اوڑھے ہوتے تھے۔ اور مدثر کا خطاب قیامت سے پہلے حضرت کی رجعت کے اعتبار سے ہے یعنی وُہ جو کفن پہنے ہوئے زندہ ہوکر دوبارہ لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈرائے۔

روایت معتبر میں ہے کہ سرورِ کائنات نے فرمایا کہ خلاقِ عالم نے مجھ کو اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور ہمارے واسطے اپنے ناموں میں سے دو نام اشتقاق کیے۔ خداوند صاحبِ عرش محمود ہے مَیں محمدؐ ہوں۔ اور حق سبحانہٗ تعالیٰ علیِ اعلےٰ ہے اور امیر المومنینؑ علیؑ ہیں۔

ابن بابویہؒ نے بسند صحیح امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب ابراہیمؑ کے صحیفوں میں آنحضرتؐ کا نام ماحیؐ ہے، توریت میں حادؐ، انجیل میں احمدؐ اور قرآن میں محمدؐ ہے۔ لوگوں نے پوچھا ماحی سے کیا مُراد ہے فرمایا بتوں، تصویروں اور ہر معبودِ باطل کا محو کرنے والا۔ اور حاد کے معنی ہیں خدا اور دینِ خدا کے دشمن سے دشمنی رکھنے والا خواہ وُہ اپنا ہو یا غیر۔ اور احمدؐ اس لیے کہا ہے کہ خدا نے ان کی بہت مدح کی ہے اُن کے افعال شائستہ کے سبب سے جو ان کے پسند فرماتے ہیں۔ اور محمدؐ سے یہ مطلب ہے کہ خدا اور فرشتے اور تمام انبیاء اور اُن کی اُمتیں سب آنحضرتؐ کی مدح کرتے اور آپ پر درُود بھیجتے ہیں اور آپ کا نام عرش پر محمدؐ رسولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تحریر ہے۔ اور صفار نے بسند معتبر حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کے دس نام قرآن میں ہیں

محمدؐ، احمدؐ، عبداللہ، طٰہٰ، یٰسین، نون، مزمل، مدثر، رسول اور ذکر۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے:۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ (آیت ۱۴۴، سورۃ آلِ عمران)، مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ (سورۃ الصف آیت ۶، پ ۲۸)۔ وَ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا (آیت ۱۹ سورۃ جن پ ۲۹)۔ طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی (آیت ۱و۲، سورۃ طٰہٰ پ ۱۶)۔ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ (سورۃ یٰسین آیت ۱، پ ۲۲)۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ (آیت ۱ سورۃ قلم پ ۲۹)۔ یٰاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (آیت ۱ سورۃ المزمل پ ۲۹)، یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ (آیت ۱ سورۃ المدثر پ ۲۹)۔ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا ۙ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ (سورۃ الطلاق پ ۲۸، آیت ۱۰، ۱۱) حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر آنحضرتؐ کے ناموں میں سے ہے اور ہم اہلِ ذکر ہیں۔ جیسا کہ خدا نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ جو کچھ نہ سمجھو اہلِ ذکر سے پوچھو[1]۔ بعض علماء نے قرآن سے چار سو اسما آنحضرتؐ کے ثابت کیے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ توریت میں آنحضرتؐ کا نام مؤدمود ہے، انجیل میں طاب طاب اور زبور میں فارقلیط ہے۔ اکثر علماء نے آنحضرتؐ کے اسمائے گرامی اور القاب ان کے علاوہ جو سابق میں مذکور ہو چکے جو قرآن سے بیان کیے ہیں یہ ہیں: شاہد، شہید، مبشر، بشیر، نذیر، داعی، سراج منیر، رحمۃ للعالمین، رسول اللہ، خاتم النبیین، نبی، اُمی، نور، نعمت، رؤف، رحیم، منذر، مذکر، شمس، نجم، حٰم، سما اور تین۔

سلیم بن قیس کی کتاب میں مرقوم ہے کہ جناب امیر علیہ السلام جنگِ صفین سے واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں ایک راہب کے دیر کے پاس ٹھہرے جو حواریانِ عیسےٰؑ کی نسل سے تھا اور عیسائیوں کا عالم تھا۔ وہ چند کتابیں لیے ہوئے دیر سے نکلا۔ اُس نے بیان کیا کہ میرے جدِ بزرگوار حضرت عیسےٰؑ کے سب سے بڑے حواری تھے اور یہ کتابیں اُنہی کے قلم سے لکھی ہوئی ہیں۔ عیسےٰؑ بولتے گئے اور وہ لکھتے گئے تھے۔ ان میں تحریر ہے کہ ایک پیغمبر عرب کے شہر مکہ سے مبعوث ہوگا جو فرزندانِ ابراہیم خلیلؑ سے ہوگا۔ اس کے چند نام ہوں گے۔ محمدؐ، عبداللہ، یاسین، فتاح، خاتم، حاشر، عاقب، ماحی، قائد، نبی اللہ، صفی اللہ، حبیب اللہ؛ اور جہاں خدا کا نام مذکور ہوگا اس کا نام بھی لیا جائے گا۔ وہ خدا کے نزدیک خلق میں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ خدا نے کسی ملک مقرب کو نہ آدمؑ سے لے کر آخر پیغمبر تک کسی پیغمبر مرسل کو پیدا کیا ہے جو خدا کے نزدیک اُس سے زیادہ محبوب ہو۔ قیامت میں خدا اس کو اپنے عرش پر بٹھلائے گا اور اس کو شفیع قرار دے گا۔ وہ جس کی شفاعت کرے گا خدا قبول فرمائے گا اور قلم اُس کے نام محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ لوح پر جاری ہوا ہے۔

بہت سی معتبر حدیثوں میں امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ جب پیغمبرِ خدا نماز پڑھتے تھے تو پنجوں کے بل کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یہاں تک کہ پیروں پر ورم آجاتا تھا۔ تو خدا نے فرمایا: طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی (آیت ۱و۲، سورۃ طٰہٰ، پ ۱۶) یعنی اے محمدؐ ہم نے قرآن تم پر اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم اپنے تئیں مشقت میں ڈالو۔ طٰہٰ کے معنی لغت میں طی یعنی محمدؐ کے ہیں

[1] فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (آیت ۴۳ سورۃ النحل پ ۱۴)

دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ طٰہٰ کے معنی ہیں اے حق کے طلب کرنے والے اور حق کی جانب ہدایت کرنے والے۔ اور یٰسین کے معنی ہیں اے سُننے والے اور حق کے سنانے والے اور میرے زندہ بندے۔ اور دوسری حدیث میں "اے سردار" ہے۔

بہت سی حدیثوں میں خاصہ و عامہ سے منقول ہے کہ یٰسین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے اور آلِ یٰسین آپ کے اہلبیتؑ ہیں جن پر خدا نے قرآن میں سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یٰسٓ۔ (آیت ۱۳۰ سورۃ والصفٰت پ ۲۳) خدا نے قرآن میں سوائے اہلبیتِ رسول کے اور کسی کے اہلبیت پر سلام نہیں بھیجا ہے۔ قرأتِ اہلبیتؑ کے مطابق ایسا ہی ہے یعنی سَلٰمٌ عَلٰٓی اٰلِ یٰسٓ۔ دوسری روایت میں وارد ہے کہ یٰسین نام مت رکھو کیونکہ وہ آنحضرتؐ کا نام ہے۔ اور حضورؐ نے اجازت نہیں دی ہے کہ کسی دوسرے کا نام یٰسین رکھا جائے۔ دوسری حدیثِ معتبر میں امام موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے منقول ہے حٰمٓ ۚ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ (آیت ۱و۲ سورۃ زخرف پ ۲۵) کی تفسیر میں آپؑ نے فرمایا کہ حٰم آنحضرتؐ کا نام ہے اُس کتاب میں جس کو خدا نے حضرت ہودؑ پر نازل کیا تھا۔ اور کتابِ مبین سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ روایاتِ معتبرہ میں قولِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی (آیت ۱ سورۃ النجم پ ۲۷) کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے پیغمبرؐ کی قسم کھائی ہے جس وقت کہ آپ معراج میں تشریف لے گئے یا دُنیا سے رحلت فرمائی۔ نجم سے مراد آنحضرتؐ ہیں جو آسمانِ ہدایت کے ستارے۔ اسی طرح قولِ خدا عَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ (آیت ۱۶، سورۃ النحل پ ۱۴) کی تفسیر میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ علامات سے مراد آئمہ اطہار ہیں جو راہِ ہدایت کے نشانات ہیں اور نجم رسولِ خدا ہیں جن سے ان لوگوں نے ہدایت پائی ہے۔ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (آیت ۱، سورۃ الشمس پ ۳۰) کی تفسیر میں بہت سی حدیثیں وارد ہوتی ہیں کہ شمس سے مراد خورشیدِ فلکِ رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قمر سے ماہِ اوجِ امامت یعنی امیر المومنینؑ ہیں جو تالیِ آنحضرتؐ ہیں یعنی آپؐ کے پیچھے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور نہار (دن) سے مراد آئمہ اطہارؑ ہیں جنکے نورِ ہدایت سے دُنیا روشن ہے۔ اور وَالتِّیْنِ (آیت ۱تا۳، سورۃ تین پ ۳۰) کی تفسیر میں وارد ہوا ہے کہ تین سے مراد سیدُ المرسلینؐ ہیں جو شجرِ نبوت کے بہترین ثمر ہیں اور وَالزَّیْتُوْنِ سے امیر المومنینؑ مراد ہیں جو ہر تاریکیِ ضلالت کے علم و روشنی بخشنے والے ہیں اور طُوْرِ سِیْنِیْنَ حسن و حسین علیہم السلام ہیں جو کوہِ وقار و تمکین ہیں۔ اور بَلَدِ الْاَمِیْنِ۔ سے مراد مومنان مُراد ہیں جو علمِ الٰہی کے شہر ہیں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ راس الجالوت سے آپ نے پوچھا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ فارقلیطا حضرت عیسےٰؑ کے بعد آئے گا جو تمہاری سختیاں اور مشکلیں آسان کرے گا اور میرے حق ہونے کی شہادت دے گا جس طرح میں اس کے لیے شہادت دے رہا ہوں۔ وہ ہر علم کے مطالب تم پر واضح کرے گا۔ راس الجالوت نے کہا ایسا ہی ہے۔

بطریق عامہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک روز پیغمبرؐ نے فرمایا اے گروہِ مردم جو شخص آفتاب سے مستفیض نہیں ہوتا ماہتاب سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو ماہتاب سے مستفید نہیں ہوتا وُہ زہرہ ہی کو غنیمت سمجھتا ہے اور اس کی روشنی سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ اور جو زہرہ سے بھی محروم رہتا ہے وُہ فرقداںؔ سے فیض حاصل کرتا ہے۔ غرض میں شمس ہوں، علیؑ قمر ہیں، فاطمہؑ زُہرہ ہیں اور حسنؑ اور حسینؑ فرقدان ہیں۔

فصل دوم

اُمّی کے معنی اور یہ کہ آنحضرتؐ ہر زبان و تحریر و حروف سے واقف تھے۔

واضح ہو کہ اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرتؐ کو خُدا نے اُمّی کیوں فرمایا ہے۔ بعض کہتے ہیں اس لیئے کہ آپؐ لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے؛ بعض کا قول ہے کہ آپؐ اُمّت سے منسوب ہیں یعنی بظاہر کسی سے تعلیم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے مثلِ عرب کے اَن پڑھ لوگوں کی طرح تھے؛ بعضوں نے کہا ہے کہ اُم (ماں) کی جانب منسُوب تھے یعنی بظاہر جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تھے اُسی حال پر تھے اور کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا؛ اور بعض حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ اُم القرٰے یعنی مکّہ کی جانب منسوب تھے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے بعثت سے پہلے تک کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا۔ جیسا کہ خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (آیۃ ۴۸، سورۃ عنکبوت پ ۲۱) یعنی تم نے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی، نہ اپنے ہاتھ سے لکھنا سیکھا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو اہلِ باطل شک میں مبتلا ہوتے۔ اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ بعثت کے بعد بھی لکھ پڑھ سکتے تھے یا نہیں؛ تو حق یہ ہے کہ آپؐ لکھنے پڑھنے پر قادر تھے۔ چنانچہ وحیِ الٰہی کے ذریعہ آپؐ ہر چیز کو جانتے اور بقدرتِ خُدا ہر اُس کام پر قادر تھے جس سے دُوسرے تمام لوگ عاجز تھے لیکن مصلحتاً خود لکھتے نہ تھے۔ اور اکثر اوقات دُوسروں کو خطوط پڑھنے کا حکم فرماتے۔ اور کسی انسان سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا تھا چنانچہ حدیث صحیح میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ خط لکھتے اور پڑھتے تھے۔ دُوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ جن چیزوں کے ساتھ خدا نے اپنے پیغمبرؐ پر احسان کیا ہے اُن میں سے ایک امر یہ بھی تھا کہ آپؐ اُمّی تھے۔ لکھتے نہ تھے مگر خطوط پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور دُوسری حدیثِ حسن میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (سورۃ جمعہ آیۃ ۲ پ ۲۸) جس کا ترجمہ ہے کہ وُہ خدا وُہ ہے جس نے ایک رسُولؐ اَن پڑھوں میں انہی میں سے مبعوث کیا حضرتؐ نے فرمایا کہ وُہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے لیکن چونکہ کوئی کتاب خدا کی جانب سے اب تک اُن کے لیے نہیں آئی تھی اور نہ اُن میں کوئی پیغمبر ہوا تھا اس سبب سے اُن کو اُمّی کہا۔ بسندِ معتبر منقول ہے کہ

ؔ فرقدان دو روشن ستارے قطب شمالی کے نزدیک ہیں جو اس کے گرد گھومتے رہتے ہیں اور شام سے صُبح تک ظاہر رہتے ہیں، کسی وقت غائب نہیں ہوتے۔ ۱۲ مترجم۔

امام محمد تقیؑ سے ایک شخص نے پُوچھا کہ جناب رسولِ خُدا کا نام اُمّی کیوں ہوا۔ حضرتؐ نے فرمایا سُنّی لوگ کیا کہتے ہیں اُس نے کہا وُہ کہتے ہیں کہ اس لیئے حضرتؐ کو اُمّی کہا کہ آپ اَن پڑھ تھے۔ فرمایا وُہ غلط کہتے ہیں۔ خدا اُن سے سمجھے ایسا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ خدا حضرتؐ کی شان میں فرماتا ہے کہ اُس نے اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے بھیجا جو اُن کے سامنے خدا کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر وُہ خود کچھ نہیں جانتا تھا تو ان کو تعلیم کیسے دیتا تھا۔ واللہ حضرتؐ بہتّر زبان میں لکھتے پڑھتے تھے۔ بلکہ خُدا نے ان کو اُمّی اس لیئے کہا کہ وُہ اہلِ مکّہ میں سے تھے اور مکّہ کا ایک نام اُمّ القرٰے بھی ہے جیسا کہ فرمایا ہے کہ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا۔ (آیۃ ۹۲، سورۃ الانعام پ ۷)۔ اور حدیث معتبر میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب ابوسفیان احد کی جانب بغرضِ جنگ روانہ ہوا۔ جناب عبّاسؓ نے حضرتؐ کو خط لکھا اس میں حقیقتِ حال تحریر کی۔ جب وُہ خط حضرتؐ کے پاس لایا گیا آپؐ مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرتؐ نے وُہ خط پڑھا اور اپنے اصحاب کو نہیں بتایا بلکہ مدینہ سے چلنے کا حکم دیا۔ وہاں پہنچے تو اس خط کا مضمون لوگوں سے بیان فرمایا۔ دُوسری حدیث میں فرمایا حضرتؐ لکھتے پڑھتے تھے اور دوسروں کا لکھا ہوا بھی پڑھتے تھے بلکہ بغیر لکھا ہوا پڑھ لیتے تھے اور جانتے تھے پھر لکھے ہوئے کو کیسے نہ جانتے۔ حدیث صحیح میں آنحضرتؐ سے قولِ حق تعالےٰ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ (سورۃ الانعام آیۃ ۱۹ پ ۷) کی تاویل میں منقول ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے میری جانب قرآن کو وحی کی ہے تاکہ تم کو اور ہر اُس شخص کو ہر زبان اور لُغت میں عذابِ خدا سے ڈراؤں جس تک میری دعوت پہنچے۔ اور دُوسری حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ کوئی کتاب یا وحی نازل نہ کی مگر زبان عربی میں۔ مگر وہ انبیاء کے کانوں میں اُنہی کی قوم کی زبان و لغت میں پہنچتی تھی۔ اور ہمارے پیغمبرؐ کے گوشِ مبارک میں عربی ہی زبان میں پہنچتی تھی اور ہر شخص جو حضرتؐ سے باتیں کرتا اپنی ہی زبان میں کرتا، لیکن آنحضرتؐ کے کانوں میں عربی زبان میں اس کی باتیں پہنچتی تھیں۔ اور تمام آیتیں جو حضرت جبرئیلؑ آنحضرتؐ کے پاس لاتے حضرتؐ کے احترام و تعظیم کے سبب اُنکی طرف سے ترجمہ کیا کرتے تھے۔

فصل سوم

آنحضرتؐ کی انگشتری، کپڑے، اسلحے، سواری اور تمام اسباب و سامان کا ذکر:۔

شیخ طوُسی نے بسندِ معتبر حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز جنابِ رسُولِ خدا نے اپنی انگوٹھی امیر المومنینؑ کو دے کر فرمایا کہ اس پر محمدؐ بن عبداللہ نقش کرالاؤ۔ جناب امیرؑ نے حکاک کو نقش کے لیئے دے دی۔ اُس نے محمد بن عبداللہ نقش کر دیا۔ دُوسرے روز حضرت علیؑ نے انگوٹھی حکاک سے واپس لی تو دیکھا کہ اس پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے تجھ کو یہ کندہ کرنے کو تو نہیں کہا تھا۔ اُس نے کہا یا حضرت آپ بجا فرماتے ہیں مجھ سے غلطی ہو گئی میرے ہاتھ سے ایسا ہو گیا۔ امیر المومنینؑ وُہ انگوٹھی آنحضرتؐ کے پاس لائے اور واقعہ بیان کیا۔ آپ نے اس کو اپنی انگلی میں پہن لیا اور فرمایا میں محمدؐ بن عبداللہ بھی ہوں اور محمدؐ رسُول اللہ بھی ہوں۔ دوسرے روز صبح کو

جب اس کو دیکھا تو اس کے نیچے "علیاً ولی اللہ" بھی نقش تھا۔ حضرتؐ کو حیرت ہوئی۔ اُسی وقت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا خدا فرماتا ہے کہ اے میرے حبیبؐ جو تم نے چاہا تم نے نقش کیا اور جو ہم نے چاہا ہم نے نقش کیا۔ دوسری معتبر حدیث میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اُس کے نگینہ پر محمدؐ رسول اللہ کندہ تھا۔ دُوسری معتبر حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا دوسری پر صَدَقَ اللّٰہ تحریر تھا۔ حدیث معتبر میں امام محمدؑ باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ تین کلاہ رکھتے تھے ایک یمنہ دوسری بیضا جو سفید تھی تیسری مضربہ تھی جس کے دو گوشے تھے جس کو جنگ کے موقع پر پہنتے تھے اور ایک چھوٹا عصا تھا جس پر آپ تکیہ کر لیا کرتے تھے۔ اور عید کے دنوں اپنے ہمراہ صحرا میں لے جایا کرتے تھے اور خطبہ پڑھتے وقت اُس پر تکیہ کرتے تھے اور ایک چھڑی تھی جس کو مشوق کہتے تھے اور ایک خیمہ تھا جس کو رکن کہتے تھے ایک پیالہ تھا جس کو متیعہ کہتے تھے اور ایک دُوسرا پیالہ تھا جس کو ری کہتے تھے۔ حضرتؐ کے پاس دو گھوڑے تھے ایک کا نام مرتجز اور دوسرے کا سکب تھا۔ دو خچر تھے۔ ایک کو دُلدُل دوسرے کو شہبا کہتے تھے۔ دو اُونٹنیاں تھیں غضبا و جذعا۔ چار تلواریں تھیں ذوالفقار، عون، مجذم اور رسوم۔ ایک ٹٹو تھا جس کو یعفو کہتے تھے۔ ایک عمامہ تھا سحاب نام۔ ایک زرہ تھی ذات الفضول جس کی تین کڑیاں چاندی کی تھیں ایک سامنے اور دو پیچھے۔ حضرتؐ کا ایک علَم تھا جس کو عقاب کہتے تھے۔ ایک باربرداری کے لیئے اُونٹ تھا دیباج نامی۔ ایک لوا تھا جس کو معلوم کہتے تھے اور ایک خود تھا جس کو سعد کہتے تھے۔ ان تمام چیزوں کو حضرتؐ نے اپنی وفات کے وقت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور اپنی انگوٹھی اُتار کر ان کی انگشت مبارک میں پہنا دی تھی۔ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی ایک تلوار کے قائمہ میں مجھے ایک صحیفہ ملا جس میں بے شمار علوم تھے۔ اُن میں یہ تین باتیں بھی تھیں کہ "اُس کے ساتھ تعلق قائم کرو جو تم سے تعلق قطع کرے؛ حق بات کہو اگرچہ تم کو نقصان ہی پہنچے، اور اُس کے ساتھ احسان کرو جو تمہارے ساتھ بُرائی کرے۔

دُوسری حدیث میں منقول ہے کہ جب رسُولؐ خدا نے خیبر فتح کیا آپؐ کو ایک ٹٹو غنیمت میں حاصل ہوا۔ وُہ بقدرتِ خدا گویا ہوا کہ میرے مورث اعلٰے کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا ہوئے جن میں سے ہر ایک پر سوائے پیغمبروں کے کوئی سوار نہیں ہوا۔ اور اُس نسل سے بجز میرے کوئی باقی نہیں ہے اور آپ کے سوا کوئی پیغمبر بھی باقی نہیں ہے۔ میں ہمیشہ سے انتظار میں تھا۔ اس سے پہلے ایک یہودی کی مِلک میں تھا اور دانستہ سرکش بنا ہوا تھا اور اس کو اپنی پُشت سے گرا دیا کرتا تھا۔ وُہ میری پیٹھ اور پیٹ پر مارتا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا میں نے تیرا نام یعفور رکھا۔ اور فرمایا تجھے کسی مادہ کی ضرورت ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ جب اُس سے کہا جاتا کہ رسُولؐ خدا تجھ کو بُلاتے ہیں تو فوراً دوڑتا ہوا آتا تھا۔ جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی وُہ بہت بےچین ہوا۔ اور رنج و غم کی شدت کے سبب اپنے کو کنوئیں میں

گرا دیا اور مر گیا۔ وُہی کنُواں اس کی قبر بن گیا۔ دوسری حدیث میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرتؐ کا ایک ناقہ قصوا نامی تھا۔ جب حضرتؐ اس کی سواری سے اُترتے مہار اُس کے گلے میں ڈال دیتے اور وُہ گھومتا پھرتا تھا۔ مُسلمان اس کا احترام کرتے تھے اور اس کو کھانے کو دیا کرتے تھے۔ ایک روز اُس نے سمرہ ابن جُندب کے خیمہ میں اپنا سر داخل کیا اس نے اس کو ڈنڈے سے مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ اس نے آنحضرتؐ کے پاس آکر سمرہ کی شکایت کی۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کی ناک کا حلقہ چاندی کا تھا۔ دُوسری روایت میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے گھر میں ایک جوڑا سُرخ کبوتر کا تھا۔ دوسری چند حدیثوں میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ گول تھا۔

بسند معتبر علی بن مہریار سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہاتھ میں فیروزہ کی انگوٹھی تھی جس پر ان اللہ الملک نقش تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ وُہ پتھر ہے جس کو جناب جبریلؑ آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہدیہ کے طور پر لائے تھے اور حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو اسے عطا فرمایا تھا۔ بسندِ معتبر عبداللہ بن سنان سے منقول ہے وُہ کہتے ہیں کہ حضرت صادقؑ نے ایک انگوٹھی جناب رسولؐ اللہ کی مجھ کو دکھائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور نگینہ سیاہ جس پر دو سطروں میں محمدؐ رسول اللہ لکھا تھا۔ دُوسری معتبر حدیث میں اُنہی حضرت سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی تلوار کا قبضہ چاندی کا تھا۔ اور بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت کی ذوالفقار آسمان سے جبریلؑ لائے تھے جس کا قبضہ چاندی کا تھا۔ آنحضرتؐ کے تمام سامان و اسلحے اور کپڑے وغیرہ کا تذکرہ میں کتاب حُلیتہ المتقین اور بحارالانوار میں کر چکا ہوں۔ یہاں اتنا ہی کافی ہے۔

فصل چہارم

یتیم، ضال، اور عائل کے معنی و مطالب کے بیان میں:-

خداوندِ عالم نے فرمایا ہے وَالضُّحٰی ۙ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی قسم ہے وقت چاشت کی اور رات کی جبکہ اُس کی تاریکی زیادہ اور قائم ہو جاتی ہے یا چیزوں کو چھپا لیتی ہے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰی تمہارے پروردگار نے تم کو نہ چھوڑ دیا ہے کہ پھر وحی نہ بھیجے گا اور نہ تم سے ناراض ہے جیسا کہ وحی دیر میں آنے کے سبب کفار کہتے ہیں وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی البتہ تمہارے لیئے دُنیا سے آخرت بہتر ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی۔ اور خدا عنقریب تم کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ زید بن علی سے روایت ہے کہ رضائے سرورِ کائنات اس میں ہے کہ خدا آپؐ کے اہلبیتؑ کے ہمراہ آپؐ کے دوستوں اور محبوں کو بہشت میں داخل کرے گا۔ حدیث معتبر میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسولؐ خدا حضرت فاطمہؑ صلوات اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ آپؑ چکی چلا رہی ہیں اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ اُونٹ کا جُل ہوتا ہے حضرتؐ یہ حال دیکھ کر روتے اور فرمایا اے فاطمہ دُنیا کی سختیاں آخرت کی ابدی نعمتوں کے عوض برداشت کرو۔ اس وقت خدا نے یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں۔ دوسری حدیث میں وارد ہے کہ خدا نے پیغمبرؐ کو وُہ شہر و ملک دکھائے جو آپؐ کی اُمت فتح کرے گی۔ حضرتؐ دیکھ کر خوش ہوتے تو خدا نے فرمایا کہ تمہارے

واسطے آخرت دُنیا سے بہتر ہے اور تمہارا پروردگار قیامت کے روز تم کو اس قدر عطا کرے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ خدا نے آنحضرتؐ کو بہشت میں ہزار قصر ایسے بخشے ہیں جنکی زمین مشک کی ہے۔ اور ہر قصر میں عورتیں اور خدمتگار اس قدر ہیں جو قصر کے شایان ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (سورۂ ضحٰے، آیات ۶ تا ۸، پ ۳۰)۔ واضح ہو کہ اس آیت کی تفسیر میں مفسّرین کے درمیان اختلاف ہے۔ **وجہ اوّل** یہ کہ کیا خدا نے تم کو یتیم بغیر باپ ماں کے نہیں پایا۔ تو تم کو عبد المطلب اور ابو طالب کے ذریعہ پناہ دی اور تمہاری تربیّت و حفاظت پر ان کو موکل کیا اور تم کو گم شدہ پایا یعنی تم اپنے دادا سے مکّہ کے دروں میں گُم ہو گئے تھے یا اپنی دایہ حلیمہؓ سے گم ہو گئے تھے تو عبد المطلب کی تمہاری طرف رہنمائی کی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرتؐ ایک سفر میں ابو طالبؑ کے ہمراہ تھے رات کو شیطان نے آکر حضرتؐ کے ناقہ کی مہار پکڑ لی اور راستہ سے الگ کر دیا۔ پھر جبریلؑ آئے اور شیطان کو بھگا دیا اور ناقہ کو قافلہ سے ملحق کر دیا۔ اور اے رسولؐ تم کو عائل یعنی مفلس و تہی دست پایا تو خدا نے خدیجہؓ کے مال سے اور کافروں کی غنیمتوں سے غنی کر دیا۔ حدیث معتبر میں منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السّلام سے لوگوں نے پوچھا کہ خُداوندِ عالم نے کس سبب سے آنحضرتؐ کو یتیم کر دیا اور آپؐ کے ماں باپ کو آپؐ کی کم سنی میں دُنیا سے اُٹھا لیا؟ فرمایا اس لیئے کہ آنحضرتؐ پر کسی مخلوق کا کوئی حق نہ رہے۔ اور دوسری حدیثِ معتبر میں حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ اس لیئے یتیم کر دیا تھا کہ سوائے خدا کے آنحضرتؐ پر کسی کی اطاعت واجب و لازم نہ ہو۔ **وجہ دوم** امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام رضا علیہم السّلام سے منقول ہے کہ "تم یتیم تھے" کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے زمانہ کے یکتا کمالات میں مثل درِّ یتیم کے ہو۔ خدا نے تمہاری طرف لوگوں کی رہنمائی کی اور تم کو مرجع خلائق بنایا اور تم لوگوں میں گمنام تھے۔ لوگ تم کو نہیں پہچانتے تھے اور تمہاری قدر و منزلت نہیں سمجھتے تھے۔ تو اہل دُنیا کو ہدایت کی تاکہ تم کو پہچانیں اور خلائق کو تمہاری طرف محتاج کیا تو ان کو تمہارے علم سے غنی کر دیا۔ **وجہ سوم** حضرت امام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ "تم کو تنہا پایا تو لوگوں کے لیئے تم کو پناہ کا مرکز بنا دیا اور تمہاری قوم تم کو گمراہ سمجھتی تھی تو ان کو تمہاری شناخت کی ہدایت فرمائی اور پریشان اور مفلس دیکھا یا یہ کہ قوم تم کو بے مال و دولت کے سمجھتی تھی تو تم کو بے نیاز کر دیا، تمہاری دُعا کو مقبولیت کا درجہ دے کر کہ اگر پتھر کو سونا بنا دینے کی دُعا کرو گے تو مقبول ہو گی۔ اور جس جگہ غذا میسّر نہ ہو گی تمہارے اعجاز سے کھانا آ جائے گا۔ جس جگہ پانی نہ ہو گا تمہارے واسطے پانی پیدا کر دے گا اور فرشتوں کو تمہارا ہر حال میں معین و مددگار بنایا۔

ساتواں باب

آپؐ کی صورت و سیرتِ کثیر الفضائل اور جسمِ اقدس کے بعض اوصاف و معجزات کا بیان

حدیثِ معتبر میں جناب امام حسن اور امام حسین علیہم السّلام سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آپؐ کی عظمت ظاہر ہوتی تھی اور سینۂ اقدس سے ہیبت نمایاں تھی اور چہرۂ اقدس سے نور درخشاں تھا جس طرح چودھویں رات کا چاند چمکتا ہے۔ کمر سے اُوپر کچھ بلندی تھی جس سے بہت بلند معلوم ہوتے تھے سر مبارک بڑا تھا۔ سر کے بال نہ بہت گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے کھڑے۔ اکثر اوقات کان کی لَو سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔ جب کبھی زیادہ لمبے ہو جاتے تو بیچ میں سے مانگ نکال لیا کرتے تھے اور سر کے دونوں طرف بالوں کو ڈال لیا کرتے تھے۔ آپؐ کا چہرہ اقدس سفید و نورانی تھا۔ پیشانی کشادہ، ابرو باریک کمان کی طرح کھنچے ہوئے اور باہم ملے ہوئے نہ تھے۔ بعض روایات میں ہے کہ ملے ہوئے تھے۔ ایک رگ پیشانی کے درمیان تھی جو غصّہ کے وقت پھول جاتی اور اُبھر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ کی ناک کشیدہ اور باریک تھی درمیان سے اُٹھی ہوئی جس سے ایک نُور چمکتا تھا۔ ریش مُبارک گھنی ہوئی جس کے بال برابر ادھر اُدھر نکلے ہوئے نہ تھے۔ دہن اقدس بالکل چھوٹا نہ تھا۔ دانت بہت سفید براق نازک اور کشادہ تھے۔ نہایت نرم بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوئے تھے۔ اور آپکی گردن صفائی درخشندگی اور استقامت میں چاندی کی گردن کی طرح تھی جو بنائی جاتی ہے اور صیقل کی جاتی ہے۔ آپؐ کے جسم کے تمام اعضا نہایت مناسب اور قوی تھے اور سینہ اور پیٹ ایک دُوسرے کے برابر تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان کشادگی تھی اور جسم کی تمام جوڑ کی ہڈیوں کے سرے مضبوط اور ٹھوس تھے یہ شجاعت و قوّت کی نشانی ہے اور عرب میں قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔ بدن مُبارک سفید و نورانی تھا۔ سینہ کے درمیان سے ناف تک بالوں کا ایک باریک سیاہ چمکدار خط تھا مثل چاندی کے جس پر صیقل کیا ہوا ہو۔ ان کی صفائی کی زیادتی کے سبب ایک سیاہ خط معلوم ہوتا تھا۔ آپؐ کے پستان سینہ اور شکم ہر طرف بالوں سے خالی تھے۔ آپؐ کے ہاتھوں اور شانوں پر بال تھے۔ کلائیاں چوڑی اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ ہاتھ پیر مضبوط تھے۔ یہ صفتیں مردوں کے لیئے پسندیدہ اور بہادری اور طاقت کی علامتیں ہیں۔ انگلیاں لمبی، بازو اور پنڈلیاں صاف و کشیدہ تھیں۔ پیروں کے تلوے برابر نہ تھے بلکہ درمیان میں خالی تھے جو زمین پر نہ لگتے تھے۔ پشتِ پا صاف و نرم تھیں اس حد تک کہ اگر اُن پر پانی کا ایک قطرہ گرتا تو رُکتا نہ تھا،

راستہ چلنے میں مغروروں کی طرح پیروں کو زمین پر کھینچنے نہ تھے بلکہ اُٹھا کر چلتے تھے۔ سر جھکا کر چلتے جیسے کہ بلندی سے اُترتے ہیں۔ جباروں کے مانند گردن ٹیڑھی نہ کرتے۔ قدم دُور دُور رکھتے مگر متانت و وقار کے ساتھ رکھتے۔ کسی سے گفتگو کرتے تو صاحبانِ دولت کے مانند گوشۂ چشم سے نہ دیکھتے بلکہ پُورے جسم کے ساتھ اُس کی طرف مُڑ جاتے۔ بیشتر نگاہیں نیچی رکھتے اور بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ دیکھتے۔ نظر کرنے میں پُوری آنکھیں کھول کر نہ دیکھتے بلکہ گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ جس کو دیکھتے سلام میں سبقت فرماتے۔ ہر وقت غور و فکر میں رہتے کبھی غور و خوض اور کسی شغل سے خالی نہ رہتے۔ بلا ضرورت کلام نہ کرتے۔ باتیں کرتے میں پُورا دہن نہ کھولتے لیکن گفتگو واضح اور صاف ہوتی تھی۔ کلمات جامع ہوتے جن میں الفاظ کم اور معانی بہت اور حق ظاہر کرنے والے ہوتے، کلام میں زیادتی نہ ہوتی؛ اظہارِ مقصد میں کمی نہ ہوتی۔ نہایت نرم مزاج تھے۔ سختی و درشتی آپؐ کے خُلقِ کریم میں مطلق نہ تھی۔ کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ تھوڑی نعمت کو بہت جانتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ کرتے، لیکن دُنیائے فانی کی کھانے پینے کی چیزوں کی تعریف بھی نہ فرماتے۔ کبھی غصہ نہ کرتے لیکن ایسے حق کے بارے میں جو ضایع کیا جاتا ہو خدا کی خوشنودی کے لیئے غضبناک ہوتے اس طرح کہ کوئی آپؐ کو پہچان نہ سکتا؛ اور آپؐ کے غضب کے مقابلہ پر ٹھہرنے کی تاب نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ حصولِ حق کے لیئے انتقام لے کر حق کو جاری فرما لیتے۔ کسی جانب اشارہ کرتے تو چشم و ابرو سے نہیں بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرتے تعجب کے موقع پر ہاتھ اُٹھاتے اور حرکت دیتے۔ کبھی داہنے کو بائیں ہاتھ پر مارتے۔ جب خدا کے لیئے غصہ فرماتے تو بہت اظہار کرتے۔ جب خوش ہوتے آنکھیں جُھکا لیتے اور خوشی کا اظہار بہت نہ کرتے تھے۔ حضرتؐ کا ہنسنا تبسم تھا اور ہنسنے کی آواز مشکل سے ظاہر ہوتی۔ کبھی کبھی ہنسنے میں دندانہائے نورانی شبنم کے قطروں کے مانند چمکنے لگتے۔ گھر کی مشغولیت میں اوقات تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ عبادتِ خالق کے لیئے، ایک حصہ ازواج کے لیئے اور ایک حصہ اپنی ذات کیلیئے جو وقت جس کام کے لیئے ہوتا اس میں کسی دُوسرے کام میں مشغول نہ ہوتے۔ اور وقت کا جو حصہ اپنے واسطے مخصوص فرمایا تھا وُہ دُوسرے لوگوں میں صرف کیا کرتے تھے اس میں سے کچھ اپنے لیئے باقی نہ رکھتے۔ پہلے مخصوص لوگوں سے ملتے اس کے بعد باقی وقت عوام میں گزارتے۔ ہر شخص کی عزت دین میں اُس کے علم اور اُس کی فضیلت کے مطابق کرتے اور اُن کی ضرورت کے موافق انکی طرف متوجہ رہتے اور جو کچھ اُن کے فائدہ اور اُمت کی اصلاح کیلئے ضروری ہوتا بیان فرماتے اور بار بار فرماتے کہ موجودہ لوگ جو مجھ سے سُن رہے ہیں اُن لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں فرمایا کرتے تھے کہ ان کی حاجتیں مُجھ سے بیان کرو جو خود مجھ تک اپنی حاجتیں نہیں پہنچا سکتے۔ بے شبہ جو شخص کسی کی حاجت کسی بادشاہ تک پہنچاتا ہے جو خود نہیں پہنچا سکتا خداوندِ عالم روزِ قیامت اس کو ثابت قدم رکھے گا۔ ایسی ہی مفید باتوں کے سوا حضرتؐ کی مجلس میں کوئی دُوسری بات کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ حضرتؐ کسی کی لغزش اور گفتگو میں غلطی پر مؤاخذہ نہیں فرماتے تھے۔ آپؐ کے صحابہ آپ کی مجلس میں علم کے طالب ہو کر آتے اور رخصت ہوتے تو علم کی حلاوت و شیرینی لیکر جاتے اور دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کرتے تھے۔ یہ حالات تو آنحضرتؐ کے گھر جانے کے تھے جب

حضرتؐ گھر سے باہر نکلتے تو بے فائدہ گفتگو نہیں کرتے لوگوں کی دلجوئی فرماتے اُن سے نفرت نہیں کرتے تھے ہر قوم کے بزرگ کی عزت کرتے اور اس کو اس کی قوم پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کے شر سے پرہیز کیا کرتے لیکن اُن سے علیحدگی اختیار نہ فرماتے، اور اُن کے ساتھ خوشخوئی و خوش مزاجی میں کمی نہ کرتے۔ اپنے اصحاب سے ملتے رہتے اور اُن کے حالات معلوم کرتے رہتے۔ اُن کی جو اچھی باتیں لوگوں میں مشہور ہوتیں ان کی تعریف کرتے اور زیادہ ترغیب دیتے اور اُن کی بُرائیوں کو ان کی نگاہوں میں بُرا ثابت کر کے اُن کو ترک کرانے کی کوشش فرماتے۔ آپؐ کے تمام کام اعتدال کے ساتھ ہوتے افراط و تفریط سے کام نہ لیتے۔ لوگوں کے حالات سے غافل نہ ہوتے تاکہ وُہ خود بھی غافل نہ ہوں اور باطل کی طرف رجوع نہ ہو جائیں۔ اور حق کے اظہار میں کوتاہی نہ کرتے اور اس سے دست بردار نہیں ہوتے تھے۔ نیک لوگوں کو اپنے پاس جگہ دیتے تھے۔ آپؐ کے نزدیک زیادہ صاحبِ فضل و شرف وُہ تھا جس کی خیرخواہی مسلمانوں کے حق میں زیادہ ہوتی، اور سب سے زیادہ بزرگ وُہ تھا جو لوگوں کے ساتھ زیادہ نیکی و احسان کیا کرتا۔ حضرتؐ کی مجلس کے آداب یہ تھے کہ مجلس میں نہیں بیٹھتے اور وہاں سے نہیں اُٹھتے مگر ذِکرِ خدا کے ساتھ۔ اور مجلس میں اپنے واسطے کوئی مخصوص جگہ قرار نہ دیتے اور لوگوں کو بھی اس سے منع فرماتے۔ جب کسی جلسہ میں تشریف لے جاتے سب کے پیچھے جو جگہ خالی ہوتی وہیں بیٹھ جاتے تھے، اور لوگوں کو بھی اسی کی ترغیب دیتے۔ اپنے اہلِ مجلس میں سے ہر ایک کے ساتھ اس طرح احترام و عزت کے ساتھ التفات فرماتے کہ ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ دُنیا میں مجھ سے زیادہ حضرتؐ کے نزدیک بلند مرتبہ کوئی نہیں۔ جس کے ساتھ بیٹھتے جب تک وُہ خود نہ اُٹھتا حضرتؐ بھی نہ اُٹھتے تھے۔ اگر کوئی شخص کوئی حاجت پیش کرتا تو حتے الامکان روا کر دیتے تھے۔ ورنہ اس سے شیریں کلامی اور وعدہ کے ساتھ راضی کر لیتے آپؐ کا خلقِ عمیم تمام دُنیا پر چھایا ہوا تھا۔ تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں برابر تھے۔ آپؐ کی مجلس اقدس بردباری، حیا، سچائی اور امانت سے مملو ہوتی اُس میں شور و غل نہیں ہوتا تھا، کسی کی بُرائیاں نہیں بیان کی جاتی تھیں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی یا خطا سرزد ہوتی تو اس کا ذکر نہیں کیا جاتا تھا۔ سب کے سب آپس میں ایک دُوسرے کے ساتھ عدل و انصاف اور نیکی و احسان کا برتاؤ کرتے۔ اور ہر ایک دُوسرے کو تقوٰے و پرہیزگاری کی وصیت کرتا اور آپس میں تواضع اور عاجزی کا برتاؤ کرتے۔ بوڑھوں کی عزت کرتے چھوٹوں پر رحم کرتے اور صاحبِ حاجت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے، غریبوں کی رعایت کرتے۔

آنحضرتؐ کی عادت اہلِ مجلس کے ساتھ یہ تھی کہ ہمیشہ کشادہ رو اور نرم خو رہتے کسی کو آپؐ کی ہمنشینی سے زحمت و تکلیف نہ ہوتی۔ آپؐ تند مزاج اور سخت کلام نہ تھے۔ کبھی فحش بات زبان سے نہ نکالتے۔ لوگوں کے عیوب نہ بیان کرتے نہ بہت تعریف کرتے۔ اگر کوئی بات خلافِ مزاج ہو جاتی تو نظر انداز فرماتے کوئی شخص آپؐ سے نا اُمید نہیں ہوتا تھا۔ کسی کی اُمید آپؐ سے منقطع نہیں ہوتی تھی۔ کسی سے لڑتے نہ تھے بہت باتیں نہ کرتے جس چیز سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اس کی طرف التفات نہ کرتے۔ کسی کی مذمت نہ کرتے کسی کی سرزنش نہ فرماتے۔ لوگوں کے عیوب اور غلطیوں کی جستجو نہ کرتے۔ کسی امر میں کلام نہ کرتے سوائے

اُس کے جس میں ثواب کی اُمید ہوتی۔ جب حضرتؐ گفتگو کرتے تو اہلِ مجلس سر جُھکا کر اس طرح خاموش و ساکت ہو جاتے گویا کہ اُن کے سروں پر طیور بیٹھے ہیں۔ حضرتؐ کے سامنے لوگ شور و غل اور آپس میں تکرار نہ کر سکتے۔ اگر ایک شخص بات کرتا تو دُوسرے لوگ خاموش ہو کر غور سے سُنتے۔ اس کی باتوں کے خلاف کلام نہ کرتے۔ حضرتؐ لوگوں کے ساتھ اُن کے ہنسنے اور تعجب میں ان کی موافقت فرماتے۔ غریبوں اور دیہاتیوں کے خلافِ ادب برتاؤ پر صبر کرتے یہاں تک صحابہ ان کو اپنے ساتھ حضرتؐ کی مجلس میں لاتے اور وُہ سوال کرتے اور مستفید ہوتے۔ آنحضرتؐ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی حاجتمند کو دیکھو تو میرے پاس لاؤ۔ حضرتؐ کو خوشامدانہ مدح و ثنا پسند نہ تھی سوائے اس کے جس پر حضرتؐ نے کچھ احسان فرمایا ہوتا آپؐ کسی کی بات قطع نہ کرتے سوائے اس کے کہ وُہ گفتگو باطل ہوتی تو حضرت منع فرماتے یا خود وہاں سے اُٹھ کر چلے جاتے۔ آنحضرتؐ جب سکوت فرماتے تو چار وجہوں کے سبب۔ حلمؐ جو جاہلوں کے مقابلہ میں ہوتا جبکہ وُہ نامناسب اور بیہودہ بات کرتے، یا اس کے ضرر سے محفوظ رہنے کے لیئے سکوت فرماتے، یا ہر شخص کی قدر و منزلت کے لحاظ سے ہوتا، یا غور و فکر کے سبب سے ہوتا۔ ہر شخص کی قدر و منزلت کا لحاظ یہ کہ تمام اہلِ مجلس پر یکساں التفات فرماتے اور ہر ایک کی باتیں توجہ سے سُنتے۔ اور غور و فکر دُنیائے فانی اور دارِ بقا کے بارے میں ہوا کرتا۔ حضرتؐ کی ذات حلم و صبر کا مجموعہ تھی۔ کوئی بات آپؐ کو غضبناک نہیں کرتی تھی اور کوئی چیز آپؐ کو بے چین نہیں کرتی تھی۔ چار باتیں آپؐ کی احتیاط و پرہیز کی تھیں۔ نیکیوں کا کرنا تاکہ لوگ آپؐ کی پیروی کریں، برائیوں کا ترک تاکہ لوگ ترک کر دیں۔ جس امر میں اُمّت کا فائدہ ہو اُس میں زیادہ کوشش۔ ایسے امر کا عمل میں لانا جس میں اُمّت کے لیئے دُنیا و آخرت کی بہتری ہو۔

حدیث معتبر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولِ خدا کے چہرۂ انور کا رنگ سفید سُرخی مائل تھا، آنکھیں سیاہ اور کشادہ، ابرو باریک اور ملے ہوئے، انگلیاں متفرق اور مضبوط سُرخی مائل جن سے نور ساطع تھا، حضرتؐ کے کاندھوں کی ہڈیاں قوی، ناک کشیدہ اس حد تک کہ جب پانی نوش فرماتے تو پانی کے قریب پہنچ جاتی، کوئی حسن و سیرت میں آنحضرتؐ کے برابر نہ تھا اور نہ ہو سکتا ہے۔ دُوسری حدیث میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کے نچلے ہونٹ پر ایک خال تھا اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ کو غصہ آتا تو آپؐ کی پیشانی انور سے مثل موتیوں کے پسینہ ٹپکنے لگتا۔

عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے وُہ کہتے ہیں کہ جناب عیسےٰؑ کی انجیل میں مَیں نے پڑھا ہے کہ خُدا نے ان کو وحی کی کہ اے عیسےٰؑ اے فرزند طاہرہ بتول اہلِ سوریا کو بتا دو کہ مَیں خداوند دائم ہوں جس کو زوال نہیں۔ پیغمبرِ اُمّی کی تصدیق کر دو جو صاحب شتر و مدرعہ و عمامہ و عصا ہے۔ جس کی آنکھیں کشادہ، پیشانی چوڑی، ابرو نمایاں، کشیدہ ناک کشادہ دندان ہوں گے۔ اس کی گردن صراحی نقرہ کے مانند ہوگی جس کے نیچے سے نور ساطع ہوگا گویا اس پر سونا چڑھا ہوا ہے۔ باریک بال سینہ سے ناف تک اُگے ہوں گے۔ تمام سینہ اور پیٹ بالوں سے خالی ہوگا۔ وُہ گندمی رنگ ہوگا جب کسی مجمع میں ہوگا ہر ایک سے بلند نظر آئے گا۔ اس کے چہرے پر پسینہ کے قطرے موتیوں کے مانند ہوں گے جن سے مشک کی خوشبو آتی ہوگی۔ اُس کا مثل نہ پہلے کسی نے دیکھا ہوگا نہ بعد اُس کے دیکھا جائے گا۔ خوشبو بہت پسند کرنے والا اور بہت سی عورتوں سے نکاح کرنے والا ہوگا۔ اس کی نسل کم ہوگی اور اُس کی دُختر باب برکت سے بڑھے گی۔ جس کے لیئے بہشت میں ایسا گھر ہوگا جس میں نہ کوئی دُکھ ہوگا نہ درد و غم۔ وُہ اُس لڑکی کی آخر زمانہ میں کفالت کرے گا جس طرح زکریاؑ نے تمہاری ماں کی کفالت کی ہے اُس دُخترؑ سے دو فرزندؑ پیدا ہوں گے جو شہید ہوں گے۔ اُس پیغمبرؐ کا کلام قرآن ہوگا، دین اسلام ہوگا۔ طُوبےٰ ہے اس کے لیئے جو اُس کے زمانہ میں ہو اور اُس کا کلام سُنے۔ عیسےٰؑ نے کہا خداوندا طُوبیٰ کیا ہے؟ فرمایا ایک درخت ہے بہشت میں جس کو مَیں نے اپنے دستِ قدرت سے بویا ہے جس کا سایہ تمام بہشتوں میں ہے۔ اُس کی جڑ رضوان ہے، اُس کا پانی چشمۂ تسنیم کا ہے جس کا پانی سردی میں کافور لذت میں زنجبیل ہے۔ جو اُس کا پانی ایک گھونٹ بھی پی لے گا، کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ جناب عیسےٰؑ نے عرض کی اے پالنے والے اس میں سے تھوڑا پانی مجھے بھی عطا فرما۔ خدا نے فرمایا اے عیسےٰؑ اس کا پانی تمام اہلِ عالم پر حرام ہے جب تک وُہ پیغمبرؐ اور اس کی اُمّت نہ پی لے۔ اے عیسےٰؑ تم کو آسمان پر اٹھا لوں گا۔ پھر آخر زمانہ میں زمین پر بھیجوں گا تاکہ ان کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ وُہ اُمّت مرحومہ ہے۔

حدیث معتبر میں حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے آپؑ نے فرمایا کہ مَیں نے کسی کو پیغمبرِ خدا کے مانند نہیں دیکھا جس کے دونوں شانوں کے درمیان اتنی کشادگی ہو۔

بسندِ موثق امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ پیغمبرِ خدا نے فرمایا کہ ہم گروہِ انبیاءؑ کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔ اور مَیں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں اُسی طرح سر کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ اور دُوسری چند حدیثوں میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز جناب ابوذرؓ آنحضرتؐ کی ملاقات کے لیئے آئے معلوم ہوا کہ حضرتؐ فلاں باغ میں ہیں۔ وہاں گئے تو دیکھا کہ حضرتؐ سو رہے ہیں تو ایک سُوکھی لکڑی لے کر توڑا تاکہ امتحان کریں کہ آنحضرتؐ سو رہے ہیں یا جاگتے ہیں حضرتؐ نے آنکھیں کھولدیں اور فرمایا ابوذرؓ میری آزمائش کرتے ہو تم کو نہیں معلوم کیا کہ جس طرح مَیں تم کو بیداری میں دیکھتا ہوں اُسی طرح نیند میں بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور بسندہائے صحیح بہت سی حدیثوں میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مَیں تم کو پُشتِ سر سے اُسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔ لہٰذا نماز میں اپنی صفیں درست رکھو ورنہ خداوندِ عالم تمہارے دِلوں میں باہم مخالفت پیدا کر دے گا۔

دو حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ خداوندِ عالم نے آنحضرتؐ کے واسطے بہشت سے ہریسہ بھیجا جس کے کھانے سے چالیس مردوں کی قوّت مجامعت آنحضرتؐ میں پیدا ہوگئی۔ دُوسری روایت میں وارد ہے کہ پیغمبرؐ نے دردِ پُشت کی خدا سے شکایت کی تو خدا نے فرمایا کہ ہریسہ کھاؤ۔

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	جناب ابراہیمؑ کے غم میں محزون ہونے پر عائشہؓ کا ماریہ قبطیہ کو جریح قبطی سے متہم کرنا اور آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ کو جریح کے قتل پر مامور فرمانا اور جریح کے خواجہ سرا ہونے کا انکشاف	۸۷۸
۵۲	باونواں باب۔ آنحضرتؐ کی بیویوں کی تعداد اور اُن کے مختصر حالات	۸۷۹
	اسماء بنت نعمان سے عائشہؓ و حفصہؓ کا فریب اور اُس کا آنحضرتؐ سے پناہ مانگنا	۸۸۲
	ایک انصاری عورت کا آنحضرتؐ کو اپنا نفس بخشنے کا اظہار کرنا اور حفصہؓ کا اس کو ملامت کرنا	۸۸۴
	علیؑ حق کی نشانی ہدایت کا علَم اور خدا کی شمشیر ہیں	۸۸۶
	جناب عائشہؓ کا جناب صفیہؓ کو زبان سے آزار پہنچانا اور نزول آیت	۸۸۷
۵۳	ترپنواں باب۔ جناب زینبؓ سے تزویج کا تذکرہ اور زید بن حارثہ کے بعض حالات	۸۹۱
۵۴	چونواں باب۔ جناب اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے حالات	۸۹۳
	جناب امیرؑ کو آنحضرتؐ کا حکم کہ میرے بعد مظالم پر صبر کرنا اور آپ کی مدح	۸۹۴
	تا قیامت علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ	۸۹۴
	آلِ محمدؐ کا حق مسلمانوں پر قیامت تک واجب ہے۔	۸۹۵
	جناب رسولِ خدا کا حضرت علیؑ سے وصیت نامہ لکھوا کر اُم سلمہؓ کے سپرد فرمانا اور تاکید کہ میرے بعد کچھ نشانیاں بتا کر جو شخص تم سے یہ نامہ طلب کرے اُس کو دے دینا	۸۹۵
۵۵	پچپنواں باب۔ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کے حالات	۸۹۷
	آنحضرتؐ کے آزار پر عائشہؓ اور حفصہؓ کا اتفاق	۸۹۷
	آنحضرتؐ کا حفصہؓ سے راز بیان کرنا اور اُن کا افشا کرنا اور مذمت میں نزولِ آیت	۸۹۸
	آنحضرتؐ کا وُہ راز جو آپؐ نے حفصہؓ سے بیان فرمایا تھا	۸۹۹
	ابوہریرہؓ، انسؓ بن مالک اور عائشہؓ نے آنحضرتؐ کی طرف بہت غلط حدیثیں منسوب کی ہیں	۹۰۱
	حق علیؑ کے ساتھ ہے اور ہمیشہ اُن کے ساتھ پھرتا رہے گا	۹۰۲
	علیؑ سے حسد پر عائشہؓ کو آنحضرتؐ کی ملامت	۹۰۲
	عورتوں کو پردہ کی تاکید	۹۰۲
۵۶	چھپنواں باب۔ آنحضرتؐ کے اکثر عزیزوں، خادموں، ملازموں اور غلاموں کے حالات	۹۰۳
	جناب رسولِ خدا کا حضرت ابوطالب سے محبت کرنا اور اُن کی خدمتوں کا اعتراف	۹۰۳
	آنحضرتؐ کے خطوط اور وحی لکھنے والوں کے نام	۹۰۶
	معاویہ کو آنحضرتؐ کا کاتب ہونے کا شرف کبھی حاصل نہ ہُوا	۹۰۶
	حضرتؐ کی حفاظت کرنے والوں کے نام	۹۰۶

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	آنحضرتؐ کے عاملوں کے نام	۹۰۷
	آنحضرتؐ کے قاصدوں کے نام	۹۰۷
	آنحضرتؐ کے مداح شعرا کے نام	۹۰۷
	زوجہ عثمان بن مظعون کا حضرتؐ سے اپنے شوہر کی بے التفاتی کی شکایت کرنا	۹۰۷
	حضرتؐ کی حقیقی پھوپھی زاد بہن کا نکاح مقدادؓ سے	۹۰۸
	خاندانی حمیت کے سبب ابولہب کا حضرتؐ کی حمایت میں قریش سے جنگ کے لیئے نکلنا	۹۰۸
	مطیع والدین لڑکی کی رسولِ خدا کے نزدیک عزت و شرف	۹۰۹
	آنحضرتؐ کے دو مؤذن	۹۰۹
	آنحضرتؐ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے مومنین	۹۰۹
	جناب امیرؑ، حمزہؓ، جعفرؓ اور حسنینؑ علیہم السلام کے فضائل	۹۱۰
	مومنین سے خدا کی مُراد حمزہ، جعفر و علی علیہم السلام	۹۱۰
	جناب حمزہؓ کی مدح	۹۱۰
	بعثت سے پہلے ایک دوست کی حاجت برآری	۹۱۱
۵۷	ستاونواں باب۔ مہاجرین و انصار و صحابہ و تابعین کی فضیلت اور اُن کے بعض مجمل حالات	۹۱۳
	آنحضرتؐ کے مومن صحابہ بارہ ہزار تھے۔	۹۱۳
	مومن صحابہ کے احترام کی تاکید	۹۱۳
	آنحضرتؐ کے زمانہ کے ایک گروہ کی مدح	۹۱۴
	صاحبِ ایمان کے لیئے طوبیٰ خواہ حضرتؐ کی زیارت سے مشرف نہ ہوا ہو	۹۱۴
	آنحضرتؐ کے بعد کے مسلمان بہتر ہیں	۹۱۴
	ایمان کے درجے اور فضیلت کا معیار	۹۱۵
۵۸	اٹھاونواں باب۔ بعض اکابر صحابہ کے فضائل کا تذکرہ	۹۱۷
	حضرت عمارؓ کی مدح	۹۱۸
	آنحضرتؐ کو چار اشخاص سے محبت کا خدا کا حکم	۹۱۸
	آیۂ مودّت کے نزول پر حضرتؐ کا اصحاب سے اپنی تبلیغ رسالت کا اجر طلب کرنا	۹۱۸
	حضرت عمارؓ و مقدادؓ وغیرہ کی مدح	۹۱۹
	جناب عمار کا اپنے حق ہونے پر یقین اور بہشت کا پانچ اشخاص کے لیئے مشتاق ہونا	۹۱۹
	سابق الایمان پانچ اشخاص ہیں	۹۱۹

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	وُہ اصحاب جنہوں نے پیغمبرؐ کے بعد دین میں کوئی تغیر نہیں کیا	۹۱۹
	سات اشخاص کے لیے زمین پیدا کی گئی	۹۲۰
	عمارؓ کا آخری وقت تک حق پر ہونا	۹۲۰
	حضرت ابوذرؓ، سلمانؓ، عمار اور خود امیرالمومنینؑ کے فضائل	۹۲۲
	امیرالمومنینؑ کے شیعہ کون لوگ ہیں	۹۲۲
	جناب امیرؑ کا رضائے الٰہی میں اپنے کو فنا کرنے کا اظہار	۹۲۲
	آنحضرتؐ کا ارشاد کہ بہشت چار شخصوں کی مشتاق ہے	۹۲۳
	جناب عمارؓ کے ذمہ ایک یہودی کا قرض اور اُن کے لیئے پتھر کا سونا بننا۔ جناب رسولِ خدا کی زبانی عمار کی مدح	۹۲۴
	چند یہودیوں کا جناب عمارؓ سے مناظرہ اور ان کا دعوٰے کہ اگر رسُولؐ اللہ حکم دیں تو میں آسمان کو زمین پر گرا دوں اور زمین کو آسمان پر لے جاؤں	۹۲۵
	بلالؓ کو جناب ابوبکرؓ کا خرید کر آزاد کرنا اور اُن کا جناب امیرؑ کی تعظیم وتکریم زیادہ کرنا	۹۲۷
	صہیبؓ کا ایمان افروز اعتقاد	۹۲۸
	خبابؓ بن الارت کا حال	۹۲۸
	جناب عمارؓ کے والدین کی مدح	۹۲۹
	حضرت عمارؓ کی فضیلت	۹۲۹
	علمِ دین سیکھنے کی فضیلت اور ثواب	۹۲۹
	سلمانؓ وابوذرؓ کا مثل موالیانِ اہلبیتؑ میں ممکن نہیں	۹۲۹
	ایمان کے درجے اور اُن کی مقدادؓ، ابوذرؓ اور سلمانؓ میں تقسیم	۹۳۰
	سلمانؓ وابوذرؓ ومقدادؓ وغیرہ حوارئینِ محمدؐ وعلیؑ ہیں	۹۳۰
	حضرت عمارؓ کا شوقِ شہادت	۹۳۰
	حضرت عمارؓ کی مدح	۹۳۰
	حضرت علیؑ وسلمانؓ وابوذرؓ ومقدادؓ وعمارؓ کی مدح میں نزول آیت	۹۳۰
	علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ علیہم السّلام کی مدح اور اُن کے وسیلے سے دُعاؤں کا مقبول ہونا	۹۳۱
	سات اشخاص جو بعد رسالتمآبؐ گمراہ نہیں ہوتے	۹۳۱
	دُعائے نُور اور اُس کی تاثیر	۹۳۳
۵۹	انسٹھواں باب۔ جناب سلمانؓ فارسی کے اخلاق وخصائلِ پسندیدہ؛ فضائل اور تمام حالات	۹۳۳

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	سلمان پر اُن کے والدین کے مظالم	۹۳۴
	جناب سلمانؓ کا تینؔ راہبوں کے پاس قیام اور آخری راہب کی ہدایت سے مکہ معظمہ آنحضرتؐ کی تلاش میں آنا	۹۳۴
	جناب سلمانؓ کو آنحضرتؐ کا چارسو درخت خرما کے عوض خرید کر آزاد کرنا	۹۳۶
	خلیفہؓ دوم کے زمانہ میں جناب سلمانؓ کا حاکم مدائن ہونا؛ خلیفہؓ کا عتاب آمیز خط اور اُس کا جواب	۹۳۸
	جناب سلمانؓ کے ابتدائی حالات	۹۴۰
	جناب سلمانؓ کی خلیفہؓ اوّل کو نصیحت	۹۴۴
	جناب سلمانؓ کا علم	۹۴۴
	جناب سلمانؓ کی کرامت۔ مسجدِ نبوی میں لوگوں کا اپنے نسب پر فخر کرنا اور جناب سلیمان پر طعن کرنا	۹۴۵
	قرض دینے کا ثواب۔ جناب سلیمان کا لوگوں کو قرآن چھوڑ دینے کی وجہ بیان کرنا	۹۴۶
	جناب سلمانؓ کا یہودیوں سے آنحضرتؐ اور اہلبیتؑ کے فضائل بیان کرنا اور اُن کا سلمانؓ کو تازیانہ سے مارنا	۹۴۷
	جناب رسُولِ خدا کا حضرت سلمانؓ کی نگاہوں کے سامنے ہوکر یہودیوں کے لیئے بددُعا کا حکم فرمانا	۹۴۹
	جناب سلمانؓ کا زہد اور آپ کے لیئے ایک شخص کا مکان بنانا	۹۵۱
	جناب سلمانؓ سے فرشتہ کا باتیں کرنا	۹۵۲
	جناب سلمانؓ کا دعویٰ کہ تمام سال روزہ رکھتا ہوں تمام رات عبادت میں بسر کرتا ہوں اور ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ کا اعتراض اور اُن کا جواب	۹۵۳
	جناب سلمانؓ کا حضرت ابوذرؓ کی دعوت کرنا	۹۵۴
	حضرت سلمانؓ جناب لقمانؑ سے بہتر ہیں	۹۵۴
	محبت علیؑ کے سبب بہشت میں جناب سلمانؓ کا بلند درجہ۔ بہشت سلمان کی عاشق ہے	۹۵۴
	سلمانؓ وابوذرؓ کے درمیان مؤاخات	۹۵۴
	حضرت سلمانؓ کی مدح	۹۵۵
	جناب سلمانؓ کی وفات کے وقت اُن سے مُردہ کا ہمکلام ہونا	۹۵۷
	ملک الموت کا آنا اور مرنے والے سے گفتگو	۹۵۸
	کراماً کاتبین کا مرتے وقت تمام زندگی کے نیک وبد اعمال دکھانا	۹۵۸
	میت کو غسل دینے والوں سے اُس کی رُوح کی فہمائش	۹۵۹

باب نمبر	مضمون	صفحہ
	قبر میں پہنچنے کے بعد کی سرگزشت	۹۵۹
	خدا کے نزدیک محبوب ترین تین اعمال ہیں	۹۶۱
	جناب سلمانؓ کی وفات	۹۶۲
۶۰	ساٹھواں باب۔ جناب ابوذر غفاریؓ کے حالات اور آپ کے فضائل و مناقب	۹۶۴
	دُعائے حضرت ابوذر غفاریؓ جو اہلِ آسمان میں مشہور ہے	۹۶۶
	جناب ابوذرؓ کا نماز پڑھنا اور بھیڑیے کا آپ کی گوسفندوں کی نگہبانی کرنا	۹۶۷
	حضرت ابوذرؓ کا زہد۔ مرنے اور مبعوث ہونے میں وقفہ	۹۶۸
	جناب ابُوذرؓ سب سے زیادہ سچے ہیں	۹۷۰
	آنحضرتؐ کی جناب ابوذرؓ کے بارے میں پیشینگوئی	۹۷۱
	جناب ابو ذرؓ کی آنحضرتؐ سے محبت اور اُن کا حضرتؐ کی محبت میں پیاسا رہنا	۹۷۲
	جناب ابوذرؓ کا بنی اُمیّہ کی مذمت میں عثمانؓ کے رُو برُو حدیث بیان کرنا	۹۷۳
	جناب ابو ذرؓ کا عثمانؓ کو ایک لاکھ درہم روک رکھنے پر سرزنش کرنا	۹۷۴
	عثمانؓ کا ابوذرؓ کو ربذہ بھیجنا۔	۹۷۵
	جناب امیرؑ وغیرہم کا جناب ابو ذرؓ کو اُن کے مصائب پر تسکین و تشفّی آمیز کلمات ارشاد فرمانا وغیرہ	۹۷۷
	عثمانؓ کے قرآن چاک کرنے پر جناب امیرؑ کا رنج اور ابوذرؓ سے اظہار اور اُن کا جناب امیرؑ کی شہادت کی خبر دینا	۹۸۱
	جناب ابو ذرؓ اور معاویہ کی گفتگو ابوذرؓ کا معاویہ پر آنحضرتؐ کا لعنت کرنا بیان کرنا وغیرہ	۹۸۴
	جناب ابوذرؓ کا علانیہ احادیث رسُولؐ بیان کرنا اور بنی اُمیّہ کی مذمت کرنا	۹۸۵
	جناب ابوذرؓ کی وفات اور اُن کی تجہیز و تکفین	۹۸۶
	جناب ابوذرؓ کی کفن کے بارے میں وصیت	۹۸۷
	جناب ابوذرؓ کا خط حذیفہؓ کے نام جس میں نیک امُور پر عمل کرنے کی نصیحت	۹۸۷
	حذیفہؓ کی طرف سے خط کا جواب	۹۸۸
	جناب ابو ذرؓ کی وصیت اور انتقال اور اہلِ عراق کی ایک جماعت کا انکی تجہیز و تکفین کرنا	۹۸۹
۶۱	اکسٹھواں باب۔ مقدادؓ بن اسود کندی کے فضائل و حالات	۹۹۱
	باکرہ لڑکیاں درخت کے پھل کے مانند ہیں ان کو جلد تزویج کرنا چاہیئے	۹۹۱
	مقداد کو عثمان کا امر نیک سے باز آنے کا حکم	۹۹۲
	مقداد اور عبدالرحمٰن بن عوف کی گفتگو	۹۹۲

باب نمبر	مضمون	صفحہ
۶۲	باسٹھواں باب۔ آنحضرتؐ کی اُمّت کے فضائل اور اُن کے بعض حالات	۹۹۳
	اُمّت رسُولؐ میں گمراہ فرقوں کی صفتیں اور مذمّت	۹۹۴
	عام اُمّت کے کردار کی پیشینگوئی	۹۹۵
۶۳	تریسٹھواں باب۔ آنحضرتؐ کی وصیتیں اور وُہ تمام حالات و واقعات جو آپ کی وفات کے قریب واقع ہوئے۔	۹۹۵
	اُمّت کو قرآن و اہلبیتؑ سے متمسک رہنے کی ہدایت و تاکید	۹۹۶
	علیؑ تاویلِ قرآن پر لوگوں سے جنگ کریں گے	۹۹۶
	صحابہ کو لشکرِ اُسامہ کے ساتھ جانے کی تاکید	۹۹۶
	وقتِ وفات آنحضرتؐ کا خطبہ اور اُمّت کو عمل نیک کی تاکید	۹۹۷
	آنحضرتؐ کے آخری وقت عائشہؓ و حفصہؓ کا اپنے اپنے والد کو نماز پڑھانے کی فہمائش اور آنحضرتؐ کا اُن دونوں پر غضبناک ہوکر خود نماز پڑھانے کے لیئے مسجد میں تشریف لے جانا	۹۹۷
	لشکرِ اسامہ کے ساتھ نہ جانے والوں پر آنحضرتؐ کا تین بار لعنت کرنا	۹۹۷
	قریبِ رحلت آنحضرتؐ جبریلؑ کا منجانب خدا ایک عہدنامہ لانا اور آنحضرتؐ کا اُس کو جناب امیرؑ کے سپرد فرمانا	۹۹۹
	آنحضرتؐ کی جانب سے جناب امیرؑ پر مصائب کی تفصیل اور صبر کی تاکید	۱۰۰۰
	منبر پر آنحضرتؐ کا آخری خطبہ اور لوگوں کو عمل نیک کی تاکید اور ظلم و جور سے ممانعت	۱۰۰۱
	جناب عباسؓ سے آنحضرتؐ کا ارشاد کہ تم میرے خلیفہ ہو جاؤ اور اُن کا عُذر کہ میں بُوڑھا ہو گیا ہوں	۱۰۰۲
	جناب امیرؑ سے آنحضرتؐ کا وصیت فرمانا اور اپنے تبرکات عطا فرمانا اور تمام چیزیں اُن کے سپرد کرنا	۱۰۰۲
	تمام حاضرین سے آنحضرتؐ کی جناب امیرؑ کی اطاعت کی تاکید	۱۰۰۳
	آخری وقت آنحضرتؐ کا فرمانا کہ میرے حبیب کو بلاؤ اور جناب عائشہؓ و حفصہؓ کا اپنے اپنے والد کو بلانا، حضرتؐ کا اُن کی طرف سے مُنہ پھیر لینا آخر جناب امیرؑ کا آنا، اُن سے آنحضرتؐ کا راز کی باتیں کرنا	۱۰۰۴
	آنحضرتؐ کا اپنے آخری وقت امیر المومنینؑ کو علوم کی تعلیم دینا	۱۰۰۴
	آنحضرتؐ کی انصار سے رعایت کرنے کی وصیت	۱۰۰۵
	اُمّت کو قرآن و اہلبیتؑ کے ساتھ تمسک کی تاکید	۱۰۰۶
	آنحضرتؐ کا جناب امیرؑ اور اُن کے شیعوں کے رستگار ہونے کی خوشخبری دینا	۱۰۰۸

صفحہ	مضمون	باب نمبر
۱۰۰۸	آنحضرتؐ کا جناب فاطمہؑ واہلبیتؑ کو تمام مومنین کے سپرد فرمانا	
۱۰۰۹	جناب سیدہؑ سے آخر وقت آنحضرتؐ کا بطور راز کچھ فرمانا جس سے معصومہؑ کا خوش و مسرور ہونا	
۱۰۰۹	چونسٹھواں باب۔ آنحضرتؐ کی وفات اور آپ کی تجہیز و تکفین وغیرہ	۶۴
۱۰۱۰	تحقیق تاریخ وفاتِ آنحضرتؐ و جناب عبداللہؑ و جناب عبدالمطلبؑ و جناب خدیجہ و حضرت ابوطالب علیہم السلام	
۱۰۱۰	آنحضرتؐ کی زبانی ابوسفیان کی مذمت	
۱۰۱۱	کافور جنت میں آنحضرتؐ کے ساتھ علیؑ و فاطمہؑ کی شرکت	
۱۰۱۱	آخری وقت آنحضرتؐ کا سر آغوشِ جناب امیرؑ میں	
۱۰۱۱	جنگِ جمل کی پیشینگوئی	
۱۰۱۲	بعدِ غسل و کفن آنحضرتؐ سے جناب امیرؑ کا سوالات کرنا اور حضرتؐ کا انکو قیامت تک کے واقعات سے آگاہ کرنا	
۱۰۱۴	صحابہ کے سامنے حضرتؐ کا آخری خطبہ اور ارشاد کہ اگر مجھ سے کسی پر ظلم ہوگیا ہو تو وہ اسی دنیا میں قصاص لے لے اور اسود بن قیس کا اپنا قصاص طلب کرنا	
۱۰۱۵	آنحضرتؐ کی وفات کے وقت اہلبیتؑ رسالت کا اضطراب	
۱۰۱۷	آنحضرتؐ کی وفات پر جناب امیرؑ کی حالتِ زار اور آپ کا صبر و شکر	
۱۰۱۸	ملک الموت کا جناب فاطمہؑ سے گھر میں آنے کی اجازت طلب کرنا	
۱۰۱۸	آخری وقت ملک الموت سے آنحضرتؐ کی گفتگو	
۱۰۲۱	غسل دینے کے بعد جناب امیرؑ کا آنحضرتؐ کی لاش سے اپنا درد و غم بیان کرنا	
۱۰۲۱	جناب رسولؐ خدا اور ائمہ اطہار کی تجہیز و تکفین میں فرشتوں کا نازل ہوکر مدد کرنا	
۱۰۲۲	آنحضرتؐ پر صحابہ کا نماز پڑھنا	
۱۰۲۳	آخری وقت آنحضرتؐ کا جناب سیدہؑ کو دلاسا دینا	
۱۰۲۵	بعد وفاتِ آنحضرتؐ اہلبیت کی سقیم حالت پر خدا کی جانب سے تسلّی و تشفّی	
۱۰۲۶	آنحضرتؐ کو آخری وقت زہر دیا جانا جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی	
۱۰۲۶	خلفائے ثلاثہ کی جناب رسولِ خدا کے جنازہ سے غیر حاضری	
۱۰۲۷	غسل مس میت کا جواز	
۱۰۲۸	مصحف فاطمہؑ اور اس کی حقیقت	
۱۰۲۹	پینسٹھواں باب۔ وہ حالات جو آنحضرتؐ کے دفن کے بعد ضریح مقدس کے نزدیک ظاہر ہوئے۔	۶۵
۱۰۲۹	معاویہ کا آنحضرتؐ کا منبر توڑ کر از سر نو منبر بنوانا جس سے آفتاب کو گہن لگ گیا اور زلزلہ آیا	
۱۰۳۰	جناب امیرؑ کا ابوبکر کو آنحضرتؐ کو بعد وفات دکھانا اور حضرتؐ کا ان کو علیؑ کی اطاعت کا حکم دینا	
۱۰۳۰	لوگوں کا جناب امیرؑ کو ابوبکر کی بیعت پر مجبور کرنا اور ان حضرتؐ کا جناب رسولؐ خدا سے فریاد کرنا	
۱۰۳۱	آنحضرتؐ کے سامنے امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔	

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ خَيْرَةِ الْوَرٰى۔ اما بعد احقر عباد اللہ، محمد باقر ابن محمد تقی عفی اللہ عن جرائمہما کی تالیف سے تاریخ ولادت و وفات و معجزات و غزوات اور تمام احوال شریفۂ حضرت خاتم النبیین و اشرف المرسلین و سید المنتجبین محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حبیبِ الٰہ العالمین اور آپؐ کے آبائے طاہرین اور اصحاب متدینین کے حالات میں "حیات القلوب" کی یہ دوسری کتاب ہے اور اس کے چند ابواب ہیں۔

باب اوّل

حضرت سرورِ انبیاءؐ کا نسب مبارک اور آنحضرتؐ کے آباؤ اجداد کے حالات

پہلی فصل — آنحضرتؐ کے نسب کا تذکرہ۔

آنحضرتؐ کا مشہور شجرۂ نسب یہ ہے:۔ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بن عبداللہ وہ عبدالمطلب کے بیٹے وہ ہاشم کے وہ عبدمناف کے وہ قصی کے وہ کلاب کے وہ مرہ کے وہ لوی کے وہ غالب کے وہ فہر کے وہ مالک کے وہ نضیر کے وہ کنانہ کے وہ خزیمہ کے وہ مدرکہ کے وہ الیاس کے وہ مضر کے وہ نزار کے وہ معد کے وہ عدنان کے وہ اد کے وہ ادر کے وہ الیسع کے وہ الہمیسع کے وہ سلامان کے وہ البنت کے وہ حمل کے وہ قیدار کے وہ اسمٰعیل کے وہ ابراہیم خلیلؑ کے وہ تارخ کے وہ ناخور کے وہ شروغ کے وہ ارغو کے وہ فالغ کے وہ عابر کے وہ شالخ کے وہ ارفخشد کے وہ سام کے وہ نوحؑ کے وہ ملک کے وہ متوشلخ کے وہ اخنوخ کے وہ الیارذ کے وہ مہلائیل کے، وہ قینان کے وہ انوش کے وہ شیث کے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ حضرت امِ سلمہ کی روایت کے مطابق عدنان اد کے بیٹے وہ زید کے وہ الثریٰ کے وہ اعراق الثریٰ کے بیٹے تھے۔ امِ سلمہ فرماتی ہیں کہ زید ہی ہمیسع ہیں اور ثری بنت۔ اور اعراق الثریٰ اسماعیلؑ ہیں۔ اور ابن بابویہ کی روایت کے مطابق عدنان اد کے وہ اود کے وہ زید کے وہ یقدد کے وہ ہمیسع کے وہ بنت کے وہ قیدار بن اسمٰعیلؑ کے بیٹے ہیں۔ اور ابن عباس کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ عدنان بن ادبن ادد بن الیسع بن الہمیسع بن یحشم بن منحز بن سالوغ بن الہمیسع بن بنت بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن تارخ بن شروغ بن ارغو بن غابر بن ارفخشد بن متوشلخ بن سام بن نوحؑ بن ملک بن اخنوع بن مہلائیل بن زبارز۔ اور ایک روایت کے مطابق